رائڈر ہیگرڈ

میری لائبریری

سیرِ ظلمات

دُنیا کا مشہُور ترین ناول

پانچ روپے آٹھ آنے

یان کی ... وانی۔ وہ عدیم المثال محاسن ہیں جن کے شکرو
احسان ... زبان اردو کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتی
اور م... سمجھتا ہوں کہ تاریخ لکھنے کا کام کسی
منصف... اور صحیح النظر نقاد کے سپرد ہوا تو
ظفر ... ان کا نام اردو کے محسنوں کی فہرست میں سب
سے ... پر نظر آئے گا۔'' مولانا عبدالمجید خاں سالک

''حا... ارف'' ، ''سنہرا گھونگا'' ، ''جنگل میں منگل''
اور ... '' مولانا کے کمالِ ترجمہ کے عمدہ نمونے ہیں۔

سیرِ ظلمات

(ایک ناول)

مصنف : رائیڈر ہیگرڈ

مترجم : مولانا ظفر علی خاں

میری لائبریری لاہور ۸

میری لائبریری میں طنز و مزاح کی دوسری کتابیں

شفیق الرحمن	لہریں	۱/۵۰
	پرواز	۱/۵۰
	حماقتیں	۳/۰۰
	مزید حماقتیں	۳/۰۰
کنہیا لال کپور	سنگ و خشت	۱/۵۰
	شیشہ و تیشہ	۱/۵۰
	چنگ و رباب	۱/۵۰
	گرد کارواں	۱/۵۰
	نرم گرم	۱/۵۰
	بال و پر	۱/۵۰
	نوک نشتر	۱/۵۰
اشفاق احمد خاں (لطیفے)	گرما گرم	۱/۵۰
شوکت محمود (کارٹون)	ڈھول کا پول	۱/۰۰
مشتاق احمد یوسفی	چراغ تلے	۱/۵۰
مرتبہ ڈاکٹر وحید قریشی	اردو کا بہترین طنز و مزاح	(زیر طبع)
" "	اردو کا بہترین انشائی ادب	۴/۰۰
" "	اردو میں شخصیت نگاری	(زیر طبع)
احمد جمال پاشا	اندیشۂ شہر	۲/۰۰

تعارف

مولوی محمد عزیز مرزا بی۔ اے (آنرز) ایف۔ آر۔ اے ایس سابق ہوم سکرٹری گورنمنٹ نظام

صدا ایک ہی رُخ نہیں ناؤ چلتی   چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

ہر قوم کا لٹریچر اس کی تہذیب اور معاشرت کا آئینہ ہے۔ انگریزی حکومت نے اہل ہند پر مغربی تہذیب کا دروازہ کھول دیا ہے اور جو کام برسوں میں ہونے کا تھا وہ اشاعتِ تعلیم کی بدولت دنوں میں ہو گیا ہے بحسب مقتضائے اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ سب لوگوں کے دلوں میں ایک عجیب ولولہ پیدا ہو گیا ہے جو قبلہ نما کی طرح جس پہلو سے دیکھو مغرب کی طرف رہبری کرتا ہے۔ لباس کو دیکھو سواری کو دیکھو۔ مکانات کو دیکھو۔ یہاں تک کہ ہاتھ کی چھڑی کو دیکھو سب کا میلان اسی طرف ہے۔ اگر چشم ظاہر بیں کی دلفریبیوں سے قطع نظر کرکے حواس باطنی سے کام لیا جائے تو بھی یہی سماں نظر آتا ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے خیالات پر بھی مغربی روغن چڑھ گیا ہے۔ اور عادات و اطوار میں بھی اسی کا جلوہ نمودار ہے۔ ہر شخص کے سر پر مغربی تہذیب کا جن سوار ہے کہ اُس کو کچھ نہیں سوجھتا۔ نہ دریا کا خیال ہے نہ دلدل کا۔ نہ کوہ کا نہ بیابان کا۔ نہ گڑھے کا خوف ہے نہ خندق۔ آنکھیں بند کئے سیدھا اس مقام کی طرف جس کو اپنے نزدیک منزل مقصود سمجھتا ہے چلا جاتا ہے پس جو حالت کہ ہماری سوسائٹی کی ہے وہی ہمارے لٹریچر کی بھی ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اخبارات اور رسالے تیز پا ترقی کر رہے ہیں بیجا مبالغے اور عاشقانہ زور شور کے بجائے ہماری شاعری فطرت و حقیقت کا رنگ پکڑتی جاتی ہے اور

عجیب و غریب افسانوں اور فوق العادت قصّوں کے بجائے تاریخی اور واقعاتی ناول نمودار ہوتے جاتے ہیں۔ طرزِ تحریر میں بھی ایک نیا رنگ پیدا ہوگیا ہے۔ اور نئے نئے محاورے اور جدید خیالات زبان کو وسیع کر رہے ہیں۔ لیکن یہ زمانہ دراصل انقلاب کا زمانہ ہے۔ مشرق اور مغرب میں مقابلہ ہو رہا ہے اور اقتضائے زمانہ کے لحاظ سے مغرب کے قدم آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک زبردست ہاتھ ہے کہ کھینچے لئے جا رہا ہے۔ ایسے نازک زمانہ میں ضرور ہے کہ ہر فردِ بشر اپنے حواس قائم اور آنکھیں کھلی رکھے تاکہ نیک و بد میں تمیز کر سکے اور خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا کَدَرْ کے مستحکم اصول سے متجاوز نہ ہونے پائے۔ اصل میں تہذیب کا مرکز نہ مغرب ہے اور نہ مشرق اور اس لئے مہذب بننے کے لئے ایک طریقہ کو چھوڑ کر دوسرے طریقہ کو اختیار کرنا ضرور نہیں ہے پس ایسی حالت میں ہم کو قدم آگے بڑھانے سے پہلے یہ بھی دیکھ لینا چاہئے کہ راستہ صاف ہے کوئی خندق یا دلدل تو حائلِ راہ نہیں ہے اور کہیں کوئی درندہ یا دیو تو ہماری تاک میں کمین گاہ لگائے نہیں بیٹھا ہے بلحاظ اقتضائے زمانہ یورپ کی طرح ہندوستان میں بھی ناولیں پڑھنے کا شوق ہوگیا ہے ایک طرف تو بہت سے لوگ ترجموں میں مصروف ہیں اور دوسری طرف ایک گروہ مصنّفین کا بھی پیدا ہوگیا ہے۔ لیکن خواہ ترجموں کو دیکھو خواہ تصانیف کو دونوں میں ہماری طبعیتیں ناول کے پردہ میں اپنا اصلی رنگ دکھا رہی ہیں ترجمہ بھی انہیں ناولوں کا ہوا ہے جو عشق و عاشقی کے رنگ سے بھری ہوئی ہیں اور تصنیف بھی ایسی ہی ناولیں ہو رہی ہیں۔ جو انسان کے رگ و ریشہ میں عاشقانہ جذبات دوڑا دینے میں ابرقی اثر رکھتی ہیں۔ عشق اگر حقیقی نظر سے دیکھا جائے تو کوئی بُری چیز نہیں ہے بلکہ سوسائٹی کو

شائستہ کرنے اور انسان کو انسان بنانے کے لئے ایک زوردار آلہ ہے مگر جس طرح کہ ہر شے کی بھلائی افراط و تفریط سے برائی سے مُبدّل ہو جاتی ہے اسی طرح عشق میں مبالغہ کرنے سے جو نقصان کہ مسلمانوں اور اُن کی سوسائٹی کو پہنچا ہے وہ محتاجِ بیان نہیں ہے۔ فارسی علمِ ادب میں تو عاشقانہ جذبات کو اس قدر زور ہوا کہ علوم و فنون کی طرف مطلق توجّہ نہیں ہوئی اور تمام تصانیف خواہ نظم ہوں خواہ نثر عشق اور اس کی مختلف الالوان جلوہ نمائیوں سے بھری ہوئی ہیں اور چونکہ مسلمان فاتحین ہندوستان وسط ایشیا سے آئے تھے۔ جہاں کی مادری زبان ایک حدتک فارسی ہے۔ اس لئے یہی رنگ اُردو لٹریچر کی بھی روح رواں ہو گیا اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ہر بچّہ نشو و نما میں قدم رکھتے ہی عاشقانہ جذبات سے متاثر ہوتا ہے اور مجنون و وامق و فرہاد ہونے کا دم بھرنے لگتا ہے، شاعری تو عاشقانہ مبالغے سے بھری ہی ہوتی ہے۔ نثر کا بھی کوئی قصّہ ایسا نہیں ہے جو عشق کا سبق نہ پڑھاتا ہو اس قسم کے خیالات سے جو مضر اثر کہ نوجوان طبیعتوں پر پڑتا ہے اور جو نقصان کہ قوم کو اُن کی بدولت پہنچتا ہے۔ وہ محتاجِ بیان نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی حالت ہے کہ اس کی اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔ اور ایسے وقت میں جبکہ مغرب و مشرق کے اتصال سے خود بخود ایک موقع اصلاح کا پیدا ہو گیا ہے۔ ہمارا آنکھیں بند کئے اُسی لکیر کا فقیر بنا رہنا اور جو عمدہ مثالیں کہ ہمارے سامنے موجود ہیں انکو نظر انداز کر دینا سراسر اپنی قوم اور اُس کی آئندہ اُمیدوں پر ظلم کرنا ہے۔

جن لوگوں نے کہ یُورپ کی آزاد آب و ہوا میں پرورش پائی ہے اور ابتدا سے عورتوں اور مردوں کے بے روک میل جول کے عادی ہیں۔ ایسے لوگوں کی سوسائٹی پر عاشقانہ جذبات کی اشاعت کا اتنا بُرا اثر نہیں پڑسکتا

جتنا کہ بحالت موجودہ ہماری سوسائٹی پر پڑتا ہے۔ اور خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ تعلیم نسواں کو ترقی ہو رہی ہے۔ اس بات کی اور بھی ضرورت ہے کہ ہمارے لٹریچر کے کم سے کم دل بہلانے والے حصّہ کو ضرور اس قسم کی خرابیوں سے پاک ہونا چاہیئے۔ مسلمانوں کو قومی ترقی کے لئے عشق و عاشقی کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مادہ ہماری طبیعتوں کا اصلی جوہر بن گیا ہے اس کی بدولت ہم کو اس قدر ترقی ہوئی کہ عالم بالا پر پہنچ گئے۔ اور اسی کے طفیل میں اس قدر تنزّل ہوا کہ تحت الثرٰی سے اُوپر قدم نہ جما۔ ہم کو جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ باہمی ہمدردی۔ برادرانہ خلوص۔ بے ریا نفس کشی پر جوش اولوالعزمی۔ ارادوں میں مضبوطی۔ راہ سعی میں سرگرمی۔ خطروں سے بے پروائی اور قومی مفاد کو ذاتی فایدہ پر ترجیح دینے اور مل کر کام کرنے کی برکتوں سے واقفیّت اور اپنی مدد آپ کرنے کی ہے اور اس لئے اگر ہم اپنے علم ادب کو اپنی قومی ترقی کا معاون بنانا چاہتے ہیں تو ضرور ہے کہ اپنی تصنیفات میں اُنہیں امور کو پیش نظر رکھیں جو اُس کی بیخ و بنیاد ہیں نہ یہ کہ ایسی باتوں پر زور دیں جو پہلے ہی ہم کو خاک میں ملا چکی ہیں۔ پس ہمارے خیال میں یہ اچھی علامت نہیں ہے کہ گو زمانہ اور اُس کی ضرورتیں بدل گئیں مگر ہم اُس آگ کو بھڑکائے جاتے ہیں جو ہم کو جلا کر خاک کر چکی ہے۔ اور فطرت کے اُن پوشیدہ رازوں سے بے پروا ہیں جو ہم کو اس خاک سے پھر ققنس کی طرح جوہر زندگی سے آراستہ کر سکتے ہیں۔ اگر یورپین لٹریچر کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اہل یورپ ناولوں سے صرف یہی کام نہیں لیتے کہ بعض مردہ جذبات کو زندہ کر کے ایک ایسے عالم میں پہنچا دیا جائے کہ انسان معشوق خیالی کے نظارہ میں مستغرق ہو کر دُنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جائے۔ بلکہ یہی وہ ذریعہ ہے جو انسان کو بہادری۔ جراٴت۔

اولوالعزمی۔ انسانی ہمدردی۔ قومی ترقی۔ رسم ورواج کی اصلاح۔ علمی ترقی۔ انسدادِ جرائم۔ تجارت کی وسعت۔ نامعلوم ممالک کی سیر کا شوق دلانے میں کام میں لایا جاتا ہے۔ اگر کسی شخص کے ذہن میں کوئی نیا خیال آتا ہے جو ملکی ترقی کا معاون ہو تو اس کی اشاعت ملک میں ناولوں ہی کے ذریعہ سے کی جاتی ہے۔ پس ہم دیکھ رہے ہیں کہ جو چیز یُورپ میں قومی ترقی کا باعث ہے وہی ہمارے لئے بدقسمتی سے تنزّل کا موجب ہو رہی ہے اور اگر ذرا بھی غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ ایک ایسا امر ہے کہ جس کی اصلاح کچھ دشوار نہیں ہے۔ انگریزی تعلیم کی بدولت یُورپ کے علمی ذخیروں تک ہماری رسائی ہو گئی ہے اور یہ ہماری سخت کج عقلی ہے کہ ہم ان بیش بہا جواہرات سے انہیں کو منتخب کریں جو الماس کی طرح ظاہری آب وتاب کے ساتھ سیاہ دل کوئلے سے اتصال حقیقی رکھیں اور انسان کے حق میں سمّ قاتل کی طرح مُضر ہیں اور اُن گرانبہا جواہر سے چشم پوشی کریں جو موتی کی طرح آنکھوں کے لئے نور اور دل ودماغ کے لئے تقویت کا موجب ہیں۔ انہیں وجوہ سے حال میں جب میرے کرم فرما مولوی ظفر علیخاں صاحب بی۔ اے نے مجھ سے درخواست کی کہ مَیں انہیں کوئی کتاب ترجمہ کے لئے منتخب کر دوں تو میں نے اُنہیں مشورہ دیا کہ اُنہیں رائیڈر ہیگرڈ کے ناولوں میں سے کسی ناول کا ترجمہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اُن میں الف لیلہ اور داستان امیر حمزہ کی دلچسپی کے ساتھ انسانی اولوالعزمی۔ برادرانہ ہمدردی۔ بے لوث بہادری کی تصویریں فطرت کے ایسے ایسے ہولناک منظروں کے ساتھ موجود ہیں کہ انسان ایک دفعہ دیکھنے کے بعد اگر بھولنا بھی چاہے تو نہیں بھول سکتا اور بے اختیار دل میں جوش پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم بھی کوئی ایسا ہی کارنامہ چھوڑ جائیں جو صفحہ قرطاس پر ہمیشہ یادگار رہے۔ رائیڈر ہیگرڈ اس زمانہ کا بڑا ممتاز ناولسٹ

ہے۔ اور اس کی قوّتِ خیالی اس قدر قوی ہے کہ نقل کو اصل کر دکھانا اُس کے نزدیک ایک ادنیٰ کام ہے گزشتہ زمانہ میں جب اس نے دیکھا کہ اہل جرمن و فرانس نے قومی اولوالعزمی کو نظرِ طمع کے ساتھ برّاعظم افریقہ کی طرف متوجہ کیا تو یہ رائیڈر ہیگرڈ ہی کا پُر زور قلم تھا کہ اُس نے اپنے عجیب و غریب ناولوں کے ذریعہ سے افریقہ کے نامعلوم قوموں کے رسم و رواج۔ وہاں کے دہشت ناک مگر دلفریب مناظر۔ تجارتی پیداوار اور قدرتی ذرائع دولت قوم کے سامنے لاکر سیر و سیاحت اور ملک گیری کا ایسا شوق پیدا کر دیا کہ چند ہی سال میں برّاعظم افریقہ کا بڑا حصّہ انگریزوں کے دائرہ اثر میں داخل ہو گیا۔ میں بہت خوش ہوں کہ مولوی **ظفر علیخاں** صاحب نے "**سیر ظلمات**" کو ترجمہ کے لئے منتخب کیا جو رائیڈر ہیگرڈ کے ناولوں میں بھی بہت ممتاز ہے اور اس کے پڑھنے سے لوگوں کو معلوم ہوگا کہ قصّہ کی دلچسپی کے لئے صرف عشق ہی کَالْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ نہیں ہے۔ بلکہ انسان مختلف جذبات میں سے زورِ قلم جس جذبہ کو چاہئے مرکز دلچسپی بنا سکتا ہے۔ مولوی **ظفر علی خاں** صاحب نے جو علم ادب انگریزی میں اعلیٰ دستگاہ رکھتے ہیں۔ ترجمہ ایسی خوبی سے کیا ہے کہ باوجود مصنّف کے زورِ بیان کے قائم رکھنے کے اُردوئے مُعلّٰی کے روزمرّہ محاوروں کو کہیں ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے۔ اور یہی اصل تعریف ترجمہ کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جو مفید نظیر کہ مولوی ظفر علی خاں صاحب نے قائم کی ہے اس کی تقلید ملک کے دوسرے ہونہار نوجوان بھی کر کے قوم کو فائدہ پہنچائیں گے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

سیرِ ظلمات

پہلا باب

منزۂ کس کو ملی کس نے خطا کی

جنوری کا مہینہ ہے۔ آفتاب غروب ہو گیا ہے۔ ہوا میں خوب خنکی ہے۔ مرغزار کی گھاس پر برف کی ایک پتلی تہ جمی ہے۔ صنوبر اور شاہ بلوط کے درخت جن کا ایک گھنا جھنڈ دُور تک چلا گیا ہے۔ خاموش کھڑے ہیں اور اُن کا ایک پتہ بھی کہیں سے نہیں ہلتا۔ آسمان پر ابر کے سیاہ سیاہ ٹکڑے جا بجا پھیلے ہُوتے ہیں جن میں سے کبھی کبھی کوئی سیارہ ایک جھلکی سی دکھلا کے غائب ہو جاتا ہے۔ درختوں کے دوسری طرف ایک سڑک ہے اور جس شام کا ہم ذکر کر رہے ہیں اسی شام کو ایک نوجوان سکتہ کے عالم میں اُس پر کھڑا ہوا کبھی اپنے دائیں جانب دیکھتا ہے۔ اور کبھی بائیں جانب۔ اُس کے داہنے طرف بڑے بڑے لوہے کے پھاٹک ہیں جن کے دونوں طرف پتھر کے ستون ہیں۔ ان ستونوں پر سنگِ موسیٰ کے خوش وضع بُت ہاتھ میں جھنڈیاں لئے کھڑے ہیں۔ اور ان پر یہ مقولہ ثبت ہے:۔

کمندِ کوشش لگا کے تارے سپہرِ رفعت کے توڑ لاؤ

پھاٹکوں کے اندر ایک چوڑی سڑک ہے جس کے دونوں طرف شاہ بلوط کے اُن عظیم الشان درختوں کی قطاریں جنہیں زمین کی خاص تاثیرِ انسان کے پرورش کرنے والے ہاتھ۔ اور تین یا چار صدیوں کی ریاضت میں انگلستان ہی پیدا کر سکتا ہے۔ شاہ بلوطوں کی اس دو رویہ قطار کے سرے پر ایک عالیشان عمارت ہے جو پھاٹک سے شاید نصف میل کے فاصلہ پر ہوگی۔ لیکن بلندی پر واقع ہونے کے باعث قریب تر نظر آتی ہے۔ یہ عمارت اُس قسم کی ہے جس کو نیلام کرنے والے کے اشتہاروں میں عام طور پر عظیم الشان کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ عام وضع اِس کی ملکہ ایلزبتھ کے عہد کی عمارتوں کے مشابہ ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں خاندان اوٹرم کے کسی رکن نے جس کا نام صفحہ ہستی سے مٹ چکا ہے اسے ازسرِنو تعمیر کرایا تھا۔ لیکن اس کا اکثر حصّہ نہایت ہی قدیم ہے۔ کہ شاہ جان کے زمانہ میں اوّل اوّل یہ مکان بنا تھا۔ بہرکیف ہم چونکہ نیلام والے نہیں ہیں۔ اس لئے ہم اس کی کثیر التعداد خوبیوں کا تذکرہ نہیں کرتے اور نہ ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ کیونکہ حال ہی میں بعض نیلام کرنے والوں نے اس عمارت کی دلفریب خُوبیوں کا ذکر نہایت شرح و بسط اور بڑے شدومد کے ساتھ اپنے اشتہاروں میں کیا ہے۔ چھ صدیوں میں یہ پہلا ہی موقع تھا کہ اوٹرم ہال بذریعہ نیلام فروخت ہونے کو تھا۔

اس مکان کے متعلق ہم صرف اسی قدر کہنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ شاہ بلوط کے درختوں کی طرح اوٹرم ہال ایک ایسا مکان تھا جو انگلستان ہی میں دیکھا جا سکتا ہے۔ وہ محض اینٹ اور چونے کا ایک تودہ ہی نہیں تھا۔ بلکہ ایک ایسی شے تھی جو حیات اور تشخص کی صفات سے بھی متصف نظر آتی تھی یا اگر یہ قول

زیادہ مبالغہ آمیز اور شاعرانہ ہو تو کم از کم یہ کہنا تو بیجا نہ ہوگا کہ اس قدیم مکان پر بنی نوع انسان کی بہت سی ایسی نسلوں کے جداگانہ زندگی اور تشخص کا نقش ثبت تھا جن کے خیالات اور جذبات کا سلسلہ مشترک خون کے ہمجنس حلقوں کے ذریعہ سے مربوط اور وابستہ تھا۔

جو نوجوان سڑک پر کھڑا تھا وہ اس عمارت کو جو پہاڑی کی چوٹی پر واقع تھی۔ دیر تک غور سے دیکھتا رہا اور اس وقت اُس کے چہرے پر ایسی ناامیدی اور یاس کی علامتیں طاری تھیں جو نوعمر لوگوں پر اُس حالت میں جب کہ اُن پر کسی ناقابلِ تلافی نقصان کا صدمہ پڑتا ہے۔ طاری ہوا کرتی ہیں۔ جس چہرہ پر بے کسی اور یاس اس طرح پر نمایاں تھی وہ خوبصورتی کے زیور سے عاری نہ تھا۔ ہر چند اس وقت شباب کی دلفریبی اُس پر باقی نہ تھی۔ مگر یہ گندم گوں چہرہ ایسی شان عزم و استقلال دکھا رہا تھا جس کے دیکھنے سے یہ نتیجہ نکالنا کچھ مشکل نہ تھا کہ آگے چل کر اس میں درشتی پیدا ہو جائیگی۔ اس جوان کا قد و قامت موزوں اور جسم کی بناوٹ مضبوط تھی۔ قد لمبا تو نہیں تھا۔ لیکن معمول سے زیادہ سڈول تھا۔ وضع اس کی ایک ایسے شریف النسب شخص کی تھی جس نے اس یقین کو اپنے ذہن میں متمکن نہ کیا ہو کہ قدیمی نجابت دل اور دماغ اور اخلاق کے موجودہ نقائص کی حاجب ہو سکتی ہے۔ جس نوجوان کا حُلیہ اور کسی قدر قیافہ ہم نے بیان کیا ہے اس کا نام لیونارڈ اوٹرم۔ اور وہ اس وقت اپنی عمر کے تیئسویں سال میں تھا۔

جب لیونارڈ سڑک پر سکتہ کے عالم میں کھڑا ہوا اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا اور بظاہر ان لوہے کے پھاٹکوں میں سے گزرنے کا آرزومند تھا۔ مگر اس آرزو کے پورا کرنے کے لئے اپنے آپ کو قابل نہ پاتا تھا۔ تو اس نے دیکھا کہ مکان کی طرف سے گاڑیاں اور چھکڑے اُس کی طرف تیز تیز آ رہے ہیں۔ انہیں دیکھ کر وہ آپ ہی

آپ کہہ اُٹھا۔" غالباً نیلام ختم ہو چکا ہے۔ خیر موت کی طرح اس سے نبٹ لینا بھی غنیمت ہے۔"

لیونارڈ یہ کہہ کر پھاٹک کے سایہ سے نکلا اور تیز تیز قدم بڑھاتا ہوا چلا۔ سو گز کے فاصلہ پر ایک دوسرا پھاٹک تھا۔ مگر اوٹرم ہال کے پھاٹکوں کی سی اس کی شان نہ تھی۔ لیونارڈ اس میں سے گزرا اور سُرخ اینٹوں کی ایک عمارت کے دروازے پر پہنچا۔ اس عمارت کی تعمیر میں آرام و آسائش کے سوا اور کسی ظاہری شان و شوکت کا لحاظ نہ رکھا گیا تھا۔ یہ اس حلقہ کے پادری کے رہنے کا مکان تھا۔ اور اس میں اس وقت پادری جیمس بیچ رہتا تھا۔ لیونارڈ کے باپ نے جو مسٹر بیچ کا قدیمی ہم مکتب اور دوست تھا۔ مسٹر بیچ کو کئی سال پیشتر اپنے علاقہ کے پادری کے عہدہ پر مامور کیا تھا۔

لیونارڈ نے گھنٹی بجائی اور جب گھنٹی کے گونجنے کی صدا اُن کے کان میں پڑی تو اُسے ایک نیا خدشہ پیدا ہوا۔ وہ سوچنے لگا کہ دیکھوں اس مکان کے رہنے والے مجھ سے اب کس طرح پیش آتے ہیں۔ ابھی تک تو اس تپاک اور گرمجوشی کے ساتھ یہ لوگ اُس سے ملتے تھے کہ اُس وقت تک اس کے متعلق کسی قسم کا شبہ ہی نہیں ہوا تھا۔ مگر اب واقعات کی صورت دگرگوں ہو گئی تھی اس کی حیثیت اب سر ٹامس اوٹرم اوٹرم ہال کے مالک کے چھوٹے بیٹے کی نہ تھی بلکہ اب وہ ایک فقیر بے خانماں مفلس اور جعلساز دوالئے اور خودکشی کرنے والے شخص کا بیٹا تھا۔ یہ چھوٹا سا مقولہ کہ " دوست پیسے کے ساتھی ہوتے ہیں۔" جسے اُس نے اکثر سنا تھا۔ مگر جس کے صحیح معنی اسے ابھی تک نہ معلوم ہوئے تھے اُسے اب یاد آیا۔ انجیل مقدس کا بھی اُسے ایک قول یاد آیا جو اس نے گرجا میں بسا اوقات سُنا تھا۔ اور جس کی سچائی میں کسی قسم کا شک نہیں ہو سکتا تھا۔" جس کے پاس ہے

اُسے دیا جائیگا مگر جس کے پاس نہیں ہے اُس سے وہ بھی لے لیا جائیگا جو کچھ کہ اس کے پاس ہے۔"

لیونارڈ بھی اگرچہ مفلس اور قلاش تھا لیکن اُس کے قبضہ میں ایک ایسی شے موجود تھی جو اس سے لے لی جا سکتی تھی اور وہ شے ایک ایسی گنجِ بے بہا تھی جو خدا صرف جوانی کے عالم میں انسان کو عطا کرتا ہے۔ یہ دولت ایک عورت کی محبت اور اُس کے وصل سے بہرہ مند ہونے کی امید تھی جس پر وہ ہزار جان سے عاشق تھا۔ پادری جیمس بیچ کی ایک لڑکی جین نامی تھی جو حسن صورت اور سیرت کے لحاظ سے اس نواح میں اپنا نظیر نہ رکھتی تھی۔ چونکہ بچپن سے لیونارڈ اور جین ایک دوسرے کے قرب میں رہے تھے۔ اس لئے جیسا کہ قوانین قدرت کے نہ ٹلنے والے عمل سے اُمید ہو سکتی ہے اِن دونوں کے دلوں میں باطنی ربط اور کشش پیدا ہو کے روز افزوں ترقی کرتی گئی۔ حتیٰ کہ ان دونوں کو ازدواج کے معنی سمجھنے کا شعور ہوا۔ اُسی وقت سے اُن کے باہمی جذبات نے بجلی کی سرعت کے ساتھ اپنا کام شروع کر دیا۔ انجام کار اس باہمی کشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ لیونارڈ نے جین سے شادی کی درخوست کی۔ اور جین نے کچھ مُسکرا کر اور کچھ آنسو بہا کر اس درخواست کو منظور کر لیا۔ اور اس عہد نامہ پر بوسوں کی مہر ثبت کی گئی۔

ہر چند یہ ایک معمولی واقعہ تھا۔ لیکن اور باتوں کی طرح جن سے عہد شباب اور جذباتِ عشق کو تعلق ہوتا ہے۔ یہ واقعہ بھی ایک تازہ دلفریبی لئے ہوئے تھا۔ قاعدہ ہے کہ اوّل اوّل عشق کی صورت نہایت پاکیزہ نظر آتی ہے اور دل پر نہایت گہرا اثر ڈالتی ہے۔ ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے اپنی پہلی محبوبہ اور اپنی پہلی تصنیف کی ہوئی نظم کی دل و جان سے پرستش نہ کی ہو۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ جب ہم اُن کو بیس سال بعد دیکھتے ہیں تو اس وقت ہم پر کیا اثر پڑتا ہے۔

تھوڑی دیر میں دروازہ کھلا اور لیونارڈ اندر داخل ہوا اُس وقت اُسے یہ خیال پیدا ہوا کہ مجھے یہ تو ٹھیک معلوم ہی نہیں کہ مَیں یہاں کس لئے آیا ہوں حالانکہ اگر اپنے دل کی صحیح حالت کو وہ دیکھتا تو اُسے اچھی طرح پر معلوم ہو جاتا کہ وہ کیوں آیا تھا۔ وہ جین سے ملنے اور اُس کے باپ کی مرضی دریافت کرنے کے لئے آیا تھا۔ یہاں مناسب ہوگا۔ اگر اس امر کی توضیح کر دی جائے کہ جین کی نسبت سے لیونارڈ کے والدین چنداں خوش نہ تھے۔ جین کے باپ کی البتہ خواہش تھی کہ مَیں اپنی بیٹی کا عقد لیونارڈ سے کر دوں کیونکہ اگرچہ لیونارڈ چھوٹا بیٹا تھا۔ لیکن یہ سب کو معلوم تھا کہ اُسے اپنی ماں سے پچاس ہزار پونڈ ترکہ میں پہنچینگے۔ مزید برآں اُس کا بڑا بھائی ٹامس فطرتی طور پر نحیف القویٰ تھا۔ لیکن اُن کا باپ سر ٹامس اوٹرم ایک بلند نظر شخص تھا۔ اور چاہتا تھا کہ اُس کے بیٹوں کی کسی بڑے گھر میں شادی ہو اور اسی خیال سے یہ شادی باپ کے نزدیک لیونارڈ کے لئے مفید نہ تھی۔

اس لئے جب یہ بات جین کے والدین کے کانوں تک پہنچی تو انہوں نے جی میں ٹھان لی کہ جس شکار کو ہماری بیٹی کے حسن کے تیر نے مجروح کیا ہے اسے کم ازکم ایک عرصہ کے لئے نیم بسمل رکھیں۔ اور یہ کہا کہ لیونارڈ جب ڈگری حاصل کریگا اُس وقت شادی کے مسئلہ پر غور کیا جائیگا۔ زمانہ کے انقلاب کے باعث جب واقعات کی صورت بدل گئی تو انہوں نے بارہا اس امر کا تذکرہ کیا۔ کہ خوب ہوا ہم نے اس وقت جین کی شادی نہ کی۔ لیکن اس التوا نے اُن کی نظروں میں لیونارڈ کی نسبت پر کوئی اثر نہیں ڈالا۔ یہ بات یہاں تک مشہور ہو گئی تھی کہ شاید باستثنائے سر ٹامس ہر کوئی اسکو جانتا تھا۔ اپنی طرف سے لیونارڈ کو باپ سے بھی اس بات کے ظاہر کرنے میں تامل نہ ہوتا لیکن باپ

بیٹے اتنا کم ملتے تھے اور اُن میں اس درجہ بیگانگی تھی کہ بیٹے نے ایک ایسے معاملہ کو جس سے کہ اُس کو بدرجۂ غایت دلبستگی تھی۔ اُس وقت تک چھیڑنا مناسب نہ سمجھا جب تک کہ اُس سے کوئی عملی نتیجہ مترتب ہوتا نظر نہ آئے۔

پادری جمیس بیچ ایک فربہ اور قوی الجثّہ شخص تھا۔ اور اُس کی وضع و قطع معقول تھی۔ اپنی عمر بھر وہ ایسا فربہ ایسا قوی الجثہ اور ایسا معقول نظر نہیں آیا تھا جیسا کہ اس شام کو جبکہ لیونارڈ اس سے ملنے کے لئے آیا۔ وہ ڈرائینگ روم میں انگیٹھی کے سامنے ایک بہت بڑا اور پُرانا چاندی کا پیالہ دونوں ہاتھوں میں لئے اس طرح کھڑا تھا کہ دیکھنے والے کو خیال ہو کہ آپ اس پیالہ کو ابھی ابھی پورا چڑھا چکے ہیں۔ دراصل وہ اس پیالہ کے پیندے کو دیکھ رہا تھا۔ اور معائنہ کے ساتھ اُس کے بیش قیمت اور خوب صورت ہونے پر اپنی بیوی اور بچّوں کو (کیونکہ جین کا ایک بھائی بھی تھا) لکچر دے رہا تھا۔ جوں ہی کہ لیونارڈ کمرے میں داخل ہوا اُس کی نگاہ چاندی کی چمک پر پڑی اور اُس نے پہچان لیا کہ وہ پیالہ اُسی کے خاندان کی ایک یادگار تھا۔

لیونارڈ کے ناگہانی اور خلافِ توقع آنے سے حاضرین کے مختلف دلی جذبات عملی طور پر ظاہر ہوئے۔ انگیٹھی کے گرد چار آدمی بیٹھے آگ تاپ رہے تھے یعنی پادری اُس کی بیوی۔ اُس کا بیٹا اور جین۔ مسٹر بیچ پیالے کو چھوڑ کر لیونارڈ کی طرف گھورنے لگا۔ اس کی بیوی بھی جو ایک پھرتیلی پست قامت عورت تھی فوراً لیونارڈ کی طرف اس طرح متوجہ ہوئی جیسے کٹھ پتلی تار کے اُوپر پھرتی ہے۔ اور بولی " اخاہ ہمیں کب خیال ہو سکتا تھا کہ آپ سے ملنے کی غیر مترقبہ نعمت ہمیں حاصل ہوگی۔" اُدھر اُس کا بیٹا جو ایک صحیح الجسم نوجوان تھا۔ اور لیونارڈ کا ہمعصر اور ہم مکتب تھا بولا کہ " آہا یار مجھے تو ہرگز اُمید نہ تھی کہ مَیں آج تمہیں یہاں

دیکھونگا" یہ فقرہ بظاہر گو معمولی تھا لیکن لیونارڈ کے دل کی چبھن کو اُس نے اور دو بالا کر دیا۔

جین ایک صحیح قد اور قبول صورت لڑکی تھی۔ اُس کے بال بھورے اور چمکدار تھے۔ وہ ایک چوکی پر بیٹھی ہوئی آگ تاپ رہی تھی۔ اور اپنے باپ کے لکچر کو جو ایک پُرانے برتن پر تھا۔ نہایت بے اعتنائی سے سُن رہی تھی۔ ایک صرف وہی ایسی تھی جو اس قسم کے کلمات کو زبان پر نہ لائی۔ بلکہ نہایت گرمجوشی اور بشاشت سے اُٹھی اور لیونارڈ کی طرف یہ کہہ کر بڑھی "میرے لیونارڈ! پیارے لیونارڈ!"

مسٹر بیچ نے اپنی بیٹی کی طرف قہر آلود نگاہ سے دیکھا اور ساتھ ہی ایک ایسے لہجہ میں جس سے پدرانہ شفقت اور بزرگانہ تنبیہ ظاہر ہوتی تھی۔ جین کو ڈانٹا۔ جین بچاری اس طرح رُک گئی کہ گویا ایک فرمان واجب الاذعان نے جسے وہ ایک لمحہ کے لئے بھول گئی تھی اُسے یکایک ہوشیار کر دیا تب مسٹر بیچ پیالے کو نیچے رکھ کر لیونارڈ کی طرف خندہ پیشانی اور ہمدردانہ وضع سے بڑھا اور کہنے لگا:۔

"عزیز من تمہارا کیا حال ہے۔ ہم کو تو امید نہ تھی کہ ہم تمہاری یہ حالت دیکھیں گے۔"

لیونارڈ۔ (تلخی کے لہجہ میں) "دیکھتے تو یہاں آپ ایسی حالت میں مجھے ہرگز نہیں لیکن مَیں نے اور ٹامس نے یہ سمجھا تھا کہ نیلام صرف تین دن تک رہیگا۔"

مسٹر بیچ۔ "سچ ہے پہلے اشتہار کے مطابق نیلام تین روز کا تھا لیکن نیلام والے نے دیکھا کہ اس عرصہ میں نیلام ختم نہیں ہو سکتا اوٹرم ہال جیسے قدیم مکان کا سامان لازمی طور پر کثیر المقدار ہونا چاہیئے۔"

لیونارڈ۔ "ہاں"

مسٹر بیچ۔ یہ خوشی کا مقام ہے کہ مجموعی حالت سے تمام چیزیں اچھی بِک گئیں۔

اور خوب اچھی بک گئیں۔ اور زیادہ تر شکریہ کا مستحق جائداد کا نیا مالک ہے کہ اس نے بہت سی اشیاء خریدیں۔ مَیں نے بھی یہ صراحی دس شلنگ فی اونس کے حساب سے خریدی ہے۔

لیونارڈ (رکھاوٹ سے) "خوب! مَیں ہمیشہ یہی سمجھا تھا کہ اس کی قیمت پچاس شلنگ فی اونس تھی"

اس کے بعد تھوڑا سا سکوت ہوا اور اس اثناء میں سوائے مسٹر بیچ اور لیونارڈ کے تمام حاضرین ایک ایک کر کے کمرہ سے چلے گئے۔ سب سے آخر جین نکلی اور جب وہ پاس سے ہو کر گزری تو لیونارڈ نے دیکھا کہ اسکی آنکھیں پُرنم تھیں۔

مسٹر بیچ۔ (جین سے جب وہ دروازہ میں تھی بامعنی لہجہ میں) پیاری جین مجھے امید ہے کہ تم کھانا کھانے کی میز پر اچھا سا لباس پہن کر آؤ گی۔ تمہیں معلوم ہے۔ کہ نوجوان مسٹر کوہن آنے والے ہیں۔ مَیں چاہتا ہوں کہ کوئی شخص اُن کے استقبال کے لئے موجود رہے"

جین نے اس کا صرف یہی جواب دیا کہ کمرے سے چلی گئی۔ اور دروازہ بند کرتی گئی جس سے صاف ظاہر تھا کہ اس مہمان کی آمد جین کو کسی طرح پسند نہ تھی پھر مسٹر بیچ نے ایک ایسے لہجے میں جس سے ہمدردی ٹپکتی تھی۔ لیکن جو لیونارڈ کو سخت ناگوار معلوم ہوا۔ لیونارڈ سے مخاطب ہو کر کہا "ہاں لیونارڈ یہ ایک افسوسناک معاملہ ہے۔ لیکن تم بیٹھ کیوں نہیں جاتے"

لیونارڈ (کرسی لے کر) "بیٹھتا تو اُس وقت جب مجھ سے کوئی بیٹھنے کو کہتا"

مسٹر بیچ "مَیں یقین کرتا ہوں کہ مسٹر کوہن تمہارا دوست ہوگا ہے نہ؟"

لیونارڈ۔ "ہاں اُس سے میری جان پہچان ہے دوستی نہیں ہے۔"

مسٹر بیچ - "یہ کیوں؟ میرا تو یہ خیال تھا کہ تم ہم مکتب ہو"

لیونارڈ - "ہاں، مگر میری اُس سے بنتی نہیں"

مسٹر بیچ - میرے پیارے لڑکے یہ محض تعصب ہے اس میں شک نہیں کہ یہ ایک صغیرہ گناہ ہے۔ لیکن اس کی تم کو اصلاح کرنی چاہیئے یہ بھی قدرت کا تقاضا ہے کہ جو شخص ایک دن اوبرم کا مالک بننے والا ہو۔ اس سے تمہاری نہ بنے۔ مجھے تمہاری حالت پر نہایت افسوس ہے مگر کم ازکم اس خیال سے تم کو ایک گونہ تسلّی ہونی چاہیئے۔ کہ جب تمام امور کا تصفیہ ہو جائیگا تو تمہارے ناشاد باپ کے قرض کی ادائی کے لئے کافی رقم پس انداز ہو رہے گی۔ ہاں اب یہ بتاؤ کہ میں تمہاری یا تمہارے باپ کی کوئی خدمت کر سکتا ہوں؟"

لیونارڈ نے اپنے دل میں سوچا کہ میرے باپ کے افعال خواہ کتنے ہی قبیح اور مذموم ہوں لیکن پادری جمیس بیچ کے لئے یہ ہرگز زیبا نہیں ہو سکتا کہ وہ اس کے بُرے افعال کا اعادہ کرے۔ کیونکہ دنیاوی جاہ و ثروت اس پادری کو جو کچھ حاصل ہے وہ سب میرے باپ کا طفیل ہے۔ لیکن اس وقت وہ اپنے باپ کی حمایت نہیں کر سکتا تھا۔ اور ایسا کرنا خارج از امکان تھا۔ اس لئے اُس نے سوچا کہ اس وقت مجھے اپنا مطلب کسی نہ کسی طرح نکالنا چاہیئے۔ اس خیال سے وہ بولا۔ "مسٹر بیچ البتہ" آپ مجھے مدد دے سکتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ہم دونوں بھائیوں پر مصیبت اور تکلیف کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے۔ اور یہ عذاب کوئی ہمارے اپنے قصور سے ہم پر نازل نہیں ہوا۔ ہمارا قدیمی گھر بک گیا ہے۔ مال و دولت جواب دے چکے اور ہمارے ذی عزّت نام کو دھبّہ لگ گیا ہے۔ اس وقت میرے پاس سوائے دو سو پونڈ کے جو مَیں نے ایک ذاتی مقصد کے لئے اپنی جیب خرچ میں سے جمع کئے اور کچھ نہیں۔ نہ میرا کوئی پیشہ ہے اور نہ میں کالج کی ڈگری ہی حاصل

کر سکتا ہوں کیونکہ میرے پاس اس قدر روپیہ نہیں کالج کے مصارف کا کفیل ہو۔"
مسٹر بیچ (یہ خیال کر کے کہ لیونارڈ کچھ سوال کرنے والا ہے) "کیسے افسوس کا مقام ہے۔ لیکن میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں۔ میرے بچے خدا پر توکل کر وہ مستحقین و متوکلین کی ہمیشہ تاکید کرتا ہے۔"
لیونارڈ (مضطرب ہو کر) "آپ یہ کر سکتے ہیں کہ آپ جین کے مجھ سے منسوب ہونے کے واقعہ کو علیٰ رؤس الاشہاد ظاہر کر دیں۔ میں جانتا ہوں کہ میں نے آپ سے یہ بہت بڑا سوال کیا ہے۔ مگر سُنئے اگرچہ چاروں طرف مصیبت کی تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ لیکن مجھے اپنے اُوپر بھروسہ ہے آپ کی بیٹی کی محبت سے جو تحریک اور تقویت مجھے پہنچے گی - نیز اس امر کے علم کے باعث کہ اس سے شادی کرنے کے لئے مجھے اپنی حیثیت بنانی چاہئے کہ میں اُس کے اخراجات کا بار اُٹھا سکوں مجھے یقین واثق ہے کہ میں اپنی کوشش سے تمام مشکلات پر غالب آجاؤں گا۔
مسٹر بیچ (غصّہ سے) "میں ایسی بیہودہ باتوں کا سُننا گوارا نہیں کر سکتا۔ لیونارڈ تم میری توہین کر رہے ہو۔ یہ امر صاف ظاہر ہے کہ اگر تمہارے اور جین کے درمیان کوئی قرارداد ہوئی تھی تو اس کا خاتمہ ہو گیا۔ نسبت کی تم نے ایک ہی کہی میں نے نسبت کا ذکر تک نہیں سُنا۔ یہ البتہ مجھ کو معلوم تھا کہ تم دونوں سے کوئی بچپنے کی حرکت سرزد ہوئی تھی۔ لیکن میں نے اُس کی وقعت پرکس جتنی بھی نہیں سمجھی۔"
لیونارڈ (بمشکل اپنا غصّہ روک کر) "حضرت معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس بات کو بھول گئے ہیں کہ چھ ماہ بھی نہیں گذرے کہ اس بارہ میں مجھ سے آپ کی گفتگو ہوئی تھی اور یہ فیصلہ قرار پایا تھا کہ جب تک میں گریجوایٹ نہ ہو جاؤں اس معاملے کی اطلاع میرے والد کو ذرا نہ پہنچے۔"

مسٹر ریچ - "میں پھر بڑے زور سے کہتا ہوں کہ تم میری توہین کر رہے ہو- تم اور میری بیٹی سے شادی کی درخواست کرو- ایک ٹکا تمہارے پاس نہیں البتہ ایک نام تمہارے جیسے تمہارے ہی قول کے مطابق تمہارے باپ نے دھبہ لگا دیا ہے- تم ایسے خودغرض ہو کہ تم نہ صرف میری بیٹی کی اُمیدوں کو خاک میں ملانا چاہتے ہو بلکہ جیسے مفلس اور قلّاش تم خود ہو ویسا ہی تم اس کو بھی بنایا چاہتے ہو- لیونارڈ مجھ کو تم سے ہرگز ایسی اُمّید نہ تھی-"

اس پر لیونارڈ نے طیش میں آکر یوں جواب دیا "تم غلط کہتے ہو- میں نے تم سے یہ درخواست نہیں کی- کہ تم اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کر دو میں نے تم سے صرف اس قدر استدعا کی تھی کہ جس حالت میں میں اپنے آپ کو اس کے قابل ثابت کروں اس صورت میں مجھ سے تم اُس کی شادی کرنے کا وعدہ کرو- لیکن اب جو ہونا تھا سو ہو چکا- جیسا کہ تم کہتے ہو میں جاتا تو ہوں- مگر جانے سے قبل جو کچھ دل میں ہے کہے دیتا ہوں- تم جین کے حسن کو اس یہودی کوہن کے پھنسانے کے لئے کام میں لانا چاہتے ہو جین کی خوشی کا تمہیں ذرا بھی خیال نہیں بشرطیکہ کوہن کا روپیہ تمہارے قبضہ میں آجائے- جین ارادے کی مضبوط نہیں اور ممکن ہے کہ تم اپنی سازش میں کامیاب ہو جاؤ- لیکن میں کہے دیتا ہوں کہ اس شادی میں تم کامیابی اور فلاح کا مُنہ نہ دیکھو گے- جو کچھ اس دُنیا میں تمہارے پاس ہے وہ سب ہمارے گھر کا صدقہ ہے- مگر اب جبکہ مصیبت نے ہم کو مُنّہ دکھایا ہے تو تم مجھی پر ہاتھ صاف کرتے ہو- اور جو کچھ میرے پاس رہا سہا تھا اس کو بھی مجھ سے چھینے لیتے ہو- میں تمہاری بیٹی سے منسوب تھا جس کا ہر ایک شخص کو علم تھا- تم اس تعلق کے منقطع کرنے سے مجھے دلدل میں اور گہرا دھنساتے ہو- خیر-

ہر چہ آید بر سر فرزند آدم بگذرد

مَیں تو اس مصیبت کو کاٹ ہی کے رہوں گا۔ لیکن یقین جانو کہ تمہارے کردار کا تمہیں نتیجہ مل جائیگا۔ اور ایک دن ایسا آئیگا جبکہ تم پچتاؤ گے۔ اور کف افسوس ملو گے کہ ہائے مَیں نے اپنی بیٹی کے ساتھ کیوں ایسا برتاؤ کیا اور لیونارڈ کے ساتھ اُس کی بے کسی کی حالت میں کیوں ایسا سلوک روا رکھا" خدا حافظ"۔ یہ کہکر لیونارڈ پلٹا اور کمرے سے نکل کر پادری کے مکان سے روانہ ہوا۔

دُوسرا باب

سوگند

جین کا بھائی آرتھر بیچ کے باہر کے کمرے میں اس انتظار میں کھڑا تھا۔ کہ لیونارڈ سے کچھ بات کرے۔ لیکن لیونارڈ بغیر کچھ کہے سُنے نکل کر چلا گیا۔ باہر برف پڑ رہی تھی لیکن اتنی گہری نہ تھی۔ کہ چاند کی روشنی جو صنوبر کی شاخوں میں سے چھن کر نیچے آتی تھی اس سے معدوم ہو جاتی۔

لیونارڈ قدم بڑھائے ہوتے چلا گیا حتّٰی کہ وہ پھاٹک کے قریب پہنچا لیکن دفعتہً اُسے محسوس ہوا کہ کوئی شخص دبے پاؤں اس کے پیچھے پیچھے آرہا ہے وہ پلٹا اور اُسے یقین تھا کہ یہ آہٹ آرتھر بیچ کے پاؤں کی ہی ہوگی۔ لیکن بجائے اس کے کہ وہ آرتھر سے دوچار ہو اُس کی نگاہ خود جین کے چہرے پر پڑی جو شاید پہلے کبھی ایسی دلفریب نظر نہ آئی تھی جیسی کہ اُس وقت چاندنی رات میں برف کے اُوپر لیونارڈ کو جب کبھی جین کا آئندہ چل کر خیال آیا اور یہ خیال بسا اوقات آتا تھا تو اُس کے تصوّر کی آنکھوں کے سامنے ایک سہی قد اور حسینہ و جمیلہ لڑکی کی تصویر پھر جاتی جس کے سُنہری گیسوؤں پر برف کے گالوں نے تازہ بندی کی تھی جس کے سینہ

میں جذبات کے تلاطم کا مدوجزر نمایاں تھا اور جین کی چمکدار اور رسیلی آنکھیں اُس پر تاسف اور ہمدردی کے ساتھ ٹکٹکی باندھے تھیں۔

وہ مضطرب ہو کر بولی "اے لیونارڈ یہ کیا ماجرا ہے کہ تم مجھ سے رخصت ہوئے بغیر چلے جا رہے ہو۔" لیونارڈ اُس کو حسرت بھری نگاہ کچھ دیر تک دیکھتا رہا کیونکہ اُس کا دل گواہی دے رہا تھا کہ مجھ کو اپنی محبوبہ کا دیدار آخری مرتبہ نصیب ہوتا ہے۔ اور اس لئے وہ اس کو اس طرح پر دیکھتا رہا جیسے کہ اس شخص کو دیکھتے ہیں جو ہمیشہ کے لئے ہم سے بچھڑنے والا ہے۔ آخر کار وہ بولا اور اُس نے جین سے یوں خطاب کیا۔ "جین تمہیں یہ پتلے جوتے پہن کر باہر برف میں نہیں آنا چاہیے تھا۔"

جین۔ "خدا کرے مجھے سردی لگ جائے۔ کہ میں ہمیشہ کے لئے ٹھنڈی ہو جاؤں تاکہ میں ان مصیبتوں سے چھوٹ جاؤں آؤ اس سامنے کے مکان میں چلیں۔ وہاں مجھے کوئی دیکھنے نہیں آئیگا۔

لیونارڈ۔ "وہاں تم کیسے پہنچو گی۔ ۵۰ گز کا فاصلہ بیچ میں حائل ہے۔ اور برف رستہ میں نہایت گہری ہے۔

جین۔ "برف کی کچھ پروا نہیں۔"

لیکن لیونارڈ کو برف کی پروا تھی اور اس مشکل کو اُس نے اپنے دل میں حل کر لیا۔ اول تو اُس نے اس رستہ کی طرف دیکھا کہ کوئی آ تو نہیں رہا۔ اور تب آگے کو جھک کر بغیر کچھ کہے اور معذرت طلب کئے اُس نے جین کو اپنی گودی میں اُٹھا لیا۔ اور مکان مذکور کی جانب چلا۔ اگرچہ جین کا وزن زیادہ تھا لیکن لیونارڈ کی یہی آرزو تھی کہ کاش یہ فاصلہ زیادہ بعید ہوتا۔ کچھ دیر میں وہ وہاں پہنچی۔ اور لیونارڈ نے نہایت آہستگی سے جین کو نیچے اُتارا۔ اور اُتارتے وقت اس کے

منہ کو بوسہ دیا۔ پھر اس نے اپنا اوور کوٹ اُتارا اور اُسے اُڑھا دیا۔
اس عرصہ میں جین نے کوئی بات نہ کی تھی۔ بیچاری بات کیا کرتی۔ عاشق سے بغلگیر ہونے کی کیفیت کچھ ایسی تھی کہ اُسے آرزو نہ ہو سکتی تھی کہ میں خود بولوں یا کچھ کروں لیونارڈ نے اس مہرِ سکوت کو توڑا اور بولا :۔

"جین تم جو مجھ سے پوچھتی ہو کہ میں تم سے رخصت ہوئے بغیر کیوں چل دیا۔ سو اُس کی وجہ یہ تھی کہ تمہارے باپ نے مجھے اپنے گھر سے نکال دیا۔ اور مجھے تاکید کی کہ تمہارے خیال سے درگزر ہوں۔"

جین (پابوسی کے ساتھ ہاتھوں کو اوپر اُٹھا کر) "یہ کیوں؟"

لیونارڈ (تلخی سے ہنس کر) "کیا تم قیاس نہیں دوڑا سکتیں؟"

جین (لیونارڈ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر یاس کے لہجے میں) "ہاں لیونارڈ میں سمجھی۔"

لیونارڈ۔ "شاید بہتر ہوگا کہ میں زیادہ واضح کر کے تم کو سمجھا دوں۔ اس سے غلط فہمی کا احتمال نہ رہے گا۔ تمہارے باپ نے مجھ سے اس لئے کنارہ اختیار کیا۔ ہے کہ میرے باپ نے میرا تمام روپیہ خورد بُرد کر دیا۔ تم نے دیکھا کہ باپ کے گناہوں کا خمیازہ بچوں کو کیسا کھینچنا پڑا اور تمہارے باپ نے مجھ سے زیادہ سختی اس لئے روا رکھی ہے اور معمول سے زیادہ روکھے پن کے ساتھ مجھے اس لئے جواب دیا ہے کہ وہ تمہاری شادی مسٹر کوہن کے ساتھ کیا چاہتا ہے جو کروڑپتی ہے اور اوڈرم کا آیندہ مالک ہے۔"

جین (کانپ کر) "میں جانتی ہوں میں جانتی ہوں مگر لیونارڈ میں تم سے کہے دیتی ہوں کہ مجھے اس سے سخت نفرت ہے۔"

لیونارڈ۔ "اگر ایسا ہے تو پھر اُس سے شادی مت کرو۔"

جین (وثوق کے لہجہ میں) "میں شادی کرنے سے پہلے مرنا قبول کرونگی"

لیونارڈ۔ "جین بات یوں ہے کہ جب آرام و آسائش نظر کے سامنے آتی ہے تو ہمیشہ آدمی برا نہیں کرتا۔"

جین (رو کر) "لیونارڈ خدا کے لئے ایسی دلخراش باتیں تو نہ کرو تم کہاں جانتے ہو میرا کیا حال ہوگا۔"

لیونارڈ۔ "غالباً میں تباہی کی سرزمین میں جاتا ہوں اور مجھے اس سے بچانا نہ بچانا تمہارے اختیار میں ہے۔ دیکھو جین اگر تم میرا ساتھ دو گی تو میں تمہارا ساتھ دونگا۔ اگرچہ قسمت اس وقت میرے خلاف ہے۔ لیکن مجھے اپنے اوپر بھروسہ ہے کہ ایک نہ ایک دن میرا نصیبہ یاوری کریگا۔ میں تمہارا عاشقِ صادق ہوں اور اس عشق کی بدولت کوئی محنت ایسی نہیں جو تمہاری خاطر میں گوارا نہ کروں۔ مگر اس کو ایک زمانہ چاہیئے۔ اور غالباً سالہا سال کا زمانہ چاہیئے۔"

جین۔ "لیونارڈ اگر میرے بس میں ہے تو میں یقیناً انتظار کروں گی۔ میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ تم کو مجھ سے اتنی محبت نہیں جتنی مجھ کو تم سے ہے۔"

لیونارڈ۔ "جین صورت معاملہ اب یوں ہے کہ یا تو تمہارے والدین جو تم سے کہتے ہیں اُس کو مانو اور مجھے چھوڑ دو۔ یا اُن سے کنارہ کرو اور میرا ساتھ دو۔ سنو چھ مہینے میں تمہاری عمر ۲۱ سال کی ہو جائیگی اور اس ملک میں کوئی انسانی طاقت کسی عورت کو مجبور نہیں کرسکتی کہ وہ اپنی مرضی کے خلاف کسی مرد سے شادی کرے یا جس مرد سے وہ شادی کرنا چاہتی ہو اُس سے اُسے روکا جائے شہر میں جس کلب میں میں رہتا ہوں اُس کا پتہ تمہیں معلوم

ہی ہے۔ تم جو خط مجھے اس پتہ پر لکھو گی وہ مجھے مل جائے گا۔ یہ تو خلافِ قیاس ہے کہ تمہارے خطوط کو روک دیا جائے یا مجھ سے خط و کتابت کرنے میں تم سے مزاحمت کی جائے۔ اس لئے مَیں تمہارے خط کا منتظر رہونگا۔ اور اگر ضرورت ہوئی تو تمہارے اکیسویں سال کے ختم ہوتے ہی میں تمہیں آکر لے جاؤنگا اور تم سے شادی کرلونگا۔ لیکن اگر تمہارا کوئی خط مجھے نہ ملا، تو مَیں سمجھوں گا کہ یا تو تم مجھے خط لکھنا ہی نہیں چاہتیں یا جو کچھ لکھنا چاہتی ہو، وہ درد انگیز ہے کہ تم نہیں چاہتیں کہ مَیں اسے پڑھوں۔ جینؔ۔ تم میرا مطلب سمجھیں"۔

جینؔ۔ "لیونارڈ مَیں سمجھتی ہوں مگر تمہاری شرطیں نہایت کڑی ہیں"۔

لیونارڈ۔ "میری جان! جو شرطیں میرے سامنے پیش کی گئی تھیں، وہ بھی کچھ کم کڑی نہ تھیں۔ چونکہ تم سے بات کرنے کا یہ آخری موقعہ ہے۔ اِس لئے ضرور ہے کہ جو کچھ مجھے کہنا ہے صاف صاف کہہ دوں"۔

ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ایک آواز اُن کے کانوں میں آئی۔ یہ آواز مسٹر بیچ کی تھی جو برآمدہ میں کھڑا ہوا پکار رہا تھا۔ "جینؔ جینؔ تم کہاں ہو"۔

جینؔ۔ "ارے یہ کیا غضب ہوا۔ مَیں پچھواڑے کے دروازے سے آئی تھی۔ لیکن امّاں میرے کمرے میں ہوں گی اور مجھے وہاں نہ پایا ہوگا۔ اب وہ دن بھر میری نگرانی کیا کرتی ہیں۔ اب مَیں کیا کروں گی؟"

لیونارڈ۔ "جاکر اُن سے کہہ دو کہ تم مجھ سے رخصت ہو رہی تھیں یہ کوئی جرم نہیں اور اس کے لئے وہ تمہیں جان سے مارنے سے رہی"۔

جینؔ۔ "وہ اس سے بھی بُرا سلوک مجھ سے کریں گے"۔ یہ کہکر اُس نے اپنے عاشق کی گردن میں ہاتھ ڈال دیئے اور اپنے مُنہ کو لیونارڈ کے سینہ پر

پر جین کا نام اور اُس کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی ایک مختصر تحریر ہے۔ اور دوسرا سُنہری بالوں کا ایک گچھا ہے جو ریشم میں بندھا ہے۔ ان چیزوں کو دیکھ کر لیونارڈ آپ ہی آپ بولا۔ کہ اس وداعی تحفہ کے شگون اچھے نہیں۔ اور پھر اوورکوٹ کو پہنکر جس میں سے جین کے جسم کی گرمی ابھی زائل نہ ہوئی تھی وہ بھی تاریکی اور برف میں غائب ہوگیا۔ اور گاؤں کی طرف روانہ ہوا۔ تھوڑی دیر میں وہ سرا میں پہنچا۔ اور ایک چھوٹے سے حجرہ میں جو قہوہ خانہ کے محاذی واقع تھا داخل ہوا۔ اس حجرہ میں کوئی چراغ روشن نہ تھا مگر دہکتی ہوئی آگ کی روشنی سے حجرہ کے اندر اُجالا ہو رہا تھا۔ اس اُجالے میں اس نے دیکھا کہ اُس کا بھائی گھٹنے پر ہاتھ ٹیکے ہوئے ایک کرسی پر بیٹھا ہوا آگ کی طرف دیکھ رہا ہے۔

ٹامس اوٹرم لیونارڈ سے دو سال بڑا تھا اور اپنے چھوٹے بھائی کی نسبت زیادہ نحیف الجثہ تھا جسمانی پھرتی اور چالاکی اس میں نہ تھی۔ اُس کا چہرہ ایک ایسے شخص کا سا تھا جو تخیل میں ہر وقت مستغرق رہتا ہو۔ اور ادراک اور تصور کی چمک نے اس کی بڑی بڑی بھوری آنکھوں کو روشن کر رکھا تھا۔ مزاج اُس کا نہایت سادہ واقع ہوا تھا۔ علم و فضل میں اُسے دستگاہ کامل حاصل تھی اور فلسفہ میں وہ ماہر تھا۔ کتب بینی اس نے بہت کی تھی مذاق اُس کا سلیم تھا۔ اور یونان کے علم و فن کے جواہرات سے اُس کی معلومات کا گنجینہ معمور تھا۔

لیونارڈ کے داخل ہونے پر اُس نے اُوپر کو نگاہ اُٹھائی اور کہا۔ "لیونارڈ تم ہو۔ تم کہاں گئے تھے"؟

لیونارڈ۔ "پادری کے مکان کو گیا تھا۔"

ٹامس۔ "وہاں تم کیا کر رہے تھے؟"

لیونارڈ۔ "آپ معلوم نہیں کیا چاہتے ہیں؟"

ٹامس۔ "البتہ! تم جین سے ملے؟"

اس پر لیونارڈ نے اپنے بھائی سے پورا قصّہ بیان کیا۔

ٹامس۔ "تمہارے خیال میں وہ کیا کریگی؟ ان واقعات کو اور اس عورت کو اگر صغریٰ و کبریٰ سے تعبیر کیا جائے تو اس کا نتیجہ نکالنا ذرا مشکل معلوم ہوتا ہے۔"

لیونارڈ۔ "ہوگا! لیکن یہ منطق کا کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ جس کے حل ہونے کی مجھے آرزو ہو۔ مَیں آپ کی اس دل لگی کا مطلب نہیں سمجھا۔ اگر آپ مجھ سے یہ سوال کریں کہ میرے خیال میں جین کیا کرے گی تو مَیں یہی کہونگا کہ جیسا اور عورتوں کا قاعدہ ہے وہ بھی ویسا ہی کریگی۔ اور میرا ساتھ چھوڑ دے گی۔"

ٹامس۔ "لیونارڈ معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری رائے عورتوں کی نسبت بہت خراب ہے۔ مجھے بھی عورتوں سے کم سابقہ پڑا ہے اور نہ مَیں چاہتا ہوں کہ مَیں اُن کے حالات سے زیادہ واقفیّت حاصل کروں۔ البتہ میں یہ ہمیشہ سے سمجھے ہوئے تھا کہ عورتیں ان خاص خاص موقعوں پر نہایت ثابت قدم اور وفادار نکلا کرتی ہیں۔ تم نے سُنا نہیں کہ عورتوں نے مصیبت کی حالت میں بسا اوقات مردوں کا ساتھ دیا ہے۔"

لیونارڈ۔ "بھائی جان میں تو ایسا نہیں سمجھتا۔ میری رائے میں عورتوں کو اپنی آسائش کا زیادہ خیال ہوتا ہے۔ اور مصیبت کے وقت وہ کسی کا ساتھ نہیں دیتیں۔ خیر شکر ہے کہ کھانا تو آپہنچا۔"

لیونارڈ نے یہ باتیں نہایت تلخی سے کہیں اور اگرچہ اُس نے بظاہر کھانے کے آنے پر اطمینان ظاہر کیا تھا۔ تاہم کچھ زیادہ رغبت سے اُس نے کھانا نہیں کھایا۔ اس بیچارے کی اشتہا کا کم ہو جانا ایسی حالت میں ایک لازمی امر تھا۔ اس پر ایک بہت بڑی مصیبت نازل ہوئی تھی۔ اور ذلت اور رسوائی کے جس داغ سے اس کے باپ نے خاندان کی عزّت پر دھبّا لگایا تھا اُس کا خیال کسی طرح سے اُس کے دل سے دُور نہ ہوتا تھا۔ اور اب ایک اور مصیبت کا اسے سامنا ہوا جو یہ تھی کہ وہ ابھی ابھی نہایت ذلت کے ساتھ اُس مکان سے نکالا گیا جہاں اُس کی پہلے بڑی آؤ بھگت ہوتی تھی۔ علاوہ اس کے وہ اُس عورت سے جدا ہوا جو اُس کو جان سے زیادہ پیاری تھی اور جن حالات میں کہ اُسے جُدا ہونا پڑا ان سے معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ جُدائی ہمیشہ کے لئے ہے۔"

لیونارڈ بہت بڑا مردم شناس تھا اور اُس میں اس سے زیادہ سمجھ تھی جس کی ایک ایسے نوجوان سے جو عشق میں مبتلا ہو توقع ہو سکتی ہے۔ وہ خوب جانتا تھا کہ جینؔ کے مزاج کی خصوصیات میں سے سب سے بڑی خصوصیّت یہ ہے کہ اُس پر واقعات متداولہ کا دباؤ پڑا۔ اور اُس نے سرِ تسلیم خم کیا۔ اور اگرچہ وہ اپنے دل کو بہت تسلّی دیتا تھا۔ لیکن وہ کوئی وجہ اس امر کے باور کرنے کی نہ پاتا تھا کہ وہ معمول سے زیادہ استقلال اس نسبت کے بارے میں ظاہر کریگی۔ پھر اُس نے سوچا کہ آیا میرے لئے ایسا کرنا قرین مصلحت ہوگا۔ یا نہیں اور میرے پاس ہے کیا جو مَیں اُسے پیشکش کروں۔ شاید مسٹر نیچ نے جب مجھے خود غرض اور گستاخ قرار دیا تو وہ غلطی پر نہیں تھا۔ کیونکہ اس سے بڑھ کر اور خود غرضی اور گستاخی کیا ہو سکتی ہے کہ مَیں موجودہ حالت میں کسی عورت

سے بھی اپنی قسمت لڑانے کی آرزو کروں۔

لیونارڈ کی ان باتوں اور اس کی ظاہری حالت کو ہمیں قابلِ معافی تصوّر کرنا چاہیے۔ کیونکہ اُس کا دل صدمہ سے پاش پاش ہو رہا تھا۔

جب دسترخوان بڑھا لیا گیا اور دونوں بھائی پھر اکیلے رہ گئے تو ٹامی نے اپنے بھائی سے جو پائپ میں تمباکو بھر رہا تھا سوال کیا۔

"لیونارڈ۔ آج رات ہم کیا کریں گے؟"

لیونارڈ۔ غالباً بستر پر جا کر سو رہیں گے"۔

ٹام۔ لیونارڈ میں چاہتا ہوں کہ اپنے قدیم گھر کو آخر بار چل کر ہم ایک نگاہ اور دیکھ آئیں۔ تمہاری کیا صلاح ہے؟"

لیونارڈ" اگر آپ کی مرضی ہے تو چلئے لیکن دل کو صدمہ ہوگا"۔

ٹام (بھائی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر) "تھوڑے سے صدمہ سے کوئی زیادہ ضرر متصوّر نہیں"۔

دونوں اُٹھ کر روانہ ہوئے اور پاؤ گھنٹے کے بعد اوٹرم ہال میں پہنچے۔ برف اب تھم گئی تھی۔ اور رات بالکل صاف تھی۔ لیکن تھمنے سے پہلے برف نے اتنا احسان ضرور کیا کہ نیلام کے کوڑے اور بچی کھچی چیزوں کو نظر سے چھپا دیا۔ اور اس تباہی اور ویرانی کے منظر پر پردہ ڈال دیا جو نیلام کے بعد دیکھنے میں آتا ہے۔ دونوں بھائی اس مکان کے گرد جو ان کے ہاتھ سے نکل گیا تھا خاموش پھرتے رہے۔ اور محبّت بھری نگاہوں سے ہر ایک درخت اور کھڑکی کو جن سے اُن کے بچپن کی شناسائی تھی دیکھتے رہے۔ لیونارڈ نے اتّفاق سے جو دروازے کو دھکا دیا تو اُس کے دونوں پٹ کھل گئے۔ جس سے اُس کو بڑا تعجب ہوا۔ نیلام کی گھبراہٹ اور ابتری کے بعد کسی کو دروازہ بند کرنا یاد نہ رہا تھا۔

لیونارڈ نے بھائی سے کہا کہ آؤ اندر چلیں۔ دونوں اندر داخل ہوئے اور تمام کمروں میں پھرتے رہے حتّٰی کہ وہ ایک بڑے کمرے میں جس میں ایک بڑا دریچہ لگا تھا پہنچے۔ اس دریچہ پر خاندان اوٹرم کی بہت سی نسلوں کے امتیازی نشان منقوش تھے۔ یہ نشان جوڑیوں میں تھے ہر ایک جوڑے میں خاندان کے سردارِ وقت اور اُس کی بیوی کا نشان منقوش تھا۔ یہ کھڑکی ان نشانات سے بالکل بھری نہ تھی۔ کیونکہ اس میں دو تختیاں خالی چھوٹی ہوئی تھیں جن پر ٹامس اوٹرم اور اس کی بیوی کے نشانات منقوش کرائے جانے کی نیّت تھی۔

ٹام نے ان کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کہ دیکھو لیونارڈ یہ اب ہمیشہ کے لئے خالی رہیں گی۔

لیونارڈ۔ "یہ تو مجھے معلوم نہیں اگر میرا خیال ہے کہ خاندان کوہن کو بھی کسی نہ کسی نشان امتیازی پر ناز ہے یا اگر نہیں تو وہ روپیہ کی مدد سے نشان خرید سکتے ہیں۔"

ٹام۔ "میرے خیال میں اگر اُن کا مذاق سلیم ہے تو اُنہیں اپنے لئے ایک نیا دریچہ تعمیر کرنا چاہیے۔"

اس کے بعد وہ کچھ دیر تک خاموش رہے اور چاندنی کو جو منقوش دریچہ کے آئینوں میں سے چھن کر پڑ رہی تھی، دیکھتے رہے۔ خاندان اوٹرم کے بہت سے متوفی اراکین کی تصویریں دیواروں پر آویزاں تھیں اور جب چاندنی کی جھلک ان پر پڑتی تھی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ دیوار پر سے حسرت آلود نگاہ کے ساتھ ان دونوں بھائیوں کو دیکھ رہے ہیں۔

ٹام نے خاندانی مقولہ کو جو یہ تھا کہ

"کمند کوشش لگا کے تارے سپہر رفعت کے توڑ لاؤ"

باآوازِ بلند پڑھا اس مقولہ کے ساتھ ایک اور مقولہ ثبت تھا۔ جو خاندان مرآبوز کے کسی اور رکن نے اختیار کیا تھا اور وہ یہ تھا۔" دولت۔عزّت محبّت"۔

ٹام نے اُن دونوں مقولوں کو پھر دُہرایا اور کہا کہ اکثر مقولوں سے تسلّی اور تشفی حاصل ہو سکتی ہے۔ تو ہمارے خاندان کو تسلّی اور تشفی کی اس سے بڑھ کر ضرورت کبھی نہ تھی۔ ہمارا دل شکستہ ہمارا گھر ویران اور ہماری عزّت برباد ہو گئی۔ لیکن کوشش کی کمند لگانا اور سپہرِ رفعت کے تارے توڑنا ابھی باقی رہتا ہے۔

ٹام نے یہ کلمات سچے جوش سے کہے اور پھر وہ یوں گویا ہوا۔ لیونارڈ کیا وجہ ہے کہ جو کچھ گزر چکا ہے ہم اُس کی تلافی نہ کریں۔ ہم کو چاہیئے کہ اس مقولہ کو اپنا اصل اصول قرار دیں۔ اور اس کے شگون کو نیک سمجھ کر اسے پُورا کرنے کی کوشش کریں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم میں سے کوئی نہ کوئی اسے پُورا کرے گا۔

لیونارڈ۔" کوشش کرنا تو ہمارے اختیار میں ہے اور اس کا نتیجہ خدا کے ہاتھ۔"

ٹام۔ لیونارڈ کیا تم میرے ساتھ مل کر ایک قسم کھاؤ گے۔ اس میں بچپن پایا جاتا ہے۔ لیکن میرے خیال میں بعض دفعہ طفلانہ حرکات بھی دانشمندی سے خالی نہیں ہوتیں۔

لیونارڈ۔" کون سی قسم؟"

ٹام۔ ہم یہ قسم کھائیں کہ انگلستان کو خیرباد کہیں اور کسی غیر ملک میں جاکر دولت جمع کریں۔ اس قدر دولت جس کے ذریعہ سے ہم اپنے کھوتے ہوئے گھر کو پھر خرید سکیں۔ اور جب تک کہ ہم یہ دولت جمع نہ کرلیں اُس وقت تک ہم

وطن کو واپس نہ آئیں اور ہماری اس جستجو کا خاتمہ اگر کرے تو موت ہی کرے۔

لیونارڈ نے تھوڑی دیر کے لئے تامّل کیا۔ اور پھر جواب دیا کہ اگر جیمن نے میرا ساتھ نہ دیا تو میں قسم کھانے کو تیار ہوں۔

ٹام نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی گویا اس کو کسی ایسی شے کی تلاش تھی جس سے اُس کی آنکھیں بخوبی آشنا تھیں۔ کچھ دیر کے بعد جس چیز کی اس کو تلاش تھی اُس پر اس کی نظر پڑی۔ گھر کا قریب قریب سب سامان نیلام ہو چکا تھا اور اُن میں سے اکثر چیزیں جن میں خاندان کی تصویریں بھی شامل تھیں نئے مالک مکان نے خرید لی تھیں۔ باقی جو چیزیں بچ رہی تھیں اُن میں ایک قدیم اور قیمتی بائبل کا نسخہ تھا۔ جو کمرے کے وسط میں ایک تپائی پر رکھا ہوا تھا۔ ٹام اس بائبل کی طرف آیا اور اُس کا بھائی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ تب ان دونوں نے اپنے ہاتھ اس پر رکھے اور بڑے بھائی نے بلند آواز سے ایک ایسے لہجہ میں جس سے اس کے وثوق اور خلوص نیّت کا اظہار ہوتا تھا یہ قسم کھائی۔

"ہم اس خدا کے سامنے جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اس کتابِ مقدّس کی قسم کھاتے ہیں۔ کہ ہم اپنے گھر کو چھوڑ دیں گے۔ اور پھر اس کی اُس وقت تک شکل نہ دیکھیں گے جب تک کہ ہم پھر اس کو اپنی ملک نہ کہہ سکیں۔ ہم قسم کھاتے ہیں کہ ہم اپنی زندگی کے اس قسم کی انجام دہی میں اس وقت تک ساعی رہیں گے جب تک کہ موت ہمارا اور ہمارے مقصد کا خاتمہ نہ کر دے اور جب تک کہ ہمارے جسم میں طاقت اور دماغ میں عقل ہے اس وقت تک ہم اس قسم سے ہرگز نہ پھریں گے اگر ہم پھریں تو ہم پر خدا کا عذاب نازل ہو۔ اے خدا ہماری مدد کر۔"

لیونارڈ نے بھی اس آخری جملے کا اعادہ کیا اور کہا۔ "اے خدا ہماری مدد کر"
اس طرح پر اپنے آباؤ اجداد کے گھر میں اور اپنے خالق کے روبرو اور اپنے اسلاف کی بے جان تصاویر کے سامنے ٹامس اور لیونارڈ اوٹرم نے اپنی زندگی کو اس بڑے مقصد کے لئے وقف کر دیا۔ ان میں سے ایک کے قول کے مطابق یہ ایک طفلانہ حرکت تھی۔ لیکن اگر اس میں بچپنا تھا تو کم از کم یہ تو کہا جاسکتا ہے۔ کہ خلوصِ نیّت اور وثوقِ یقین سے یہ حرکت عاری نہ تھی۔ اُن کی ناؤ ایسے بھنور میں پھنس چکی تھی جس سے نکلنا محال نظر آتا تھا۔ لیکن اگر ایمان پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا سکتا ہے تو سچی کوشش اپنے مقاصد میں اس سے بھی زیادہ کامیاب ہوتی ہے۔ اس وقت اُن کے دل نے اسی بات کی گواہی دی۔ اُنہیں یقین تھا کہ ہم میں سے ایک نہ ایک اس مقصد کو پورا کرے گا۔ اگرچہ اس امر کا اُن کو علم نہ تھا کہ اس عزم کی تکمیل کی راہ میں کس قدر رکاوٹیں حائل تھیں۔

صبح ہوتے ہی وہ لندن کی جانب روانہ ہوئے اور وہاں کچھ دیر ٹھہرے رہے۔ لیکن جین بیچ کی طرف سے کوئی پیغام نہ آیا اور جو قسم لیونارڈ اوٹرم نے کھائی تھی اس کا سلسلہ طوعاً و کرہاً اس کی گردن میں پڑ گیا۔

تین مہینے کے اندر دونوں بھائی سواحل افریقہ کے قریب جا پہنچے جہاں اہل ظلمات کا وطن تھا۔

تیسرا باب

سات سال کا وقفہ

لیونارڈ۔ "کیا وقت ہوگا؟"

"بھائی گیارہ بجے ہیں۔"

"ایں! کیا گیارہ ابھی سے بج گئے۔ لیونارڈ میں علی الصباح تم سے رخصت ہونگا۔ جانسن کا انتقال بھی صبح ہی کے وقت ہوا تھا اور اسکیو نے بھی طلوعِ آفتاب کے قبل وفات پائی تھی۔"

بھائی جان۔ خدا کے لئے ایسی باتیں نہ کیجئے۔ اگر آپ مرنے کا ہی تصور باندھے جائیں گے تو پھر آپ نہیں بچیں گے۔

ٹامس جس کے چہرہ پر مُردنی چھائی ہوئی تھی اور جو مرض الموت میں مبتلا تھا یہ سُن کر ہنسا۔ ہنسی کیا تھی اس کے گھرّا لگنے کی آواز تھی پھر وہ کہنے لگا:

"لیونارڈ۔ ان باتوں سے کیا فائدہ! اب بنائے کچھ نہیں بنتی۔ مجھے معلوم ہے کہ میرا دم عنقریب نکلنے والا ہے اور مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میری آتشِ زندگانی بجھتی جا رہی ہے۔ اس وقت میرے قوائے روحانی و دماغی بالکل صحیح ہیں۔ لیکن پھر بھی موت کے پنجہ سے میری رہائی نہیں ہو سکتی۔ اس بخار نے مجھے جھُلس دیا ہے۔" لیونارڈ کیا میں بیہوشی میں واہی تباہی باتیں کر رہا تھا۔

"بھائی جان۔ ہاں کچھ کچھ۔"

"وہ کیا باتیں تھیں؟"

"زیادہ تر گھر کے متعلق"

گھر کے متعلق ؟" لیونارڈ۔ ہمارا کوئی گھر نہیں ہمارا گھر جو تھا وہ تو بک چکا ہیں وطن چھوڑے ہوئے کس قدر عرصہ ہوا ؟"

"سات سال"

سات سال ؟ ہاں ٹھیک اتنا ہی عرصہ گزرا ہے کیا تمہیں یاد ہے کہ نیلام کے بعد اس جاڑے کی رات میں ہم اپنے قدیم گھر سے کس طور پر رخصت ہوئے اور ہم نے وہاں کیا نیت کی تھی۔"

"بھائی جان مجھے وہ رات اور وہ ارادہ خوب یاد ہے۔"

"ذرا اس کو دہراؤ تو۔"

ہم نے یہ قسم کھائی تھی کہ ہم اپنے قدیم مکان کو از سرنو حاصل کرنے کے لئے روپیہ جمع کریں گے۔ اور اس کوشش میں اپنی جان تک لڑا دینگے اور جب تک کافی روپیہ جمع نہ کرلیں گے اُس وقت تک انگلستان واپس نہ جائیں گے۔ اس کے بعد ہم جہاز میں سوار ہو کر افریقہ کی جانب روانہ ہوئے سات سال سے سوائے اس کے کہ بمشکل اپنے لئے معاش حاصل کریں اور ہم نے کچھ پیدا نہیں کیا دو لاکھ پونڈ تو کجا !

"لیونارڈ !"

"ہاں بھائی جان"

"جو قسم ہم نے کھائی تھی اس کے پورا کرنے والے اب تم رہ گئے ہو میں نے تو اپنی بساط کے موافق کوشش کی اور اسی کوشش میں اپنی جان دے دی۔ اب تم بھی اس جستجو میں محو ہو جاؤ۔ اور یا تو گوہر مقصود کو ہاتھ میں لاؤ یا جان دیدو۔ کوشش کی کمند میں نے لگائی ہے اب سپہر رفعت پر جا کر تارے توڑنا تمہارا کام ہے۔ لیونارڈ کیا تم اس کوشش میں سرگرم رہو گے ؟

"بھائی جان مَیں بھی اپنی جان اسی میں لڑا دُونگا۔"

لیونارڈ۔ اپنا ہاتھ اِدھر لاؤ اور قسم پُورا کرنے کا وعدہ کرو۔"

اس پر لیونارڈ نے اپنے گھٹنے ٹیک کر اپنے مرنے والے بھائی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا۔ اور کچھ دیر تک وہ دونوں خاموش رہے۔

تھوڑی دیر کے بعد ٹامس بولا کہ مجھے اب سونے دو۔ مَیں تھک گیا ہوں مگر گھبراؤ مت مَیں تم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہونے کے قبل بیدار ہوں گا۔ یہ لفظ اُس کے مُنہ سے نکلے ہی تھے کہ اُس کی آنکھیں بند ہوگئیں اور گہری نیند نے اس پر غلبہ کرلیا۔

لیونارڈ اپنے بھائی کے بستر کے پاس ایک تپائی پر بیٹھ گیا۔ باہر آندھی چل رہی تھی۔ اور ہوا کی سائیں سائیں کی آواز چاروں طرف سے آرہی تھی۔ چھپر اور پھونس کا جھونپڑا جو قوم کافر کے جھونپڑوں کی وضع کے مطابق بنا تھا اور جس میں یہ دونوں بھائی سات سال سے سکونت پذیر تھے ہوا کے زبردست جھونکوں سے متزلزل ہو رہا تھا اور اس کی ہر ایک سوراخ اور درزیں سے ہوا داخل ہوکر لالٹین کی روشنی کو بجھانے اور مریض کے بالوں کو اُس کی پیشانی پر سے جو موت کے پسینے سے تر تھی اُڑانے کی کوشش میں مصروف تھی۔ مینہ موسلادھار برس رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس کی تیز بوچھاڑ جھونپڑی پر پڑتی تھی۔ جس سے پھونس کی چھت ٹپک رہی تھی۔ اور فرش پر بہت سا پانی جمع ہوگیا تھا۔ لیونارڈ اپنے ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل رینگتا ہوا جھونپڑی کے دروازہ یا یوں کہئے کہ اُس تنگ محرابدار سوراخ تک جو دروازہ کا کام دیتا تھا، پُہنچا۔ جس تختہ سے یہ سوراخ بند تھا اُسے اُٹھا کر اُس نے باہر نظر دوڑائی۔ اُن کی جھونپڑی ایک بڑے پہاڑ کے دامن میں واقع تھی۔ پہاڑ کے نیچے گھنی جھاڑیوں

کا ایک سمندر تھا اور پہاڑ کے گرد اگرد اور عجیب عجیب شکل کے پہاڑوں کا ایک سلسلہ حلقہ زن تھا۔ سیاہ بادلوں کی نقاب چاند پر پڑی ہوئی تھی۔ لیکن تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد جب نقاب اُس کے چہرہ پر سے اُٹھ جاتی تھی تو ایک مہیب اور عظیم الشان منظر کی تصویر آنکھوں میں پھر جاتی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد لیونارڈ دروازہ کو بند کر کے واپس آیا اور اپنے بھائی کے چہرہ کو غور سے دیکھنے لگا۔ سالہا سال کی محنت اور عسرت نے ٹامس اوڑم کے چہرہ کے نجیبانہ حسن کو زائل نہیں کیا تھا۔ اور نہ اس کی پاکیزگی کو مٹا سکی تھی۔ مگر موت کا نقش اُس کے چہرہ پر نمودار تھا۔

لیونارڈ نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور پھر اُسے جو کچھ خیال آیا تو اُس نے ایک چھوٹا سا آئینہ بقچہ میں سے نکالا۔ اس آئینہ کو لالٹین کے سامنے رکھ کر اُس نے اپنی صورت دیکھی آئینہ کی سطح پر جس شکل کا عکس پڑا وہ ایک ایسے شخص کی شکل کا عکس تھا جو خوش شکل تھا جس کی ڈاڑھی گھنی تھی۔ جس کا رنگ ملیح تھا۔ جس کی آنکھوں میں خوف اور خطرہ کو جستجو کرنے والی تیزی اور چمک تھی۔ جس کے بال گھونگر والے تھے۔ اور جس کا سینہ چوڑا تھا۔ قد زیادہ لمبا نہ تھا۔ مگر اعضاء کی بناوٹ اور بدن کی ہر ایک حرکت جسمانی طاقت پر دلالت کرتی تھی۔ اگرچہ لیونارڈ ابھی نوعمر تھا۔ لیکن جوانی کی ترنگ اُس میں باقی نہ رہی تھی۔ محنت اور جفاکشی نے اس پر ایک نہ مٹ سکنے والا اثر ڈالا تھا۔ اور امتداد زمانہ نے جس طرح اُس کے جسم کو قوی اور سخت کر دیا تھا۔ اُسی طرح اُس کے دل کو بھی سن رسیدہ اور سخت بنا دیا تھا۔ خط و خال اچھے تھے۔ لیکن اکثر لوگ اُس کی سیاہ آنکھوں میں بجائے اُس عداوت اور نفرت کی چمک کے جن سے وہ ہر وقت روشن رہتی تھیں دوستی اور خلوص کے نور کو زیادہ ترجیح دیتے۔

لیونارڈ کے مذہب میں دشمن سے سلوک کرنا جائز نہ تھا اور جب وہ عداوت پر آتا تھا تو دشمن کا مشکل سے پیچھا چھوڑتا تھا۔ دُنیا کے نشیب و فراز کی اُس نے اس قدر ٹھوکریں کھائی تھیں کہ بعض دفعہ وہ اُن شخصوں کو بھی اپنا دشمن تصوّر کرتا تھا۔ جو در اصل اُس کے دُشمن نہ تھے چنانچہ اس وقت بھی لیونارڈ کے دل میں یہی خیال سمایا تھا۔ آئینہ کو نہایت احتیاط سے بقچہ میں رکھ کر اُس نے اپنے دل سے یہ باتیں کرنی شروع کیں :۔

"ہائے اب کیا ہو گا میرا بھائی مر رہا ہے۔ دُنیا میں ایک شخص تھا جس سے مجھے محبّت تھی اور وہ بھی مجھ سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوتا ہے۔ شاید ایک اور بھی ہے جس کی میرے دل میں چاہ ہے۔ لیکن مَیں نہیں کہہ سکتا کہ وہ چاہ اب تک میرے دل میں موجود ہے یا نہیں۔ زمانہ ہم سے پھر گیا ہے نہیں نہیں! ہم سے کیوں۔ مجھ سے کیونکہ مَیں بھائی کو اب اپنا شریک کیسے بنا سکتا ہوں ہر ایک شے میری دشمن ہے۔ ہمارا باپ میرا پہلا دشمن تھا۔ وہ عالم ہستی میں ہمیں لایا۔ لیکن ہماری نگہداشت اُس نے نہ کی۔ ہمارے ترکہ کو اُس نے برباد کر ڈالا اور ہمارے نام کو بدنام کیا۔ اور پھر گولی کھا کر مر گیا۔ اور اس کے بعد سے انسانی اور قدرتی طاقتیں برابر مجھ پر حملہ کرتی رہی ہیں یہ چٹانیں بھی جنہیں میں سونے کی تلاش میں کھودتا ہوں میرے دشمن ہیں (یہ کہہ کر اُس نے اپنے ہاتھوں پر نظر ڈالی۔ جن پر محنت کے نشان اور داغ پڑے ہوئے تھے) اور یہ بخار اور دوسرا دشمن ہے۔ دوست اگر ہے تو موت ہے۔ مگر مجھ سے وہ حق دوستی ادا نہیں کرتی میرے بھائی کو جو مجھے جان سے پیارا ہے وہ اوروں کی طرح لئے جاتی ہے مگر مجھے چھوڑے جاتی ہے"

لیونارڈ تپائی پر بیٹھا ہوا کہنی کو گھٹنوں پر ٹیکے ہوتے اس سوچ میں پڑا تھا

آندھی ابھی موجود تھی کبھی بند ہو جاتی تھی اور کبھی پھر زور پکڑتی تھی بیمار کے سرہانے بیٹھے ہوئے اُسے ایک گھنٹہ ہوا اور پھر دو گھنٹے اسی طرح گزر گئے۔ آخر کار ٹام اوٹرم نے اپنی آنکھیں کھولیں اور لیونارڈ کی طرف دیکھا۔ تھوڑی دیر تک وہ اسی طرح ٹکٹکی جمائے لیونارڈ کے چہرہ کو دیکھتا رہا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس کے چہرہ کے صفحہ پر سے ایسے حروف پڑھ رہا تھا جسے انسانی آنکھیں مطالعہ نہیں کرسکتیں۔ مرنے والے کے لئے لیونارڈ کا چہرہ ایک کھلی کتاب تھا۔ جسے وہ بخوبی پڑھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر تک یہ عجیب فوق العادت نگاہ جو چھپے اسرار کو دریافت کرنے والی معلوم ہوتی تھی۔ اُس کی آنکھوں میں رہی۔ لیکن اس کے بعد پھر ان کی معمولی حالت ہو گئی۔ ٹام کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی اور آہستہ سے یہ آواز آئی کہ پانی۔"

لیونارڈ نے اسے پانی پینے کو دیا۔ اور ایک ہاتھ سے پیالہ اس کے لبوں سے لگا دیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے اُس کا سر سنبھالے رہا۔ ٹام نے دو دفعہ ایک گھونٹ پانی پینے کی کوشش کی اور پھر پیالے کو ہاتھ مار کر پانی نیچے گرا دیا اور کہا۔ "لیونارڈ تم کامیاب ہو جاؤ گے"۔

"بھائی جان! کیسے مَیں کامیاب ہو جاؤں؟"

"تمہیں روپیہ ملے گا اور اوٹرم تمہارے ہاتھ لگ جائیگا۔ اور تم اپنے خاندان کی نئے سرے سے بنا ڈالو گے لیکن تم اکیلے اس کام کو نہیں کرو گے ایک عورت تمہیں مدد دیگی"۔

اس کے بعد وہ کچھ بہکی بہکی باتیں کرنے لگا اور بولا۔ "جین کی کوئی خبر تم نے سُنی ہے؟"

لیونارڈ۔ بھائی جان مَیں نے سالہا سال سے جین کی کوئی خبر نہیں سُنی۔

غالباً یا تو وہ مر گئی ہے اور یا اُس نے کسی سے شادی کر لی ہے۔ لیکن میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔"

اس پر ٹام نے دفعتاً ہشیار ہو کر جواب دیا۔" لیونارڈ باتوں میں وقت ضائع مت کرو میری بات سُنو۔ میرا دم عنقریب نکلا چاہتا ہے۔ تم جانتے ہو کہ مرنے والے لوگ بعض دفعہ دُور کی باتوں کو دیکھا کرتے ہیں۔ جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے اُسے سمجھ لو۔ کہ یا تو میں نے خواب کے عالم میں دیکھا یا تمہارے قیافہ سے پہچانا۔ میں تم سے کہے دیتا ہوں کہ تم اوٹرم میں مرو گے۔ میں جب مر چکوں تو تم یہاں کچھ عرصہ کے لئے ٹھہرو۔" یہ کہہ کر وہ فرطِ ضعف سے بستر پر لیٹ گیا اور آنکھیں بند کر لیں۔"

" اب اُس کی جان نکل رہی تھی ناممکن تھا کہ اب تبدیلی کو جو خون کی آخری مرتبہ تیزی سے رگوں میں دوڑنے اور اُس کے بعد مردنی کی زردی چھانے اور سانس کے رُک رُک کر آنے اور پھر بتدریج خاموشی میں منتقل ہو جانے کی علامات پر مشتمل تھی غلط طور پر تعبیر کیا جائے۔ اسی طرح گزشتہ شب کو دن کا انتقال ہوا تھا۔ پہلے تو آسمان کی رنگت زرد ارغوانی ہو گئی تھی اس کے بعد ہوا کی سانس رُک رُک کر آنے اور پھر خاکستری رنگت چھا کر خاموشی پر خاتمہ ہوا تھا۔"

" رات بھر طوفان رہا ہوا کے تھپیڑے جھونپڑی پر اس طرح پڑتے تھے جس طرح لوہار کے ہتوڑے کی ضرب سندان پر۔ لیکن آخر کار صبح کے قریب طوفان تھمنے لگا۔ بادل سب غائب ہو گئے۔ اور ہوا کا آخری جھونکا جہاں سے آیا تھا وہیں چلا گیا۔ اور سامنے کو مشرقی افق پر صبح صادق کا نور جلوہ افگن ہوا۔"

" لیونارڈ کے سر پر کوئی چیز زور سے گری اور اس زور سے گری کہ خون

جاری ہو کر اس کے چہرہ پر بہنے لگا۔ لیکن اس نے اس کی کچھ پروا نہ کی۔ خون کا بہنا اسے محسوس تک نہیں ہوا وہ اس وقت اپنے بھائی سے بغلگیر ہونے میں محو تھا۔ اور سالہا سال کے بعد اُس نے پہلی مرتبہ اپنے بھائی کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ جو خون سے آلودہ ہو گیا۔

مرنے والے نے اُوپر کو نگاہ اُٹھائی اور آفتاب کی نورانی شعاعوں کو جو مشرق میں پھیلی ہوئی تھیں دیکھا۔ آفتاب کا نور اوّل پہاڑ کے دامن پر چھا گیا اور پھر قلہ ہائے کوہ کو اُس نے منوّر کیا۔ ہر ایک چوٹی ایک نورانی ستون نظر آتی تھی اور آسمان سے لے کر زمین تک نور ہی نور پھیلا تھا۔ بادل میں البتہ آفتاب کی روشنی تھوڑی دیر کے لئے ٹھہری مگر وہ اُس کی تاب نہ لا سکے۔ اور وہ زمین کی طرف جھپٹی جنگل کے درختوں نے اُس کے استقبال کے لئے سر اُٹھایا۔ اور سمندر کی سطح اُس کی چمک سے جگمگانے لگی۔

ٹامس اوٹرم نے اس نور کے عالم کو دیکھا اور لڑکھڑاتے ہوئے اُٹھ کر اُس نے نکلتے ہوئے سورج کی طرف اپنے ہاتھ پھیلائے اور اُس کے ہونٹوں کو کچھ جنبش ہوئی۔

تب وہ لیونارڈ کی آغوش میں گر پڑا۔ اور ساتھ ہی اُس کا طائرِ روح پرواز کر گیا۔

چوتھا باب

آخری رت جگا

کچھ دیر تک لیونارڈ اپنے بھائی کی میت کے پاس بیٹھا رہا۔ دن اب پورا نکل آیا۔ جھونپڑی کی تاریکی روشنی سے مبدّل ہو گئی۔ اور قرص خورشید پہاڑوں کی چوٹی پر نظر آنے لگا۔

طوفان بالکل جا چکا تھا مطلع صاف تھا۔ کیڑوں کی آواز چاروں طرف سے آنے لگی۔ چھپکلیاں اور گرگٹ چٹانوں کی درزوں میں سے نکل کر اِدھر اُدھر دوڑنے لگے اور دامن کوہ میں سوسن کے پھول جن کے دل کے غبار کو رات کے مینہ نے دھو ڈالا تھا کھلے ہوئے نظر آنے لگے۔ لیونارڈ ابھی تک اپنے بھائی کی نعش کے سرہانے بیٹھا تھا اور اُس کی آنکھیں رنج و درد اور شب بیداری سے پتھرا گئی تھیں۔ آخرکار وہ اُٹھا اور اپنی بساط کے موافق تجہیز و تکفین کی تیاری میں مصروف ہوا۔ لاش کی کھلی آنکھوں کو اس نے بند کیا۔ گھاس کے ایک بند سے ٹھوڑی کو باندھ دیا۔ اور مشقّت آلود ہاتھوں کو جنہیں بیماری نے سکھا دیا تھا خاموش دل کے اُوپر آڑا جوڑ دیا۔

جب یہ ہولناک کام ختم ہو چکا اور وہ ستانے کو دم بھر کے لئے رُکا تو دفعۃً ایک خیال اُس کے دل میں گزرا اور وہ باوازِ بلند پکارا۔ "اُن کا فروں کو کیا ہوا کیسے مجہول ہیں انہیں ایک گھنٹہ پیشتر سے بیدار ہونا چاہیے تھا۔ آٹر! آٹر! آٹر ہوت!"

آٹر آٹر کی صدا پہاڑوں سے گونج کر واپس آئی۔ لیکن کسی نے جواب نہ دیا۔

لیونارڈ نے پھر زور سے پکارا مگر جواب ندارد۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ "میں لاش کو اکیلا چھوڑ کر تو نہیں جا سکتا۔ مگر یہ بھی ضرور ہے کہ جا کر دیکھوں تو سہی کہ ماجرا کیا ہے۔" یہ کہہ کر اُس نے لاش کو ایک سُرخ کمبل سے ڈھانک دیا۔ تا کہ گدھوں اور گرگسوں سے محفوظ رہے۔ اور پھر جلد اُٹھتی ہوئی چٹانوں کی طرف جو اُس سطح مرتفع کے کنارا تھیں۔ جہاں پر کہ جھونپڑی واقع تھی دوڑا ان چٹانوں کے پیچھے کوئی پچاس قدم کے فاصلہ پر پہاڑ کے بیچ میں ایک چھوٹا سا غار تھا اسی غار میں چار کافر جو لیونارڈ او ٹرم کے ملازم تھے سویا کرتے تھے۔ اور اُن کا قاعدہ تھا کہ اس غار کے مُنہ کے سامنے وہ اپنا کھانا پکانے کے لئے آگ جلاتے تھے۔ مگر اس صبح کو کوئی آگ نہیں جل رہی تھی اور نہ کوئی کافر نظر آتا تھا۔

لیونارڈ تیز تیز قدم بڑھاتا ہوا غار کی طرف آیا اور بولا۔ "دیکھو ابھی تک یہ بدمعاش سو رہے ہیں۔" تھوڑی دیر میں وہ غار کے اندر آٹر آٹر پکارتا ہوا داخل ہوا۔ اور ایک زمین پر لیٹے ہوئے جسم پر جو اُسے نظر آیا زور سے لات ماری۔ نہایت تعجب ہے کہ یہ جسم بالکل نہیں ہلا۔ کیونکہ لیونارڈ نے ایسے زور سے لات ماری تھی کہ سُست سے سُست حبشی بھی اپنی گہری سے گہری نیند سے جاگ اُٹھتا۔ لیونارڈ نے نیچے جُھک کر اُسے دیکھا اور دیکھنے کے ساتھ ہی گھبرا کر پیچھے کو ہٹا۔ اور چلّایا۔ "بار خدایا یہ کیا معاملہ ہے یہ تو چیٹ ہے اور مرا پڑا ہے۔"

اس وقت ایک بھاری آواز ایک کونے سے آئی یہ آواز آٹر کی تھی۔ جو زبان ڈچ میں بولا:۔

"میاں میں یہاں ہوں لیکن میرے ہاتھ پاؤں بندھے ہیں آپ مجھے اگر

کھولئے کیونکہ میں خود حرکت نہیں کر سکتا۔"
لیونارڈ نے آگے بڑھ کر ایک دیا سلائی جلائی اور اس کی روشنی میں دیکھا کہ آٹر زمین پر اوندھا پڑا ہوا ہے اور اس کے بازو اور ٹانگیں سلو کے تسموں سے مضبوط بندھے ہیں اور اس کا چہرہ اور بدن مارے زخموں کے چور ہو رہا ہے۔ لیونارڈ نے اپنا شکاری چاقو نکال کر تسموں کو کاٹا اور اسے غار میں سے اٹھا کر باہر لایا۔

آٹر وو غلی نسل کا کافر تھا۔ ٹام اور لیونارڈ نے اسے بھوکوں مرتا اور آوارہ پھرتا پا کر نوکر رکھ لیا تھا۔ اور اس نے چند سال نہایت وفاداری سے ان کی خدمت کی تھی۔ انہوں نے اس کا نام آٹر (دریائی بچھڑا) رکھا۔ کیونکہ اس کا دیسی نام قابل تلفظ نہ تھا اور آٹر اس کا نام اس لئے رکھا کہ تیرنے کے فن میں اس کو کمال تھا اور جس جانور کے نام پر اس کا نام رکھا گیا تھا یہ اس سے تیرنے میں کچھ کم نہ تھا۔

اس شخص کا چہرہ ڈراؤنا تھا۔ لیکن اس کی بدصورتی ایسی نہ تھی کہ دیکھ کر نفرت پیدا ہو اس کی ناک غیر معمولی طور پر چپٹی اور بڑی تھی۔ بدن اس کا نہایت ہی غیر متناسب تھا در اصل آٹر بونا تھا۔ قد اس کا چار فیٹ سے بشکل زیادہ ہوگا۔ لیکن اس کے طول میں جو کمی تھی اس کی تلافی عرض نے کر دی تھی معلوم ایسا ہوتا تھا کہ گویا قدرت کا اوّل یہ منشا تھا کہ اس کو ایک طویل القامت شخص بنائے۔ لیکن پھر اس کو چوکھونٹا کر کے موجودہ ہیئت میں رہنے دیا۔ اس کا سینہ جو معمول سے زیادہ چوڑا تھا اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ اس کی طاقت معمولی انسانوں سے بدرجہا زیادہ ہے۔ اور اس کے لمبے آہنی بازو اور ٹھوس سر سے اس خیال کی تائید ہوتی تھی۔ لیکن آٹر کی شکل و شباہت کے عیوب

کو جس خوبی نے کسی قدر کم کر دیا تھا۔ اور اُس کی بڑی بڑی اور روشن آنکھیں تھیں جو اس کی جلد کی طرح خوب سیاہ تھیں۔

لیونارڈ نے بھی زبان ڈچ میں اس سے پوچھا۔ "آٹر کیا ہوا؟"

آٹر۔ میاں ان تین حرامزادے جشیوں نے جو آپ کے نوکر تھے رات کو بھاگ جانے کا قصد کیا مجھے انہوں نے اس بات کی اطلاع نہیں دی اور وہ ایسے مکار تھے کہ باوجودیکہ مَیں ان کی حرکات و سکنات اور ان کے خیالات تک کی نگہبانی کرتا تھا لیکن میرے دل میں یہ گمان تک نہ گزرا۔ کہ اُن کی یہ نیت ہے۔ وہ بھی مجھے خوب جانتے تھے اور اگر مجھ کو ذرا بھی معلوم ہوتا تو مَیں اُن سب کی چمڑی اُدھیڑ ڈالتا۔ غرضکہ وہ موقع دیکھتے رہے اور جب میں سو گیا تو اُن میں سے تین نے آکر میرے ہاتھ پاؤں جکڑ ڈالے۔ تاکہ مَیں اُن کا مزاحم نہ ہو سکوں۔ اور وہ ٹام میاں کی بندوق جو آپ نے مجھے دی تھی اور اور چیزیں لے کر چلتے بنیں۔"

جب وہ کُتّے جشی مجھے باندھ چکے تو انہوں نے چھیڑنا اور طعنے دینے شروع کئے اور گالیاں دے کر مجھ سے کہا۔ "ابے گدھے تو اُن گوروں کے ساتھ جو تیرے مالک ہیں رو کر فاقے کھینچا کر جیسا تو احمق ہے ویسے ہی یہ گورے بھی احمق ہیں کہ پہلے لوہے کی خاطر پہاڑ کھودا کرتے ہیں مگر ملتا کچھ نہیں۔"

تب انہوں نے جتنی چیزیں لے جانے کے قابل تھیں سب جمع کر لیں یہاں تک کہ کیتلی تک نہ چھوڑی اور ان سب چیزوں کا پشتارہ باندھ کر چلنے کے لئے تیار ہوئے اور ہر ایک نے آکر میرے مُنہ پر ایک چانٹا رسید کیا اور ایک نے یہاں ناک پر مجھے جلتے لوہے سے داغ دیا۔

مَیں نے اس عذاب کو بغیر اُف کئے اوّل سے لے کر آخر تک برداشت کیا۔

لیکن جب چیتا نے ٹام میاں کی بندوق اٹھالی اور باقی کے لوگ مجھے چٹان کے ساتھ تسمہ سے باندھنے کے لئے میری طرف بڑھے تو مجھ سے نہ رہا گیا میں نے ایک نعرہ مارا اور چیٹ پر جو بندوق ہاتھ میں لئے کھڑا تھا حملہ آور ہوا وہ بھول گئے۔ تھے کہ میرے بازو اگرچہ لوہے کے ہیں۔ لیکن میرا سر فولاد کا ہے۔ میں نے جھپٹ کر مینڈھے کی طرح چیٹ کے سینہ پر ایک ٹکر جو رسید کی تو اس کی پشت چٹان سے مل گئی۔ صرف ایک آواز تو اس کے منہ سے نکلی مگر پھر وہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا۔ ادھر سر کی ٹکّر نے اس کی پسلیوں کا کچومر نکال دیا اور اُدھر چٹان کی روک نے اُس کی پشت کو پاش پاش کر ڈالا۔ اُس پر باقی دو حبشیوں نے مجھے چھریوں سے مارنا شروع کیا۔ اور کئی ہاتھ زور زور سے لگائے۔ میرے ہاتھ بندھے تھے اور میں اپنا بچاؤ نہیں کر سکتا تھا مجھے معلوم تھا کہ یہ لوگ مجھے جان سے مار ڈالیں گے۔ اس لئے میں ایک بچاؤ کے لئے درد سے کراہتا ہوا زمین پر گر پڑا اور اپنے آپکو بیہوش بنا لیا۔ میری یہ گھات ایسی چلی کہ آخر کار مجھے مُردہ تصوّر کر کے وہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ کیونکہ انہیں یہ ڈر تھا کہ کہیں آپ بندوق لے کر نہ آ پہنچیں۔ انہیں آپ کا ایسا خوف تھا کہ گھبراہٹ میں وہ بندوق اور اور بہت سی چیزیں بھی چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے بعد مجھے واقعی غش آ گیا۔ تھی تو یہ بزدلی مگر میں کیا کرتا اُن کی چھریاں اور اُن کے سلوکے تازیانے غضب کے تھے۔ میری چمڑی اُنہوں نے اُدھیڑ ڈالی۔ بس یہ سارا قصّہ ہے ٹام میاں جب سنیں گے کہ میں نے اُن کی بندوق کی اس طرح حفاظت کی تو وہ بڑے خوش ہونگے۔ اور کہیں گے کہ "شاباش آٹر شاباش آٹر تیرا سر تو پتّھر کا ہے"

لیونارڈ (افسردہ دلی کی ہنسی ہنس کر) "اب اپنا دل بھی پتھر کر لو۔ کیونکہ ٹام میاں سدھار گئے۔ پو پھٹتے ہی میرے آغوش میں اُن کا انتقال ہوا۔ بخار نے جیسا دوسرے اُن کوسیوں (سرداروں) کو مار ڈالا ویسا ہی اُن کو بھی مار ڈالا۔

آٹر نے یہ سُنا اور اپنے زخمی سر کو جھکا لیا۔ کچھ دیر وہ اسی طرح سرنگوں رہا اور پھر جو اُس نے اُوپر کو نگاہ کی تو لیونارڈ نے دیکھا کہ اُس کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا رہے ہیں۔ رو کر وہ اس طرح بولا۔ "واؤ[1] کیا ٹام میاں مر گئے۔ ارے میرے باپ تم جو شیر کی طرح بہادر اور لڑکی کی طرح مسکین تھے کیا تمہارا دم نکل گیا۔ ہاں تم مر گئے میں نے اس واقعہ کو اپنے کانوں سُن لیا۔ اور اگر تمہارے بھائی لیونارڈ میاں کا خیال مجھے نہ ہو تو میں بھی اپنا گلا کاٹ کر تمہارے پیچھے پیچھے چلا آؤں۔ واؤ! میرے باپ کیا تم واقعی مر گئے۔ تم تو ابھی کل میرے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔"

لیونارڈ۔ چلو آؤ میں اُن کی لاش کو زیادہ دیر تنہا نہیں چھوڑ سکتا یہ کہکر لیونارڈ روانہ ہوا اور آٹر اس کے پیچھے لڑکھڑاتا ہوا چلا۔ کیونکہ زخموں کی وجہ سے وہ کمزور ہو رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں وہ لاش کے قریب پہنچے آٹر نے پاس جاکر ہاتھ اُوپر کو اُٹھاتے اور لاش کو سلام کر کے زبان زولو میں اس طرح پر لاش سے خطاب کیا۔

"اے میرے سردار! اے میرے باپ! جب تک تو زندہ دُنیا میں موجود تھا تو ایک نیک اور بہادر آدمی تھا۔ اگرچہ تیرے مزاج میں کسی قدر تیزی تھی اور تو بعض دفعہ جھگڑ بیٹھتا تھا۔ اب تو اس دُنیا سے تنگ آکر ایک عقاب کی طرح

---

[1] "واؤ" زبان زولو کا ایک حرف ندا ہے۔

سُورج کی طرف اُڑ گیا ہے۔ اور وہاں سورج کی روشنی میں رہ کر تو اور بھی بہادر اور نیک بن جائیگا۔ اور تجھ میں تحمل و بردباری زیادہ آجائیگی اور جو تجھ سے کم عقلمند ہیں ان سے تو لڑے جھگڑے گا نہیں۔

اے میرے سردار! اے میرے باپ! میں تجھے سلام کرتا ہوں جس کا نام تو نے آٹر رکھا تھا اس کی یہ آرزو ہے کہ اگر بڑے مالک کے گھر میں اس کے جیسا بدصورت اور کریہ المنظر شخص داخل ہو سکتا ہو تو وہاں پہنچ کر تیری اور "انکوسی" تیرے بھائی کی ایک دفعہ اور خدمت کرے۔ اور جس حبشی کُتّے نے تیری بندوق چُرانے کی جی میں ٹھانی تھی اب میں جانتا ہوں کہ میں نے اُسے ایک نیک ساعت میں مارا۔ کیونکہ وہ بڑے مالک کے گھر میں تیرے قدموں کے نیچے تیرا غلام ہو کر رہے گا۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں اس سے بہتر آدمی مار کر تیرے پاس بھیجتا۔ کیونکہ چیٹ (دھوکا دینے والا) وہاں بھی جا کر چیٹ ہی رہے گا۔ آفرین ہے تجھ پر اے باپ آفرین ہے! الوداع اے میرے باپ الوداع! ہم پر جنہیں تجھ سے ابھی تک محبّت باقی ہے، تیری روح کا سایہ رہے!"

یہ کہکر آٹر وہاں سے پلٹا اور اپنے زخموں کو پانی سے دھو کر جو دال دلیا اُن کے پاس موجود تھا اُس کی تیاری میں مصروف ہوا۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو لیونارڈ نے دو چار لقمے کھائے اور پھر دونوں مل کر لاش کو اُسی چھوٹے سے غار میں جس کا اُوپر ذکر ہوا ہے۔ سایہ کے لئے لے آئے۔ لیونارڈ کا مقصد یہ تھا کہ غروب آفتاب کے وقت اپنے بھائی کو دفن کرے۔ کیونکہ اس سے زیادہ توقف نہیں کیا جاسکتا تھا۔ آٹر۔ چیٹ حبشی کی لاش کو باہر گھسیٹ لایا اور ایک گڑھے میں اُسے ڈال دیا۔ اور اُس کی جگہ ٹام کی لاش کو غار میں جا کر لِٹا دیا۔ اور

لیونارڈ غار کی تاریکی میں اُس کے پاس بیٹھ گیا۔

دوپہر کے قریب آٹر جو اپنے روحانی اور جسمانی آلام کو نیند سے غلط کر کے اُٹھا تھا غار میں آیا اور لیونارڈ سے بولا۔ "میاں ہمارے پاس گوشت نہیں رہا۔ مگر آپ کہیں تو مَیں بندوق لیجا کر کسی ہرن کو شکار کر لاؤں"

لیونارڈ۔ "جاؤ لیکن سُورج ڈُوبنے سے پہلے لوٹ آؤ۔ کیونکہ اُسوقت مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہو گی"

آٹر۔ میاں ہم قبر کہاں کھودیں گے؟

لیونارڈ۔ "قبر پیشتر سے کھدی کھدائی موجود ہے۔ مرنے والے نے اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح یہ سوراخ سونے کی تلاش میں کھودا تھا اسی میں ہم اُسے گاڑ دیں گے۔ گڑھا خوب گہرا ہے اور بالکل تیار ہے۔ اب جاؤ اور غروب آفتاب سے کم از کم آدھ گھنٹہ پیشتر واپس آؤ۔ ذرا ٹھہرو اگر ہو سکے تو سوسن کے پھُول جو دامنِ کوہ میں اُگتے ہیں ساتھ لیتے آؤ۔ میاں کو اُن سے بڑی رغبت تھی"

لیونارڈ سلام کر کے روانہ ہوا پہاڑی سے نیچے اُتر کر جنگل میں اُس نے شکار کی تلاش میں پھرنا شروع کیا اور اپنے دل سے یوں باتیں کرنی شروع کیں۔ آٹر تو اگرچہ نہ مُردوں سے ڈرتا ہے اور نہ زندوں سے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ ٹھنڈی غار میں بیٹھنے کی نسبت تجھے جلتی ہوئی دُھوپ میں پھرنا زیادہ پسند ہے۔ بھلا آٹر بتا تو سہی کہ ٹام میاں جو جیتے جی ایسے سلیم الطبع اور مسکین تھے اب مرنے کے بعد ایسے ڈراؤنے کیوں نظر آتے ہیں جیبٹ ایسا خوفناک نظر نہیں آتا تھا۔ بلکہ زیادہ بدصورت ہو گیا تھا۔ مگر جیبٹ کو تو تو نے مارا تھا۔ اور ٹام میاں کو قضا نے مارا اور اُن پر نیستی کی مُہر لگا دی ہے اور اب میاں لیونارڈ

کیا کریں گے۔ اُن کا بھائی تو مر گیا ہے۔ اور حبشی غلام بھاگ گئے کیا وہ اب بھی زرد لوہے کو کھودتے چلے جائیں گے جس کا نکلنا اس قدر مشکل ہے اور جو نکلتا ہے تو آدمی اُس کا برچھا بھی نہیں بنا سکتا۔ لیکن آٹر تجھے اس سے کیا جو کچھ میاں کرتے ہیں تو بھی کر۔ ایلو سامنے ہرن کے پاؤں کے نشان ہیں۔"

آٹر کی بات ٹھیک تھی۔ گرمی شدّت کی پڑ رہی تھی۔ مشرقی افریقہ میں یہ دن گرمیوں کے تھے۔ بلکہ یوں کہیے کہ خزاں کے۔ اس موسم میں بخار کا دورہ ہوتا ہے۔ بادل گرجتے ہیں مینہ اُمنڈ اُمنڈ کر آتا ہے اور جس شخص کو اپنی جان عزیز ہو وہ غریبانہ خورش اور ناقص مسکن پر اکتفا کر کے سونے کی تلاش میں ایسے موسم کے اندر اس وحشتناک حصّہ ملک میں زندگی بسر کرنا پسند نہ کریگا لیکن جو لوگ دولت کمانا چاہتے ہیں وہ اپنی اور دوسروں کی جانوں کو معرض خطر میں ڈالتے ہوئے کچھ لیں و پیش نہیں کرتے۔ ایسے لوگ تقدیر کے قائل ہو جاتے ہیں۔ اور گو باللسان وہ اس کا اقرار نہ کریں لیکن نادانستہ طور پر وہ بالقلب اس کی ضرور تصدیق کرتے ہیں۔ اُن کا یہ خیال ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو مرنا ہوگا وہ مر جائیں گے۔ اور جنہیں بچنا ہوگا وہ ہر حیلہ بچیں گے۔ اور علاوہ اس کے انہیں اپنے مرنے جینے کی پروا بھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ اگر ہم مر جائیں گے تو دُنیا کا اس سے کوئی نقصان نہ ہوگا۔

جب لیونارڈ اوٹرم اور اُس کے بھائی اور اس کے دو رفیقوں نے وہاں کے باشندوں سے سُنا کہ دریائے زلبسی کے کنارے ایک خاص پہاڑی مقام پر جو برائے نام علاقہ پرتگال کی حدود کے اندر تھا سونا لوہے کی طرح نکلتا ہے اور جب انھوں نے اس علاقہ کے سردار سے دو بندوقوں اور ایک تازی کتّے کے معاوضہ میں سونا کھودنے اور اس پر بلا مزاحمت احدی

قابض ہونے کا حکم حاصل کرلیا تو وہ فوراً مقام مزبور کی جانب روانہ ہوئے اور اپنے ارادہ کو اس خیال کی وجہ سے التوا میں نہ ڈالا۔ کہ جس مقام کا ہمارا قصد ہے وہ بخار کا گھر ہے۔ نیز بیماری کے موسم کی آمد آمد ہے۔ اس کی وجہ اوّل تو یہ تھی کہ اُن کی مالی حالت اس وقت قابلِ اطمینان نہ تھی۔ اور دوسرے اُنہیں یہ خیال ہوا کہ ممکن ہے کہ کوئی اور شخص تین بندوقیں اور دو تازی کتے نذر کر کے وہاں کے سردار سے اپنے لئے حکم لکھوا لے اور اُن کا حکمنامہ منسوخ کرائے۔

نظر برآں وہ جوں توں کر کے چھپی دولت کی کان تک پہنچے اور جس قدر دیسی مزدور اُن کو مل سکے اُن کی مدد سے اُنہوں نے زر کی جستجو شروع کی۔ اوّل اوّل اُنہیں خوب کامیابی ہوئی۔ جہاں کہیں اُنہوں نے کھودا اُنہیں سونے کی دھاریاں نظر آئیں۔ اور ایک دو مرتبہ تو اُنہیں سونے کے بڑے بڑے ٹکڑے بھی ملے۔ ان کی ہمّت اس کامیابی سے بہت کچھ بڑھ گئی۔ لیکن اب ان چاروں میں سے ایک شخص الیکٹو نامی بخار میں مبتلا ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد مر گیا۔

اُنہوں نے اُسے دفن کر دیا اور پھر بمصداق

طلبگار گوہر کہ کانے کند
بہ پندار و امید جانی کند

جانفشانی کے ساتھ تلاشِ زر میں منہمک ہوئے اور کبھی کبھی اُن کا نصیبہ یاوری بھی کر جاتا۔ لیکن کچھ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ اس جماعت ثلثہ کا ایک اور فرد جانسٹن نامی بیمار ہو گیا۔ اور ایک مہینہ کے بعد وہ بھی چل بسا۔

اس کے بعد لیونارڈ کی یہ رائے ہوئی کہ اس کام کو چھوڑ دیا جائے۔ لیکن قسمت کے لکھے کو کون مٹا سکتا ہے۔ جانسٹن کی وفات کے دوسرے ہی دن

اُنہیں سونے کی ایک مقدارِ کثیر دستیاب ہوئی اور لیونارڈ کے بھائی نے جس کی خواہش حصولِ دولت کو متواتر ناکامیوں نے اور بھی بڑھا دیا تھا لیونارڈ کی ایک نہ سُنی۔

پس اُنہوں نے ایک بلند تر اور صحیح مقام پر اپنی جھونپڑی ڈال لی۔ اور ٹھہرے رہے۔ لیکن ایک روز کسی کمبخت گھڑی میں ٹامس اوٹرم شکار کھیلنے باہر نکلا۔ اور جنگل میں رستہ بھول گیا۔ جس کی وجہ سے مجبوراً اُسے رات بھر تپ آلود الجزوں میں زیر سما رہنا پڑا۔ ایک ہفتہ کے بعد اسے درد کمر اور بے چینی محسوس ہوئی اور تین ہفتہ بعد جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں اس کا انتقال ہو گیا۔

اپنے مردہ بھائی کے پاس بیٹھے بیٹھے یہ تمام واقعات اور بیشتر کے زمانہ کی بھی بہت سی باتیں لیونارڈ کے ذہن میں گزریں۔ اس سے پہلے کبھی اُس نے اپنے اس درجہ بیکس و مایوس اور الفت اور امید کی نعمتوں سے محروم نہ پایا تھا۔ یہ ایک حقیقت نفس الامری تھی کہ دُنیا بھر میں اُس وقت اُس کا کوئی یار و مددگار نہ تھا البتہ لٹو کی سی ناک والا حبشی آٹر ایک اُس کے پاس تھا۔ جسے وہ اپنا یار سمجھتا یا مددگار۔ اُسے انگلستان سے آئے ہوئے کئی سال گزر چکے تھے اس کے دور کے چند رشتہ دار تھے۔ اُن کو اُس کی اور اُس کے بھائی کی جو آوارہ اور بے خانماں دُور دراز ممالک میں بھٹکتے پھرتے تھے۔ کچھ پروانہ تھی۔ اور اُس کے ہم مکتب رفقا کی لوحِ حافظہ سے غالباً اُس کی یاد کا نقش اب تک محو ہو چکا تھا۔

البتہ ایک شخص دُنیا میں ایسا تھا جو اُسے فراموش نہ ہوا تھا۔ اور وہ اُس کی معشوقہ جین بیچ تھی مگر اُس فراق کی رات سے جسے سات سال گزر چکے تھے اُس نے اس کی کوئی خبر نہ سُنی تھی۔ دو مرتبہ اُس نے جین کو خط لکھا۔ لیکن خطوں کا کوئی جواب نہ آیا۔ اس کے بعد اس نے خط لکھنا ترک کر دیا۔ کیونکہ وہ ایک ایسا

شخص تھا جسے اپنی وضع کا پاس بہت تھا۔ مزید برآں اس نے یہ قیاس کیا کہ جین نے جو میرے خطوں کا جواب نہیں دیا۔ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اس میں جواب دینے کی قدرت نہ تھی۔ اپنے بھائی سے اُس نے ایک دفعہ یہ کہا تھا کہ جین کا اب تک یا تو انتقال ہو چکا ہے۔ یا گمان غالب ہے کہ مسٹر کوہن سے اس کی شادی ہو گئی ہے۔ بایں ہمہ اُس کو جین سے اور جین کو اُس سے محبت تھی۔ اور اس وقت تک جین کے عشق کی چنگاری اس کے دل میں سلگ رہی تھی کم از کم اسے اس قدر خیال ضرور تھا کہ یہ چنگاری ابھی خاموش نہیں ہوئی ہے۔ کیونکہ سالہا سال کی جلا وطنی اور محنت و مشقت اور تحصیل لا حاصل کی مساعی متصلہ کے جانگزا مشاغل میں بھی جین کی صورت اور اُس کی یاد بطور ایک نقش طمانیت کے اُس کے دل کی لوح پر کندہ تھی۔ اگرچہ سوائے اُس الوداعی تحفہ کے جو ایک انجیل اور ایک بالوں کے گچھے پر مشتمل تھا جین کے احساسی روابط کی قبیل سے اُس کے پاس اور کوئی شے موجود نہ تھی۔ جنگل اور ویرانہ ایسا مقام نہیں ہوتا۔ جہاں لوگ اپنی پہلی معشوقہ کی یاد کو دل سے بھلا سکیں۔ وہ واقع میں بالکل بیکس اور بے بس تھا۔ نہ اُس کا کوئی رفیق تھا نہ غمخوار نہ مونس تھا نہ غمگسار۔ ایک ویران اور وحشتناک سرزمین میں وہ بادیہ گرد اور دشت نورد تھا۔ اور جاہل اور وحشی اس کے ہم صحبت تھے۔

اُس نے اپنے جی میں سوچا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ اس مقام میں رہ کر سونے کی تلاش کو جاری رکھنا تو خارج از امکان تھا۔ سونا تو یہاں موجود تھا۔ مگر لیونارڈ خوب جانتا تھا کہ یہ سونا سنگِ خارا کی رگوں میں جو پہاڑمیں دوڑتی ہوئی چلی گئی ہیں جکڑا ہوا ہے۔ اور بغیر مناسب آلات یا کافی سرمایہ کے پتھر میں سے سونا نکالنا فعل عبث ہے۔ علاوہ اس کے جتنے جتنے جبشی ملازم اُس کے پاس تھے وہ سب

کے سب محنت شاقہ سے خستہ اور بخار سے ماندے ہو کر اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ اور اس موسم میں دوسرے مزدوروں کا ملنا محال تھا خیر

ایں ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

جہاں اتنی مصیبتیں اور ناکامیاں اس نے جھیلی تھیں وہاں یہ ایک اور سہی اب سوائے اس کے اور کیا چارہ تھا کہ وہ ناٹال جاکر قسمت آزمائی کرے۔ کم سے کم روٹی کما کھانے کو ناٹال میں گاڑیبانی تو کہیں گئی نہ تھی اور دولت کے تجسّس کی اس کوششِ بے فائدہ سے جس کی بنا پر اُسے اپنا خاندان از سرِ نو قائم کرنا تھا اسے رستگاری حاصل ہونا غنیمت ہوا۔

لیونارڈ ان سوچوں میں پڑا ہوا تھا کہ دفعۃً اُسے اپنا وعدہ یاد آیا جو اُس نے اپنے بھائی سے کیا تھا۔ اور جو یہ تھا کہ دولت کی تلاش میں مرتے دم تک سرگرم رہونگا۔ اس وعدے کے یاد آتے ہی اس نے عزم بالجزم کر لیا کہ دولت کی جستجو میں اُس وقت تک کرونگا جب تک کہ موت میرا خاتمہ نہ کر دے اس کے ساتھ ہی اُسے وہ عجیب پیشینگوئی بھی یاد آئی جو اُس کے بھائی نے گزشتہ شب کی تھی اور جو یہ تھی کہ دولت اُس کو ملے گی۔ اُس کے نزدیک اس پیشین گوئی کی حقیقت ایک مرنے والے شخص کی پریشان خیالی سے زیادہ نہ تھی۔ کیونکہ کئی سال سے اس کا بھائی دولت حاصل کرنے اور اپنے قدیم گھرانے کی از سرِ نو بناڈالنے کے خیال میں مستغرق اور محو تھا کہ مقامِ تعجب نہیں جو حالتِ نزع میں بھی اُس نے اپنی زندگی کے مقصد کے حصول کو گو کسی دوسرے کی وساطت سے سہی عالمِ رویا میں دیکھا ہو۔ بایں ہمہ مرتے وقت کس عجیب نگاہ سے مرنے والے نے اُس کی طرف دیکھا تھا اور کس تیقّن اور وثوق کے ساتھ پیشینگوئی کی تھی۔ لیکن یہ امر تو خارج از بحث تھا جو بات کہ اس وقت بحث طلب تھی

وہ یہ تھی کہ اُس نے یعنی لیونارڈ نے کئی سال گزرے کہ ایک قسم کھائی تھی اور گزشتہ شب ہی کو اس کی تجدید کی تھی پس خواہ کچھ بھی ہو اس قسم پر مرتے دم تک کاربند ہونا اس پر فرض ہو گیا تھا۔

اس سوچ میں پڑے پڑے اُسے گھنٹوں گزر گئے اور اُس بیجان جسم کے پاس جو کسی زمانہ میں اس کا ہمجولی اس کا بھائی اور اُس کا دوست تھا بیٹھا ہوا وہ انتظار کرتا رہا تھوڑی دیر کے بعد وہ غار میں ادھر اُدھر ٹہلنے لگتا۔ دوپہر ڈھلنے پر گرمی زیادہ ہو گئی حبس محسوس ہونے لگا اور افق پہ باد جمع ہونے لگے۔

مطلع کی یہ حالت دیکھ کر لیونارڈ باآواز بلند بولا۔ ”غروب آفتاب کے وقت رعد و ابر کی خوب گرم بازاری ہوگی۔ خدا کرے آٹر جلد واپس آجائے تاکہ تجہیز و تکفین سے نبٹ لیں ورنہ کل تک ہم کو منتظر رہنا پڑیگا۔“

آخر کار اندھیرا ہونے سے نصف ساعت پہلے بونا آپہنچا ایک ہرن کو وہ اپنی زبردست پیٹھ پر لادے ہوئے تھا اور ہاتھ میں خوشبودار سوسن دشتی کا ایک بڑا گچھا لئے ہوا تھا۔

تب دونوں نے ٹامس اوٹرم کو مل کر اُسی قبر میں جو اُس نے اپنے ہاتھ سے دامنِ کوہ میں کھودی تھی دفن کر دیا اور رعد کی کڑک نے اُس کا نوحہ پڑھا۔

باب پنجم

آٹر مشورہ دیتا ہے

جب مٹی جو بجا چکی اور ٹامس اوٹرم بستر مرقد پر اپنی آخری نیند سو گیا۔ تو اُس کے بھائی نے انجیل کا وہ نسخہ جو جین بیچ نے اُسے دیا تھا باہر نکالا اور قبر پر جنازہ کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد لیونارڈ اور آٹر غار کو واپس آئے۔ اور کچھ کھایا پیا۔ لیکن کھانے میں ایک لفظ مُنہ سے نہ نکلا۔ جب وہ کھانا کھا چکے تو لیونارڈ نے بونے کو جو کچھ فاصلہ پر بیٹھا ہوا تھا پکارا۔

لالٹین کو اپنے اور بونے کے درمیان رکھ کر لیونارڈ اُس سے کہنے لگا

"آٹر تم ایک وفادار شخص ہو اور ایک طرح سے ہوشیار بھی ہو۔ میں تم سے ایک بات کہا چاہتا ہوں اور اُس کے متعلق تمہاری رائے طلب کرتا ہوں"۔ اتنا کہہ کر لیونارڈ نے انگریزی زبان میں یہ فقرہ اور ایزاد کیا۔ کم از کم اس معاملہ میں تو تمہاری رائے اور قوتِ فیصلہ مجھ سے کسی طرح کم نہیں ہو سکتی"۔

بونا بولا کہ "میاں آپ کہتے ہیں ہمہ تن گوش ہوں" اور یہ کہکر وہ لالٹین کی دوسری طرف ایک بڑے مینڈک کی طرح زمین پر اکڑوں بیٹھ گیا۔ اور اپنے آقا کے چہرہ پر اپنی سیاہ آنکھیں جما دیں۔

لیونارڈ۔ "آٹر سات سال کا زمانہ ہوتا ہے۔ جو میاں کہ مر گئے ہیں وہ اور میں سفر کرتے ہوئے اس ملک میں آئے۔ یہاں آنے سے پہلے ہم بھی دولتمند تھے اور اپنے ملک میں سردار تھے لیکن ہماری کہرالین[1] اور مویشی اور زمینیں

---

[1] "کرال" زولو زبان کا ایک لفظ ہے جس کے معنے جھونپڑی یا مکان کے ہیں۔

ہمارے ہاتھ سے نکل گئیں اور ایک دوسروں کے قبضہ میں چلی گئیں اور ہم غریب ہوگئے۔ جب ہماری یہ حالت ہوگئی تو ہم نے ایک دوسرے سے کہا کہ یہاں تو اب ہمارا کوئی گھر نہیں رہا اور افلاس اور قلاشی کی ندامت کا داغ ہمیں لگ گیا۔ علاوہ اس کے ہم خاندانی امیر ہیں معمولی آدمیوں کی طرح محنت مزدوری نہیں کر سکتے۔ مبادا کہ امیر و غریب ہماری ہنسی اُڑائیں۔ ہماری بڑی سنگین 'کرال' جو نسلاً بعد نسلٍ ہمارے خاندان کی ملک میں چلی آتی تھی ہم سے چھن گئی اس میں غیر لوگ رہتے ہیں اور غیر عورتیں اُس کا انتظام کرتی ہیں۔ اور اُن کی اولاد اب ہماری زمینوں پر قابض ہوگی۔ پس ہمیں چاہیئے کہ ہم اس ملک کو چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں۔"

یہ سُن کر آٹر بولا۔" خون کا رشتہ ہرگز بدل نہیں سکتا۔ دولت کی اس کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں۔ دولت ایک آنے جانے والی شے ہے مگر خون کا رشتہ ہمیشہ خون کا رشتہ ہوتا ہے میرے باپ تم نے کیوں ایک بڑی 'اپسی' (فوج) جمع کر کے ان غیر لوگوں کو برچھوں سے مار نہیں ڈالا۔ اور اپنے 'کرال' پر نئے سرے سے قبضہ نہیں کر لیا؟"

لیونارڈ۔" آٹر ہمارے ملک میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہاں دولت خون کے رشتہ سے بڑھ کر ہے۔ اگر ہم ایسا کرتے تو ہماری اور زیادہ رُسوائی ہوتی۔ صرف دولت سے ہی ہم کو اپنا گھر واپس مل سکتا تھا۔ اور دولت ہمارے پاس رہی نہ تھی۔ جو میاں مر گئے ہیں اُنہوں نے اور مَیں نے مل کر قسم کھائی کہ ہم اس دُور کی سرزمین میں آکر دولت کی جستجو کرینگے۔ تاکہ ہم اپنی 'کرال' اور زمینوں کو پھر خرید لیں۔ اور پہلے کی طرح پھر وہاں حکومت کریں۔ اور ہمارے بعد ہماری نسلیں اُن پر قابض ہوں۔"

اس پر آٹر نے کہا۔ "قسم تو آپ نے اچھی کھائی۔ لیکن اس ملک میں ہم دوسری طرح کی قسم کھاتے اور اُس 'کرال' کے لئے یہاں فولاد کی جھنکار کی صدا بلند ہوتی نہ کہ پیلے لوہے کے کھنکھنانے کی آواز۔"

لیونارڈ۔ "آٹر ہم اس ملک میں چلے آتے اور سات سال تک ہم نے اپنے ادنےٰ نوکروں سے دوُنی محنت اور مشقت اپنی ذات پر گوارا کی۔ ہم ملک میں جابجا پھرے۔ مختلف قوموں سے ہمیں سابقہ پڑا۔ بہت سی زبانیں ہم نے سیکھیں لیکن ہمیں فائدہ کیا ہوا؟ میرے بھائی کو تو اس سامنے کے ویرانہ میں قبر کا ایک گوشہ مل گیا۔ اور مجھے پیٹ بھر کر کھانے کو جنگل کی پیداوار بس اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جس دولت کی ہمیں تمنّا تھی وہ ابھی تک حاصل نہیں ہوئی اور میں نے یہ قسم کھائی ہے کہ یا تو اس دولت کو کماؤں گا۔ یا اس کوشش میں اپنی جان دیدونگا۔ گزشتہ شب ہی کو میں نے یہ قسم اس مرنے والے کے سامنے پھر دُہرائی تھی۔"

آٹر۔ "میاں آپ نے خوب کیا قسم قسم ہی ہوتی ہے اور جو سچے آدمی ہوتے ہیں وہ اپنی قسم کو پورا کرتے ہیں۔ لیکن دولت اس جگہ نہیں مل سکتی کیونکہ سونا زیادہ تر ان چٹانوں میں چھپا ہوا ہے جن کو کھودنا سخت مشکل ہے اور پتھر پر منتر بھی نہیں چل سکتا کہ سونا اس میں سے نکل پڑے۔ زولولینڈ میں جتنے جادوگر ہیں اُن سب کا جادو بھی اس بارہ میں کارگر نہیں ہو سکتا۔ اور کم از کم میں اور آپ تو اکیلے اس کام کو کر نہیں سکتے۔ خواہ بخار سے ہم بچ بھی رہیں۔ میاں ہمیں چاہیئے کہ یہاں سے چل دیں اور کہیں اور قسمت آزمائی کریں۔"

لیونارڈ۔ "سنو آٹر میری کہانی ابھی ختم نہیں ہوئی۔ جو میاں مر گئے ہیں اُنہوں نے مرنے سے قبل ایک خواب دیکھا تھا۔ اس خواب میں انہیں یہ معلوم ہوا کہ مجھے

دولت ملے گی اور ملیگی بھی ایک عورت کی مدد سے اور اُنھوں نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ اُن کے مرنے کے بعد میں کچھ دیر یہاں ٹھہرا رہوں۔ آٹرتم ایک ایسی قوم میں سے ہو جو خوابوں کی تعبیر کے علم سے ماہر ہے۔ اور جو ایک معبّر کی نسل سے ہے اب تم مجھے بتاؤ کہ یہ خواب سچ تھا یا محض ایک بیمار شخص کی پریشاں خیالی تھی"۔

بونے نے جواب دیا" میاں یقینی طور پر خواب کی تعبیر کون بتا سکتا ہے"۔ یہ کہکر وہ کچھ دیر تک سوچتا رہا اور پھر مٹی پر انگلی سے لکیریں کھینچنے لگا اور اس کے بعد یوں بولا" میاں مَیں کہے دیتا ہوں کہ مرنے والے نے جو بات مرتے وقت کہی تھی وہ سچ ثابت ہو گی اُس نے آپ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ آپ کو دولت ملے گی یقین مانئے کہ یہ وعدہ سچ ہے اور کسی نہ کسی طرح آپ ضرور دولت حاصل کرینگے۔ اور سمندر پار جو بڑی کرال ہے اُس پر آپ کا قبضہ ہو گا۔ اور غیروں کی اولاد کا اُس پر تصرّف نہ ہو گا۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم مرنے والے کے حکم کی تعمیل کریں۔ اور اُس کے حکم کے مطابق کچھ عرصہ یہاں منتظر رہیں"۔

اس واقعہ کو سات روز گزر گئے اور ساتویں روز شب کے وقت لیونارڈ آٹرم اور آٹر جبل القبر کی غار میں (کیونکہ اس مہلک مقام کو اُنھوں نے اسی نام سے موسوم کیا تھا) بیٹھے تھے۔ بات چیت اُنھوں نے آپس میں دیری سے کچھ نہ کی تھی۔ اگرچہ ہر ایک اپنی اپنی سوچ میں پڑا ہوا تھا۔ اور دونوں کے لئے اس سوچ میں پڑنے کی وجہ بھی موجود تھی۔ دن بھر شکار کے پیچھے وہ پھرتے رہے لیکن سوائے ایک تیتر کے اُنھوں نے اور کچھ نہ مارا اس تیتر کا اکثر حصّہ وہ ابھی ابھی کھا چکے تھے اور اُن کے کھانے کے لئے سوائے اس کے اور کوئی شَے نہ تھی۔ معلوم ایسا ہوتا تھا کہ شکار اس نواح سے غائب ہو گیا ہے کم سے کم

اُنہیں تو کچھ شکار نہ ملا تھا۔"

لیونارڈ نے اپنے بھائی کے مرنے کے دن سے سونے کی جستجو اور کوشش کو چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ یہ کوشش محض بے سود تھی۔ اب اُسے وقت کاٹنا بھی دوبھر معلوم ہونے لگا۔ کیونکہ انسان دن بھر ہرنوں کی تلاش میں جو عنقا کا حکم رکھتے ہوں دشت پیمائی اور صحرانوردی نہیں کر سکتا۔ کلفت اور تکدر نے اس کی رُوح میں بھی سرایت کرنا شروع کیا۔ اور اپنے بھائی کی موت کا صدمہ اُس دن کی نسبت جبکہ اُس نے اُسے دفن کیا تھا آج اُسے زیادہ محسوس ہوا۔ مزید برآں پہلی ہی مرتبہ اُس پر اُس مہلک بخار کی علامتیں طاری ہوئیں جو اُس کے تین ساتھیوں کو آغوشِ لحد میں سلا چکا تھا۔ اُس کو بخوبی معلوم تھا کہ اس اضمحلال اور امتلا اور اس وجع شدید کا صحیح مفہوم کیا ہے جو وقتاً فوقتاً اُسے اپنے سر اور دوسرے اعضا میں محسوس ہوتا تھا۔ اسی طرح اس کے بھائی کی آخری بیماری کا ظہور ہوا تھا۔

وہ سوچا کہ کیا میری زندگی کا خاتمہ بھی اسی طرح ہوگا؟ اس کا تو اُسے چنداں خیال نہ تھا۔ اپنے انجام کی طرف سے وہ بالکل بے پروا تھا۔ کیونکہ زندگی کی شدید جدّوجہد نے روحانی شکوک کے جانگذا آلام میں گرفتار ہونے کی اُسے نہ تو فرصت ہی دی تھی اور نہ رغبت۔ لیکن بااین ہمہ اُس کا تصوّر خوفناک تھا۔ اپنے بھائی کے سانحہ کو اپنی واہمہ کی نظر کے سامنے وہ اتنی بار لایا کہ خیال اُس کے لئے بمنزلہ ایک حقیقت نفس الامری کے ہوگیا۔ اُس نے اپنی تصوّر کی آنکھوں سے دیکھا کہ میں آخری مرتبہ اپنی جان کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہوں اور آنٹر حسرت بھری نگاہ سے مجھے تک رہا ہے۔ اُس کی واہمہ نے اس کے پردۂ نظر پر اُس کے بعد یہ تصویر کھینچی کہ بونا اُسے اپنی آغوش میں لئے ہوئے

ایک تن تنہا قبر کی طرف لئے جاتا ہے۔ اور پھر مٹی دے کر ایک آہ سرد بھرتا ہے اور اس بخار زدہ مقام سے ہمیشہ کے لئے فرار ہو جاتا ہے۔ وہم و تصوّر کی اس منزل سے روانہ ہو کر لیونارڈ نے یوں استدلال شروع کیا کہ میں اس مقام پر بخار سے مرنے کے لئے کس واسطے ٹھہرا ہوا ہوں۔ کیا اپنے مرنے والے بھائی کی وصیّت کی تعمیل کے خیال سے کیا ایک وہم باطل اور سفیہانہ پیشینگوئی کو مدِّ نظر رکھنے کی غرض سے جسے ہر مہذّب اور شائستہ آدمی حقارت کی نظر سے دیکھے گا ؟

لیکن مشکل تو یہی تھی کہ اب وہ مہذّب اور شائستہ ہرگز نہیں رہا تھا۔ قدرت کے ساتھ اور وحشیوں میں رہتے رہتے اُسے اتنا زمانہ ہو گیا تھا کہ قدرت نے اُس پر بھی ویسا ہی اثر ڈال دیا تھا۔ جیسا کہ وہ وحشیوں پر ڈالتی ہے۔ اُس کی شائستہ عقل اُسے بتاتی تھی کہ توہمات کو یقین کی نگاہ سے دیکھنا حماقت ہے۔ لیکن اُس کی عقل حیوانی نے جواب اُس پر غالب آتی جاتی تھی۔ اُسے کچھ اور بنا یا تھا۔ وہ معیار حیات کے طبقہ اُخریٰ میں چلا گیا تھا اور اُس کی حالت زمانۂ قدیم کے انسانوں کی ہو گئی تھی۔ اور اُس کے قوائے مدرکہ و استنباطیہ نارسیمیں یا انڈیٹک لوگوں کے سے ہو گئے تھے۔ یہ امر اُس کے لئے تعجب انگیز نہ تھا کہ اُس کے بھائی نے اپنے بستر مرگ پر پیشین گوئی کی ہو اور یہ بات اس کو عجیب نہ معلوم ہوتی تھی کہ وہ اُس پیشین گوئی کو سچا ماننے اور اس پر کاربند ہو۔ باوجودیکہ وہ جانتا تھا کہ اس پیشینگوئی پر کاربند ہونے کا نتیجہ غالباً موت ہو گا۔

جو لوگ ایک عرصہ دراز تک قدرت کی صحبت میں رہے ہیں وہ اس قسم کے احساسات سے ایک حد تک آگاہ ہوں گے۔ کیونکہ انسان میں اور قدرت

میں ہمیشہ باہمی مناقشہ رہا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو اپنے مقاصد و اغراض کے سانچہ میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔ اس جدّ و جہد میں بازی انجام کار قدرت کے ہی ہاتھ رہتی ہے۔ انسان بڑی لاف و گزاف کے ساتھ قدرت کو تمسخر کرنے اور اُس کے بیم و رجا اور اُس کے ذاتی اثرات پر غلبہ حاصل کرنے کا ہمیشہ دعویٰ کیا کرتا ہے۔ لیکن اُسے اپنے شہروں اور اپنے ابنائے جنس سے ذرا جدا ہو کر قدرت کے ہمراہ کچھ عرصہ تک رہنے دو پھر دیکھیں اُس کا تفوق اور غلبہ کہاں جاتا ہے۔ دایۂ قدرت کی گودی میں وہ ایک طفلِ نوخیز کی طرح پھر جا لیٹتا ہے۔ اور اُس کے نفسِ ناطقہ کی نشو و نما پذیرفتہ قوائے ادراکیہ و استنباطیہ اُسی طرح پر ضائع ہو جاتے ہیں جیسے کہ کسی زمانہ میں چل کر اُس کے تمام کام برباد ہو جائیں گے۔ جنگل کی گھاس اور بیابان کی ریت بابل کے مقابلہ میں زیادہ زبردست ہے۔ کیونکہ یہ اس سے قبل موجود تھے اور اس کے بعد بھی ان کا وجود ہے۔ یہی حال علیٰ سبیل مدارج ہر ایک طبعی و اخلاقی شے کا ہے۔ کیونکہ قدرت ایک ایسی دایہ ہے جس کی فرماں برداری انسانوں کو جو اُس کے بچے ہیں آخر کار کرنی ہی پڑتی ہے۔ خواہ وہ کیسی ہی سرکشی کیوں نہ کریں۔

لیونارڈ ان سوچوں میں پڑا ہوا تھا۔ دونوں ہاتھ اُس کی جیبوں میں تھے۔ اور ایک خالی پائپ اُس کے منہ میں تھا۔ پائپ میں اب تمباکو نہ رہا تھا۔ لیکن پھر بھی لیونارڈ شاید بتقاضائے عادت پیے جاتا تھا۔ آٹر اس تمام اثنا میں اُس کی طرف نگاہ جمائے بیٹھا تھا۔ آخر کار آٹر بولا :-

"میاں آپ بیمار معلوم ہوتے ہیں۔"

لیونارڈ نے جواب دیا۔ "نہیں بیمار تو نہیں ہوں۔ کسی قدر کسلمند البتہ

ہوں۔" اس پر بو نے نے کہا۔" میاں ہاں ابھی آپ کسی قدر بیمار ہیں۔ آپ نے تو کوئی بات نہیں کی مگر مجھے آپ کی حالت خوب معلوم ہے بخار نے ابھی آپ کو اپنی اُنگلی سے چھوا ہے رفتہ رفتہ پورے ہاتھ سے آپ کو پکڑ لے گا اور میاں تب۔"

"آہ تب خدا حافظ۔"

"میاں آپ کا تو خدا حافظ میرا کیا حال ہو گا۔ میاں آپ سوچتے بہت رہتے ہیں اور کام آپ کے پاس کرنے کو ہے نہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کو بیماری نے آگھیرا ہے۔ بہتر ہو گا کہ ہم جاکر پھر کُھدائی کریں۔"

"آہ! کھودنے سے کیا حاصل؟ کُھدے کُھدائے گڑھے موجود ہیں جو قبروں کا کام اچھی طرح پر دے سکتے ہیں۔"

"میاں آپ کیسا بُرا شگون نکالتے ہیں۔"

'مزن فال بد کا درد حال بد'

اس سے تو یہی بہتر ہے کہ ہم یہاں سے چل دیں اور انتظار نہ کریں کیونکہ آپ کا ایسی باتیں کرنا گویا موت کا بُلانا ہے۔"

اس کے بعد کچھ دیر تک خاموشی کا عالم رہا

تھوڑی دیر کے بعد لیونارڈ نے کہا۔" آہ حق تو یہ ہے کہ ہم دونوں بیوقوف ہیں ہمارے یہاں ٹھہرنے کا کیا نتیجہ ہے۔ نہ یہاں کچھ کھانے کو ہے نہ پینے کو صرف بخار پر ہماری نظریں لگ رہی ہیں۔ ہم کو معلوم نہیں کہ آگے چل کر پردہ غیب سے کیا ظہور میں آئے۔ لیکن اس کی کوئی پروا نہیں۔ بے وقوفوں اور داناؤں دونوں کا انجام ایک ہی ہوتا ہے۔ ارے میرے اللہ میرا سر درد سے پھٹا جاتا ہے۔ اور کیسی سخت گرمی ہے کاش ہمارے پاس یہ کچھ اور

کونین بچ رہی ہوتی۔ مَیں تو اب باہر جاتا ہوں۔" یہ کہکر وہ بے قرار ہو کر اُٹھا اور غار سے باہر نکلا۔

آٹر اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ لیونارڈ اپنے بھائی کی قبر کی طرف جاتا ہے۔ تھوڑی دیر میں وہ وہاں پہنچے چونکہ چاند بادل میں چھپا ہوا تھا اور اُن کی نگاہ کام نہ کر سکتی تھی اس لئے وہ کچھ دیر تک منتظر رہے کہ بادل چاند پر سے ہٹے۔

وہ اس انتظار میں کھڑے ہوتے تھے کہ دفعتہً کسی کے رونے اور آہ وزاری کی آواز اُن کے کان میں آئی جس طرف سے آواز آئی تھی لیونارڈ نے اُدھر دیکھا اور آٹر سے پُوچھا "یہ کیا ہے؟"

آٹر نے جواب دیا۔ "مجھے کیا معلوم شاید کوئی بھُوت ہوگا یا کسی عورت کی آواز ہوگی جو اپنے مرے ہوئے عزیزوں کا ماتم کر رہی ہے۔"

لیونارڈ بولا۔ "ماتم کرنے والا تو یہاں سوائے ہمارے اور کوئی نہیں۔" اور یہ بات اُس کے مُنہ سے نکلی ہی تھی کہ ایک مرتبہ اور وہی نالہ و شیون کی صدا پھر بلند ہوئی۔ اتنے میں بادل کی نقاب چاند کے چہرہ سے اُٹھ گئی اور ماہتاب کا نور نہایت آب و تاب کے ساتھ چاروں طرف پھیل گیا۔ اور اب اُن کو معلوم ہوا کہ اس ویرانہ مقام میں کون شخص آہ و بکا کر رہا ہے کیونکہ اُن سے بیس قدم کے فاصلہ پر ایک طویل القامت اور لاغر عورت ایک پتھر کے اُوپر بیٹھی ہوئی رنج و یاس کے عالم میں کراہ رہی تھی۔

ایک کلمہ تعجب کے ساتھ لیونارڈ اُس کی طرف چلا اور بونا اُس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ وہ عورت اپنے رنج و غم میں اس درجہ ڈوبی ہوئی تھی کہ نہ اُس نے اُنہیں دیکھا اور نہ اُس کی آہٹ اُسے محسوس ہوئی حتی کہ جب یہ اُس کے پاس

آکر کھڑے ہو گئے تب بھی اُس نے اُن پر نگاہ نہ ڈالی کیونکہ وہ اپنے چہرہ کو اپنے ہاتھوں سے جن میں بجز پوست اور استخوان کے اور کچھ باقی نہ تھا چھپائے ہوئے تھی۔ لیونارڈ نے حیرت کی نگاہ سے اُس کو دیکھا۔ اُس کی عمر عہدِ کہولت سے متجاوز ہو چکی تھی۔ لیکن لیونارڈ اُس کے انداز سے یہ معلوم کر سکتا تھا کہ جوانی کے عالم میں وہ حسین ہو گی اور ایک دیسی عورت کے اعتبار سے اُس کی رنگت نہایت صبیح تھی۔ اُن کے بال اُن کے سے نہیں تھے۔ بلکہ گھنے اور پیچدار اور بھوری رنگت کے تھے۔ اور اُس کے ہاتھ پاؤں نازک اور خوش شکل تھے۔ اس وقت اس عورت کی شکل وشباہت کو وہ بالکل دریافت نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ جیسا کہ اُوپر بیان ہو چکا ہے اُس کا چہرہ چھپا ہوا تھا اور ایک پھٹا پُرانا کمل وہ جسم پر اوڑھے ہوتے تھی۔"

لیونارڈ نے سسوٹو بولی میں اُس سے خطاب کیا۔" اے نیکبخت تجھ پر کیا مصیبت گزری ہے۔ جو تو یہاں اکیلی بیٹھی ہوئی روتی ہے"

اجنبی عورت نے اپنے ہاتھ مُنہ پر سے ہٹائے اور ایک ندائے خوف کے ساتھ دفعتہً زمین سے اُٹھ کھڑی ہوئی اب اتفاق ایسا ہوا کہ پہلی نگاہ اُس کی آٹر بو نے پر جو اُس کے سامنے کھڑا ہوا تھا پڑی بو نے کو دیکھتے ہی جو کلمہ کہ اس کے مُنہ سے نکلنے والا تھا وہ وہیں کا وہیں رہ گیا اور اُس کے پچکے ہوئے گالوں اور صاف نقش والے چہرہ اور سیاہ آنکھوں کی حالت ایسی ہو گئی جیسے کہ بلا کے خوف وہیبت کے طاری ہو جانے سے ہوتی ہے۔ فرطِ خوف سے اُس کی وضع کچھ ایسی ہو گئی تھی کہ بوٹا اور اُس کا آقا دونوں بالکل نہیں بولے۔ اور خاموشی کے ساتھ اس امر کے متوقع رہے کہ اب کیا ہوتا ہے۔ آخر کار اُس مہرِ سکوت کو اس عورت نے توڑا۔ اور باآہستگی ایک ایسے لہجہ میں جس سے خوف

اور تعجب مترشح ہوتا تھا وہ سجدہ میں جاکر آٹر سے مخاطب ہوکر بولی :۔

"اے، کہ جس کا نام ظلمت ہے اور جس کے حبالہ عقد میں آئی تھی اور جس کے پاس سے میں اپنی جوانی کے دنوں میں بھاگ آئی تھی۔ کیا تو آخر کار مجھے لینے کے لئے دنیا میں آگیا ہے؟ اے شب تاریک کے مالک اور اے قہر و عذاب کے شہنشاہ کیا میں تجھ کو مجسم اپنی آنکھ سے دیکھتی ہوں اور کیا یہ تیرا کاہن ہے؟ کیا میں خواب دیکھ رہی ہوں یا بیداری کے عالم میں ہوں نہیں نہیں میں خواب نہیں دیکھ رہی ہوں اے کاہن مجھے قتل کر ڈال تاکہ میرا خون میرے معصیت کے داغ کو دھو ڈالے"۔

آٹر۔ "معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت پگلی ہے"۔

عورت۔ "اے جال میں پگلی نہیں ہوں البتہ کچھ عرصہ سے میری حالت ایسی رہی ہے کہ اگر مجھے جنون ہو جاتا تو مقام تعجب نہ تھا"۔

آٹر (برہم ہوکر) "نہ میرا نام جال ہے اور نہ ظلمت۔ ان بیوقوفی کی باتوں کو چھوڑ کر اور اس سفید رنگت والے سردار کو بتا کہ تو کہاں سے آتی ہے۔ مجھے تیری یہ بہکی باتیں پسند نہیں"۔

عورت۔ "اے ہستی ظلمانی اگر تو جال نہیں ہے تو نہایت تعجب کا مقام ہے کیونکہ جو شکل جال کی ہے وہی تیری ہے۔ لیکن شاید یہ جسمانی اوتار لے کر دنیا میں نازل ہونے سے تو اپنے آپ کو مجھ پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ خیر جو تیری مرضی وہی سہی۔ اگر تو جال نہیں ہے تو میں تیرے انتقام سے محفوظ ہوں اور اگر تو جال ہے تو میں تجھ سے بمنت التجا کرتی ہوں کہ میری جوانی کی خطاؤں سے درگزر اور میری جان بخشی کر"۔

لیونارڈ (حیرت زدہ ہوکر) "یہ جال کون ہے؟"

عورت (دفعۃً انجان بن کر) "مجھے کیا معلوم! مَیں بھوکی اور تھکی ماندی تھی اس لئے میرے مُنہ سے بہکی بہکی باتیں نکلیں۔ ان باتوں کو فراموش کرو اور مجھے کچھ کھانا دو۔ کیونکہ مارے فاقوں کے مَیں جاں بلب ہو رہی ہوں۔"

لیونارڈ۔ "کھانا تو ہمارے پاس کم ہے۔ مگر جو کچھ ہے وہ حاضر ہے۔ اے نیکبخت میرے ساتھ چل" یہ کہکر وہ غار کی طرف روانہ ہوا۔ اور اجنبی عورت اس کے پیچھے ضعف سے لڑکھڑاتی ہوئی ہولی۔ وہاں پہنچ کر آٹر نے اُسے کھانے کو گوشت دیا۔ اور وہ اُس پر اس طرح سے گری جیسے کوئی فاقہ زدہ شخص جسے ایک مدت سے کچھ کھانے کو نہ ملا ہو۔ جب اُس نے کھانے سے فراغت پائی تو لیونارڈ پر اپنی تیز سیاہ آنکھیں جما کر بولی :-

"اے سفید رنگت والے سردار کیا تم بھی بردہ فروش ہو؟"

لیونارڈ۔ "نہیں مَیں خود ایک غلام ہوں۔"

اجنبی عورت۔ "پھر تمہارا مالک کون ہے کیا یہ ہستی ظلمانی ہے؟"

لیونارڈ۔ "وہ غلامانِ غلام ہے۔ میرا کوئی مالک نہیں البتہ ایک مالک ہے جس کا نام قسمت ہے۔"

عورت۔ "سب سے بڑی مالکہ ہے اور سب سے اچھی بھی ہے کیونکہ اُس کی ہمیشہ یہ عادت ہے کہ ادھر ماتھے پر تیوری چڑھاتی ہے اور اُدھر مُسکرا دیتی ہے اور اپنے خادموں کو ادھر تازیانے لگاتی ہے اور اُدھر اُن کا مُنہ چوم لیتی ہے۔"

لیونارڈ (غمزدہ آواز میں) "تازیانے تو مَیں نے خوب خوب کھائے ہیں لیکن بوسوں کی لذت سے ہنوز نا آشنا ہوں۔"

اس کے بعد بدلے ہوئے لہجے میں اس نے کہا۔ "اے نیکبخت تو یہاں کیسے آئی؟ تیرا کیا نام ہے؟ اور ان پہاڑوں اور جنگلوں میں تو اکیلی کس

واسطے پھر رہی ہے ؟"

عورت :" میرا نام سوا ہے - اور مَیں ایک ایسے شخص کے لئے امداد بہم پہنچانے کی جستجو میں پھر رہی ہوں جس سے مجھے محبت ہے - اور جو سخت مصیبت میں مبتلا ہے - اب میرے سردار کیا آپ میری سرگزشت سُنیں گے ؟"

لیونارڈ :" سُنا "

اس پر عورت اُس کے سامنے بیٹھ گئی اور اپنا قصّہ اس طرح پر شروع کیا :-

باب ششم

سوا کی داستان

اے میرے سردار میرا نام سوا ہے اور مَیں ایک گورے آدمی کی خادمہ ہوں جو ایک تاجر ہے اور یہاں سے چار دن کی راہ پر دریائے زمبزی کے کنارے رہتا ہے - اور وہاں اُس کا ایک مکان ہے جو کئی سال ہوئے اُس نے تعمیر کیا تھا -

لیونارڈ نے پوچھا کہ" اُس گورے آدمی کا نام کیا ہے ؟"

سوا نے جواب دیا کہ کالے لوگ تو اُسے مادوم کہتے ہیں - لیکن اُس کا اصلی نام راڈ ہے - وہ اپنے نوکروں سے نہایت اچھی طرح پیش آتا ہے اور اور کوئی معمولی درجہ کا آدمی نہیں - لیکن ایک بُرائی اُس میں یہ ہے کہ بعض دفعہ وہ اتنی شراب پیتا ہے کہ مدہوش ہو جاتا ہے - بیس سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ

کہ مادوم نے ایک نہایت حسینہ وجمیلہ عورت سے جو قوم پرتگیز سے تھی اور جس کا باپ خلیج ڈابلیگو میں رہتا تھا شادی کی۔ اس کے بعد اُس نے دریائے زمبزی کے کنارے سکونت اختیار کر لی اور تجارت کے کام میں مصروف ہوا۔ اور وہاں ایک مکان بنایا جس کے اب کھنڈر باقی رہ گئے ہیں۔ اس مکان میں اس کی بی بی کی زچگی ہوئی اور بچّہ پیدا ہونے کے ساتھ ہی وہ مرگئی۔ دم اُس کا میری آغوش میں نکلا۔ اور مَیں نے ہی اس کی بیٹی جوآنا کی پرورش کی اور اب تک اُس کو پالا۔

"بی بی کے مرجانے سے مادوم کو شراب کی اور زیادہ چاٹ لگ گئی اور وہ اکثر مخمور رہنے لگا۔ تاہم جب وہ شراب کے نشہ میں نہیں ہوتا تو نہایت معاملہ فہم اور زیرک ہوتا ہے اور متعدد بار اُس نے ہاتھی دانت اور ربڑ اور سونا ایک معتدبہ مقدار میں جمع کیا ہے جس سے اس کو بہت فائدہ پہنچا ہے۔ اس ہوس کی حالت میں وہ کہا کرتا ہے کہ مَیں ایک دوسرے ملک میں جو سمندر پار ہے اس ویرانہ کو چھوڑ کر چلا جاؤنگا۔ اس ملک کا نام مَیں نہیں جانتی لیکن یہ وہ ملک ہے جہاں سے انگریز آتے ہیں۔

"دو دفعہ وہ وطن کی جانب روانہ ہوا۔ اور اُس کی بیٹی جوآنا جو میری مالکہ ہے۔ اور جسے کالے لوگ بدیں خیال کہ اسے مینہ کے متعلق پیشین گوئی کرنے کی قدرت حاصل ہے داعیہ فلک کے نام سے پکارتے ہیں اُس کے ہمراہ تھے۔ لیکن ایک دفعہ تو مادوم شہر ڈربن واقع ملک ناٹال میں ٹھہر گیا اور وہاں شراب پی کر ایک مہینہ میں تمام اپنا روپیہ اُس نے جوئے میں اُڑا دیا۔ اور ایک دفعہ اس کی دولت دریا میں غرق ہوگئی کیونکہ جس کشتی میں اُس کا ہاتھی دانت اور سونا بھرا تھا وہ اُلٹ کر ڈوب گئی۔ اُس کے بعد مادوم نے اپنی بیٹی کو ڈربن بھیجدیا جہاں وہ

تین سال تک رہی اور اس عرصہ میں اس نے وہاں وہ باتیں سیکھیں جنکی گوری عورتوں کو واقفیت ہوتی ہے کیونکہ وہ نہایت زیرک اور فہیمہ ہے اور جیسی وہ حسین ہے ویسی ہی دانشمند بھی ہے تین سال کی مدت گزرنے پر وہ اپنے گھر واپس چلی آئی اور اُسے آئے ہوئے دو سال ہو گئے ہیں۔

"ایک مہینہ ہونے کو آتا ہے کہ داعیہ میری مالکہ نے اپنے والد مادوم سے کہا کہ میرا جی اب ویرانہ سے بیزار ہو گیا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ ہم اپنے وطن کو جو سمندر پار ہے سدھاریں۔" مادوم نے اس بات کو توجہ سے سُنا۔ کیونکہ اُسے اپنی بیٹی سے محبت ہے اور اُس سے اقرار کیا کہ ہم ضرور اپنے وطن کو چلیں گے۔ لیکن ساتھ ہی اُس نے یہ بھی کہا کہ وطن جانے سے پہلے میں ایک مقام پر جو دریا کے کنارے ہے جا کر ہاتھی دانت کی ایک مقدار کثیر جو سستی دستیاب ہوتی ہے خریدنا چاہتا ہوں۔ میری مالکہ اس صلاح کے مخالف تھی اُس نے کہا۔

"ہمیں فوراً وطن روانہ ہو جانا چاہیئے دولت ہمارے پاس کافی موجود ہے ہمیں چاہیئے کہ ہم ناتال جا کر وہاں سے جہاز میں سوار ہو جائیں ورنہ ممکن ہے کہ پھر کچھ موانع ہمارے ارادوں کی سدّ راہ ہو جائیں۔"

"لیکن مادوم نے ایک نہ سُنی۔ کیونکہ وہ ایک ضدی شخص ہے۔ دوسرے ہی دن وہ علی الصباح ہاتھی دانت کی تلاش میں روانہ ہوا۔ اور خاتون جوانا اُس کی بیٹی رونے لگی۔ کیونکہ اگرچہ وہ دلیر اور نڈر ہے تاہم یہ مناسب نہ تھا کہ اُس کا باپ اس طرح پر اُسے اکیلی چھوڑ جائے۔ علاوہ اس کے وہ اپنے باپ سے جُدا رہنا بھی نہیں چاہتی کیونکہ جب وہ پاس نہیں ہوتی تو ایسی حالت میں اس کا باپ کثرت بینوشی کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔"

مادوم کو گئے ہوئے بارہ دن کا عرصہ گزر گیا اور میں اور راعیہ میری مالکہ اُس کے انتظار میں چشم براہ تھیں۔ میری مالکہ کی عادت ہے کہ کپڑے پہننے کے بعد ہر روز صبح کے وقت ایک خاص مقدّس کتاب کو پڑھا کرتی ہے۔ تیرھویں دن صبح کے وقت وہ مکان کے برآمدہ میں بیٹھی ہوئی اپنی عادت کے موافق اس کتاب کو پڑھ رہی تھی اور میں کھانا پکا رہی تھی دفعتہً میں نے ایک ہنگامہ کا شور سُنا اور باغ کی دیوار پر سے جو مکان کے بائیں جانب ہے میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ جن میں سے بعض گورے اور بعض عرب اور بعض دوغلے ہیں مکان کی طرف بڑھے چلے آرہے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص سوار ہے اور باقی پاپیادہ ہیں اور اُن کے پیچھے غلاموں کی ایک بڑی قطار ہے جن کی گردنوں میں طوقِ غلامی پڑے ہُوئے ہیں۔

"اُن لوگوں نے آتے ہی ہمارے علاقہ کے آدمیوں پر بندوقیں سر کیں۔ جس سے وہ تتر بتر ہو کر چاروں طرف فرار ہونے لگے۔ چند آدمی گولی کھا کر گر پڑے اور کتنی اُنہوں نے گرفتار کر لئے۔ لیکن جو باقی تھے وہ بھاگ گئے کیونکہ وہ نوآباد کے کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ اور اُنہوں نے بردہ فروشوں کو آتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

جب میں خوفزدہ ہو کر اس ہنگامہ کو دیکھ رہی تھی تو میں نے دیکھا کہ راعیہ میری مالکہ کی بھاگی ہوئی اس دیوار کی طرف آرہی ہے جس کے نیچے میں کھڑی تھی اور جس کتاب کو وہ پڑھ رہی تھی وہ ابھی تک اُس کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن جب وہ دیوار کے قریب آپہنچی تو جو شخص خچر پر سوار تھا اُس نے اُسے آلیا۔ اور وہ پھر کر اُس کی جانب متوجہ ہوئی اور اپنی پشت کو دیوار سے لگایا۔ اس پر میں پیچھے کو دبک گئی اور کیلے کے پتوں میں اپنے تئیں چھپا کر دیوار کی ایک درز میں سے دیکھنے لگی۔

کہ کیا ہوتا ہے۔

"جو شخص خچر پر سوار تھا وہ سالخوردہ اور فربہ تھا اس کے بال سفید تھے اور اُس کے چہرہ پر جس کی رنگت زرد تھی جھریاں پڑی ہوئی تھیں۔ مَیں نے اُسے فوراً پہچان لیا۔ کیونکہ مَیں نے اُس کا ذکر اکثر سُنا تھا اس نواح میں وہ کئی سال سے لوگوں کے لئے بلائے بے درمان بن رہا ہے۔ ویسے لوگوں نے اُس کا نام پیلا بھتنا رکھا ہے۔ لیکن اُس کا پرتگالی نام پریرا ہے اور وہ ایک مخفی مقام میں جو دریائے زمبزی کے منبع کے قریب واقع ہے رہتا ہے۔ اس مقام پر وہ غلاموں کو جمع کرتا ہے اور بردہ فروش لوگ سال میں دو مرتبہ کشتیوں میں یہاں آتے ہیں تاکہ غلاموں کو بازار میں لے جاکر فروخت کریں۔"

"اس شخص نے میری مالکہ کی طرف جو خوفزدہ ہو کر دیوار سے پشت لگائے کھڑی تھی دیکھا اور قہقہہ مار کر پرتگالی زبان میں بآوازِ بلند کہنے لگا۔ شکار تو ہمیں خوب ہاتھ لگا۔ یہی ہے وہ جوانا جس کے حُسن کی تعریف مَیں نے اکثر سُنی ہے۔ جانمن تمہارا باپ کہاں ہے مجھے یہ بات خوب معلوم تھی ورنہ شاید مجھے یہاں آنے کی جُرأت نہ ہوتی۔ لیکن یہ اُس نے غلطی کی کہ ایسے حسن کے خزانہ کو یہاں بغیر حفاظت کے چھوڑ کر چلا گیا بہرحال وہ اپنے کام میں مصروف ہے اور ہم کو اپنے کام میں مشغول ہونا چاہئے۔ کیونکہ مَیں بھی سوداگر ہوں اور کالے پر والی چڑیوں کی تجارت کرتا ہوں سفید پروں والی چڑیا ذرا میرے ہاتھ کم لگتی ہے۔ اور جب لگتی ہے تو مجھ پر لازم ہے کہ میں اس سے پورا فائدہ اُٹھاؤں ہمارے علاقہ میں بہت سے نوجوان ایسے ہیں جو تمہاری ان آنکھوں پر خوب بڑھ چڑھ کر بولی بولیں گے۔ میری پیاری ڈرمت میں تیرے لئے جلد خاوند تلاش کرونگا۔

اسے گورے آدمی راعیہ میری مالکہ دیوار سے پشت لگائے خوفزدہ نگاہ

سے پیلے بھتنے کی طرف ٹکٹکی باندھے کھڑی تھی۔ اور جب پیلے بھتنے نے یہ باتیں کہیں تو اس کے ملازم بردہ فروش اس کی اُن بُری باتوں کو سُن کر قہقہہ مار کر ہنسے۔ تھوڑی دیر میں میری مالکہ اس ماجرے کی کیفیت سمجھ گئی۔ اور میں نے دیکھا کہ اس نے آہستہ سے اپنا ہاتھ اپنے سر کی جانب بڑھایا۔ اُسی وقت میں اس کا مطلب تاڑ گئی۔

" اے گورے آدمی میں ایک نہایت مہلک زہر کے راز سے واقف ہوں اور یہ راز مدّت ہوئی کہ میں نے اپنی مالکہ کو بتا دیا تھا۔ یہ زہر اس درجہ مہلک ہے کہ ایک خشخاش کے دانہ کے برابر بھی اگر آدمی اُسے کھا جائے تو مر جائے۔ اس زہر کو اس خفیف مقدار میں زبان پر رکھتے ہی کام تمام ہو جاتا ہے چونکہ میری مالکہ ویرانہ میں تنہا رہتی ہے لہٰذا وہ اس زہر کی تھوڑی سی مقدار کو ہر وقت اپنے بالوں میں چھپائے رکھتی ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی ایسا وقت آ جائے۔ کہ اُسے اس زہر کے استعمال سے اپنے تئیں ایسی مصیبت سے بچانا پڑے جو موت سے بھی بدتر ہو۔ اُسے اُس وقت یہ خیال ہوا کہ وہ ساعت آن پہنچی ہے اور میں جان گئی کہ اب وہ بالوں میں سے زہر نکالنا چاہتی ہے۔ اس کے اس کے اس ارادہ سے خائف ہو کر میں نے دیوار کی درز میں اس کے کان میں آہستہ سے ایک قدیم بولی میں جو میں نے اُسے سکھا رکھی ہے اور جو میری قوم کے لوگوں کی زبان ہے یوں کہا۔ راعیہ خبردار! اپنے ہاتھ کو روک! جب تک سانس ہے اُس وقت تک آس ہے۔ لیکن موت سے رستگاری نہیں ہو سکتی۔ جب تم جانو کہ اب کوئی اُمید نہیں رہی تب زہر کھا لینا۔

" اُس نے میری بات کو سُنا اور وہ میرا مطلب سمجھ گئی کیونکہ اُس نے اپنے سر کو خفیف سی جنبش دی اور ہاتھ کو سر سے ہٹا لیا۔ اُس کے بعد پر پیلا بھتنا یہ کہنے

لگا۔ کہ اب اگر تم تیار ہو تو ہم یہاں سے روانہ ہوں کیونکہ میرا قلعہ جو ساحل پر واقع ہے یہاں سے آٹھ دن کی راہ پر ہے اور کسے معلوم ہے کہ کشتیاں میرے حبشی غلاموں کو لینے کے لئے کب آجائیں میری پیاری روانہ ہونے سے پیشتر اگر تمہیں کچھ کہنا ہے تو کہہ لو۔

"میری مالکہ نے اب پہلی مرتبہ مہر سکوت کو توڑا اور پیلے بھتنے کو یہ جواب دیا۔ اگرچہ اس وقت میں تمہارے قابو میں ہوں مگر مجھے تمہارا ذرا ڈر نہیں جب میں چاہوں گی تمہارے پنجہ سے چھوٹ جاؤں گی۔ مگر یہ میں تم سے کہے دیتی ہوں کہ تمہاری خباثت انجام کار تمہیں موت کا مُنہ دکھائیگی۔ یہ کہہ کر اُس نے اُن آدمیوں کی لاشوں کی طرف جن کو بردہ فروش ہلاک کر چکے تھے۔ اور اُن قیدیوں کی جانب جن کی مشکیں کسی جارہی تھیں حسرت آلود نگاہ ڈالی۔ اور پھر جب اپنے مکان کی طرف نظر اُٹھائی تو دھواں اُٹھتا ہوا دکھائی دیا۔ کیونکہ بردہ فروشوں نے مکان کی چھت کو آگ لگادی تھی"

"میری مالکہ کی باتوں سے پرتگیز قزاق کے چہرہ پر ایک لمحہ کے لئے خوف نمایاں ہوا۔ مگر وہ قہقہہ مار کر ہنسا اور اپنے ملک کی رسم کے مطابق اُس نے ہوا میں صلیب کا نشان کھینچا تاکہ جس نازنین سے وہ مخاطب ہوا تھا۔ اُس کے الفاظ کے شگون بد کے اثر سے محفوظ رہے۔ پھر وہ ہنکارتا ہوا بولا۔ "اے میری پیاری کیا تو یہ پیشینگوئی کرتی ہے کہ جب تو چاہیگی میرے پنجہ سے نکل جائیگی۔ اچھا دیکھا جائیگا۔ ہمراہیو دوسرا خچر اس عورت کے لئے لاؤ!" دوسرا خچر لایا گیا اور میری مالکہ جوآنا کو اُس پر سوار کر دیا گیا۔ پھر بردہ فروشوں نے اُن قیدیوں پر جو اُن کے خیال میں بیش قیمت نہیں تھے گولیاں برسائیں۔ ہانکنے والوں نے اپنے دریائی گھوڑے کے چمڑے کے تسموں

سے غلاموں پر تازیانہ باری کی اور قافلہ دریا کے کنارے کنارے بہاؤ کی طرف روانہ ہوا۔

جب سب چلے گئے تو میں نے اپنی کمین گاہ سے سر نکالا اور اپنی مالکہ کے اُن نوکروں کی سراغرسانی کی طرف متوجہ ہُوئی جو اس قتلِ عام سے بچ رہے تھے اور منت اُن سے کہا کہ اپنے ہتھیار لے کر پہلے بھتنے کا تعاقب کرو اور اپنی پیاری راعیہ کے چھُڑانے کے لئے موقع کے منتظر رہو۔ اُن کے اوسان بجا نہ رہے تھے۔ اور اُن کے اکثر سردار اسیر ہو گئے تھے اس لئے میری اُنہوں نے ایک نہ سُنی اور آتش زدہ جھونپڑوں کو دیکھ دیکھ کر ڈھاریں مار کر رونے لگے۔ مَیں نے اُن سے کہا کہ اے بُزدلو! اگر تم نہیں جاتے تو مَیں تنہا جاتی ہوں۔ کم از کم اتنا تو کرو کہ تم میں سے کوئی دریا کے پار جا کر مادوم کو ڈھونڈے اور اُس کو خبر کرے کہ اُس کے گھر پر یہ مصیبت نازل ہوئی ہے'۔

ان آدمیوں نے کہا کہ اچھا ہم تمہارے کہنے پر جاتے ہیں اودھر مَیں نے ایک کمل اور تھوڑا سا توشہ لے لیا اور بردہ فروشوں کے پیچھے پیچھے ہو لی چار دن تک مَیں نے اُن کا تعاقب کیا اور کبھی کبھی وہ مجھے نظر بھی آجاتے تھے آخر کار جو گوشت میں ہمراہ لائی تھی وہ ختم ہو گیا۔ اور میری قوت اور ہمت نے جواب دیا۔ پانچویں دن کی صبح کو مجھ میں آگے جانے کی طاقت نہ رہی۔ اس لئے مَیں ایک پہاڑی کے اُوپر چڑھ گئی۔ اور اُن کی لمبی قطار کو میدان میں بل کھاتے دیکھتی رہی۔ قافلہ کے قلب میں وہ خچر تھے جن میں سے ایک پر ایک عورت سوار تھی مجھے معلوم ہوا کہ میری مالکہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ کیونکہ وہ اس وقت تک زندہ تھی۔

"اب مجھے پہاڑی پر ایک چھوٹا سا جھونپڑا بہت فاصلہ پر اپنے دائیں

طرف نظر آیا۔ اور اُسی دن سہ پہر کے وقت اپنی رہی سہی طاقت کی مدد سے وہاں تک پہنچی۔

اُس جھونپڑے کے رہنے والوں سے میں نے کہا کہ مَیں بردہ فروشوں سے بچ کر آئی ہوں۔ یہ سُن کر میرے ساتھ سلوک سے پیش آئے۔ یہاں مجھے معلوم ہوا کہ ناٹال سے کچھ انگریز لوگ یہاں آئے ہیں اور سونے کی تلاش میں اس جگہ کو کنی کر رہے ہیں اس خیال سے کہ شاید اُن سے مجھے کچھ مدد ملے میں اُن کی تلاش میں دوسرے دن نکل کھڑی ہوئی۔ کیونکہ مَیں خوب جانتی ہوں کہ انگریز بردہ فروشی کو بہ حقارت دیکھتے ہیں اب بمشقت تمام میں یہاں پہنچی ہوں اور سرکار سے میری التماس ہے کہ میری مالکہ راعیہ کو چیلے بھتنے کے ہاتھ سے چھڑائیے۔ افسوس کہ سرکار کو مَیں مفلس اور خستہ حال معلوم ہو رہی ہوں لیکن اگر آپ میری مالکہ کو رہا کرائیں گے تو بہت کچھ انعام واکرام پائیں گے۔ اس کے علاوہ مَیں خود آپ کو وہ بات بتاؤں گی جو مَیں نے اپنی تمام عمر اپنے مالک مادوم سے بھی پوشیدہ رکھی ہے یعنی مَیں اپنے ہم وطنوں (سیر ظلمات) کے چھپے ہوئے خزانوں کا راز آپ پر کھول دونگی۔"

لیونارڈ خاموش بیٹھا ہوا اسوآ کی داستان کو بغور سُن رہا تھا اور جب کہانی کے آخری حصّہ کو اُس نے سُنا تو اُس نے اپنا سر اُٹھا کر اُس کی طرف دیکھا اور دل میں سمجھا کہ بیچاری کو رنج والم نے دیوانہ بنا دیا ہے۔ مگر دراصل عورت کے درشت چہرہ سے اُس کا دیوانہ ہونا ثابت نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ معلوم ہوتا تھا کہ اُس کا دل جذبات واثقہ سے بھرا ہوا ہے۔ اور وہ صدق دل سے درخواست کر رہی ہے۔ اس لئے وہ اس کے دیوانہ پن کو خارج از بحث خیال کر کے اس سے کہنے لگا:۔

"اے نیکبخت تو پاگل تو نہیں ہوگئی ہے کہ میں یہاں تن تنہا ہوں اور میرے ساتھ ایک نوکر ہے۔ میرے تین ساتھی جن کی نسبت تو جھونپڑی کے رہنے والوں سے سُن آئی ہے۔ بخار سے مر گئے ہیں اور مجھ کو بھی بخار نے آگھیرا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ باوجود اس علم کے تو مجھ سے اُس بردہ فروش تاجر کے خیمہ گاہ میں جانے کے لئے درخواست کرتی ہے۔ اور پھر کہتی ہے کہ وہاں میں اکیلا جا کر تیری مالکہ کو (بشرطیکہ فی الحقیقت تیری کوئی مالکہ ہے اور تیری کہانی سچی ہے) رہا کراؤں۔" اے نیکبخت تو دیوانی تو نہیں؟"

نہیں سرکار میں دیوانی نہیں جو کچھ میں آپ سے کہتی ہوں اس کا ایک ایک لفظ صحیح ہے اگرچہ میں جانتی ہوں کہ میری التماس چھوٹا مُنہ بڑی بات کی مصداق ہے مگر یہ بھی جانتی ہوں کہ انگریزوں کو جب کافی معاوضہ دیا جائے تو بڑے بڑے کارہائے نمایاں کر گزرتے ہیں۔ میری امداد میں آپ ساعی تو ہوں دیکھئے تو آپ کو کتنا انعام ملے گا۔ اگر آپ کامیاب نہ بھی ہوئے اور زندہ رہے تو پھر بھی میں آپ کو اس قدر انعام دے سکتی ہوں کہ شاید زیادہ تو نہ ہوگا مگر آج تک جتنا آپ نے کمایا ہے اُس سے بھی زیادہ ہو۔

سوا کا تمسخر آمیز طرزِ کلام لیونارڈ کے دل پر نشتر کی طرح چبھا اور لیونارڈ نے امتحاناً قطع کلام کرکے کہا۔" انعام کو جانے دو ہاں اس وقت جبکہ تم مجھے بخار سے نجات دلاؤ۔" یہ کہکر وہ مسکرا پڑا۔

عورت نے باآہستگی جواب دیا۔" یہ بھی میرے امکان میں ہے کل صبح میں تمہارا علاج کردوں گی۔"

لیونارڈ بے اعتباری سے مُسکرا کر" یہ اور بھی اچھا ہے۔ اب تم یہ بتاؤ کہ چھڑانا تو درکنار میں تمہاری مالکہ کا سُراغ کس طرح لگاؤں جب مجھے یہ بھی معلوم

نہیں کہ اُس کو قافلہ والے کہاں لے گئے ہیں۔ غالباً یہ قلعہ جس کی نسبت اُس پرتگیز قزاق نے ذکر کیا تھا۔ کسی پوشیدہ جگہ واقع ہے بردہ فروشوں کو اُسے پکڑ کر لے گئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا؟"

عورت۔ "جناب آج بارھواں دن ہو گا۔ قلعہ کے متعلق میں کچھ بھی نہیں جانتی اس کے معلوم کرنے کے لئے آپ سے دانا شخص کی ضرورت ہے۔"

لیونارڈ۔ کچھ دیر سوچتا رہا پھر فوراً اس کو ایک بات یاد آئی پست قامت آٹر کی طرف جو پاس بیٹھ کر اپنا بڑا سر زانوؤں پر رکھے ہوئے ان تمام باتوں کو سُن رہا تھا مخاطب ہو کر اُس نے ڈچ زبان میں کہا۔ کہ "آٹر کیا تم ایک دفعہ غلامی میں نہیں پکڑے گئے تھے؟"

آٹر۔ ہاں میاں دس سال ہوئے میں ایک دفعہ پکڑا گیا تھا۔"

لیونارڈ۔ "کیونکر؟"

آٹر۔ اس طرح کہ میں دریائے زمبزی کے کنارے ایک قوم کے سپاہیوں کو ساتھ لے کر شکار کھیل رہا تھا۔ یہ اُس زمانے کے بعد کا ذکر ہے۔ جب میرے لوگوں نے مجھ کو ملک سے اس لئے نکال دیا تھا کہ میں بدصورت ہوں اور وراثتاً اُن کا حاکم نہیں بن سکتا۔

"اُس وقت اس سے پہلے بھتنے نے جس کا ذکر یہ عورت کر رہی ہے اور اُن عربوں نے جو اُس کے ساتھ تھے ہم پر حملہ کیا اور ہم کو اپنے خیمہ گاہ میں لے گئے۔ جہاں ہمیں کشتیوں کے آنے تک انتظار کرنا پڑا۔ پیلا بھتنا ایک قوی الجثہ اور سالخوردہ آدمی تھا جس کی شکل ہیبت ناک تھی۔ جس دن کشتیاں پہنچیں میں کشتی پر سوار ہوتے وقت زنجیر توڑا کر دریا میں کود پڑا۔ باوجود اُن کی جدّ وجہد کے جو انہوں نے مجھے مکرر گرفتار کرنے کے لئے کی میں تیرتا اور غوطہ مارتا ہوا دریا

کے دوسرے پار نکل گیا۔ اور پھر ایسا بھاگا کہ اُن کے ہاتھ نہ آیا۔ میرے باقی کے ساتھیوں کو جو زندہ رہے ہیں بردہ فروش جہازوں میں بھر کر زنجبار لے گئے۔"

لیونارڈ۔ "آٹر کیا تم اُس جگہ پھر جا سکتے ہو؟"

آٹر۔ میاں مجھے ان پہاڑوں کے دامن دامن دس دن یا کم و بیش کی مسافت طے کرنی پڑے گی حتیٰ کہ ہم زمبزی کے جنوبی دہانہ پر جو لوآبو کے نیچے واقع ہے پہنچیں۔

پھر مجھے دریا کے بہاؤ کی جانب ایک دن کا رستہ چلنا پڑیگا۔ اس کے بعد دلدلوں میں دو دن اور صرف ہوں گے۔ اور ہم منزل مقصود پہ پہنچ جائینگے۔ مگر میاں وہ ایک حصن حصین ہے۔ اور اس میں بہت سے مسلح آدمی بندوقیں لئے ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ علاوہ اس کے وہاں ایک توپ بھی رکھی ہوئی ہے۔ جا کر دیکھ لینا۔"

یہ سُن کر لیونارڈ ایک لمحہ تک سوچتا رہا پھر وہ سوا سے یوں مخاطب ہوا "تمہاری داستان سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے بھتنے کے قول کے مطابق اُس کا قلعہ تمہارے آقا کی بستی سے آٹھ روز کی راہ پر واقع ہے اس لئے اگر تمہاری ملکہ وہاں پہنچ گئی ہے۔ تو ضرور ہے کہ اُس کو پہنچے ہوئے تین یا چار روز ہوئے ہوں اور اس ساحل کے بردہ فروشوں کے طرزِ عمل سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ برسات کی وجہ سے ابھی وہ ایک مہینہ تک اپنی کشتیوں پر کسی قسم کا اسباب نہیں لادیں گے۔" اتنا کہکر لیونارڈ رُک گیا اور پھر سوا سے یوں کہنے لگا۔ تم یہ مت سمجھو کہ مَیں اس مہم کا بیڑا اُٹھانے کا حتمی اقرار کرتا ہوں پہلے میں معاملہ پر اچھی طرح سے سوچ بچار کر لوں تب کوئی وعدہ کروں گا۔"

عورت نے جواب دیا "جب آپ کو معلوم ہوگا کہ کس قدر معاوضہ آپ کو ملنے والا ہے۔ تو آپ اس مہم کی ذمہ داری کا بیڑا ضرور اُٹھائینگے۔ مگر اس کے متعلق

میں کل آپ کا بخار اُتار کر آپ سے گفتگو کروں گی۔ اب مجھے آپ کوئی ایسی جگہ بتائیں جہاں میں سو رہوں کیونکہ میں نہایت تھکی ہوئی ہوں۔

ساتواں باب

نئی قسم کا عہد و پیمان

دوسرے دن لیونارڈ بے چینی کی نیند سے اُٹھا کیونکہ بخار نے اس کو رات بھر آرام نہ لینے دیا تھا۔ اگرچہ لیونارڈ بہت سویرے بیدار ہوا۔ لیکن سوا اس سے بھی پہلے کی جاگی ہوئی تھی۔ غار سے نکل کر سب سے پہلے اُس کی نظر دراز قامت سوا پر پڑی جو دھیمی دھیمی آنچ ہر ایک توبنے کو رکھے ہوئے کچھ پکا رہی تھی اور کبھی کبھی اُس کو ہلاتی بھی جاتی تھی۔

لیونارڈ کو انگریزی طریقہ کے مطابق سلام کہہ کر وہ بولی کہ یہ وہ چیز پک رہی ہے جس سے میرے وعدہ کے موافق تم کو شفا ہو گی۔ یہ کہکر اُس نے آنچ پر سے توبے کو اُٹھایا۔ لیونارڈ نے توبنے کو ہاتھ میں لے کر جو عرق اس کے اندر تھا اور جس میں سے نفرت انگیز بو آتی تھی سونگھا اور کہا کہ اس سے تو اور اُلٹا میرے ہلاک ہو جانے کا احتمال ہے۔

سوا نے مسکرا کر جواب میں کہا۔ ”نہیں نہیں آدھا اس وقت پی لو اور آدھا دوپہر کو تمہیں پھر بخار کی کبھی شکایت نہ ہو گی“۔

جب عرق ذرا ٹھنڈا ہوا تو لیونارڈ نے سوا کے کہنے کے مطابق اس میں سے آدھا پی لیا۔ اگرچہ دل اُس کا گواہی نہ دیتا تھا کہ اس دوا سے شفا ہو گی۔ پھر اُس نے

تو بے کو نیچے رکھ دیا اور کہا کہ اے نیکبخت اگر کڑواہٹ اور کسیلے پن میں کوئی وصف ہے تو تمہاری دوا کو ضرور اچھا کہنا چاہیے۔

سوآ نے متانت اور سنجیدگی سے جواب دیا کہ دوا بے شک اچھی ہے اور بہت سے لوگوں کو جو قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے تھے اس سے شفا ہوئی ہے۔

سوآ کا قول بالکل درست تھا دوا پینے کے ساتھ ہی اُس کی حالت سدھرنے لگی۔ رات ہوئی تو اُسے بالکل افاقہ ہو گیا۔ اور تین دن نہ گزرنے پائے تھے کہ اگلی سی طاقت اور توانائی اُس میں پھر عود کر آئی مگر اس اثنا میں اُس کو یہ جرأت نہ ہوئی سوآ سے دوا کی ماہیت اجزا کے متعلق مستفسر ہو اور شاید اُس کا ایسا نہ کرنا اس کے حق میں اچھا بھی ہوا۔

جب لیونارڈ دوا کی خوراک پی چکا تو تھوڑی دیر بعد اُس نے دیکھا کہ آٹر پہاڑی کے اُوپر سے آرہا ہے اور اُس کے کاندھے پر گوشت کا ایک بڑا بھاری ٹکڑا ہے۔

پست قامت آٹر نے شکار کو نیچے رکھ کر کہا۔ کہ اس بڑھیا کے آنے سے ہمارے نصیب بھی جاگ اُٹھے شکاری جانور اب دوبارہ جھاڑیوں میں نظر آنے لگے۔ میں ابھی گھنی جھاڑیوں میں پہنچا بھی نہیں تھا۔ کہ میں نے یہ فربہ جانور شکار کیا۔ اس کے بعد اُنہوں نے ناشتہ کیا اور کھانے کے بعد لیونارڈ اور سوآ میں پھر گفتگو شروع ہوئی۔

لیونارڈ نے کہا۔ اے نیکبخت گزشتہ شب تو نے مجھے انعام کے وعدہ پر ایک کار عظیم کی انجام وہی کے لئے کہا تھا۔ بقول تمہارے ہم انگریز لوگ روپیہ کی خاطر بہت کچھ کر گزرتے ہیں۔ اور میں بھی ایک غریب آدمی ہوں اور دولت کا متلاشی ہوں تمہارا یہ منشا ہے کہ میں اپنی جان کو خطرہ میں ڈالوں اب تم یہ بتاؤ کہ اس کے لئے مجھے کس قدر معاوضہ کی توقع رکھنی چاہیے۔ سوآ کچھ دیر تک اس کی طرف دیکھتی رہی اور یوں بولی :-

"اے گورے سردار کیا آپ نے اہل ظلمات کے حالات بھی سُنے ہیں؟"

لیونارڈ۔ "مَیں نے اُن کی نسبت کبھی کچھ نہیں سُنا۔ تم بتاؤ؟"

سوا۔ "سُنو۔ مَیں بھی انہی لوگوں کی نسل سے ہوں۔ سوا میرا نام ہے اور مَیں اُن کے سردار کاہن کی بیٹی ہوں کئی سال کا عرصہ گزرا کہ مَیں اُس ملک سے بھاگ کر چلی آئی کیونکہ مجھ کو اُنھوں نے اپنے دیوتا جال کے مذبح پر چڑھاوا چڑھانے کے لئے نامزد کیا تھا۔ جال دیوتا (آٹر کی طرف اشارہ کر کے) اس کالے آدمی کی طرح ہے۔ جو آپ کے سامنے بیٹھا ہے۔"

لیونارڈ۔ "یہ روایت تو نہایت دلچسپ معلوم ہوتی ہے۔ اچھا پھر کیا ہوا؟"

سوا۔ "اُن لوگوں کی ایک بڑی قوم ہے اُن کا وطن ایک عظیم الشان وادی ہے جس کے چاروں طرف بڑے بڑے پہاڑ جن کی چوٹیاں برف سے ہمیشہ مستو رہتی ہیں حلقہ زن ہیں۔ اس وادی میں دُھند اور کہر اور بادل کی ظلمت سے مطلع ہر وقت تاریک رہتا ہے آفتاب کی صورت کئی کئی دن دکھائی نہیں دیتی اور اسی تاریکی میں یہ لوگ رہتے ہیں۔ قدو قامت میں یہ لوگ دوسرے لوگوں سے بڑے ہیں اور بیرحمی اور قساوت قلبی اُن کی خاصیت ہے عورتیں اُن کی خوبصورت ہوتی ہیں مجھے اپنی قوم کے لوگوں کے ابتدائی حالات بالکل معلوم نہیں کیونکہ مرور زمان نے ان حالات کو لوح سینہ سے مٹا دیا ہے مگر اتنا مَیں جانتی ہوں کہ وہ پتھر کی ایک قدیم مورت جس کی شبیہ ایک پست قامت آدمی کی سی ہے پُوجتے ہیں اور اس پر انسان کا چڑھاوا چڑھاتے ہیں۔ جہاں یہ مورت کھڑی ہے وہاں اس کے پاؤں کے قریب ایک پانی کا تالاب ہے اور اس تالاب کا دوسرا سرا ایک غار کے اندر چلا گیا ہے اس غار میں وہ رہتا ہے۔ جس کا نام جال ہے اور جس کا نام سنکر بدن کانپ اُٹھتا ہے۔"

لیونارڈ۔ "مَیں تمہارا مطلب نہیں سمجھا کیا اس غار میں ایک بونا رہتا ہے؟"

عورت۔ "نہیں بونا نہیں بلکہ ایک نہنگ رہتا ہے۔ جس کو وہ سانپ کہتے ہیں۔ تمام روئے زمین پر سب سے بڑا اور پرانا نہنگ وہی ہے۔ کیونکہ اُس غار میں وہ اوّل سے ہے یہ سانپ اُن آدمیوں کو جو کالے دیوتا پر چڑھائے جاتے ہیں نگل جاتا ہے"

لیونارڈ۔ "تمہاری داستان واقعی دلچسپ ہے مگر اس سے میری ذات کو کوئی فائدہ حاصل ہوتا نظر نہیں آتا"

عورت۔ "جناب اہل ظلمات کے پیشوایان دین اپنے معبود کی قربان گاہ پر صرف انسان کی جان کا چڑھاوا ہی نہیں چڑھاتے بلکہ اس قسم کی قیمتی چیزوں کا بھی جیسی کہ یہ ہے" یہ کہکر اُس نے فوراً اپنی مٹھی کھولی اور لیونارڈ کو ایک یاقوت رمانی دکھایا جس کی چمک دمک اور خوبصورتی سے باوجودیکہ اس پر جلا ٹھیک طور سے نہیں ہوئی تھی۔ اور وہ تراشا ہوا بھی نہیں تھا۔ لیونارڈ کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں۔ اور وہ متحیر رہ گیا۔ یہ یاقوت چڑیا کے انڈے کے برابر رہ گیا۔ اس کا رنگ ایسا تھا جیسے کبوتر کا خون۔ رگ اُس میں کوئی نہ تھی۔ اور پانی کی قوت رمانی کے عمل سے وہ ہر طرف سے گھس گیا تھا۔ اتفاق سے لیونارڈ کو جواہر شناسی میں کسی قدر مہارت تھی۔ لیکن اس خاص یاقوت کی ماہیت سے وہ اس قدر واقف نہ تھا جتنا اور قیمتی پتھروں کی ماہیت سے۔ لہٰذا اُسے یہ نہ معلوم ہوسکا کہ آیا یہ پتھر واقع میں یاقوت رمانی ہے یا اور کسی قسم کا جواہر ہے۔ بکمال اشتیاق اُس نے سوآ سے پوچھا کہ کیا تمہاری قوم کے لوگوں کو اس قسم کے بہت سے پتھر ملا کرتے ہیں اور اگر ملتے ہیں تو کہاں ملتے ہیں"

سوا۔ "ایسے پتھر انہیں بہت ملتے ہیں مگر اس دانہ کے برابر جو میرے پاس

ہے بہت کم ہوتے ہیں۔ انہیں ایک ندّی کی تہ میں سے نکالا جاتا ہے جو خشک ہو گئی ہے۔ لیکن جس خاص جگہ سے یہ پتھر اور بہت سے خوبصورت نیلے رنگ کے پتھر نکلتے ہیں وہ صرف پیشوایان دین ہی کو معلوم ہیں۔"

لیونارڈ۔ "غالباً نیلم ہوگا۔ نیلم اور یاقوت عموماً اکٹھے ملتے ہیں۔"

سوا۔ ان پتھروں کو وہ ہر سال کھودا کرتے ہیں اور سب سے بڑا جواہر اس عورت کے ماتھے پر لگا دیتے ہیں جسے جال دیوتا کی جورو بنا کر جال پر چڑھا کر چڑھاوا چڑھایا جاتا ہے۔ یہ عورت جب مر جاتی ہے تو اس جواہر کو اس کے ماتھے پر سے اُتار کر ایک مخفی مقام میں رکھ دیتے ہیں جہاں اور اسی قسم کے جواہرات جنہیں جال کی منسوبہ جوروؤں کو سالہا سال کے دوران میں پہنایا جا چکا ہے رکھے ہوئے ہیں۔ علاوہ اس کے جال دیوتا کی مورت کی آنکھوں کو انہوں نے اسی قسم کے جواہرات کی پچی کاری سے مرصع کیا۔ اے گورے سردار میری قوم کے لوگوں میں یہ روایت سینہ بسینہ چلی آتی ہے۔ کہ جال نے جو موت اور بدی کا دیوتا ہے اپنی ماں ایکا کو بہت زمانہ ہوا قتل کر ڈالا۔ جہاں یہ جواہرات پائے جاتے ہیں وہاں ایکا کا خون گرا۔ اُس کے خون سے سُرخ رنگ کے اور اُس کے آنسوؤں سے جو اُس نے اپنی بیکسی کی حالت میں بہائے نیلے رنگ کے جواہرات بن گئے۔ اس لئے ایکا کا خون جال کی نظر کیا جاتا ہے۔ اور کیا جائیگا۔ جبتک کہ ایکا پھر جنم لے کر جال کی پرستش کو ملک سے منسوخ نہ کر دے۔"

لیونارڈ۔ "یہ بھی عجیب ادہام پرستی ہے اے نیکبخت سُن اگر یہ پتھر قیمتی ہے تو خبر نہیں کتنے اونس سونا اُس کی قیمت ہوگی۔ مگر بعض دوسرے پتھر بھی شکل میں ایسے ملتے جلتے ہیں کہ کوئی شخص جو اُن کی ماہیت سے خوب واقف نہیں اُن میں امتیاز نہیں کر سکتا۔ اور اگر یہ پتھر قسم آخر الذکر سے تعلق رکھتا ہے تو اُس کی

کچھ بھی قیمت نہیں مگر پھر بھی ممکن ہے کہ یہ پتھر جو تمہارے پاس موجود ہے۔ اور دوسرے پتھر جن کا تم ذکر کر رہی ہو اصلی یاقوت رمانی ہوں۔ اس لئے میں اپنی قسمت آزمانا چاہتا ہوں مگر اب بتاؤ کہ اس قسمت آزمائی کے لئے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ تمہاری کہانی تو واقعی دل لبھانے والی ہے اور ممکن ہے کہ لعل وہاں ہوں بھی مگر وہ مجھے کیونکر مل سکتے ہیں؟"

عورت۔ "ایک تجویز مجھے سوجھی ہے اگر تم مجھے مدد دو تو میں یہ جواہر جو اس وقت تمہارے ہاتھ میں ہے اور جس کو میں نے برسوں سے اپنے دامن میں چھپا رکھا ہے۔ یہاں تک کہ میں نے اس کی نسبت مادوم کو بھی خبر نہیں کی تم کو دیتی۔ بشرطیکہ تم میری مالکہ کے چھڑانے کی کوشش کرو مجھے تمہارے بشرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر تم ایک دفعہ وعدہ کرو گے تو اس کو وفا کرو گے۔" یہ کہکر وہ رک گئی۔ اور لیونارڈ کو بغور دیکھنے لگی۔

لیونارڈ۔ "بہت خوب مگر جس خطرہ میں تم مجھ سے پڑنے کو کہتی ہو اس کے لحاظ سے یہ معاوضہ مجھے کافی نہیں معلوم ہوتا۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا اور اب پھر کہتا ہوں۔ کہ ممکن ہے کہ یہ پتھر کسی قیمت کا نہ ہو تم اس سے کسی بہتر معاوضہ کا وعدہ کرو۔"

سوا (چیں بجبیں ہو کر) "گورے آدمی تم نے سچ بات کہی اور میں تمہیں خوب جان گئی تم بڑے دور اندیش شخص معلوم ہوتے ہو۔ بڑے کام کی مزدوری بھی بڑی ہونی چاہیے۔ اب سنو میں تمہیں یہ معاوضہ دے سکتی ہوں کہ اگر تمہیں کامیابی حاصل ہوئی اور راجیہ چیلے بھتنے کے پنجہ سے زندہ بچ گئی تو میں اس کی طرف سے اور اپنی طرف سے وعدہ کرتی ہوں کہ تم کو اہل ظلمات کی ولایت میں لے جاؤں گی اور وہاں تم کو ایسا رستہ بتادونگی کہ تم ان تمام جشیمہ

قیمتی جواہرات کو ڈھونڈھ سکو۔"

لیونارڈ۔" اچھا تم اپنی مالکہ کی طرف سے کیوں وعدہ کرتی ہو اُس کو معاملہ سے کیا سروکار ہے۔"

سوا۔" میں اپنی مالکہ کے بغیر کچھ نہیں کرسکتی۔ یہ لوگ بہت مضبوط اور زورآور ہیں اور ہمارے پاس اُن کو میدانِ جنگ میں ہزیمت دینے کے لئے کوئی سامان موجود نہیں پس ضرور ہے کہ ہم مکر و حیلہ سے کام لیں۔"

لیونارڈ۔" سوا تم صاف صاف نہیں کہتیں اور خواہ مخواہ وقت ضائع کررہی ہو میں اس معمے کو نہیں سمجھا۔ تم ان لوگوں کو مکر و حیلہ سے کیونکر شکست دوگی۔ اور مس راڈ کو جسے تم راعیہ کہتے ہو اس معاملہ میں دخل ہی کیا ہے۔"

سوا۔" یہ بات رفتہ رفتہ تم پر ظاہر ہوجائے گی جب تم اُس کو بیپا کے پنجہ سے چھڑا چکو گے۔ فی الحال میں کچھ نہیں کہتی۔ اتنا البتہ تم کو بتائے دیتی ہوں کہ میں نے ایک تجویز سوچ رکھی ہے۔ اس سے زیادہ اور میں تم کو کچھ نہیں بتانا چاہتی۔ اگر تم اس پہ اکتفا نہیں کرتے تو میں سہی اور اب استراحت کے لئے جاتی ہوں۔"

لیونارڈ کچھ دیر تک سوچتا رہا اور جب دیکھا کہ بڑھیا اپنے مطلب کو صاف صاف الفاظ میں ادا نہیں کریگی تو اس نے کہا۔" اچھا مگر یہ مجھ کو کیوں کر یقین ہوسکتا ہے۔ کہ تمہاری مالکہ اس امر میں تم سے موافقت کریگی۔"

سوا۔" میں اس کی طرف سے یہ جواب دیتی ہوں۔ کہ وہ میری بات کو کبھی رد نہیں کریگی۔ گورے آدمی دیکھو یہ کوئی تھوڑی بات نہیں جس کے لئے میں نے تم کو یہ تمام سرگزشت سنائی ہے۔ اگر تم اہلِ ظلمات کے ملک میں جاؤ تو میں ضرور تمہارے ہمراہ چلوں گی اور مجھ کو وہاں اُنھوں نے پہچان لیا تو موت ہوگا۔ اتنا

ہو گا۔ مَیں نے ایک بڑے معاوضہ کا وعدہ کیا ہے۔ کیونکہ مَیں جانتی ہوں کہ تم کو ضرورت ہے اور مجھ کو یقین ہے کہ اگر روپیہ حاصل کرنے کا تم کو موقع نہ ملے تو تم کبھی اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈالو گے مگر مجھ کو اپنی مالکہ سے اس قدر اُلفت ہے کہ اپنی جان بھی دے دینے کو تیار ہوں۔ ایک کیا اگر ہزار جانیں بھی ہوتیں تو اُس پر نثار کر کے اُسے غلامی کی شرمناک قید سے چھڑا لیتی اب اس طول طویل بحث کو ہمیں ختم کرنا چاہیئے یہ کوئی خرید و فروخت کا معاملہ نہیں کہ اس میں اسقدر حجّت و تکرار ہو۔"

لیونارڈ (تفکر میں اپنی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کر) "آٹر تمہاری کیا رائے ہے تم سمجھ دار آدمی ہو اور اس عجیب سرگزشت کو شروع سے آخر تک سُن بھی چکے ہو۔"

آٹر۔ "ہاں میاں مَیں نے تمام ماجرا سُنا۔ اور یہ جو آپ نے کہا۔ کہ مَیں سمجھ دار آدمی ہوں یہ بات ابھی فیصلہ طلب ہے میری قوم والے سمجھ دارگی بجائے مجھ کو عیار خیال کرتے تھے اور مجھ کو جو اُنہوں نے ملک کی فرمانبرداری سے محروم رکھا تو اُس کی بڑی وجہ یہی تھی۔ ان کے خیال میں اگر مَیں صرف عیّار یا صرف بدشکل ہوتا تو مجھ کو حکومت مل جاتی۔ مگر چونکہ مَیں عیار بھی تھا اور ساتھ اس کے بدشکل بھی اس لئے اُنہوں نے مجھ کو نکال دیا۔ اُن کو ڈر تھا کہ کہیں مَیں اُن کے ملک پر ایسی حکمرانی نہ کروں کہ اُن سب کے کان کترے جائیں اور ساتھ میرے کریہ المنظر ہونے کا یہ اثر ہو کہ ملک میں بچے بدشکل پیدا ہوں افسوس ہے اُن کی حماقت پر کہ اُنہوں نے اتنی سی بات کو بھی نہ سمجھا۔"

لیونارڈ کو یہ تو معلوم ہی تھا۔ کہ پست قامت آٹر بات کا جواب دینے سے پہلے اس قسم کی باتیں چھیڑے گا تا کہ لیونارڈ کے سوال پر غور و فکر کرنے کے لئے

اُس کو وقت ملے۔ اس لئے اُس نے آٹر سے کہا" ان باتوں کو جانے دو مَیں نے جو کچھ تم سے پوچھا ہے اُس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے"۔

آٹر۔" میاں میں کیا کہوں۔ اس سُرخ رنگ کے پتھر کی قیمت مَیں نہیں جانتا کیا ہوگی اور یہ بھی مجھ کو معلوم نہیں کہ آیا یہ بڑھیا جس کی نسبت میرا دل اچھی گواہی نہیں دیتا۔ اُن لوگوں کے متعلق جو ظلمات میں یہاں سے ایک دور دراز فاصلہ پر رہتے ہیں اور میری ہی شکل والے ایک دیوتا کی پرستش کرتے ہیں سچ کہہ رہی ہے یا جھوٹ میری تو کسی نے عبادت نہیں کی۔ تاہم ممکن ہے کہ کوئی ایسی ولایت ہو جہاں کے لوگ مجھ کو لائق عبودیت سمجھتے ہوں اور یہ سچ ہے تو میرا عین منشا ہے کہ مَیں اس ولایت کا سفر کروں۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ پیلے بھتنے کے قلعہ میں سے راعیہ کو کیونکر چھڑایا جا سکتا ہے۔ اے بڑھیا۔ مادوم کے کتنے آدمی تمہاری مالکہ کے ساتھ پکڑے گئے تھے۔"

سوا۔" شاید پچاس آدمی۔"

آٹر۔" اچھا تو اگر ہم ان آدمیوں کو رہا کرائیں اور وہ بہادر ہوں تو ہمیں توقع ہو سکتی ہے کہ ان کی مدد سے ہم اس مہم کو سر کر لیں مگر میاں اس میں اور بھی بہت سی شرطیں ہیں جو میری دانست میں کڑی ہیں۔ تاہم اگر آپ یہ خیال کریں کہ معاوضہ واجبی ہے تو ہمیں کوشش کرنی چاہیئے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا سراسر حماقت ہے اس کی آپ کچھ پروا نہ کریں کہ کیا پیش آئے گا۔ جب قسمت ہم کو آزماتی ہے تو ہمیں بھی چاہیئے کہ قسمت آزمائی کریں۔"

لیونارڈ۔" تمہارا قول نہایت درست ہے۔ اب اس قدر محنت و مشقت اُٹھانے کے لئے آمادہ ہونے میں خواہ میری نادانی ہی ہو تاہم مجھے تمہاری رائے

سے اتفاق ہے۔ لیکن مَیں چاہتا ہوں کہ اس معاملہ کو تحریری طور پر ثبت کیا جائے۔ تاکہ کسی غلط فہمی کا اندلیشہ نہ رہے۔ آٹر ہرن کے گوشت میں سے خون کے چند قطرے لاکر اُس میں بارود تو ملالو۔ تھوڑا سا گرم پانی ڈالنے سے یہ مرکب روشنائی کا کام دے جائیگا۔"

لیونارڈ کی ہدایت کے موافق پست قامت آٹر سیاہی کی تیاری میں مصروف ہوا۔ ادھر لیونارڈ کاغذ تلاش کرنے لگا۔ چونکہ کاغذ کا جو پرزہ اُس کے پاس رہ گیا تھا وہ بھی اُس رات کی آندھی جس میں اُس کے بھائی نے جان دی تھی اُڑا لے گئی تھی۔ اس لئے اُس کو کاغذ کوئی نہ ملا۔ پھر اُس کو اس انجیل کا خیال آیا جو جینؔ نے اُس کو دی تھی۔ چونکہ اس سادہ ورق پر جو کتاب میں زاید لگا دیا جاتا ہے جین کا نام مرقوم تھا۔ لیونارڈ نے چاہا کہ اس پر کچھ اور لکھے۔ اس لئے اس نے سرورق پر اس خون اور بارود کے مرکب سے صاف حروف میں یہ لکھا:۔

اقرار نامہ درمیان لیونارڈ اوٹرم و سوا سکنہ ملک افریقہ۔

اوّل لیونارڈ مذکور وعدہ کرتا ہے کہ جوآنا دختر مسٹر راڈ کو جو اب غلامی کی حالت میں ہے اور جس کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ اُس کو ایک بردہ فروش مسمی پریرا پکڑ کر لے گیا ہے۔ رہا کرانے کے لئے وہ نہایت کوشش اور بھی کریگا۔

دوم۔ لیونارڈ مذکور کی خدمات کے صلہ میں مسمات سوآ مذکور نے اُس کو ایک پتھر جس کو وہ لعل بتاتی ہے دیا ہے۔ یہ لعل اُس نے وصول پایا۔

سوم۔ اگر جوآنا مذکور رہائی پاگئی تو سوا اپنی طرف سے اور جوانا راڈ کی طرف سے وعدہ کرتی ہے کہ لیونارڈ اوٹرم مذکور کو جنوب مشرقی افریقہ کے وسط میں ایک ایسے خطۂ ملک میں لے جائیگی جہاں ایک قوم جو اہل ظلمات کے نام سے موسوم ہے آباد ہے۔ تاکہ اُس کے ہیروں کے خزانہ کا پتہ بتائے اور اُن کے حصول

میں اُس کو مدد دے جن کو وہاں کے لوگ اپنی مذہبی رسوم میں استعمال کرتے ہیں۔ سوا مذکور جوانا اڈ مذکور کی طرف سے یہ بھی اقرار کرتی ہے کہ وہ یعنے جوانا مذکور اُس کے (سوا کے) ہمراہ جائے گی اور اہل ظلمات کے ملک میں جا کر جو ضروری خدمت کہ اُس کو انجام دینی ہو اس سفر کی کامیابی کے لئے انجام دے گی۔

چہارم۔ یہ امر باہمی طور پر قرار پایا ہے کہ لیونارڈ اوٹرم مذکور سفر ظلمات کی کوششوں کو اُس وقت تک جاری رکھے۔ جب تک کہ اُس کو اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ اب کوشش کرنا لاحاصل ہے۔

کوہستان مینگا واقع مشرقی افریقہ میں بتاریخ ۹ مئی ۱۸ء

اس اقرار نامہ پر دستخط کئے گئے۔

جب یہ تحریر معاہدہ ختم ہوا تو لیونارڈ نے با آواز بلند اس کا ترجمہ پڑھا۔ پھر آٹر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ کہ بتاؤ کیسا لکھا گیا۔

آٹر۔ "میاں اچھا لکھا گیا ہے نہایت اچھا لکھا گیا ہے۔ انگریز لوگ جو کام کرتے ہیں اُس میں حیرت انگیز اتمام اور تکمیل ہوتی ہے مگر میاں یہ بُڑھیا ایک غیر شخص کی طرف سے کیونکر وعدہ کر سکتی ہے"

آٹر کے اس اعتراض نے لیونارڈ کو تشویش میں ڈال دیا واقعی بونے کی یہ حجت قاطع تھی۔ مگر سوا فوراً بول اُٹھی۔ "گورے آدمی اس بات کا کچھ اندیشہ نہ کرو۔ میں جو کچھ وعدہ کرتی ہوں اُس کو میری مالکہ ضرور پورا کریگی۔ بشرطیکہ تم اُسے بندِ غلامی سے رہا کرو۔ مجھے قلم دینا تاکہ میں اپنا نشان کاغذ پر ثبت کروں مگر پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ آیا جو کچھ اس اقرار نامہ میں تحریر پا چکا ہے اُس کو تم انجام دو گے"

لیونارڈ ہنس پڑا اور قسم کھا کر اُس نے سوا کے ظن کو رفع کیا۔ پھر اُس نے اقرار نامہ پر اپنے دستخط کیے اور اس کے بعد سوا نے اپنا نشان کاغذ پر ثبت کیا۔ سب کے بعد آرٹر نے اپنا نام بطور گواہ کے لکھا اور معاملہ طے ہوا۔

لیونارڈ اس معاملہ کو بچّوں کا سا کھیل سمجھ کر پھر ہنسا اور پھر اُس نے انجیل کو جیب میں ڈالا اور لعل کو اپنی ہمیانی کے ایک خانہ میں رکھ لیا۔ لعل کو ہمیانی میں رکھتے ہوئے دیکھ کر بُڑھیا عورت کے چہرہ پر جو کیفیت ہویدا ہوئی اُس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اُس کو اپنے منصوبے میں پوری کامیابی حاصل ہو گی اور اُس نے خوش ہو کر یوں کہا:۔

"اے گورے آدمی جو کچھ مجھے تم کو دینا تھا مَیں دے چکی اب تم جبتک میری مالکہ راعیبہ کو نہ چھُڑا لو میرے نوکر ہو۔ جو شخص ایکا کے خون کی قسم کھاتا ہے وہ فی الحقیقت ایک سچّی قسم کھاتا ہے۔ اور لعنت ہے اُس پر جو اس قسم کو توڑے۔

لیونارڈ۔ بالکل ٹھیک کہتی ہو۔ مَیں نے تم سے اپنا معاوضہ پیشگی لے لیا ہے۔ لیکن مَیں ایسا غدّار نہیں کہ اپنے وعدہ سے پھر جاؤں ایکا کے خون کو اس معاملہ میں لانے کی یہاں ضرورت نہیں۔ قوی تر احتمال میرے نزدیک اس بات کا ہے کہ ہمارا اپنا خون اس مہم میں کام آئیگا۔ بہتر ہے کہ اب ہم رختِ سفر باندھیں اور روانہ ہو جائیں۔"

آٹھواں باب

روانگی

زادِ راہ ہونا سب سے مقدم تھا اور اسی خیال سے لیونارڈ نے آٹر سے کہا کہ جو کچے گوشت کا ٹکڑا باقی بچا رکھا ہے، اُس کی بوٹیاں کاٹ کر دھوپ میں سکھالے۔ اُس کے بعد اُنھوں نے اپنے سامان کی جانچ پڑتال کی اور صرف اُن چیزوں کو اپنے ساتھ لے جانے کے لئے علیحدہ کر لیا، جن کی سفر میں اشد ضرورت تھی۔ اور جن کے اُٹھانے میں کچھ دقّت نہ تھی۔ پھر بھی یہ چیزیں کچھ کم نہ تھیں۔ ایک عدد کمبل ایک جوڑی زائد بوٹ صندوق ادویات میں سے کشتہ، سیماب اور دیگر چند دوائیاں۔ ایک عدد چھرّے والی بندوق اور دو سب سے عمدہ رائفلیں اور گولی بارود۔ ایک قطب نما پانی بھرنے کے لئے ایک بوتل تین چاقو ایک کنگھی اور ایک چھوٹی لوہے کی پتیلی۔ ان تمام چیزوں کا وزن اتنا تھا کہ دو آدمی اُٹھا سکتے تھے۔ مگر ساتھ ہی ایک پیرزن بھی تھی، جس کو پہاڑوں اور میدانوں اور دلدلوں میں ساتھ ساتھ کھینچنا تھا۔ کل وزن کو انھوں نے تین حصوں میں تقسیم کیا۔ سوا کا بوجھ سب سے ہلکا تھا۔ اور آٹر کا لیونارڈ اور سوا دونوں کے برابر۔

آٹر۔ "یہ تو کچھ بھی وزن نہیں اگر وقت آ پڑے تو میں سارا اسباب اُٹھانے کے لئے موجود ہوں۔ واقعی یہ بونا جسمانی طاقت میں معمولی انسانوں پر تفوق لے گیا تھا۔ اور لیونارڈ جانتا تھا کہ وہ ڈینگ کی نہیں لے رہا ہے۔"

آخر کار رختِ سفر بندھ گیا اور چل چلاؤ کی تیاریاں ہونے لگیں جو چیزیں

رہ گئیں اُن کو اُنھوں نے کان کنی کے اوزاروں کے ساتھ ایک کونہ میں دبا دیا۔ لیونارڈ کا خیال تھا کہ جن آلات کو ہم یہاں چھپائے جاتے ہیں اُن کی تلاش میں اس مقام پر واپس آنے کا موقعہ غالباً حاصل نہ ہوگا۔ بلکہ ہزارہا سال تک یہ آلات یہیں پڑے رہیں گے۔ حتیٰ کہ علمائے علم طبقات الارض جن کا ظہور اس عالم کون و فساد میں مرور اقران کے بعد ہوگا۔ یہاں سے ان آلات کو کھود کر اُن کو اس زمانہ کے آثار سے تعبیر کریں گے جبکہ انگریزی قوم نے برّ اعظم افریقہ کے جنوب میں آکر اپنا علم بلند کیا تھا۔ تاہم احتیاطاً انھوں نے ایسی جگہ چھپایا کہ اگر اتفاقاً اُن کا وہاں گزر ہو تو وہاں سے اُن اوزاروں کو ڈھونڈ لیں۔ لیونارڈ نے جو سونا پہاڑ سے نکالا تھا اس کو اُس نے ڈھال کر چھوٹی چھوٹی ڈلیاں بنالی تھیں۔ اس طرح پر خالص سونے کے قریباً سو اونس اس کے پاس موجود تھے۔ جس سے تین آدمی عمر بھر گزارہ کر سکتے ہیں۔ اُن میں آدھی ڈلیاں تو اس نے اپنی ہمیانی میں لعل کے ساتھ رکھ لیں اور آدھی آٹر کو تھیلے میں ڈال لینے کے لئے دیدیں۔

شام کے وقت وہ سب طرح سے تیار ہو گئے۔ اور جب چاند کی قندیل افق پر روشن ہوئی تو لیونارڈ نے اپنا بوجھ اُٹھا کر تسموں سے جو پہلے سے اسی مطلب کے لئے بنا رکھے تھے باندھا اور آٹر اور سوا نے اس کی تقلید کی انھوں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ جب تک چاندنی ہے راتوں کو سفر کریں تاکہ تمازتِ آفتاب سے محفوظ رہنے کے علاوہ سفر بھی مخفی طور پر کر سکیں۔

لیونارڈ (آٹر سے مخاطب ہو کر) "میں آگے چلتا ہوں تم چند منٹ کے بعد روانہ ہونا میں اپنے بھائی کے مدفن کے پاس کھڑا ہوا ہونگا۔"

آٹر (سر ہلا کر) "بہت اچھا۔"

پندرہ منٹ کے بعد آٹر اور ہٹوا روانہ ہوئے۔ آٹر نے اپنے مالک کو برہنہ سر اپنے بھائی کی قبر کے سرہانے کھڑا ہوا پایا۔ لیونارڈ ایک ایسی وضع میں جس سے یاس و حسرت ٹپکتی تھی اُس سنسان ویرانہ میں جیسے وہ ہمیشہ کے لئے خیرباد کہنے کو تھا۔ اپنے خاک میں سوتے ہوئے بھائی کو الوداع کہنے کے لئے کھڑا تھا۔ مگر افسوس یہ الوداع کیسی تھی کہ جس کا جواب تک بھی نہ ملا۔ یہ جُدائی ایک درد انگیز جدائی تھی مگر برِّ اعظم افریقہ کے اس طبقہ میں جو بخار کا گھر ہے بہت لوگ اس حسرتناک جُدائی کے خنجر کے شہید ہو چکے ہیں۔

لیونارڈ نے چلتی دفعہ دوبارہ ایک نظر قبر کی طرف اور ایک جگہ گداز آہ بھری۔ پھر وہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ہولیا۔ اور اُن کے مشورہ اور قطب نما کی مدد سے اس نے اپنا رُخ پہاڑ کی طرف مگر اپنے دل کا رخ امید و بیم اور کارہائے عظیم کی طرف جو پہاڑ کے دوسری جانب اُس کے منتظر تھے کیا۔

لیونارڈ گئے دنوں کی مصیبت تو بہرصورت کاٹ چکا تھا جس میں اس کے بھائی کی مرگ کا صدمہ عظیم بھی شامل تھا۔ لیکن رنج و مصیبت کے اس بھنور سے نکل کر اس کی حالت بار دیگر ایسے لوگوں کی سی ہوگئی جو زندگی کی جدوجہد میں یاس و ناکامی کو اپنے پاس پھٹکنے نہیں دیتے۔ خوش آیندہ اور دل فریب امیدوں کا ایک لہلہاتا ہوا مرغزار اُس کی واہمہ کی نظروں کے سامنے کوسوں پھیلا ہوا تھا۔ خدا جانے اس سہانے جنگل میں جو بظاہر ایسا دل خوش کن تھا۔ کیا کچھ ہوگا۔ اور کیا کچھ نہ ہوگا۔ مگر لیونارڈ کو اس کی ذرا پروا نہ تھی۔ مشاہدہ اور تجربہ نے اس کو سکھا دیا تھا کہ "فکر فردا" دلیل حماقت ہے۔ ممکن تھا کہ وہ بھی اپنے بھائی کی طرح عدم کو سدھارے اور دشت غربت میں بے کسی کی موت اُسے نصیب ہو۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ممکن تھا کہ اُسکو جین

کے وصال کی لازوال نعمت اور دولت و عزّت کے حصول میں کامیابی ہو غرضکہ واقعات آئندہ پر مطلع ہونے کے لئے وہ صبر و تحمّل کے ساتھ آمادہ تھا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ مرد کو چاہیئے کہ ہمّت کا قدم بڑھاتا جائے۔ آگے صلہ دینا یا نہ دینا خدا کا کام ہے۔

لیونارڈ کے دل میں یہ اولو العزمی کے خیالات متمکن تھے۔ اور واقع میں جو شخص کسی مہم کا بیڑا اُٹھائے اسے ایسا ہی عالی ارادہ ہونا چاہیئے۔ جو شخص زندگی کے نشیب و فراز میں ایسا ہی صبر و تحمّل اختیار کرتا ہے اور دل کو صاف اور ہاتھوں کو گناہ کی آلائش سے پاک رکھتا ہے وہ پہاڑ اور جنگل اور دریا اور دلدل کو طے کرنے کے بعد بھی اطمینان اور راحت کی نیند سوتا ہے۔ انجام کار وہ کنز مخفی جو قدیم الایام سے مدفون ہے جس پر انسان کی نظر نہیں پڑی اور جس کو اس کے علم نے احاطہ نہیں کیا اس کو مل جاتا ہے۔

اسی طرح پر لیونارڈ نے بھی پائے ہمّت کو آگے بڑھایا۔ اُس کے ارادے بلند تھے۔ مگر اُن کی تکمیل ایک نہ ہونے والی بات معلوم ہوتی تھی۔ یہاں اس امر کا اظہار لازم ہے کہ ابھی تک لیونارڈ کے دماغ میں وہم پرستی کا مادہ موجود تھا۔ مگر بحالت موجودہ وہ اپنی وہم پرستی میں کسی قدر حق بجانب تھا۔ کیا اس کے بھائی نے اس سے یہ نہیں کہا تھا کہ اس کو ایک عورت کے وسیلہ سے دولت ملے گی۔ پھر کیا یہ عورت اُس کے پاس ہاتھ میں یاقوت رمانی لے کر نہیں آئی جو خالص ہونے کی صورت میں خود ایک گنج بے بہا تھا اور پھر کیا اس عورت نے وعدہ نہیں کیا کہ وہ ایک عورت کی مدد سے اس کو ایک ایسے خطّہ زمین میں لے جائیگی جہاں بہت سے اور جواہرات مل سکتے ہیں۔ بیشک یہ تمام باتیں سچی تھیں اور مسئلہ تعبیر سے اگر قطع نظر کی جائے

تاہم اگر لیونارڈ کو اس وقت سے یہ خیال بھی پیدا ہوگیا کہ جیسا میں شروع میں تھا ویسا ہی پھر بن جاؤں گا۔ اور جس مہم پر میں چلا ہوں اس میں مجھے کامیابی ہوگی۔ اور دولت ملے گی تو اُس کو کسی قدر حق بجانب سمجھنا چاہیئے۔

یہ ضرور نہیں کہ ہم لیونارڈ اوٹرم اور اُس کے ہمراہیوں کے سفر کے روزمرہ کے حالات قلمبند کریں۔

ایک ہفتہ تک وہ پا پیادہ چلتے رہے اور جیسی اُنہوں نے پہلے سے صلاح کر لی تھی وہ اکثر رات کے وقت سفر کرتے تھے۔ کبھی وہ پہاڑوں پر چڑھے اور کبھی دلدلوں میں سے ہو کر نکلے۔ کبھی اُنہوں نے دریا کو عبور کیا اور کبھی جنگلوں کو چھانا۔ ایک دفعہ وہ ایک ندی کے بھنور میں گھر گئے اگر اُس وقت آٹر اپنی جسمانی طاقت اور شناوری سے جو گویا قدرت نے خاص طور پر اس میں ودیعت کی تھی کام نہ لیتا تو اُن کا دریا کو عبور کرنا ناممکن تھا۔ اس نے چھ دفعہ منجدھار کا مقابلہ کیا۔ اور سطح آب کے اُوپر اوپر اسباب اور بندوق کو ایک ہاتھ سے پکڑ کر لے گیا۔ ساتویں دفعہ اُس کو پہلے سے زیادہ بوجھ اٹھانا پڑا۔ کیونکہ اب کی بار اُسے سوا کو بھی لانا پڑا جو تیرنا نہیں جانتی تھی۔ مگر آٹر کی طاقت کا ٹھیک اندازہ اس وقت معلوم ہوا۔ جب وہ ایک زور کی رو کے مقابل میں تیرتا ہوا چلا گیا اس کی پست قامتی اس وقت اُس کے کام آگئی کیونکہ سطح کے کم ہو جانے سے پانی کی مزاحمت بھی کم ہو گئی۔

یہاں سے وہ آگے بڑھے کبھی وہ فاقہ کرتے اور کبھی گوشت اور دودھ اور اناج تک اُن کو میسّر ہو جاتا۔ کیونکہ کبھی کبھی کوئی جھونپڑی یا مکان اُن کے رستہ میں آجاتا۔ تو وہاں کے رہنے والوں سے پیتل کے خالی کارتوسوں کے بدلے میں اشیائے خوردنی لے لیتے اول اول تو لیونارڈ کو اندیشہ تھا کہ شاید سوا

تھک جائے۔ مگر باوجودیکہ وہ ایک سالخوردہ عورت تھی جس کو مصائب اور
تکالیف نے گھلا دیا تھا۔ تاہم اُس کی طرف سے اس قدر حیرت انگیز برداشت
اور استقلال ظاہر ہوا۔ کہ لیونارڈ کو یقین ہو گیا کہ اس کی ہمّت اور اولوالعزمی اور
اپنی مالکہ راعبہ کو بندِ غلامی سے چھڑانے کی سچی خواہش اس کے انحطاط اور
ضعف جسم کا ردعمل کر رہی ہے۔ اس کی خواہ کوئی وجہ قرار دی جائے مگر وہ
لیونارڈ اور آٹر کے ساتھ ساتھ چلتی رہی۔ اور مُنہ سے کبھی کبھی ہمّت بڑھانے والے
کلمات بھی نکالتی رہی۔

سفر کی آٹھویں رات کو اُنھوں نے ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر قیام کیا چاند
غروب ہو گیا تھا۔ اور وہ بھی تھکے ماندے تھے اس لئے آگے نہ جا سکے۔ ہوا
نہایت ٹھنڈی چل رہی تھی ایسی حالت میں اپنا اپنا کمبل اوڑھ کر وہ جھاڑیوں
کے نیچے سو رہے۔ صبح کو آفتاب نے مشرق سے سر نکالا۔ آٹر کی آنکھ سب سے
پہلے کھلی اور اُس نے اپنے ہمراہیوں کو بھی جو ابھی سو رہے تھے جگایا۔ اپنے
مالک سے مخاطب ہو کر بولا کہ دیکھو میاں ہم سیدھی منزلِ مقصود کی طرف آئے
ہیں وہ دیکھو بڑا دریا نیچے بہ رہا ہے۔ اور آپ کے دائیں طرف بہت فاصلہ
پر سمندر موجیں مار رہا ہے۔

آٹر سے یہ بات سُن کر لیونارڈ اور سوا نے اس طرف نگاہ ڈالی اور دیکھتے
کیا ہیں کہ چند میلوں تک میدان ہی میدان چلا گیا ہے جس پر مختلف قسم کی
جھاڑیاں اُگی ہوئی ہیں۔ یہ میدان ایک دلدل میں جا ملتا تھا اور اس دلدل کے
دوسری طرف دریائے زمبزی کی وہ شاخ بہ رہی تھی۔ جہاں اُن کو پہنچنا تھا۔
افسوس کہ وہ قدرت کے اس عجیب نظارہ کو صاف طور پر نہ دیکھ سکے کیونکہ
دریا کی سطح پر بادل کی طرح دھندلے کہر کی ایک موٹی چادر پڑی ہوئی تھی جسکے

نیچے وہ کروٹیں لے رہا تھا۔ مشرق کی جانب سے آفتاب کی نورانی شعاعیں سمندر کی بلوریں سطح پر سے منعکس ہو کر آتی تھیں جس پر موجوں کی شکن پڑ رہی تھی جب اُن کی نگاہ اس دل فریب نظارہ کو دیکھ کر سیر ہو چکی۔ تو آرٹر نے کہا کہ دیکھئے میاں یہاں سے پانچ گھنٹے کی مسافت پر پہاڑوں کی ڈھلوانیں دریا کے کنارے آلگتی ہیں وہاں سے ہم کو گذرنا پڑیگا۔ کیونکہ ان پہاڑوں کی دوسری طرف ایک بڑی دلدل ہے جس میں پیلے بھتنے کا گھونسلا ہے۔ مَیں اس جگہ سے خوب واقف ہوں مجھے دوبارہ وہاں سے گزرنے کا اتفاق ہوا ہے۔

یہاں وہ دوپہر تک رہے اور پھر روانہ ہو کر رات کو چاند کے طلوع ہونے سے پیشتر دریا کے کنارے کے قریب، دامن کوہ میں پہنچ گئے۔ اتنے میں چاند نکل آیا۔ چاندنی میں ایک ایسا دلکش اور حیرت انگیز نظارہ انہیں دکھائی دیا کہ کچھ دیر کے لئے وہ اس کی دید میں محو ہو گئے۔ پہاڑوں کا سلسلہ موج کی طرح بل کھا کر جانب جنوب نکل گیا تھا۔ اور بلندی میں بتدریج کم ہو کر افق کے ساتھ مل گیا تھا۔ اس سلسلہ کوہ نے نصف محیط دائرہ کی شکل پیدا کی تھی۔ جس میں ایک دریا بہہ رہا تھا جس کی سطح پر قدرت نے چھوٹے چھوٹے جزیرے چن دیئے تھے دریا اور دامن کوہ کے درمیان ایک مہیب اور وسیع دلدل تھی جس میں کہیں پانی کھڑا ہوا تھا۔ اور کائی جم جانے کی وجہ سے اس میں سے ایسی عفونت آتی تھی۔ کہ گویا وہ پانی صدہا سال سے سڑ رہا ہے۔

اس جگہ کسی انسان کا گزر نہ تھا اور وحشت اور ویرانی نے ایک ایسی شکل پیدا کر دی تھی۔ کہ وہاں چلتے ہوئے خوف آتا تھا۔ مگر پھر بھی قدرت اس ویرانہ میں زندگی کی رُوح پھونکنا نہیں بھولی تھی۔ آبی جانور سمندر کی سطح پر سے اُڑ کر دریا کے کنارے پر چرنے چگنے آتے تھے۔ نہنگوں اور دریائی گھوڑوں کے تیرنے

سے پانی میں ایک خوفناک جنبش ہوتی تھی۔ اور چھینٹے اُڑتے ننھے بگلوں نے اپنی کمین گاہ سرکنڈوں میں بنائی تھی۔ اور ہر تیلیا اور کیچڑ والی جگہ سے ہزاروں مینڈک اپنی بولیاں بول رہے تھے۔

ایک پہاڑ کے دامن کی طرف اُنگلی اُٹھا کر آٹر نے کہا کہ اس سامنے کی سڑک سے بردہ فروش جایا کرتے ہیں یا یوں کہنا چاہیے کہ جایا کرتے تھے۔

لیونارڈ۔ آؤ چلو دیکھیں کہ آیا یہ سڑک ہم کو پیلے بھتنے کے خیمہ گاہ کی طرف لے جاتی ہے یا نہیں۔

یہ کہہ کر وہ چل پڑے اور جب پہاڑی کے بالکل نیچے اُتر گئے تو آٹر شکاری کُتے کی طرح جھاڑیوں میں چلنے لگا۔ پھر اُس نے اپنا ہاتھ اُٹھا کر سیٹی بجائی۔ جب لیونارڈ اور سوا قریب پہنچے تو اس نے کہا کہ میرا پہلے سے خیال تھا کہ ہم پُرانے رستہ پر چل رہے ہیں دیکھ لیجیے میاں۔

جب وہ یہ کہہ چکا تو اُس نے ایک جھاڑی کی شاخوں پر ایسی لات ماری، کہ شاخیں ٹوٹ گئیں۔ ان شاخوں کے درمیان ایک عورت اور اس کے بچّے کا بوسیدہ ڈھیر پڑا ہوا تھا۔

آٹر (کھنگار کر) "بہت مدت کا نہیں شاید دو ہفتے ہوئے ہونگے پیلے بھتنے نے اچھا کیا کہ ایک ایسی نشانی رستہ میں چھوڑی جس کو دیکھ کر ہر شخص رستہ ڈھونڈ لے۔"

سوا نے جھک کر ہڈیوں کو دیکھا کہنے لگی۔ یہ "مادوم کی کوئی خادمہ ہوگی۔ گھٹنے کی ہڈی سے تو ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔"

پھر وہ دو گھنٹہ تک چلتے رہے آخر کار اس جگہ آ کر ٹھہر گئے جہاں پہاڑوں کا سلسلہ دریا کے کنارے پر ختم ہوتا تھا۔

لیونارڈ۔ "آٹر اب بتاؤ کدھر چلیں۔"

آٹر:۔ "میاں اس جگہ سے غلام کشتیوں پر سوار کئے جاتے ہیں۔ کشتیاں ہاں ہونگی"۔ یہ کہکر اُس نے اپنی اُنگلی سے کچھ گنجان درختوں کی طرف اشارہ کیا پھر کہنے لگا "وہاں جاکر بھی وہ کانٹ چھانٹ کرتے ہیں۔ اور جو غلام کمزور ہوتے ہیں اُن کو قتل کر ڈالتے ہیں تاکہ بوجھ ہلکا ہوجائے چلو چل کر دیکھیں"۔

آٹر آگے آگے ہولیا۔ اور یہ دونوں پیچھے پیچھے چلے یکایک وہ ٹھہر گیا اور کہنے لگا کہ کشتیاں تو چلی گئی ہیں صرف ایک مچھوا پڑا ہوا ہے مگر مقتولوں کی لاشوں کے ڈھیر جیسا کہ میں پہلے دیکھا کرتا تھا اب بھی وہاں موجود ہیں۔

آٹر سچا تھا ایک چھوٹی کھلی سی جگہ میں مردوں عورتوں اور بچوں کی قریب تیس کے تازہ لاشیں پڑی تھیں۔ پاس کے دوسرے مقامات میں بھی اسی قسم کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ مگر صرف ہڈیوں کے تھے۔ جن پر چاند کی روشنی پڑ رہی تھی اور پہلی خونریزیوں کی یادگاریں لگائے گئے تھے۔ اوّل الذکر ڈھیر کے قریب ہی کشتیاں رکھنے کی ایک جگہ بنی ہوئی تھی۔ جہاں کم ازکم ایک درجن چوڑے پیندے والی کشتیوں کے نشان ریت میں نظر آتے تھے صاف ظاہر تھا کہ مچھوا جو اُن کو ملا بڑی کشتیوں کے لادنے اور دریا میں ڈالنے کے لئے رکھا گیا تھا۔

سفاکی اور خونریزی کے ان آثار کو دیکھ کر سب دم بخود رہ گئے۔ اس قتل اور خونریزی پر رائے لگانا بے سود تھا۔ مگر لیونارڈ کے دل میں سخت جوش پیدا ہوا اور اُس کی رگ حمیّت پھڑک اُٹھی۔ اور وہ کہنے لگا کہ یہ پیلا بھتنا جس نے اتنے بندگانِ خدا کا خون پیا ہے۔ اور اُن کی جان کو عذاب پہنچا پہنچا کر اپنے آپکو دولتمند بنایا ہے جو ہو سو ہو میں اس سے مقابلہ کرونگا اور ہو سکا تو اس سے انتقام لونگا۔ پھر تھوڑی دیر کے سکوت کے بعد وہ بولا کہ چاندنی تو اب رہی نہیں اس لئے صبح تک ہمیں یہیں قیام کرنا پڑیگا۔

اس عالم برزخ میں جہاں مُردوں کی روحیں پریشان و مضطرب الحال بھٹک رہی تھیں اور ہڈیوں کے ڈھیر انتقام کے لئے آسمان کے آگے فریاد کر رہے تھے۔ لیونارڈ اور اس کے ہمراہی فروکش ہوئے۔ رات کی ہوا بڑے بڑے درختوں کی شاخوں میں کچھ سرگوشیاں کر رہی تھی۔ سمندر کی طرف آہستہ آہستہ جانے والے دریا کی شب گوں سطح پر پانی کی موجیں مترنم بہتیں وقتاً فوقتاً مینڈک ایک ساتھ مل کر پکارنا شروع کر دیتے تھے اور پھر چپ ہو جاتے تھے۔ کبھی حواصل دُور سے چلّا اُٹھتا تھا۔ گویا کسی نہنگ یا دریائی گھوڑے نے اُس کے آرام میں خلل اندازی کی ہے۔ کبھی اوج ہوا سمندر کی طرف جانے والے طائرانِ صحرائی کے اُڑنے کی آواز کان میں آتی تھی۔ مگر لیونارڈ کا یہ خیال تھا کہ قدرت کی یہ تمام مختلف صدائیں ایک بڑی آواز بن کر اُن ہڈیوں کے ڈھیروں سے آ رہی ہیں جن پر بھول بھلیاں کھیلنے والے چاند کی مدھم شعاعیں پڑ رہی تھیں اور وہ بڑی آواز یہ تھی کہ اے خدا بے انصافی کا روئے زمین پر کب بول بالا رہے گا۔ اے باری تعالےٰ یہ کارروائیاں جو تیری مرضی کے خلاف ہیں کب تک جاری رہیں گی۔

رات کی تاریکی زائل ہو گئی اور آفتاب چمکتا ہوا پھر نکل آیا لیونارڈ اور اُس کے ساتھی بھی اُٹھے۔ اور اپنے بالوں کو جن کو شبنم نے تر کر دیا تھا صاف کر کے جو کچھ اُن کے پاس موجود تھا تھوڑا تھوڑا کھایا۔ پھر وہ جھونپے کی طرف گئے۔ اور اُس کو اپنی جگہ سے اُٹھا کر دریا میں ڈالا۔ لیونارڈ اور آٹر دونوں چپوؤں پر بیٹھ کر ناؤ کو کھینے لگے۔

آٹر کی قوتِ حافظہ بہت تیز تھی جو اُس وقت خوب کام آئی اس کے بغیر وہ میل بھر تک نہ جا سکتے کیونکہ اُن کے راستہ میں بیشمار جھیلیں اور قدرت اور

دریا کی کاٹی ہوئی نہریں تھیں۔ مزید براں اُن کو گھنے جھاڑوں اور سرکنڈوں میں سے گزرنا تھا۔ اُن قدرتی نہروں کو ایک دوسرے سے شناخت کرنے کے لئے اُن کے پاس کوئی ذریعہ نہ تھا۔ کیونکہ وہ سب مل کر دریا کا دہانہ بناتی تھیں رہنمائی کے لئے کوئی نشان نہ تھا۔ ہر طرف دلدل کا سمندر پھیلا ہوا تھا جس میں قدرت کی روئیدگی کا لباس پہنے ہوئے کئی ایک ایسے جزائر تھے کہ ایک انجان شخص اُن میں ہرگز امتیاز نہ کر سکتا اس پگڈنڈی پر آٹر بغیر کسی شک وشبہ کے اُن کی رہنمائی کرتا گیا۔ اس جگہ سے گزرے اس کو دس برس ہو گئے تھے مگر وہ کہیں جھجکا تک نہیں۔

اس پانی کے رستہ پر وہ اپنی کشتی کو دن بھر چلاتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں سوا نے جس کی تیز نگاہ سطح آب پر ہر طرف دوڑ رہی تھی سرکنڈوں کے ایک بلند جھاڑ کی طرف جو چالیس گز کے فاصلہ پر ہوگا انگلی اُٹھا کر کہا کہ وہ کیا چیز ہے؟

لیونارڈ۔ "شاید کسی چیز کے پر ہونگے۔ لیکن چل کر دیکھنا چاہئے۔" وہاں پہنچ کر آٹر نے دبی زبان سے کہا۔ کہ یہ تو کاغذ ہے سرکنڈے کے اوپر لگا ہوا ہے۔"

لیونارڈ نے بھی آہستہ سے جواب دیا کہ "باحتیاط اُتار لو۔"

آٹر نے کاغذ کو سرکنڈے سے جُدا کر کے لیونارڈ کے سامنے کشتی میں رکھ دیا۔ اور سوا اور وہ مل کر اُسے پڑھنے لگے۔

سوا (تیقن سے) "یہ تو اُس مقدس کتاب کا ایک ورق ہے جسے میری مالکہ پڑھا کرتی تھی۔ میں اُس کی شکل خوب پہچانتی ہوں۔ اُس نے کتاب میں سے ورق کو پھاڑ کر سرکنڈے پر بطور نشان لگا دیا ہے۔ تاکہ اگر کوئی شخص اُس کی

تلاش میں آئے تو اُس کو پتہ مل جائے۔

لیونارڈ۔ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔

پھر اُس نے نیچے جھک کر صفحہ پر سے وہ آیات پڑھیں جن کو وہ پڑھ سکتا تھا وہ آیات یہ تھیں :-

"کیونکہ وہ اپنی بلند اور مقدس تخت گاہ سے نیچے دیکھ رہا ہے اور آسمان پر سے زمین کی نگرانی کرتا ہے تاکہ وہ قیدیوں کی دادرسی کرے۔ اور اُن لوگوں کو جن کی نسبت موت کا فتویٰ جاری ہو چکا ہے نجات بخشے۔

لیونارڈ۔" اِیں یہ تو انجیل کی عبارت کا ایک نہایت برجستہ انتخاب معلوم ہوتا ہے اگر کوئی شخص فال کا قائل ہے تو اس کو ضرور نیک فالی کی علامت سمجھے گا۔

ایک گھنٹہ کے بعد وہ اس جزیرہ کے گوشہ پر پہنچ گئے جس کے کنارے کنارے وہ جا رہے تھے۔

لیونارڈ۔" اب کہو آٹر تم اس بردہ فروشوں کی خیمہ گاہ سے کیونکہ بھاگ نکلے۔ کیا تم کو کوئی کشتی مل گئی تھی؟"

آٹر۔" نہیں میاں آپ یہ تو جانتے ہی ہیں کہ میرا جسم گٹھا ہوا اور مضبوط ہے جس خدا نے مجھ کو بدشکل بنایا ہے اُس نے مجھ کو ہمت اور توانائی بھی عطا کی ہے۔ اور میں اپنے کریہ المنظر بنائے جانے پر خوش ہوں کیونکہ اگر میں آپ کی مانند خوبصورت مگر مضبوط نہ ہوتا تو میاں میں کبھی اُس وقت یا تو غلام ہوتا یا داخل گور جکڑے ہوئے ہاتھوں سے بھی میں نے اُس شخص کا گلا گھونٹ ڈالا جو میری نگرانی کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اور اُس کا چاقو میں نے اس سے چھین لیا۔ پھر میں نے زور لگا کر کڑیوں کو توڑ ڈالا۔ دیکھئے میاں آج تک زخم کے نشان

میرے جسم پر نظر آ رہے ہیں۔ جب میں نے اُن کو توڑا تو وہ میرے گوشت کے اندر گھس گئیں مگر وہ کڑیاں کثرتِ استعمال کے باعث ذرا کمزور ہو گئی تھیں اور اسی لئے میں نے اُسے توڑ لیا۔ جب دوسرے آدمی میرے مارنے کے لئے میرے نزدیک آئے تو میں پانی میں کود پڑا اور پھر میرا پتہ نہ چلا۔ پھر میں نے اُسی راستہ جس راستہ سے ہم آتے ہیں تیرنا شروع کیا۔ کبھی کبھی جزیروں پر دم لے لیتا۔ اور کبھی کبھی جہاں سرکنڈے گنجان نہیں تھے میں کنارے پر دوڑتا۔ آخر کار چار دن کے عرصہ میں جس میں زیادہ تر تیرتا رہا میں کھُلے میدانوں میں جا نکلا"

لیونارڈ۔" اور کھاتے کیا رہے؟"

آٹر۔" یہی پرندوں کے انڈے اور درختوں کی جڑیں"

لیونارڈ۔" مگر تعجب ہے کہ نہنگوں نے تم کو کھا نہ لیا"

آٹر۔ ہاں میاں ایک نہنگ نے مجھ پر حملہ کیا تھا۔ مگر میں تیرنے میں خوب مشاق ہوں میں اُن کی پیٹھ پر ہو بیٹھا۔ میرے ہوش و حواس اُس وقت بجا تھے اور وہ چاقو جس کا میں نے اُوپر ذکر کیا ہے اُس کی آنکھ میں مار کر میں نے اُس کا سر چھید ڈالا۔ میرے کپڑے اُس کے لہو سے آلودہ ہو گئے اُس کے بعد نہنگوں نے مجھ کو کوئی ایذا نہیں پہنچائی"

لیونارڈ۔" بھلا آٹر یہ تو بتلاؤ کہ اگر پھر تمہیں اسی جگہ جانا پڑے تو تم ڈرو گے تو نہیں"؟

آٹر۔" ہاں میاں کسی قدر۔ کیونکہ بردہ فروشی ایک ایسی چیز ہے کہ اُس کے نام سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ مگر میں تو جہاں میاں جائیں گے وہاں جاؤنگا۔ اگر آپ دوڑتے ہیں تو میں ہرگز پیچھے نہیں رہ سکتا۔ افسوس میاں کہ میں بہادر نہیں ہوں پھر بھی اگر میری قسمت میں لکھا ہوا ہے کہ

اپنے ہاتھوں سے پیلے بھتنے کو موت کا شربت پلاؤں اور خود بھی پیوں تو میں اُس کا چہرہ ایک دفعہ پھر دیکھنے کا مشتاق ہوں۔

یہ کہکر بوسنے نے ہنسی پر سے اُٹھ کر چلّانا شروع کیا کہ مارونگا مارونگا۔ اور پھر مارونگا۔ اور اس قدر باآواز بلند چلّایا کہ دلدل کے جانور خوف سے چونک پڑے۔

لیونارڈو (خفا ہوکر) "ابے چپ رہ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ عربوں کو معلوم ہو جائے اور وہ ہم پر آپڑیں"؟

مگر دل میں لیونارڈ یہ کہتا تھا کہ اگر آٹر نے پیلے بھتنے پر قابو پاکر اس کو مار ڈالا تو مجھے اس کی موت پر افسوس ہوگا۔

نواں باب

پیلے بھتنے کا قلعہ

غروب آفتاب کا وقت قریب آگیا اور گزشتہ شب کے موافق لیونارڈ اور اُس کے ہمراہی ایک جزیرے پر چاند کے انتظار میں ٹھہر گئے۔ دریا کے کنارے پر اُنھوں نے دو بطخیں ماری تھیں۔ اب اُن کے پکانے کے لئے آگ سلگانے کی ضرورت ہوئی۔ لیکن لیونارڈ نے کہا کہ آگ جلانا خطرناک ہے۔ کیونکہ آگ کی روشنی اس وقت دُور سے دکھائی دیگی۔

اس مشورہ پر عمل پیرا ہوکر اُنھوں نے سوکھے ہوئے گوشت اور بطخ کے انڈوں پر اکتفا کیا۔

اچھا ہوا کہ لیونارڈ نے اس احتیاط سے کام لیا۔ کیونکہ شفق کی روشنی رات کی تاریکی میں ملنے نہ پائی تھی کہ انہوں نے کشتی کھینے کی آواز سُنی۔ اور بعد ازاں دیکھا کہ پاس سے چند کشتیاں جا رہی ہیں جن میں سے ہر ایک اپنے پیچھے کچھ چیز کھینچے لئے جاتی تھی اور جو آدمی اُن میں سوار تھے وہ کبھی پرتگالی اور کبھی عربی زبان میں ایک دوسرے سے باآواز بلند باتیں کرتے جاتے تھے۔

آٹر (دبی آواز سے) "لیٹ جاؤ چپکے سے لیٹ جاؤ۔ یہ لوگ بردہ فروش ہیں جو اپنی بڑی کشتیوں کو انہی ہڈیوں کے ڈھیروں کے پاس جا کر چھوڑیں گے۔"

لیونارڈ اور سوا نے آٹر کی نصیحت پر عمل کیا اور بردہ فروش تیس فٹ کے فاصلہ پر سے نکل گئے۔ اور یہ تینوں لمبی لمبی گھاس میں چھپ کر بیٹھے رہے۔

لیونارڈ (سانس روک کر) "یہ یہاں تو نہیں ٹھہریں گے۔"

آٹر۔ "مجھے تو ان کے اُترنے کی آواز آ رہی ہے۔" آٹر نے صحیح اندازہ لگایا تھا کیونکہ کشتیوں والے قریب دو سو گز کے فاصلہ پر کنارے پر اُتر پڑے تھے۔ اور اب آگ کے لئے سرکنڈے جمع کر رہے تھے۔

لیونارڈ۔ بہتر ہے کہ ہم یہاں سے نکل جائیں اگر اُن کو معلوم ہو گیا کہ ہم یہاں ہیں تو۔"

آٹر۔ "میاں اگر ہم چپ چاپ پڑے رہیں تو وہ ہم کو نہیں معلوم کر سکینگے۔ ذرا توقف کیجئے۔ مَیں نے ایک اور تجویز سوچی ہے۔ سُنئے۔ یہ کہکر اس نے لیونارڈ کے کان میں کچھ کہا۔

کچھ دیر وہ منتظر رہے اور اُن آدمیوں کے ڈکار لینے کی آوازیں جو کھاتے وقت اور خصوصاً پیتے وقت آ رہی تھیں سُنتے رہے جب ایک گھنٹہ ہو گیا تو لیونارڈ اُٹھا اور آٹر بھی اُس کے پیچھے ہو لیا۔

آٹر۔ "میاں میں بھی آؤنگا میں بلّی کی طرح دبے پاؤں حرکت کرتا ہوں۔"

سوا۔ "گورے آدمی کہاں جاتے ہو؟"

لیونارڈ۔ "میں ان آدمیوں کی خبر لینے جاتا ہوں میں پرتگالی زبان جانتا ہوں اور ان کی باتیں سُننا چاہتا ہوں آٹر اپنا چاقو اور تمنچہ لے لو مگر بندوق نہ لینا۔"

سوا۔ "اچھا مگر ہشیار رہنا۔ کیونکہ وہ بڑے چالاک ہیں۔"

آٹر۔ "ہڑے ہوں ہمارے میاں بھی خوب چالاک ہیں اور میں بھی چالاک ہوں تم ہماری طرف سے کچھ فکر نہ کرو۔"

پھر وہ سرکنڈوں میں سے رینگتے ہوئے چلے۔ جب آگ بیس گز کے فاصلہ پر رہ گئی تو لیونارڈ کا پاؤں پھسل کر پانی کے ایک گڑھے میں پڑ گیا جس سے غڑاپ کی آواز پیدا ہوئی۔ بردہ فروشوں نے سُن لیا اور فوراً کھڑے ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ آٹر وہیں سے دریائی گھوڑے کی طرح ہنہنا دیا۔

ایک شخص (پرتگالی زبان میں) "کوئی دریائی گھوڑا یہاں رہتا ہے مگر ہمارے پاس آگ ہے اور آگ سے وہ ڈرتا ہے۔ کوئی اندیشہ کی بات نہیں۔"

لیونارڈ اور آٹر کچھ دیر ٹھہر کر سرکنڈوں کے ایک بڑے جھاڑ کی طرف بڑھے۔ جہاں سے وہ ہر ایک بات لفظ بلفظ سُن سکتے تھے۔ اور آگ کے گرد بائیس آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک شخص کے چہرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اُن کا سرگروہ اور خالص نسل پرتگیز سے ہے۔ اُن میں سے کچھ دوغلے بھی اور باقی عرب تھے۔ ٹین کے برتنوں میں کثیر مقدار میں رم اور تھوڑا سا پانی ملا ملا کر پی رہے تھے۔ اکثر تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پہلے ہی مدہوش ہو چکے ہیں کیونکہ زبانیں اُن کی منہ سے باہر نکلی پڑتی تھیں۔

ایک (جو کہ دو غلا تھا) "لعنت ہے ہمارے سردار پیلے بھتنے پر اُس کو ایسی کیا پڑی تھی کہ ہم کو اتنی جلدی کشتیاں دے کر واپس بھیجدیا۔ افسوس کہ ہم تماشا نہ دیکھ سکیں گے۔"

سرگروہ۔ تماشا کیا۔ تین یا چار روز تک تو وہ غلاموں کو کشتیوں پر سوار کرائیں گے نہیں۔ کیونکہ کشتیاں تیار نہیں ہیں اور یہ بھی سُنا جاتا ہے کہ کوئی انگریزی جہاز دریائے زمبزی کے دہانہ لنگر ڈالے پڑا ہے خدا کرے وہ جہاز غارت ہو۔

دو غلا" نہیں میرا مطلب یہ نہیں کہ کشتی میں کالے کلوٹے حبشیوں کو پکڑ کر بٹھلانے میں کیا تماشا ہوگا۔ میرا مطلب انگریزی تاجر کے گورے گورے رنگ والی لڑکی کے نیلام سے تھا۔ جس کو ہم نے کچھ دن ہوئے پکڑا تھا جس شخص کو ایسی پری پیکر عورت ملے گی وہ بڑا ہی خوش قسمت ہوگا۔ بھئی واللہ میں نے تو ایسی حسین عورت ابھی تک تو کوئی نہیں دیکھی اُس کی آنکھیں کس غضب کی ہیں۔ اور اُس میں شوخی اور چلبلاہٹ کس درجہ کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ پاک دامن بھی ایسی کہ اگر کوئی اور ہوتی تو اب تک حضرت عشق نے اس کو اندھا کر دیا ہوتا۔

سرگروہ" تم اس کا خیال چھوڑ دو۔ تم ایسوں کو وہ بہت مہنگی پڑے گی۔ علاوہ ازیں ایک چھوکری پر خواہ وہ گوری ہو یا کالی اتنا صرف کرنا حماقت ہے۔ ہاں تو نیلام کب ہوگا؟

دو غلا" غلاموں کی کشتیوں کے چلنے سے ایک رات پہلے ہونا تھا مگر اب بھتنے صاحب کہتے ہیں کہ کل رات ہوگا۔ اس کی وجہ میں تمہیں بتاؤں کیا ہے۔ اُسے ڈر ہے کہ مبادا یہ لڑکی مجھ پر کوئی آفت لائے اس لئے بہتر ہے کہ میں اس سے جلدی اپنا پیچھا چھڑاؤں۔ یہ بڈھا بھی عجیب رنگیلا ہے اس پیری پر بھی مزاج سے اس کے مسخراپن نہیں گیا۔ کل کہنے لگا کہ " گورے کالے ہونے سے کیا ہوتا ہے

سب آدمی آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اسی طرح تمام عورتیں خواہ وہ انگریزنیں ہوں خواہ جبشنیں بہنیں بہنیں ہیں؛ پس اب وہ اُسے ایک جبشن کی طرح بیچنا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ جو حال اوروں کا ہو گا وہی اس کا بھی ہونا چاہیئے وہ اوروں سے اچھے نہیں آتے (قہقہہ لگاکر اور سب سے مخاطب ہو کر) شراب چلتی رہے بھائیو۔ شراب چلتی رہے۔

سرگروہ۔ "شاید نیلام ملتوی ہو جاتے اور ہم بھی ایسے وقت پر پہنچیں۔ خیر جو کچھ ہو ئیں تو اب اس پری پیکر کا جام صحبت پیتا ہوں یہ لو۔"

یہ کہکر وہ شراب کا پیمانہ چڑھا گیا اور پھر مخاطب ہو کر کہنے لگا۔" ارے چلتے وقت تم میں سے کسی کو پلول کا خفیہ لفظ پوچھ لینا بھی یاد نہ رہا۔ ہم اب نیلام میں کیسے جا سکیں گے۔"

دوسرا دوغلا۔ "یاد کیوں نہیں رہا۔ وہی پرانا لفظ بھتنا۔"

سرگروہ۔ "بھائیو اس سے بہتر لفظ بھی کوئی نہیں۔"

پھر ایک دو گھنٹہ تک وہ باتیں کرتے رہے کبھی جوا کے بارہ میں اور کبھی دیگر امور کے متعلق جوں جوں انہیں نشہ چڑھتا گیا اُن کی گفتگو پر بھی لا یعنی لغویات کا رنگ چڑھتا گیا۔ آخر کار لیونارڈ کچھ نہ سُن سکا۔ اور سب مخمور ہو کر یکے بعد دیگرے سو گئے۔ پہرہ پر اُس نے کسی آدمی کو مقرر نہ کیا۔ کیونکہ ایسے غیر آباد جزیرہ پر دشمن کی طرف سے اُن کو کوئی کھٹکا نہ تھا۔ تب اسٹرا اپنے ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلا اُس کا چہرہ مدھم روشنی میں تند اور درشت معلوم ہو رہا تھا چپکے سے اُس نے لیونارڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔" میاں کیا ہم" یہ کہکر اُس نے گلے پر ہاتھ پھیرا۔

لیونارڈ کچھ دیر تک سوچتا رہا غصہ تو اُس کو سخت تھا مگر پھر بھی اُس نے

سوتے ہوئے آدمیوں کو خواہ وہ کیسے ہی خبیث ہوں قتل کرنا خلافِ بشریت سمجھا سمجھا۔ علاوہ ازاں اس کو یہ بھی اندیشہ تھا کہ اگر ان لوگوں کو ہم نے مارنا شروع کیا تو صدائے گیرودار بلند ہوگی ان میں سے کچھ لوگ جاگ پڑینگے۔ اور چونکہ انکی تعداد زیادہ ہے ہم مارے جائیں گے۔ اس لئے اس نے آہستہ سے آٹر کے کان میں کہا کہ نہیں نہیں تم میرے پیچھے آؤ بجائے اس کے کہ ہم انہیں قتل کریں اُن کی کشتیوں کی رسیاں کاٹ ڈالنی زیادہ مناسب ہوگی۔

آٹر۔ "یہ نہایت ہی عمدہ تجویز ہے۔"

پھر وہ سانپ کی طرح پیٹ کے بل رینگتے ہوئے تیس گز تک گئے جہاں کشتیاں رسیوں کے ذریعہ ایک چھوٹے درخت سے بندھی ہوئی تھیں چاقو سے اُنھوں نے رسیوں کو کاٹ ڈالا۔ تھوڑے سے دھکے سے وہ پانی میں چلی گئیں۔ منجدھار میں پہنچکر اُنھوں نے دریا کے بہاؤ کی سمت اختیار کر لی۔

اس کے بعد وہ پیٹ کے بل لوٹے مگر اُن کا رستہ اس دوغلے شخص سے جس نے گفتگو شروع کی تھی پانچ قدم کے فاصلہ سے گزرتا تھا۔ جب وہ اس کے پاس گزر رہے تھے تو اتفاق ایسا ہوا کہ اسی وقت چاند نکل آیا۔ اور اس کی روشنی نے اس کے چہرہ پر پڑ کر اس کو خواب نوشیں سے یکایک جگا دیا اور وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ لیونارڈ نے ذرا تامل نہ کیا اور خونخوار چیتے کی طرح ایک جست بھر کر اس کا ٹیٹوا جا دبوچا۔ اور اس زور سے دبایا کہ اس کی آواز نہ نکل سکی تھوڑی سی سخت کشمکش کے بعد آٹر کا چاقو چمکا۔ اور وہ ابھی اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں تھا کہ دوغلے کا کام تمام ہو چکا۔ اور اس سرعت اور آہستگی کے ساتھ کسی دوسرے آدمی کی آنکھ بھی نہیں کھلی ایک یا دو شخصوں نے البتہ اپنی گہری نیند میں کروٹیں بدلیں اور کچھ مُنہ سے بڑبڑائے۔

لیونارڈ۔ "بغیر کسی ضرر کے پیچھے کی طرف جلدی سے پلٹا۔ اور آٹر اور وہ دونوں اس طرف بھاگے جہاں اُنہوں نے سوا کو چھوڑا تھا۔"

سوا ان کی انتظار کر رہی تھی۔ اور جب وہ پہنچے تو اس نے اضطراب آمیز اشتیاق سے پوچھا۔ "کتنے"

آٹر۔ "ایک۔"

سوا (تند ہو کر) کاشکے سبھی قتل ہوتے۔ مگر تم تو صرف دو ہو۔"

لیونارڈ۔ "چلو کشتی میں جلد سوار ہو۔ وہ ابھی ہمارے تعاقب میں آتے ہوں گے۔"

ایک لمحہ کے اندر وہ سوار ہو کر چل دیئے اور جزیرہ جو چوتھائی میل سے زیادہ لمبا نہ ہوگا۔ بہت دُور پیچھے رہ گیا۔ پھر وہ دریا کے پار چلے آئے۔ اور سامنے کے کنارے پر پہنچکر آٹر ہنسنے لگا۔

سوا۔ "آٹر تم کیوں ہنستے ہو۔"

آٹر (چند سیاہ نشانات کی طرف جو دریا کی سطح پر دوری میں غائب ہوتے جاتے تھے انگلی اٹھا کر) "وہ دیکھو سامنے بردہ فروشوں کی کشتیاں جارہی ہیں جن میں اُن کی خوراک۔ اور ہتھیار ہیں۔ میاں نے اور میں نے اُن کی رسیوں کو کاٹ ڈالا تھا۔ اس جزیرے پر بائیس آدمی سو رہے تھے۔ اُن میں سے ایک مرچکا ہے۔ جب وہ اُٹھائیں گے کیا دیکھیں گے۔ وہ اپنے آپ کو ایک چھوٹے سے جزیرہ پر جس کی ہر طرف پانی نظر آتا ہے پائیں گے۔ جہاں سے اگرچہ وہ تیرنا جانتے بھی ہوں نہنگوں کی وجہ سے تیر کر نکل نہیں سکیں گے۔ کھانے کے لئے اُن کو کچھ نہیں مل سکے گا۔ کیونکہ اُن کے پاس بندوقیں بھی نہیں بطخیں ہاتھ نہیں آسکتیں۔ کہ ٹھہریں اور پکڑ لیں اور خشکی پر بھی سینکڑوں نہنگ اُنکو پکڑنے

کے لیے آئیں گے۔ آخر کار وہ مارے بھوک کے چلائیں گے۔ اور چیخیں ماریں گے مگر اُن کی آواز بھی کسی کے کان میں نہیں پہنچیں گی۔ پھر وہ پاگل ہو کر ایک دوسرے پر گریں گے اور ایک دوسرے کو کھائیں گے۔ یہاں تک کہ موت اُن پر رحم کھا کر اپنی گود میں سلا دے گی۔ اگر کوئی پانی کی طرف گیا تو دریا کے منجدھار میں ڈوبے گا یا نہنگ کے منہ میں جائیگا۔ یہانتک کہ سب مر جائیں گے اور ایک نہیں بچے گا۔ مُردے ہی مُردے۔ مُردے ہی مُردے"۔ یہ کہکر آٹر پھر ہنسا۔

لیونارڈ نے آٹر کو ملامت نہ کی۔ چونکہ اُن کمبختوں کی نفرت انگیز آواز ابھی تک اُس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔ اس لئے اُس کو اُن کی شامت اعمال پر جس نے اُن کو آلیا تھا کچھ ترس نہ آیا۔

اتنے میں ایک دھیمی سی آواز سُنائی دی اور جب بتدریج بلند ہوئی تو اس سے خوف اور غصہ صاف طور پر مترشح ہوتا تھا۔ بردہ فروش اب اپنی نیند سے بیدار ہو گئے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ہمارے ایک آدمی کو کسی چھپے دشمن نے قتل کر ڈالا ہے اور ہم کو معلوم نہیں ہوا۔ مگر ایک مصیبت اُن پر نازل ہوئی کیونکہ جب اُن کو یہ معلوم ہوا کہ اُن کی کشتیاں بھی اس جگہ نہیں جہاں اُنہوں نے اُن کو باندھا تھا اور وہ ایک ایسے جزیرہ پر رہ گئے ہیں جہاں سے اُن کا نکلنا مشکل ہے۔ تو اُن کی چیخیں نکل گئیں۔ اور اُن کے شور و غوغا کی آواز چاروں طرف گونج اٹھی۔

دریا کے اس کنارے سے جس سے لیونارڈ اور آٹر کو پناہ دی تھی اور جس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی کشتی کو بیجا رہے تھے وہ ان مصیبت زدہ بردہ فروشوں کو نکھری ہوئی چاندنی میں ادھر اُدھر دیوانہ وار دوڑے اور کشتیوں کی تلاش میں پھرتے دیکھتے تھے۔ مگر کشتیاں تو ہمیشہ کے لئے اُن سے جدا ہو گئی تھیں رفتہ رفتہ شور و

غوغا کم ہوتا گیا۔ اور آخر کار سنسان رات کی خاموشی اُس پر غالب آگئی۔

اُس وقت لیونارڈ نے سوا کو بردہ فروشوں کی وہ باتیں جو اُس نے سُنی تھیں سُنائیں۔

جب وہ سُنا چُکا تو اُس نے آٹر سے پوچھا کہ "یہاں سے وہ سڑک کتنی دُور ہوگی؟

آٹر "خُدا نے چاہا تو کل غروب آفتاب کے وقت ہم پہلے بھُننے کے قلعہ کے پھاٹک پر جا پہنچیں گے"

دو گھنٹوں میں اُنھوں نے اُن کشتیوں کو جو اُنھوں نے کاٹ کر پانی میں دھکیل دی تھیں جا پکڑا۔ اُن میں سے اکثر ایک دوسرے کے ساتھ بندھی ہوئی تھیں اور آہستہ آہستہ جا رہی تھیں۔

لیونارڈ "میرے خیال میں یہ بہتر ہوگا کہ ہم ان کشتیوں میں سوراخ کر کے اُن کو غرق کر دیں۔"

آٹر۔ نہیں میاں اگر ہم بچ کر نکل آئے تو ممکن ہے ہم کو ان کی ضرورت ہو (ایک چھوٹے سے جزیرہ کی طرف اشارہ کر کے) اس جگہ ہمیں اُترنا چاہیے۔ چلو کشتیوں کو وہاں لے جاکر باندھیں شاید ہم کو اُن میں سے کھانے کی چیزیں ملیں۔ اور اُن کی ضرورت بھی ہے"

آٹر کی اس نیک صلاح پر لیونارڈ نے عمل کیا۔ طلوع آفتاب کے وقت وہ جائے مقصود پر پہنچے۔ یہاں اُنھوں نے ایک معقول جگہ ڈھونڈ کر اپنی کشتیوں کو اُن رسیوں سے جو پہلے سے اُن کے ساتھ لٹک رہی تھیں باندھ دیا اور اُن صندوقوں کو جو کشتیوں میں رکھے تھے کھول کر دیکھنے لگے۔ اُن میں سے اُن کو بہت سی اشیائے خوردنی مثل گوشت پختہ۔ شراب۔ بسکٹ۔ روٹی نارنگی کیلا

وغیرہ دستیاب ہوئیں۔ اسلئے خور و نوش کے اس کثرت سے مل جانے کی قدر صرف انہیں لوگوں کو معلوم ہو سکتی ہے جن کو وہ ہفتوں یا دنوں تک نصیب نہ ہوئی ہوں۔ لیونارڈ کو ایسا معلوم ہوا کہ اُس نے ایسا پُرلطف اور خوش ذائقہ کھانا کبھی نہیں کھایا تھا۔ اور اس رم اور پانی کے مرکب سے بہتر کوئی مزیدار چیز اسے نصیب نہ ہوئی تھی۔

اور چیزیں بھی اُن کو ملیں مثلاً رائفلیں گولی بارود اور سب سے بہتر اور کارآمد ایک کپڑوں کا صندوق ملا جو بردہ فروشوں کے سرگروہ کا معلوم ہوتا تھا۔ ایک سوٹ وردی کا تھا جس کا کنارا کلابتوں اور زردوزی کے حاشیہ سے مزیّن تھا۔ ایک لمبا بوٹ اور دو خوش وضع ٹوپیاں بھی تھیں جن میں مرغ کے پروں کا طرّہ لگا تھا۔ ان کے علاوہ عربی جبّے اور عمامے تھے۔ مگر سب سے زیادہ قیمتی ایک چرمی کیسہ تھا جس میں سرگروہ صاحب نے حلال کا پیسہ کما کما کر جمع کیا تھا۔ اور جو سفر میں بھی اُن کے ساتھ ساتھ رہتا تھا۔ لیونارڈ نے جب غور سے دیکھا تو اس میں ایک سو انگریزی ساورن اور بارہ یا پندرہ پرتگال کے سونے کے سکّے پائے۔

آٹر۔ "اب میاں میری رائے یہ ہے کہ یہ کپڑے پہن لو۔"

لیونارڈ۔ "کیوں۔"

آٹر۔ "اس لئے کہ اگر بردہ فروش ہم کو دیکھ لیں تو ہم کو اپنا بھائی بند خیال کریں۔"

یہ تجویز ایسی معقول اور مفید تھی کہ لیونارڈ اس پر کاربند ہوا۔ اور جب اُس نے نئے کپڑے پہنے اور اپنی کمر میں ریشمی پیٹی لگا کر اس میں پستول لٹکالیا تو معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک تندخو اور سخت گیر بردہ فروش ہے۔

اس کے بعد آٹر نے عمامہ پہنا تو اُس کی بھی ایک عجیب عربی وضع نکل آئی چونکہ پست قامت تھا اس لئے بمشکل کوئی لباس اس کے قد پر آتا تھا۔ آخرکار انہوں نے جبہ کو ایک لکڑی کے کندھے پر رکھ کر چاقو سے کاٹ لیا۔

جب کپڑے پہن کر لیونارڈ اور آٹر نے اپنی شکل بدل لی تو انہوں نے بندوقیں اور ہتھیاروں کو گھاس پات میں چھپا دیا۔ اس خیال سے کہ شاید پھر وہاں آکر اُن سے کام پڑے۔ سکوں کو بھی لیونارڈ نے جیب میں ڈال لیا۔

اب وہ دلدل کے کنارے کنارے چلے۔ رستہ ایسا پیچیدہ تھا کہ کسی شخص کو جس نے اُسے پہلے نہ دیکھا ہو معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ میں کدھر جاؤں۔ مگر آٹر کا حافظہ تیز تھا۔ اس لئے دن کی شدید گرمی میں بھی وہ چلے گئے۔ اور کسی جگہ توقف نہ کیا۔ رستہ میں کوئی آدمی نہ ملا۔ البتہ سڑک پر پاؤں کے بہت سے نشان تھے جو صاف بتا رہے تھے کہ ابھی بہت آدمی گزرے ہیں جن کے ساتھ دو خچر یا گدھے بھی تھے۔ کہیں کہیں کسی کمبخت غلام کی لاش سڑک کے کنارے سرکنڈوں میں پڑی پائی گئی۔ آخرکار دن غروب ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے وہ پہلے بھتنے کے قلعہ یا مسکن کے نزدیک جا پہنچے۔

دسواں باب

لیونارڈ ایک تدبیر سوچتا ہے

یہ قلعہ ایک جزیرہ پر دس یا بارہ ایکڑ میں پھیلا ہوا تھا۔ جس رستہ سے لیونارڈ اور اُس کے ہمراہی جا رہے تھے وہ قلعہ کے جنوب کی جانب بڑی کھائی کے کنارے

کی طرف ہو کر گزرتا تھا۔ آٹر نے کہا کہ اس طرف نہیں جانا چاہیئے۔ کیونکہ وہاں پہرہ والے سنتری ہم کو دیکھ لیں گے۔ اور اگرچہ لباس ہمارا بردہ فروشوں کا سا ہے تاہم خوف یہ ہے۔ کہ کہیں وہ ہم سے ایسے سوالات نہ پوچھ بیٹھیں جن کا ہم سے کچھ جواب نہ بن پڑے۔

اس لئے جب وہ پھاٹک سے پانچ سو گز کے فاصلہ پر پہنچے تو اُن گنجان جھاڑیوں کی طرف ہو لئے جو کھائی کے باہر کی طرف بائیں ہاتھ پر واقع تھیں۔ ان میں سے ہوتے ہوئے لیونارڈ اور اُس کے ہمراہی باحتیاط تمام پانی کے کنارے تک پہنچکر ایک بید کے درخت کے نیچے ٹھہر گئے۔ جہاں سے غلاموں کے کیمپ کا جنوب مغربی گوشہ بالکل مقابل تھا۔

آٹر (دھیمی آواز میں) "دیکھو میاں سفر تو ختم ہو چکا۔ اور میں آپ کو ٹھیک لے آیا۔ پیلے بھتنے کا گھر سامنے ہے۔ اب صرف اس کا فتح کرنا اور اس میں سے جوانا کا نکالنا باقی رہ گیا ہے۔"

لیونارڈ نے خیمہ گاہ کی طرف کسی قدر ہراساں ہو کر نگاہ ڈالی اُس نے دل میں کہا۔ کہ "کیونکہ ممکن ہے کہ دو آدمی اور ایک عورت اس مستحکم اور محفوظ خیمہ گاہ کو جس میں افریقہ بھر کے چھٹے ہوئے شریر اور بدمعاش بھرے ہوئے ہیں سر کر سکیں گے وہاں تک پہنچنا ہی قریب قریب ناممکن ہے۔ ہم سمجھے ہوئے تھے کہ پیلے بھتنے کے قلعہ کا فتح کر لینا کوئی بڑی بات نہیں۔ مگر اب تو اپنی جان بچانی بھی دشوار نظر آتی ہے۔ لیکن خواہ کچھ بھی ہو ہمیں پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے۔ ورنہ ہماری اُسوقت تک کی تمام محنت پر پانی پھر جانا تو الگ رہا اس بیچاری مصیبت ماری کا انجام کیا ہوگا۔ جس کے چھڑانے کے لئے ہم اتنی دُور سے اسقدر آفتیں جھیل کر آئے ہیں یا تو ہمیشہ کے لئے داغ رسوائی اس پر لگ جائیگا۔ یا وہ خودکشی کر کے اپنے ہاتھوں

نہنگ اجل کا شکار ہو جائیگی (باآواز بلند) مگر سخت مشکل ہے کہ متاع جان کو انسان جان بوجھ کر اپنے ہاتھوں اجل کے حوالہ کرے۔ (پھر آٹر سے مخاطب ہو کر) "اچھا آٹر میں تم سے ایک بات کہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں اس مہم پر بہت دور سے آیا ہوں اور اب ہرگز قدم نہیں ہٹاؤں گا۔ نہ میں نے کبھی مُنہ پھیرا ہے اور نہ اب پھیرتا ہوں اگرچہ یہ بھی خوب جانتا ہوں کہ میری موت قریب ہے۔"

آٹر۔ "جو کچھ ہونا ہے ہو رہے گا۔ اب تو کوئی نہ کوئی تدبیر سوچنی چاہیئے۔ کیونکہ رات گزرتی جاتی ہے۔ بہتر ہے کہ ہم سامنے والے گھنے جھنڈ میں جو بلند ترین درخت ہے اُس پر چڑھ کر خیمہ گاہ کو دیکھیں۔"

لیونارڈ نے اس رائے سے اتفاق کیا اور دونوں بآسانی درخت پر چڑھ کر پتوں میں سے جھانکنے لگے سارا خیمہ گاہ اُن کو اس طرح پر نظر آرہا تھا جیسے ایک پرند اوج ہوا سے نیچے کی چیزوں کو دیکھے۔ آٹر بندر کی طرح ایک شاخ پر ہو بیٹھا اور لیونارڈ کو اس جگہ کے مفصل حالات بتلانے لگا۔ کیونکہ یہاں کی قید وہ بھگت چکا تھا۔ اور قیدیوں کا حافظہ تیز ہوا کرتا ہے۔

خیمہ گاہ میں مختلف الاقوام اور مختلف اللباس کثیر التعداد بردہ فروش رہتے تھے۔ شاید یہ لوگ تعداد میں سو سے متجاوز نہ ہونگے۔ ان میں سے کچھ آدمی مل کر اِدھر اُدھر گشت کر رہے تھے۔ اور چرٹ پیتے اور باتیں کرتے جاتے تھے۔ چند اشخاص جن کے پُرتکلف لباس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کپتان ہیں سلاح خانہ کے پاس کھڑے ہوئے ایک دوسرے کے کندھے پر چڑھ کر ایک کھڑکی کے سوراخ میں کسی شئے کو یکے بعد دیگرے جھانک کر دیکھ رہے تھے۔ یہ دل لگی کچھ دیر تک رہی اتنے میں ایک بڈھے سے آدمی نے جو باوصف پیرانہ سالی جسمانی ترکیب کے لحاظ سے مضبوط معلوم ہوتا تھا آکر اُن کو وہاں سے ہٹا دیا۔ اور ہنسے اور قہقہہ لگاتے

ادھر ادھر منتشر ہو گئے

آسٹرے "اسی شخص کا نام پیلا بھتنا ہے اور وہ آدمی اُس عورت کو جس کا لقب راہبہ ہے دیکھ رہے تھے۔ نیلام کے وقت تک وہ ایک کمرہ میں بند رہے گی۔ اب یہ لوگ بولی بولیں گے۔"

لیونارڈ نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ خاموش پیلے بھتنے کے مسکن کا بغور معائنہ کرتا رہا۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ ایک ڈھول بجا اور کچھ آدمی باہر نکلے۔ اُن کے ہاتھ میں ٹین کے برتن تھے۔ اور برتنوں میں سے بھاپ نکل رہی تھی۔

آسٹرے "یہ غلاموں کے لئے کھانا جارہا ہے۔"

ان آدمیوں کے ساتھ کچھ افسر ہاتھوں میں چرمی تازیانے لئے جارہے تھے۔ خیمہ گاہ کے سامنے ایک کھلا میدان تھا اس کو طے کرکے، وہ اس کھائی تک پہنچے جو خیمہ گاہ کو پیلے بھتنے کے مکان سے جسے بعض جگہ ہم نے قلعہ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے علیحدہ کرتی تھی۔ یہاں انہوں نے سنتری کو کھائی پر پل کا تختہ گرا دینے کے لئے آواز دی۔ جب پل قائم ہوگیا تو وہ پار ہوئے۔ ہر شخص کے ہاتھ میں ایک گہرا برتن تھا۔ اور اس کے پیچھے کے آدمی کے ہاتھ میں چمچہ تھا۔ ایک اور شخص اُن دونوں کے پیچھے پیچھے ایک بڑا سا تونبا لئے آتا تھا۔ جب وہ خس پوش جھونپڑوں کی قطار کے پہلے جھونپڑے میں پہنچے۔ جہاں کہ غلام رہتے تھے تو انہوں نے کھانا بانٹنا شروع کیا۔ چمچہ والا آدمی برتن میں سے کھانا نکال نکال کر ہر ایک غلام کے آگے کتے کی طرح کھانا ڈالتا اور تونبے والا آدمی کاٹھ کے پیالوں میں پانی انڈیلتا جاتا تھا۔

کچھ دیر کے بعد وہ ٹھہر گئے اور افسر لوگ کسی معاملہ پر بحث کرنے لگے۔

آسٹرے "کوئی غلام بیمار معلوم ہوتا ہے۔"

تھوڑی دیر کے بعد سب افسر پیچھے ہٹ گئے۔ اور ایک معمر سفید ریش آدمی نے دریائی گھوڑے کے چمڑے کے تازیانہ سے زمین پر ایک بے حس و حرکت کالی رنگت والی چیز کو مارنا شروع کیا۔

جب تازیانہ باری ہو چکی تو بڈھے نے باآواز بلند دو حربوں کو بُلا کر کہا کہ "پل کے پاس جا کر چوکی پہرہ میں سے اوزار لے آؤ تاکہ اس قیدی کے ہاتھ پاؤں میں سے بیڑیاں کھول دی جائیں۔" یہ غلام ایک عورت معلوم ہوتی تھی۔ اس ستم رسیدہ کو بعد میں ایک، احاطہ کے اندر جو اُونچی جگہ واقع تھا گھسیٹ کر لے گئے۔ اور وہاں سے گھسیٹ کر ایک، لکڑی کے تختہ پر رکھ دیا۔ جو ایک چھوٹے سے زینہ کے اُوپر لگا ہوا تھا۔ اور جس کے نیچے گہری کھائی تھی۔

آٹر۔ "یہ وہ طریقہ ہے جس سے پیلا بھتنا مُردوں کو گاڑتا اور بیماروں کا علاج کرتا ہے۔"

لیونارڈ۔ "بس ہیں نے قلعہ کو اب کافی طور پر دیکھ لیا" یہ کہکر وہ درخت سے جلدی جلدی نیچے اُترنے لگا۔ چونکہ آٹر اس قلعہ میں کسی زمانہ میں رہ چکا تھا۔ اس لیے اس جاں گزا واقعہ کو دیکھ کر اس کے دل پر وہ کیفیت طاری نہ ہوئی جیسی لیونارڈ پر جس نے ایسا ظلم عظیم پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ جب لیونارڈ درخت سے نیچے اُتر آیا تو آٹر نے اس سے کہا "واہ میاں آپ بھی بڑے رقیق القلب معلوم ہوتے ہیں۔ آپ سے تو وہی بہتر ہیں جو بردہ فروشوں کے خیمہ گاہ میں رہ چکے ہیں۔ ہمت سے کام لیجئے۔ اگر ہم سے کچھ نہ ہو سکا تو بردہ فروشوں کی کشتیوں سے پیلی کا پیٹ تو پھر بھی بہتر ہے۔ اگر آپ ہی ہمت ہار گئے تو اس کام کو اور کون انجام دیگا۔ وہ انگریز لوگ بھی تو آپ کے بھائی ہیں جو آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر بہادر آدمیوں کے لئے دُعائے مغفرت مانگتے ہیں اور خود بھی قدم بڑھاتے چلے

جاتے ہیں۔"

لیونارڈ۔" بس چپ اس وقت مجھے ٹھنڈی برانڈی چاہیے۔"

آٹر نے لیونارڈ کو برانڈی دی اور جب وہ پی چکا تو کچھ دیر خاموش بیٹھا رہا آخر کار وہ سوا سے یوں کہنے لگا کہ اے نیکبخت تیرے کہے پر یہاں آئے ہیں تو بھی کوئی مشورہ دے کہ تیری مالکہ کو ہم اس خیمہ گاہ سے کیونکر نکالیں۔

سوا نے جلدی سے جواب دیا کہ" غلاموں کو رہا کر کے انہی سے ان کے آقاؤں کو قتل کراؤ۔

لیونارڈ۔" مجھے ڈر ہے کہ ایسے غلام بہت کم نکلیں گے جن میں اتنی سکت باقی ہو کہ وہ اس کام کو انجام دے سکیں۔"

سوا۔" پچاس تو مادوم ہی کے آدمی ہوں گے۔ اور اگر ان کے پاس ہتھیار ہیں تو بردہ فروشوں سے یقیناً لڑیں گے۔ پھر لیونارڈ نے آٹر کی طرف دیکھا کہ شاید وہ بھی کچھ کہے۔

آٹر۔" میری تو یہ رائے ہے کہ جہاں اپنی جمعیت کم ہو اور دشمن زیادہ ہوں وہاں آگ سے خوب کام نکل سکتا ہے۔ سامنے کے سرکنڈے اس وقت بالکل سوکھے پڑے ہیں۔ آدھی رات سے پہلے سمندر کی طرف سے ہوا بھی خوب تیز چلتی ہے۔ مزید برآں ان تمام مکانات پر پھونس کے چھپر پڑے ہوئے ہیں۔ چونکہ ہوا میں آگ خوب بھڑکتی ہے۔ اس لئے جل کر خاک سیاہ ہو جائیں گے۔ میاں ایک فوج کے دو جنرل نہیں ہو سکتے آپ ہمارے کپتان ہیں آپ کے حکم کی تعمیل ہم پر فرض ہے چونکہ اس بڑھیا کی رائے بھی معقول ہے اس لئے آپ خود فیصلہ کر لیں کہ کونسی رائے صائب ہے۔

لیونارڈ۔" بہت اچھا میں ابھی فیصلہ کرتا ہوں میں اس قدر اور رلئے

دیتا ہوں کہ اندھیرے اندھیرے چاند نکلنے سے پہلے ہم قلعہ کے اندر کسی طرح داخل ہو جائیں۔ وہ خفیہ لفظ " بھتنا " تو ہم کو معلوم ہی ہے اور چونکہ ہم نے لباس بھی بدل لیا ہے اس لئے شاید سنتری ہم کو بے روک اندر جانے کی اجازت دے دیگا۔ اور اگر اس نے ہم کو اجازت نہ بھی دی تو ہم اس کو چپکے سے مار ڈالینگے"

آٹر۔ میاں کی رائے نہایت درست ہے مگر اس بڑھیا کا کیا ہوگا"

لیونارڈ۔" ہم اس کو جھاڑی ہی میں چھوڑ جائیں گے۔ کیونکہ خیمہ گاہ میں ہم کو اس سے کوئی مدد نہیں مل سکتی بلکہ اس کی وجہ سے ممکن ہے کہ ہم کو ایک گونہ رکاوٹ ہو۔"

سوا (قطع کلام کرکے) " نہیں گورے آدمی جہاں تم جاؤ گے میں بھی وہاں جاؤں گی۔ علاوہ ازیں میں تم کو اپنی مالکہ کے پہچاننے میں مدد دونگی"۔

لیونارڈ۔" اچھا جیسی تمہاری مرضی " (پھر آٹر کی طرف مخاطب ہو کر) " ہم کو اس پست دیوار تک جو خندق کے گرد کھنچی ہوئی ہے اور پہلے بھتنے کے قلعہ کو خیمہ گاہ سے جدا کرتی ہے پہنچنا چاہیے۔ اگر مینجلانے کے پل کا تختہ گرا ہوا نہ ہوگا۔ اور دوسرا رستہ کوئی نہ ملے گا تو ہم کھائی میں سے تیر کر سامنے جو سنتری ہوگا اس سے یا تو اجازت لے لیں گے یا اس کو مار ڈالینگے اور خیمہ گاہ میں پہنچ جائیں گے۔ پھر ہم کچھ غلاموں کو رہا کرینگے اور اُن سے کہیں گے کہ جب ہوا تیز چلے تو باغ کے بیچوں بیچ جاکر سرکنڈوں کو آگ لگا دیں۔ جب وہ آگ لگا رہے ہونگے تو میں خیمہ گاہ میں بے دھڑک چلا جاؤنگا۔ اور بریرا کو سلام کرکے کہونگا کہ میں بردہ فروش ہوں میری کشتی دریا کے دہانہ میں پڑی ہے اور میں غلام خریدنے کے لئے آیا ہوں خصوصاً اس میم کو جو نیلام ہونے والی ہے۔" اچھا ہوا ہمارے پاس سونا بھی بہت سا ہے میں نے تو یہ تدبیر سوچی ہے باقی اللہ کے حوالے۔ اگر راعیہ کو میں

خرید سکا تو خرید لونگا۔ ورنہ کسی اور طریقہ سے اس کی رہائی کے لئے کوشش کروں گا۔"

آٹر۔ بس یہی رہنے دیجئے میاں۔ اب آئیے کچھ کھانا کھالیں کیونکہ رات ہم کو اپنے زور بازو سے پوری پوری مدد لینی پڑیگی۔ کھانا کھانے کے بعد ہم اس گھاٹ پر جائیں گے جہاں کھائی سے پار ہونے کے لئے کشتیاں بندھی ہیں اور قسمت آزمائی کریں گے۔" غرضکہ جو کچھ ان کے پاس موجود تھا انہوں نے کھایا اور اُن بردہ فروشوں کی برانڈی میں سے جنہیں وہ جزیرہ میں چیختا چلاتا ہوا چھوڑ آئے تھے۔ تھوڑی تھوڑی پی۔ اثنائے طعام میں بات چیت اُنہوں نے بہت کم کی۔ کیونکہ اُن کو ہر وقت یہی فکر دامنگیر تھی کہ خدا جانے کیا ہو گا۔ بیچارہ آٹر کی جو مسئلہ تقدیر کا قائل تھا۔ سر نیچے کئے بیٹھا تھا جس کی وجہ یا تو یہ تھی کہ اُس جگہ کو دیکھ کر اس کے دل میں پُرانے رنجیدہ خیالات کا ہجوم تھا۔ یا اُس کو یہ خیال تھا کہ ہم کیسی بڑی مہم پر یہاں آئے ہوئے ہیں کہ جس کی نظیر اب تک نہ آنکھوں نے دیکھی نہ کانوں نے سُنی حیرت کا مقام ہے کہ دو آدمی اور ایک عورت مسلح خیمہ گاہ پر حملہ کرتے ہیں۔

اس وقت رات بہت تاریک تھی جیسا کہ آٹر نے کہا تھا ہوا اب تیز تیز چلنے لگی اور رفتہ رفتہ سرکنڈوں اور بید مجنوں کے درختوں میں سے اپنی غمناک راگنیاں گانے لگی۔"

اسی طرح پر وقت گزرتا گیا حتیٰ کہ نو بج گئے۔

لیونارڈ۔ اب ہمیں گھاٹ کی طرف جانا چاہئے تھوڑی دیر میں ہمارے مطلب کے لئے کافی چاندنی ہو جائے گی۔

آٹر آگے آگے ہو لیا اور دبے پاؤں ایک پھاٹک کے قریب پہنچے جس کے دوسری طرف ایک چھوٹا سا گھاٹ تھا۔ یہاں کشتیوں اور مچھووں کے باندھنے

کے لئے جگہ بنی ہوئی تھی تاکہ خیمہ گاہ سے آنے اور وہاں جانے کے لئے کھائی کے عبور کرنے میں دقت نہ ہو۔ نیز بردہ فروشوں کو ایک مخفی بندرگاہ کی طرف جانے میں سہولت ہو۔ جو وہاں سے چھ میل کے فاصلہ پر تھی اور جہاں سے وہ اپنے زرخرید غلاموں کو سوار کر کے کشتیوں پر لے جاتے تھے۔

ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ قلعہ میں سے صدائے جشن و جوش بلند ہوئی اور غلاموں کے خیمہ گاہ کی طرف نالہ و بکا کی آوازیں آئیں۔ کبھی کبھی کسی ایسے ستم رسیدہ کی فریاد سنائی دیتی تھی جو جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا اور زمین پر مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہا تھا۔ آخر کار چاند نے ایک طرف سے سر نکالا اور آسمان کی تاریکی کسی قدر زائل ہو گئی۔

لیونارڈ۔ "بہتر ہو گا کہ اب ہم یہاں سے پار ہونے کی کوشش کریں۔ یہ کشتی جو یہاں پڑی ہوئی ہے خاطر خواہ کام دے جائیگی۔"

ابھی یہ جملہ ختم نہ ہوا تھا کہ انہوں نے ایک کشتی کے کھینے کی آواز سنی جو یکایک اُن کے پاس سے گزر کر پھاٹک سے بیس گز کے فاصلہ پر ٹھہر گئی۔

سنتری (پرتگالی زبان میں) "کون ہے؟ جلدی بولو ورنہ میں ابھی فیر کرتا ہوں۔"

ایک شخص (درست آواز میں) "ٹھہرو ٹھہرو فیر کیوں کرتے ہو۔ میں دوستوں میں سے ہوں۔ زادیر میرا نام ہے اور ساحل پر کی نو آبادی سے جہاں میری زراعت ہے تمہارے لئے اچھی اچھی خبریں لایا ہوں۔"

سنتری۔ "معاف کیجئے گا صاحب۔ اگرچہ آپ کا قد و قامت بڑا ہے مگر میں اندھیرے میں کیونکر پہچان سکتا تھا کہ آپ کیا چیز ہے۔ کیا بردہ فروشوں کی کشتیاں اتنی قریب آ گئی ہیں کہ یہاں سے نظر آ سکیں۔"

زاویر۔ "ذرا نیچے آکر اس کشتی کے باندھنے میں تو مدد دو۔ پھر میں تمہیں سب حالات بتاؤنگا۔ تم کو کشتیوں کے باندھنے کی جگہ بھی معلوم ہو گی۔"

سنتری نے پھرتی سے نیچے اُتر کر زاویر کو مدد دی اور پھر زاویر کہنے لگا ہاں بردہ فروشوں کی کشتیاں تو آگئی ہیں۔ مگر شاید وہ آج رات یہاں نہ پہنچ سکینگے کیونکہ ہوا تیز چل رہی ہے اس لئے امید ہے کہ کل تمام دن خوب مصروفیت میں گذرے گا۔ اور حبشیوں کی خرید فروخت خوب ہو گی۔ مگر سنو تو ایک چھوٹی سی کشتی مڈغاسکر سے آئی ہوئی ہے۔ اس کا کپتان ایک اجنبی شخص ہے یا تو وہ فرانس کا مشہور تاجر پی ار ہو گا یا ممکن ہے کہ کوئی انگریز ہو میں نے اس سے دور سے صاحب سلامت تو کی تھی مگر اس کو شناخت نہیں کر سکا۔ میں نے اس کو اس نیلام کی خبر بھی دے دی تھی۔ واللہ اعلم آئے یا نہ آئے۔"

سنتری: "کیا وہ یہاں آرہا ہے میں جناب سے اس لئے پوچھتا ہوں کہ کیا میں اس کا انتظار کرتا رہوں۔"

زاویر۔ مجھے معلوم نہیں اس نے کہا تھا کہ اگر ہو سکا تو میں آؤنگا۔ ہاں یہ تو بتاؤ کہ اس انگریز لڑکی کا کیا حال ہے۔ آج رات اُس کا نیلام ہو گا۔ ہے نہ؟"

سنتری۔ "ہاں جناب بارہ بجے جب چاند سر پر آجائیگا اور جب وہ فروخت ہو چکے گی تو پادری فرانسسکو اسی وقت اور اسی جگہ اس خوش قسمت آدمی سے اُس کی شادی کر دینگے۔ پادری صاحب کو اس بارہ میں نہایت اصرار ہے وہ کہتے ہیں کہ شادی مذہبی رسوم کے ساتھ ضرور بالضرور ہونی چاہئے۔"

زاویر" اچھا یہ بات ہے! پادری صاحب کو شاید خبط ہو گیا ہے۔ خیر ہم اس کی پروا نہیں کرتے۔ اس ملک میں طلاق کا بھی تو بہت اچھا رواج ہے۔

اس نوجوان انگریز جاریہ کے خریداروں میں سے ایک مَیں ہوں اگر ایک سو اونس میں مل گئی تو میں خرید لونگا۔ سونا میرے پاس بھی ہے۔"

سنتری۔ ایک باندی کے سو اونس! مگر ہاں آپ بھی کچھ کم امیر نہیں۔ آپ کا حال ہم غریبوں کا سا تھوڑا ہی ہے۔ کہ اپنی جان کو ہر قسم کے خطرہ میں ڈالتے ہیں۔ لیکن اگر چاہیں کہ ہمیں کچھ نفع ہو تو بس بس اللہ اللہ خیر صلاح۔"

جب زادیر اور سنتری کشتی کو باندھ کر اس میں سے سامان نکال چکے، تو زادیر دو ملاحوں کو ہمراہ لے کر گھاٹ کی سیڑھیوں کے اوپر چڑھ گیا اور پھاٹک بند ہو گیا۔

لیونارڈ (آٹر کے کان میں) خیر ایک اچھی بات ہمیں معلوم ہو گئی۔ آٹر لو اب میں پی ار بنتا ہوں جو مدغاسکر کا ایک فرانسیسی بردہ فروش ہے۔ اور تم اپنے آپ کو میرا نوکر سمجھو۔ سوا اپنے آپ کو ہماری بدرقہ یا ترجمان یا جو کچھ وہ چاہے خیال کرے۔

"اب مَیں چاہتا ہوں کہ ہم پھاٹک کے اندر چلے جائیں۔ مگر اصلی پی ار کچھ قلعہ کے اندر نہ گھسنے پائے۔ اور اُس کا علاج یہی ہے کہ دروازہ پر کوئی سنتری نہ ہو۔ آٹر اس سے تم نبٹ لو گے یا مَیں ہی اس کام کو سر انجام دوں؟"

آٹر۔ میاں میں نے تو یہ تجویز سوچ رکھی ہے کہ آپ پھاٹک کے اندر داخل ہو جائیں گے مَیں اس بہانہ سے کہ مَیں ایک چیز کشتی سے لانا بھول گیا ہوں۔ واپس آؤنگا اور سنتری سے کہونگا کہ مجھے بھی مدد دینا باقی معاملہ کو میں اپنی چالاکی اور مضبوطی سے بے شور و شغب طے کر لونگا۔

لیونارڈ۔" وہاں چالاکی اور مضبوطی اور خاموشی تینوں ضروری ہیں اگر شور ہوا تو کام ہی تمام ہوا۔"

پھر لیونارڈ اور آٹر اس کشتی پر جو اُن کی منتخب کی ہوئی تھی جا کر سوار ہوئے۔ آٹر پتوار پر بیٹھ گیا۔ پہلے اس نے کشتی کو نہر کے کنارے بہاؤ کی طرف جانے دیا حتی کہ وہ پھاٹک سے پچاس گز کے فاصلہ پر پہنچ گئے۔

لیونارڈ (بآواز بلند) "یا احمق کشتی کو کدھر لئے جا رہا ہے۔ کنارے کے اندر گھس جائے گا۔ اس ہوا اور تاریکی نے ہم کو آلیا ہے۔ خبردار ہوشیار ہو کر چل" (سوا سے مخاطب ہو کر) "پھاٹک وہ ہو گا۔"

پھاٹک کی کھڑکی کے کھلنے کی آواز آئی اور سنتری نے آواز دی کہ "کون ہے؟"

لیونارڈ (پرتگالی زبان میں) "مَیں ہوں ایک اجنبی شخص تمہارے دوستوں میں سے۔ تمہارے سردار ڈام اینٹو نیو پریرا کے پاس ایک کام کے لئے آیا ہوں۔"

سنتری (شبہ سے) "تمہارا نام کیا ہے؟"

لیونارڈ۔ "میرا نام پی آر اور اس بونے کا نام گُتّا ہے اور یہ میرا نوکر ہے۔ اس بڑھیا عورت کو جو تم چاہو سمجھ لو۔"

سنتری۔ "پلول کیا ہے بغیر اس کے بتائے کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں۔"

لیونارڈ (آٹر کی طرف مخاطب ہو کر) "ڈام زاویر نے اپنے خط میں مجھ کو کیا بتایا تھا؟ دوست۔ نہیں نہیں مجھے یاد آگیا۔ بھننا۔"

سنتری۔ "اور آ کہاں سے رہے ہو؟"

لیونارڈ۔ "مدغاسکر سے آ رہے ہیں وہاں ان اشیاء کی جو یہاں سے روانہ ہوتی ہیں سخت مانگ ہے اب ہمیں اندر جانے دو ہم یہ نہیں چاہتے کہ تمام رات

یہاں بیٹھے رہیں اور تماشا دیکھنے سے محروم رہیں۔"

سنتری دروازہ کھولنے لگا مگر اس کے دل میں ایک نیا شبہ پیدا ہوا۔ اور وہ رُک گیا (لیونارڈ سے مخاطب ہو کر)۔۔۔۔۔۔ "تم بردہ فروشوں میں سے نہیں معلوم ہوتے۔ کیونکہ تمہارے لہجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ملعون انگریز پرتگالی بول رہا ہے۔"

لیونارڈ۔ بالکل غلط کہتے ہو باپ میرا البتہ انگلستان کا ایک امیر تھا مگر میری ماں فرانسیسن تھی میں مارشیس میں جو بردہ فروشی کا گھر ہے پیدا ہوا۔ ذرا سنبھل کے بات کر اگر اب کی مرتبہ تم نے مجھے ملعون کہا تو میں اپنے دوغلے پن پہ آجاؤنگا۔ اور پھر تمہاری خیر نہ ہوگی۔

آخرکار سنتری نے بڑبڑاتے ہوئے پھاٹک کا ایک در کھولا۔ اور لیونارڈ سیڑھیوں پر چڑھنے لگا۔ آٹر اور سوا اس کے پیچھے پیچھے ہوتے جب پھاٹک کے اندر پہنچ گئے تو لیونارڈ نے یکایک مڑ کر آٹر کو چانٹا رسید کیا اور خفا ہو کر کہنے لگا۔ "ابے برانڈی کا خم کشتی میں کس لئے بھول آیا۔ اُسے تو میں ڈام بڑا صاحب کے لئے تحفہ لایا تھا۔ جا ابھی جا کر لا۔

آٹر۔ سرکار معاف کیجئے۔ میں ابھی لاتا ہوں مگر سرکار میرا قد چھوٹا ہے۔ اور مجھ اکیلے سے پیپہ نہیں اٹھے گا۔ یہ بڑھیا بھی بہت کمزور ہے۔ اس لئے اگر حضور تکلیف فرمائیں تو۔

لیونارڈ۔ ابے تو نے کیا مجھے قلی مقرر کیا ہے (سنتری سے مخاطب ہو کر) "دوست من۔ اس آدمی کو پیپہ اُٹھانے میں ذرا مدد دو۔ میں انعام کے علاوہ پینے کے لئے تم کو شراب بھی دونگا۔"

سنتری۔ "بہت اچھا جناب" یہ کہکر وہ آگے آگے ہو لیا اور آٹر اور سود

سیڑھیوں سے نیچے اُترے۔ آٹر کا ہاتھ عربی تلوار کے قبضہ پر تھا جو اس کی پیٹی سے لٹک رہی تھی۔ لیونارڈ اور سوا اُوپر انتظار کر رہے تھے اور سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر سنتری کے وزنی بوٹوں اور آٹر کے ننگے پاؤں کی آواز سن رہے تھے۔

سنتری۔ کہاں ہے پیپہ؟ مجھے تو کہیں نظر نہیں آتا۔"

آٹر۔ " اور نیچے جھکئے صاحب اور نیچے جھکئے۔ پیپہ تو کشتی کے دنبالہ میں پڑا ہے۔"

ابھی ایک لمحہ ہی گزرا ہو گا مگر لیونارڈ اور سوا کو جو اوپر کھڑے انتظار کر رہے تھے یہ لمحہ ایک برس معلوم ہوا۔ اتنے میں پانی میں کسی بوجھل چیز کے گرنے کی آواز آئی۔ لیونارڈ کا دل دھڑکنے لگا۔ اس نے بہتیرا اپنے کان لگائے مگر سوائے اس صدائے گرمی ہنگامہ کے جو خیمہ گاہ سے بلند تھی اور اُس نے کچھ نہ سُنا۔

تین سکنڈ گزرے کہ آٹر آن موجود ہوا۔ اور بولا میاں مَیں نے مُکّا ایسی پھُرتی سے لگایا اور ایسا کاری لگایا کہ سنتری ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا۔ جیسا آپ نے حکم دیا مَیں نے ویسا ہی اُس کو انجام کو پہنچایا۔"

گیارھواں باب

آٹر کی جوانمردی

کچھ دیر کے بعد لیونارڈ نے پھاٹک کو بند کر کے قفل لگا دیا اور کنجی اپنی جیب میں ڈال لی۔ پھر وہ فصیل کے ساتھ چل کر وہاں پہنچے۔ جہاں خیمہ گاہ اور قلعہ کے درمیان ایک دوسری خندق تھی کچھ فاصلے پر بردہ فروشوں کی بارکیں شروع ہوتی تھیں۔

رستہ میں اُن کو کسی نے نہ دیکھا کُتّے بھی نہیں تھے کہ بھونکتے۔ چونکہ یہ غریب جانور وقت بے وقت شور کرتا ہے اس لیئے بردہ فروشوں کو اس سے نفرت تھی۔

بارک کا یہ سرا اس تختہ کے متحرک سے خانے کی پل سے جو پہلے بھتنے کے رہنے کا مقام ہے۔ غلاموں کے مکانات کی طرف جانے کے لئے لگایا گیا تھا۔ آٹھ یا دس قدم کے فاصلہ پر ہوگا۔

آٹر۔ "میاں مجھے آگے جا کر خبر لے آنے دو۔ میری آنکھیں بلی کی سی ہیں۔ مجھے اندھیرے میں خوب نظر آتا ہے۔ کیا معلوم پُل لگا ہوا ہے یا نہیں۔"

یہ کہکر جواب کے انتظار کئے بغیر وہ گھٹنے ٹیکتا ہوا آہستہ آہستہ چلا اور باوجودیکہ اس کے کپڑے سفید تھے پھر بھی اُس کو کوئی نہ دیکھ سکا۔ کیونکہ بارک کے سایہ میں اندھیرا تھا۔ اور علاوہ اس کے خندق کے کنارے لمبی لمبی گھاس اُگی ہوئی تھی۔

پانچ منٹ گزر گئے دس منٹ گذر گئے مگر آٹر پلٹ کر نہ آیا۔ تب تو لیونارڈ بڑا پریشان اور گھبرا کر اُس نے سوا کو کہا کہ آؤ چل کر دیکھیں کیا ہوا ہے۔ یہ کہہ کر لیونارڈ اور سوا بھی ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل بارک کی طرف بڑھے جب بارک میں اور ان میں ایک گز کا فاصلہ رہ گیا تو دیکھا کہ آٹر کے کپڑے اور ہتھیار پڑے ہوئے ہیں مگر آٹر غائب ہے۔

سوا (دبی آواز سے) "یہ کالا آدمی ہم کو دغا دے گیا۔"

لیونارڈ۔ "یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔"

اس وقت دم بدم تیز ہونے والی ہوا بادلوں کو اڑائے لئے جاتی تھی اور مطلع صاف ہو رہا تھا۔ کہیں کہیں ستارے چمک رہے تھے۔ اور اپنی مدھم روشنی زمین پر ڈال رہے تھے۔ خندق بیس فٹ چوڑی اور نہایت گہری تھی۔ بیس فٹ سے

اس کا عمق کم نہ ہوگا۔

لیونارڈ کو حیرت تھی کہ یا الٰہی آٹر کے کپڑے اُترنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ یہ تو صاف ظاہر تھا کہ وہ پانی میں اُترا ہوگا۔ مگر پھر پانی میں اُترنے کے کیا معنے۔ سوائے اس کے کہ اس نے ہمّت ہار دی اور سوا کے قول کے موافق دغا دی مگر یہ بات بھی کچھ ناممکن سی معلوم ہوتی تھی۔ کیونکہ لیونارڈ کو خوب یقین تھا کہ بونا اس کا مرتے دم تک ساتھ نہ چھوڑے گا۔ اس لئے لیونارڈ نے بڑے تذبذب اور بیقراری میں خندق کی طرف نگاہ کی۔ دیکھا کہ ایک شخص سامنے کے کنارے سیڑھیوں پر پاؤں لٹکائے بیٹھا ہے اس کے پاؤں پانی سے کچھ ہی اُوپر ہیں۔ اور ایک طرف اُس کی بندوق پڑی ہے۔ لیونارڈ نے دل میں کہا کہ یہ آدمی سنتری ہوگا ایک لمحہ کے بعد لیونارڈ کیا دیکھتا ہے کہ اُس شخص کے پاؤں کے نیچے پانی کی سطح پر ایک لہر پیدا ہوئی اور اس لہر میں سے ایک چیز فولاد کی مانند چمکی پھر کوئی کالی کالی چیز سنتری کے پاؤں کی طرف بڑھی وہ بیچارا نیم خوابی کی حالت میں اونگھ رہا تھا۔ کہ یکایک اُس کو اس چیز نے نیچے کی طرف کھینچ لیا۔ اور گہرے پانی میں اس کو لے کر اس قدر جلد غائب ہوگئی کہ وہ مُنہ سے ایک لفظ بھی نہ بولنے پایا۔ کنارے کی گھاس جو اس کی مٹھی میں آئی وہ بھی فوراً چھوٹ گئی۔ قریب ایک منٹ تک پانی کی سطح پر چین و شکن پڑتے رہے اس کے بعد پھر وہ ویسے کا ویسا ہی صاف ہوگیا۔

لیونارڈ کے دل میں خیال گزرا کہ ہو نہ ہو یہ آٹر ہی کا کام ہے۔ کہ پانی کے نیچے جا کر اس بیچارے سنتری کو جا لیا۔ یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ ایک کالی چیز سیڑھیوں کے نیچے نمودار ہوئی اور پانی سے نکل کر آہستہ آہستہ اُوپر کی طرف بڑھی۔ نزدیک جو پہنچی تو معلوم ہوا کہ آٹر ہاتھ میں چاقو لئے ہانپتا ہوا سامنے کھڑا ہے مگر آتے کے ساتھ ہی وہ پھاٹک پر سے ہو کر پہرہ کی چوکی میں جو فصیل کے اُوپر بنی ہوئی تھی

گھس گیا۔ ایک لمحہ کے بعد میخانے کی پل کے چکر کے گھومنے کی آواز آنے لگی اور پل قائم ہو گیا۔ اب بردہ فروشوں کے خیمہ گاہ تک پہنچنا کوئی مشکل کام نہ تھا۔ آٹر پُل پر کھڑا ہو گیا۔

لیونارڈ (آہستہ سے) "چلو آٹر کی مردانگی نے سنتری کا کام تمام کر دیا اور پل تیار ہے مگر ہاں یہ اُس کے کپڑے اور ہتھیار اُٹھا لو۔"

لیونارڈ یہ کہہ ہی چکا تھا کہ آٹر خود آن موجود ہوا اور کہنے لگا" میاں جلدی چلو کہیں یہ نہ معلوم ہو جائے کہ پل گرا ہوا ہے۔ مجھے میرے کپڑے اور ہتھیار دیدو۔"

لیونارڈ۔ "اچھا یہ لو۔"

ایک لمحہ میں وہ پل سے پار ہو کر بردہ فروشوں کے خیمہ گاہ کے پاس جا کھڑے ہوئے۔

آٹر۔" اب کوئی خدشہ نہیں اور میں اپنے کپڑے پہن لیتا ہوں میاں آپ مجھ کریہ المنظر کو معاف فرمائیں کہ میں آپ کے سامنے ننگا پھرتا رہا۔"

لیونارڈ۔" ہم کو تم یہ بتاؤ کہ تم کہاں چلے گئے تھے۔ اور کیا کچھ کر آئے۔"

آٹر (اپنا جبہ اور دستار پہن کر) " میاں جب میں آپ سے جدا ہوا تو جا کر کچھ دیر کھائی کے کنارے بیٹھا رہا۔ یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ بلّی کی طرح میں اندھیرے میں دیکھ سکتا ہوں۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ چوکیدار سیڑھیوں سے نیچے اُترا۔ اور پانی کے کنارے کے نزدیک مرنے سے بیٹھ کر کاغذ کا چرٹ بنانے لگا۔ اس کو نیند نے آلیا تھا۔ اور جمائیوں سے اُس کا مُنہ پھٹا جاتا تھا۔ تھوڑی دیر میں چرٹ بُجھ گیا۔ اور دیا سلائی اس کے پاس تھی نہیں۔ سستی اس پر اس قدر غالب آگئی تھی کہ اُس نے اس چوکی کی طرف (انگلی سے اشارہ کر کے) نگاہ کی مگر دیا سلائی نہ لا سکا۔ میں نے سمجھا۔ کہ اکیلا ہے ورنہ ضرور کسی اور سے کہتا۔ نیند کا خمار اُس کو زیادہ چڑھتا گیا۔ میں نے

دل میں کہا" اے آٹر کوئی ایسی تدبیر سوچنی چاہیے کہ اس آدمی کا صفایا ہو جائے اور کانوں میں آواز نہ پہنچے۔ بندوق چلانی تو مناسب نہیں۔ اگر چاقو یا بھالا دُور سے پھینکا تو شاید نہ لگے اور لگے بھی تو اُس کو صرف خفیف زخم پہنچے۔ جب مَیں یہ سوچ رہا تھا تو فوراً مجھ کو ایک بات سوجھی مَیں نے اپنے دل سے کہا۔" آٹر غوطہ لگا اور اس کے پاؤں کو پکڑ کر نیچے کیچڑ میں دبا دے۔ خدا نے تجھے مچھلی کی قوت دی ہے کوئی تیرے برابر تیراک نہیں بس جو تجھ سے ہوسکتا ہے فوراً کر۔"

بس میاں مَیں نے ایسا ہی کیا۔ کیچڑ میں اس کو خوب پاؤں تلے دبایا جیسے کوئی بیل گھاس کو کھنڈلیتا ہے امید ہے کہ اب وہ قیامت تک روئے زمین پر نہیں آئیگا۔ اس کے بعد پہرہ کی چوکی کی طرف دوڑا بدیں خیال کہ شاید وہاں اُس کا کوئی بھائی بند نہ ہو۔ جس کی مزاج پرسی کرنا میرا فرض تھا"

" میاں جن دنوں مَیں یہاں غلام تھا ہمیشہ دو پہرے والے رہا کرتے تھے۔ مگر اُس وقت چوکی میں دوسرا کوئی نہ تھا۔ اس لئے مَیں نے پل کو نیچے گرا دیا۔ مجھے خوب یاد تھا کہ پہیّہ کو کس طرح گھمانا چاہیئے۔ بس میاں یہ کچھ کر آیا ہوں"

لیونارڈ۔" واقعی آٹر تم نے بہت کچھ کیا ہے مگر ابھی سب کچھ نہیں ہوا۔ چلو غلاموں کی طرف چلیں تم آگے آگے ہو لو۔ اور رستہ دکھاتے جاؤ۔ اب تو ہمیں کسی قسم کا خطرہ نہیں۔"

آٹر۔" میاں یہاں ہم بالکل محفوظ ہیں اور کوئی شخص یہاں نہیں پہنچ سکتا۔ ہاں اگر کوئی ناشدنی اور ناگہانی طوفان بپا ہو تو اس کے لئے بھی ایک علاج ہے وہ یہ کہ سامنے ایک توپ پڑی ہے جس کا رُخ اِدھر اُدھر سب طرف بدل سکتا ہے۔ ہم اُس کا مُنہ چل کر خیمہ گاہ کی طرف کر دیں۔ تاکہ اگر وقت آپڑے تو گولہ باری شروع کر دیں۔"

جب وہ فصیل کے اُوپر توپ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ پہلے سے بھری ہوئی ہے۔ اور پاس ہی بارود وغیرہ سب سامان ایک کوٹھری میں موجود ہے۔ توپ کو خیمہ گاہ کی طرف گھما کر لیونارڈ نے آٹر سے کہا کہ اب ہمیں غلاموں کی طرف چلنا چاہیے۔ چلو جلدی چلو۔"

آٹر "میاں رستہ تو یہ سامنے کا ہے مگر پہلے ہم چوکی میں سے غلاموں کی کڑیاں کھولنے کے اوزار لے لیں۔"

چنانچہ وہ چوکی میں گئے اور وہاں علاوہ ان اوزاروں کے ایک کنجیوں کا گچھا بھی انہیں ملا۔ دو لالٹینیں جل رہی تھیں اُن میں سے ایک اُنھوں نے لے لی۔ اور ایک کو وہیں رہنے دیا تاکہ کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ چوکی میں کوئی پہرہ دار موجود نہیں وہاں سے چل کر دو مضبوط پھاٹکوں میں سے گزرے اور پھر آگے ایک سیڑھی سے اُتر کر ابھی تھوڑی دور نہیں گئے تھے کہ غلاموں کے چھپر والے مکانات کا پہلا کمرہ آگیا۔ قفل کھول کر وہ اس کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ بیچوں بیچ ایک رستہ بنا ہوا تھا اور دوطرفہ لوہے کی سلاخوں کے ساتھ غلام قطاروں میں بندھے ہوئے تھے۔ پہلے کمرے میں تقریباً اڑھائی سو غلام ہونگے جن کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ گیلی زمین پر عورت مرد لیٹے ہوئے کوششیں کر رہے تھے کہ کہیں آگ لگ جائے اور اُن کو چند لمحوں کے لئے رنج والم سے رہائی ملے۔ مگر نیند کہاں نالہ وشیون کی آواز اس طرح قطاروں میں سے گزرتی تھی کہ جیسے ہوا کی سائیں سائیں کی آواز درختوں میں۔

جب انھوں نے لیونارڈ اور اس کے ہمراہیوں کو دیکھا تو اُن کو بردہ فروش سمجھ کر انھوں نے رونا بند کیا اور بلّی کی طرح دبک گئے کہ شاید اُن کو چابک لگائے جائینگے اُن کی خوف زدہ آنکھوں کو اور کھلے ہوئے جسموں کو لرزتے دیکھ کر رگِ حمیّت

پھڑک اُٹھتی تھی۔

آٹر آگے آگے تھا اور لالٹین کی روشنی میں سوا غلاموں کے چہروں کو دیکھتی جاتی تھی۔"

لیونارڈ۔" مادوم کے آدمی بھی کہیں تم کو نظر آتے ہیں یا نہیں؟"

سوا۔" نہیں یہاں تو نہیں دوسرے کمرے میں جاکر دیکھنا چاہیے۔"

لہذا وہ دوسرے کمرہ میں گئے۔ قطار کا دوسرا آدمی اپنا سر نیچے کیے ہاتھوں پر رکھ کر سو رہا تھا۔ سوا فوراً رک گئی اور پکارنے لگی۔" پیٹر! پیٹر!"

پیٹر (بھرائی ہوئی آواز سے)" اے! کس نے مجھ کو میرے پرانے نام سے پکارا۔ مَیں نے تو ابھی خواب میں پیٹر کو مرتے دیکھا ہے۔"

سوا (دوبارہ)" پیٹر۔ مادوم کے بیٹے اپنا سر اُٹھا۔ مَیں سوا ہوں اور تیری رہائی کے لئے یہاں آئی ہوں۔" وہ غریب زور زور سے رونے اور کانپنے لگا۔ مگر دوسرے غلاموں نے اس کے چیخنے چلاّنے کو غیر معمولی نہ سمجھ کر کچھ پروا نہ کی۔ کیونکہ اُن کو یہ خیال تھا کہ اُس کو سزا مل رہی ہے۔"

سوا۔" چپ پیٹر چپ۔ نہیں تو کام تمام ہوا جاتا ہے۔ اے کالے آدمی اس کی کڑیاں کھول ڈال یہ ہماری بستی کا ایک سرگروہ بہادر تھا۔"

جب آٹر نے اس کی کڑیوں کو ایک اوزار سے مروڑ کر توڑ ڈالا تو وہ نہایت اُچھلا کودا اور آٹر کے پاؤں پر گر پڑا۔

آٹر۔" ارے پاگل تو نہیں ہو گیا۔ اُٹھ اور مادوم کے دوسرے آدمیوں کا پتہ بتا۔"

پیٹر۔" اُن میں سے کوئی چالیس آدمی رہ گئے ہیں۔ جن میں سے ایک راعیہ ہے باقی سب مر گئے۔"

پھر اُنہوں نے ہادوم کے آدمیوں کو رہا کیا اور اس اثنا میں سوا نے پیٹر کو کل ماجرے سے آگاہ کیا۔ پیٹر معاملہ فہم آدمی تھا سب کچھ اس کی سمجھ میں آگیا۔ اور اس نے لیونارڈ کو غلاموں کے رہا کرنے میں ہر طرح سے مدد دی۔

لیونارڈ (سوا کی طرف مخاطب ہو کر) "ابھی ہمیں بہت کچھ کرنا ہے۔ مَیں جانتا ہوں جو غلام باقی رہ گئے ہیں اُن کو تم رہا کراتی جاؤ۔ چاند نکل آیا ہے اور پونے بارہ بج گئے ہیں ہمیں ذرا بھی وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ (پھر آٹر سے مخاطب ہو کر)" مَیں اپنے جانے سے پیشتر تم سے یہ پوچھ لینا مناسب سمجھتا ہوں کہ سرکنڈوں کو آگ لگانے کے لئے آدمی کدھر سے جائیں۔ باغ میں سے ہو کر؟"

آٹر" نہیں میاں مجھے ایک بہتر تدبیر سوجھی ہے وہ یہ ہے کہ اگر یہ آدمی تیر سکتے ہیں تو۔۔۔۔"

سوا (قطع کلام کر کے) !!! تیرنا تو وہ سب جانتے ہیں۔ تیر کیوں نہیں سکینگے دریا کے کنارے پر رہ رہ کر تو وہ اتنے بڑے ہوئے "

آٹر" تو پھر اُن میں سے چار آدمی وہاں سے کھائی کے پار ہو جائیں۔ جہاں مَیں نے سنتری کو مارا تھا۔ آگے تھوڑے فاصلہ پر سرکنڈوں کے جھاڑ شروع ہو جاتے ہیں۔ سرکنڈوں میں چھپ کر بیٹھ جائیں۔ جب طلوع آفتاب کے وقت ہوا تیز تیز چلنے لگے تو لمبی لمبی خشک جھاڑیوں کو نیچے جھکا کر آگ لگا دیں اور آپ ایک طرف ہٹ کر انتظار کرتے رہیں۔ اگر ہم نے فتح پالی، اُن کو مل ہی رہیں گے ورنہ سمجھ لیں کہ ہم کو شکست ہوئی اور اُن کے جہاں سینگ سمائیں بھاگ جائیں۔ مگر سوال یہ درپیش ہے کہ ایسے آدمی ان میں ہوں گے بھی یا نہیں "

سوا نے آگے بڑھ کر اُن میں سے چار کو منتخب کیا مگر اُن میں پیٹر نہ تھا۔ کیونکہ اس کو توپ کا کام بھی آتا تھا۔

سوا۔" سنو۔ اس کالے آدمی نے جو کچھ کہا ہے اُسے تم نے سُن لیا ہے۔ اب اس کے حکم کی تعمیل کرو اور اگر ذرا بھی خلاف ورزی کرو گے تو خدا کرے کہ تم پر۔" اور یہ کہکر اُس نے اُن کو ایک ایسی بد دعا دی کہ لیونارڈ حیران رہ گیا۔

آٹر۔" اگر مَیں زندہ رہا تو تم سب کے گلے کاٹ ڈالونگا۔"

ایک۔" یہ دھمکیاں کیوں دیتے ہو ہم اپنے لئے تمہارے لئے اور راعبہ کے لئے جو کچھ ہم سے ہو گا کریں گے۔ ہم نے سب بات سمجھ لی ہے۔ مگر آگ لگانے کے لئے ہم دیا سلائی کہاں سے لینگے۔"

آٹر۔" یہ لو دیا سلائی بھی ہے اب جاؤ۔ جو کام تمہارے سپرد کیا گیا ہے اگر اس کے انجام دینے سے تم قاصر رہے تو دعا کرو کہ آٹر کا منہ دیکھنے سے پہلے تمہاری جان نکل جائے۔

دس منٹ کے بعد یہ چاروں آدمی کھائی میں سے جلدی جلدی تیرنے لگے۔ کیونکہ اُن کو نہنگوں کا خوف تھا۔

لیونارڈ۔" آٹر چلو پل لگاؤ ہمیں جانا ہے۔"

آٹر نے پل نیچے گرا دیا اور اس کی ترکیب سوا نے پیٹر اور مادوم کے باقی آدمیوں کو مشرح طور پر بتائی۔

لیونارڈ (سوا سے مخاطب ہو کر)" اے نیکبخت مَیں اب جاتا ہوں۔ جتنے قیدی رہا ہو سکیں کر دو۔ مگر یاد رکھو اگر تمہاری مالکہ پل کی طرف آئیں تو پل کو ضرور اسی وقت گرا دینا۔ اگر ہم دن چڑھے تک نہ آئے تو تم بھی جیسا ہو سکے بنٹ لینا کیونکہ یا ہم مر گئے ہونگے۔ یا بردہ فروشوں نے ہم کو قید کر لیا ہو گا۔ سُنا؟"

سوا۔" مَیں نے آپ کی بات کو گوش دل سے سُنا اور دعوے سے کہتی ہوں کہ آپ بڑے بہادر اور نچلے آدمی ہیں۔ اب آپ کی قسمت میں خواہ جیت ہو یا ہار وہ

یاقوت رمانی جو ہیں نے آپ کو پیشگی دیا تھا اب آپ کا ہو چکا۔"

ایک لمحہ کے بعد لیونارڈ اور آٹر رخصت ہوئے اور پل پر سے ہو کر جس کو اُنہوں نے بعد میں فوراً اُٹھا دیا پہلے کی طرح رینگتے رینگتے کھائی کے پھاٹک کے پاس پہنچے۔ وہاں سے نکل کر چند گز کے فاصلہ تک دوڑے اور پھر پچاس قدم دبے پاؤں چلے۔ حتیٰ کہ وہ اس مقام پر پہنچ گئے جہاں غلاموں کے فروخت کرنے کے لئے ایک چھپر کا مکان بنا ہوا تھا۔

اس مکان میں تو کوئی نہ تھا مگر اس کے ستونوں میں سے جب اُنہوں نے سامنے نگاہ کی تو دیکھا کہ قلعہ کے برآمدے کے سامنے ایک بڑا جشن برپا ہے۔

لیونارڈ "آٹر آ! اس جلسہ میں چلیں تم مجھ کو خوب دیکھتے رہو۔ اور جیسا میں کروں ویسا ہی تم بھی کرو۔ اپنے ہتھیاروں کو تیار رکھو اور اگر گھونسوں تک نوبت پہنچے تو دبو کی طرح میرے ساتھ ہو کر لڑنا۔ مگر سب سے مقدم یہ ہے کہ ایسی کوشش کرو کہ بردہ فروش تمہیں گرفتار نہ کر سکیں۔"

لیونارڈ نے یہ کہکر جان اپنی ہتھیلی پر رکھ لی۔ اس وقت حضرت دانیال کی طرح جب وہ شیر کے غار کے اندر گھسے تھے اُس نے بھی دل میں کہا کہ یا الٰہی بغیر تیری مدد کے کچھ نہیں ہو سکتا اگر تو چاہے تو زندہ رکھے اور اگر چاہے تو ایک آن میں مار ڈالے۔"

چھپر کی جھونپڑی کے سامنے پرتگیزوں عربوں دوغلوں اور قسم قسم کے ایسے بدمعاشوں کا ہجوم تھا جن سے لیونارڈ کو عمر بھر سابقہ نہیں پڑا تھا۔ دغابازی اور طمع کے سفلی جذبات ہر ایک کے چہرہ سے عیاں تھے۔ آدمیوں کا مجمع کیا تھا بہت سے بھتنے اکٹھے ہو گئے تھے۔ یہ کمبخت جن میں اکثر شراب کثرت سے پی کر مدہوش ہو رہے تھے۔ اور بعض پی رہے تھے قلعہ کے برآمدے کی طرف

اشتیاق سے دیکھ رہے تھے۔ برآمدہ کی سیڑھیوں پر ایک شخص مقطع صورت کھڑا تھا۔ اور اُس کے گرد بہت سے خوش لباس آدمی کھڑے تھے۔ آٹر نے آہستہ سے لیونارڈ کے کان میں کہا کہ دیکھو پہلا بھتنا کھڑا ہے۔ مگر لیونارڈ نے پہلے سے پہچان لیا تھا کہ یہی شخص ڈام پریرا ہے۔

اس مشہور شخص کے متعلق جو اس رات بڑی شان و شوکت کے ساتھ وہاں کھڑا تھا۔ نگر نہیں جانتا تھا کہ اب میرا کاسۂ عمر لبریز ہونے والا ہے۔ تھوڑا سا ذکر کرنا بیجا نہ ہوگا۔

یہ ایک سال خوردہ شخص تھا۔ عمر ستر سال کے قریب ہوگی توند نکلی ہوئی تھی بال سفید تھے چہرہ رعب دار تھا۔ اُس کی سیاہ آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں مگر افعی کی آنکھوں کی سی چمک۔ اُن میں موجود تھی۔ اور اس کی سرد مہری اور مکاری پر دلالت کرتی تھیں۔ اُس کی خصوصیات مخصوصہ میں سے ایک بات یہ تھی کہ جب کبھی وہ کسی شخص سے گفتگو کرتا تو اُسکے چہرہ پر کبھی نظر نہ ڈالتا۔ بلکہ اس کے باقی جسم پر۔ اوپر نیچے نگاہ دوڑاتا رہتا۔

پریرا کا رنگ زرد تھا اور اس کے گالوں پر جھریاں پڑی تھیں۔ اُس کا مُنہ چوڑا اور ہونٹ موٹے تھے۔ اور وہ ہر وقت مٹھی کھولتا اور بند کرتا رہتا تھا۔ گویا اُس کی یہ خواہش تھی کہ اُس کی مٹھی میں روپیہ آجائے۔ لباس اُس کا پُرتکلف تھا۔ اور اپنے ہمجولیوں کی طرح نشہ میں چور رہتا تھا۔

بارھواں باب

ایک اچھا مال

جب لیونارڈ اور آرٹر جلسہ میں داخل ہوئے تو اس وقت پیلا بھتنا تقریر کرنے کے لئے تیار تھا۔ اور سب سامعین کی آنکھیں اس کی طرف لگی ہوئی تھیں۔

لیونارڈ (باواز بلند پرتگالی زبان میں) "صاحبو ذرا مہربانی کر کے رستہ دینا۔ میں آپ کے سردار پیرا کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے آیا ہوں۔ اور مجھے اُن سے کچھ کام ہے۔"

جب لیونارڈ نے یہ کہا تو سب اس کی طرف گھورنے لگے۔ اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ یہ صاحب کون ہیں؟

اتنے میں پیلے بھتنے نے درشت آواز سے کہا "کون شخص ہے۔ اسکو ہمارے سامنے لاؤ۔"

جب لیونارڈ سامنے لایا گیا تو اس نے پیلے بھتنے کو جُھک کر مؤدبانہ سلام کیا۔

پیلا بھتنا۔ "ایسی تیسی تیرے سلام کی۔ ابے پہلے اپنا نام تو بتا۔"

لیونارڈ۔ "جناب مجھے آپ کے معزز پیشہ کے اراکین میں سے ایک ادنیٰ اور ناچیز رکن ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اور آپ کی قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ مجھ کو حضور سے ایک ضروری کام ہے۔"

پیلا بھتنا۔ "تمہارے چہرہ سے تمہارے الفاظ کی تصدیق نہیں ہوتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم انگریز ہو۔ اور یہ بونا کون ہے؟ مجھے تم مخبر معلوم ہوتے

ہو۔ اور اگر یہ درست ہے تو جان لو کہ تمہارے حق میں مجھ سے بُرا کوئی نہیں۔"

لیونارڈ۔ "مخبر ہونے کی آپ نے ایک ہی کہی۔ اگر آپ کو مجھ پر یقین نہیں تو یہاں ایک صاحب مسٹر زادیر نام آئے ہوئے ہیں اُن سے پوچھ لیجئے کہ آیا اُنہوں نے مڈغاسکر کے کسی کیپٹن پی ار نامی کو یہاں آنے کے لئے کہا تھا یا نہیں۔ وہی پی آر اب آپ کے سامنے کھڑا ہے۔ اور اُس کی کشتیاں پاس کے بندرگاہ میں لنگر ڈالے ہوئے ہیں۔"

زادیر (ایک بلند قامت اور جسیم پرتگیز جس کی رگوں میں حبش کے خون کی آمیزش تھی۔ اور جس کے چہرے سے خباثت کے آثار نمایاں تھے) "جی ہاں یہ حضور درست کہہ رہے ہیں۔ مَیں نے آپ سے ان کی نسبت بھی ذکر کیا تھا۔"

پریرا۔ "ہم تمہارے ایسے دوستوں سے باز آئے۔ اُس شخص کے چہرے سے ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ یہ کسی انگریزی جنگی جہاز کا کپتان ہے اور بردہ فروشوں کا بھیس بدل کر یہاں آن پہنچا ہے۔"

جب پریرا نے "انگریزی جنگی جہاز" کا نام لیا تو سب کے کان کھڑے ہو گئے۔ لیونارڈ سمجھا کہ اب کام بگڑا۔ اس لئے فوراً اس نے تیوڑی چڑھا کر اور تصنع آمیز غیظ و غضب میں آ کر کہا۔ "عجیب خبطی اور شکی لوگ ہیں۔ کہہ رہا ہوں کہ میری کشتیاں قلعہ کے باہر موجود ہیں مگر مانتے نہیں۔ سُنو مسٹر پریرا میرا باپ البتہ انگریز تھا۔ مگر میری ماں فرانس کی رہنے والی تھی اگر تم کو یا سامعین میں سے کسی کو میرے قول پر شبہ ہو تو

ہمیں میداں ہمیں چوگاں ہمیں گوی

"میرے سامنے آئے اگر مَیں نے اسی خنجر سے اُس کی افترا پرداز زبان دراز کا خاتمہ نہ کر دیا تو جبھی کہنا۔ شیطان کی مار تم ملعونوں پر۔" یہ کہکر لیونارڈ نے

تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھا اور قہر آلود نگاہ کے ساتھ آگے بڑھا۔

پریرا ۔" بس بس میں نے دیکھ لیا تم سچے ہو میں فقط تمہیں آزمانا چاہتا تھا۔ اب آؤ مصافحہ کر لیں " یہ کہکر اُس نے ہاتھ بڑھایا اور لیونارڈ سے ہاتھ ملا کر بولا۔ " میرا دل تمہاری طرف سے صاف ہو گیا "

مگر حاضرین جلسہ میں سے کچھ لوگوں کو ابھی تک اطمینان نہ ہوا۔ اور لگے سرگوشیاں کرنے۔ پریرا نے " خاموش " کہکر ان سرگوشیوں کو روکا اور پھر حکم دیا کہ ایک جاریہ لیونارڈ کو اپنے ہاتھ سے شراب پلائے۔

جب لیونارڈ شراب پی چکا تو پریرا نے سب حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر اپنی تقریر شروع کی۔

" اے میرے پیارے بچّو! اے میرے سچّے رفیقو۔ مجھ کو نہایت افسوس ہے کہ میں جو تمہارا سرگروہ تھا آج تم کو الوداع کہنے کو ہوں۔ افسوس کہ میرے اعضا اب کمزور ہو گئے ہیں اور مجھ میں اب کام کرنے کی طاقت نہیں رہی کل مجھے تم سے جدا ہونا پڑے گا۔ اور تمہیں کسی اور کو کپتان بنانا پڑیگا۔ مجھ کو بردہ فروشی کرتے ہوئے پچاس برس گزر گئے ہیں مجھے امید ہے کہ اس گرد و نواح کے رہنے والے مجھ کو نیکی سے یاد کرینگے۔ کیونکہ میں نے اندازاً بیس ہزار آدمیوں کو قعرِ جہالت سے نکال کر مہربان اور شفیق آقاؤں کے سپرد کیا ہے۔ تاکہ وہ اُن کے گھروں میں جا کر تہذیب کی بلندی پر جا پہنچیں۔ جن مہموں پر ہم وقتاً فوقتاً جاتے رہے ہیں اُن کے دوران میں گاہ بے گاہ خوں ریزیاں بھی ہوئی ہیں اور مجھ کو ان کا افسوس ہے۔ مگر میں آپ صاحبوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو بردہ فروشی کا چلنا محال تھا۔ یہ انگریز لوگ ایسے عقل کے اندھے اور کورے ہیں کہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہمارے ظلِ حمایت میں آنا غلاموں کے لئے بے انتہا مفید ہے۔ اس لئے اگر وہ اپنی نادانی

سے ہمارے مستحسن کار روائیوں میں مخل ہوں تو پھر ہم لوگ لڑیں نہیں تو اور کیا کریں
عزیزو یاد رکھو کہ اپنی مہمات میں استقلال اور اولوالعزمی کو ہاتھ سے دینا کامیابی
کو خیر باد کہنا ہے۔ اب میں اپنی مشقت کی زندگی سے کنارا کش ہوتا ہوں تاکہ
گوشہ گزیں ہو کر اپنی آخری عمر کا حصّہ یاد خدا میں آرام سے بسر کروں۔

ایک بات مجھے اور کہنی ہے وہ یہ کہ ہم کو اپنی پچھلی مہم میں ایک ملعون انگریز
کی بیٹی ہاتھ آئی تھی۔ میں اس کو یہاں لے آیا۔ اور چونکہ میں اُس کا مربّی ہوں لہٰذا
میں نے تم کو آج کی رات یہاں جمع ہونے کے لئے کہا تاکہ میں اُس کے لئے تم
میں سے کوئی شوہر منتخب کروں۔ اور جاتے جاتے اپنے سر سے یہ فرض اُتار جاؤں
میں اپنے حبالہ عقد میں تو اُس کو لا نہیں سکتا کیونکہ موزبیق کے لوگ جہاں میں جانے
والا ہوں مجھ پر عجیب عجیب اعتراضات کریں گے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ
تمھی میں کوئی اس کا مالک بنے۔

”مگر یہ شکرلب سرو اندام اور مہ پارہ لڑکی جس کے آگے لعل و جواہرات ماند
ہیں میں کس کو دوں تم میں سے ہر ایک نوجوان دولت و ثروت، شوکت و وجاہت
اور تہور و شجاعت کے لحاظ سے ایک دوسرے کی نظیر ہے۔ میں ایک کو دوسرے
پر ترجیح نہیں دے سکتا اور یہ نہیں کہہ سکتا کہ سب سے زیادہ مستحق کون ہے۔ اس
لئے جو شخص میرے آگے سب سے زیادہ نذرانہ پیش کرے گا وہی اُس کا مستحق
ہوگا۔ اور اس پری پیکر کا جام وصال نوش کرے گا۔ آپ لوگ یاد رکھیں کہ میں
نذرانہ طلب کر رہا ہوں نہ کہ قیمت۔ یہ بھی آپ صاحبوں پر پوشیدہ نہ رہے کہ
حسب معمول آپ لوگ اپنی اپنی بولی سونے کے اونسوں میں بولیں۔

ایک شرط اور ہے اور اس میں کوئی بات خلاف ضابطہ نہیں۔ شرط یہ ہے۔
کہ اس معاملہ میں پادری صاحب کا ضرور دخل ہوگا۔ وہ ہم سب کے روبرو اس شخص

کا نکاح جو منتخب ہو گا اس لڑکی سے پڑھیں گے۔ کیا یہ شرم کی بات نہیں کہ ہمارے پاس ایک پادری صاحب موجود ہوں اور بیوی میاں کی نکاح خوانی میں اُن کو کوئی حصّہ نہ لینے دیا جائے۔ میرے عزیزو وقت گزرتا جاتا ہے۔ اب چاہیے کہ ہم اپنے کام میں مصروف ہوں۔ کوئی ہے؟ اچھا (ایک شخص کی طرف اشارہ کرکے) "تم اس انگریز لڑکی کو لے آؤ"

جب، پیلا بھتنا اپنی تقریر ختم کر چکا تو سب خاموش ہو کر جوانا کے آنے کے منتظر بیٹھ گئے۔

چند لمحوں کے بعد ایک حسینہ و جمیلہ نوجوان عورت عربی وضع کا سفید لباس پہنے اسلحہ خانہ کی طرف سے نمودار ہوئی اور برآمدہ کے سامنے آکھڑی ہو گئی۔ یہ پہلی بار تھی کہ لیونارڈ نے جوانا راڈ کو دیکھا چاندنی رات میں اس کے چہرے کے خط و خال صاف نظر آرہے تھے۔ مگر جب لیونارڈ کی نگاہ اُس کی تابدار آنکھوں کی رعنائی پر پڑی تو اس کو ایک خدا کی قدرت نظر آئی۔ وقت تو خیر رات کا تھا۔ اگر دن بھی ہوتا تو اُس کی آنکھوں کی رنگت پہچاننا بہت مشکل تھا۔ کیونکہ مختلف پرتو پڑنے سے وہ کبھی بھوری اور کبھی نیلگوں نظر آتی تھیں۔

جب وہ برآمدہ میں آکر کھڑی ہوئی تو اس نے ادھر اُدھر نگاہ دوڑائی اور پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنے شیریں لہجہ میں یوں کہنے لگی۔

"ڈام اینٹونیو پریرا! تم مجھے کیا کہتے ہو"

پریرا (درشت آواز اور تمسخر سے) "میری جان تو اس اپنے غلام پر کیوں خفا ہوتی ہے۔ میری پیاری میں نے تجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تیرے لئے ایک شوہر تلاش کرونگا۔ اب دیکھ یہ تمام معزز لوگ تیرے حسن و جمال کے خریدار بیٹھے ہیں۔ اور تیرے دلہن بننے کا وقت نزدیک ہے۔"

جوانا۔" ڈام اینٹونیو پریرا میں آخری وقت تم سے التجا کرتی ہوں کہ مجھ بیکس نے تم کو کوئی ضرر نہیں پہنچایا۔ مجھ کو چھوڑ دو۔ کیوں مجھے ایذا پہنچا رہے ہو؟"

پریرا۔" ایذا پہنچانے کی ایک ہی کہی۔ میری پیاری تجھ کو ایذا پہنچانے کی کس کو مجال ہے۔ میں تو تیرے شوہر کی فکر میں ہوں۔"

جوانا۔" میں کبھی اُس شخص کے پاس نہیں جاؤنگی جس کو تم میرا شوہر بناؤ میں تم لوگوں سے مطلق نہیں ڈرتی خدا میری مدد کریگا۔ تقدیر اپنی کمین گاہ سے تمہارے اس ظلم وستم کو دیکھ رہی ہے اور فتوے تم پر آسمان سے نازل ہونے والا ہے۔ اسے بے رحمو خبردار انتقام بھی کچھ چیز ہے۔"

جوانا کی آواز تو بلند نہ تھی مگر اُس نے یہ الفاظ اس وثوق اور جوش سے کہے کہ خبیث سے خبیث بردہ فروش کے دل پر بھی خوف طاری ہو گیا۔ تقریر کے اختتام پر اُس کی نگاہ لیونارڈ پر پڑی جس کا چہرہ اُس وقت گو درشت تھا۔ مگر مردم شناس جوانا کو اُس کی پیشانی پر شرافت اور فیاضی کے الفاظ جلی قلم سے لکھے ہوئے نظر آئے۔ اس کو اب معلوم ہو گیا کہ میں اُن لوگوں میں جو وحشیوں سے بدتر ہیں، تن تنہا نہیں ہوں بلکہ ایک ایسا شخص بھی یہاں موجود ہے جس کو مجھے اپنا رفیق کہنا چاہیئے۔"

لیونارڈ کے چہرہ پر اُس نے ایک تجسس بھری نگاہ ڈالی اور پھر فوراً اپنی آنکھوں کو نیچے کر لیا کیونکہ اُسے خوف تھا کہ مبادا لوگوں کو شبہ ہو اس کے بعد ایک خاموشی کا عالم طاری ہوا کیونکہ لوگوں کے دلوں میں تشویش پیدا ہو گئی تھی۔ جوانا کے فقروں نے اُن کے نور ایمان کی چنگاری کو جو مدتوں سے خاکستر شقاوت میں دبی پڑی تھی۔ سلگا دیا تھا سب پر کچھ نہ کچھ اثر پڑا۔ لیکن پیلے بھتنے پر جو اوہام پرستی میں بھی اُن کا سردار تھا سب سے زیادہ خوف طاری ہوا۔ خوف کے مارے وہ

کانپنے لگا۔

یہ نظارہ ایسا تھا کہ لیونارڈ اُسے عمر بھر نہ بھولا۔ آسمان پر چاند نور کا لباس پہنے جلوہ افروز تھا۔ اُس کے سامنے اشر النّاس لوگوں کا ایک جم غفیر جن میں سے ہر ایک کے چہرہ پر شر بار جذبات ہویدا تھے موجود تھا۔ اور اُن سب کے بیچ میں وہ حسینہ اور جمیلہ لڑکی کھڑی تھی۔ جو اس رسوائی میں بھی فخر و ناز کے زیور سے مجلے تھی اور جو اُن دشمنوں سے جو اس کی تباہی کا تہیہ کئے ہوئے تھے خائف و ہراساں نہ تھی۔

چاروں طرف ایسی خاموشی چھائی ہوئی تھی کہ لیونارڈ نے ایک بلّی کے بچہّ کی میاؤں میاؤں کی آواز بھی سُن لی جو آ کر جوانا کے پاؤں سے اپنا منہ ملنے لگا تھا۔ جوانا نے بھی بلّی کے بچّہ کی آواز سُنی اور اُٹھا کر اسے اپنی چھاتی سے لگا لیا۔

اتنے میں ہجوم میں سے ایک آواز آئی کہ "اس عورت کو چھوڑ دو یہ چڑیل ہے ہم پر ضرور کوئی نہ کوئی آفت لائے گی" اس آواز کو سُن کر پیلا بھتنا دفعةً چونک اُٹھا اور فحش بکتا اور جھلّاتا کرسی سے اُٹھ کر جوانا کی طرف جھپٹا اور اُس سے یوں مخاطب ہوا۔

"اری قحبہ ملعونہ کیا تو اپنی دھمکیوں سے مجھے خائف کرنا چاہتی ہے لے آ۔ اپنے خدا کو۔ دیکھیں وہ تیری کیسی مدد کر سکتا ہے۔ یہاں کا خدا تو پیلا بھتنا ہے مجھے تجھ پر ایسا ہی قابو ہے جیسا کہ اس بلّی کے بچّہ پر" یہ کہکر اس نے بلّی کے بچہّ کو اس کے ہاتھوں سے چھین لیا۔ اور اسے زمین پر دے ٹپکا۔ اور پھر سلسلہ تقریر کو یوں شروع کیا۔

"تو نے دیکھا کہ اس بلّی کے بچّے کی خدا نے مدد نہیں کی اسی طرح وہ

تیری بھی مدد نہیں کریگا۔ لوگو جو مال تمہیں خریدنا ہے اُسے اچھی طرح پرکھ لو۔ یہ کہہ کر اس نے جوانا کے سفید لباس کو چھاتی پر سے پکڑ کر پھاڑ ڈالا۔ جوانا نے اپنے پھٹے ہوئے لباس کو ایک ہاتھ سے سنبھالا اور دوسرے ہاتھ سے اپنے بالوں میں کچھ ڈھونڈنے لگی۔ لیونارڈ پر بلا کا خوف طاری ہوا۔ اُسے اس زہر کا قصّہ معلوم تھا جو جوانا کے پاس ہر وقت موجود رہتا تھا۔ اور اُسے ڈر تھا کہ اب وہ اُسے استعمال کریگی۔ اُن دونوں کی آنکھیں ایک بار دو چار ہوئیں۔ اور لیونارڈ کی نگاہیں یہ کہہ رہی تھیں کہ "خبردار خبردار۔" وہ اُس کا مطلب سمجھ گئی اور اُس نے اپنا ہاتھ روک لیا۔

اب پیلا بھتنا برآمدے کی جانب پلٹا۔ اور اپنی کرسی کے قریب کھڑا ہو کر نیلام کے لئے تیار ہوا۔ اور اس طرح پر تقریر کرنے لگا۔

"صاحبو مَیں تمہارے سامنے ایک نہایت اچھا مال پیش کرتا ہوں۔ یہ مال ایک گورے رنگ کی لڑکی ہے۔ جس کی رگوں میں آدھا انگلستان اور آدھا پرتگال کا خون موجزن ہے۔ اچھی تعلیم یافتہ ہے اور باعصمت اور پارسا ہے۔ اس کے حسن کے متعلق بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ آپ سب لوگ اُسے دیکھ رہے ہیں۔ اُس کا جوبن اس کے بال اُس کی آنکھیں سب آپ کی پیش نظر ہیں۔ ایسا حُسن کبھی تم نے دیکھا ہے؟ یہ مال تم میں سے اُس شخص کو ہاتھ آئیگا جو سب سے بڑھ کر بولی دیگا۔ لیکن شرط اُس کے ساتھ یہ ہے کہ جس شخص کو یہ لڑکی ہاتھ آئے اُس کے ساتھ پادری فرانسسکو فوراً ہی اُس کی شادی کر دینگے۔" یہ کہہ کر اُس نے ایک پست قامت شخص کی طرف جس کے چہرہ سے افسردگی کے آثار عیاں تھے جس کے خط و خال زنانہ تھے اور جس کی آنکھیں نیلگوں تھیں اشارہ کیا۔ یہ شخص ایک پادری کا پھٹا پُرانا جبہ پہنے سب کے پیچھے کھڑا تھا۔

پھر پریرا نے یہ کہکر نیلام شروع کیا۔" اس گورے رنگ والی لڑکی کے لئے سونے کے تیس اونس۔"

ایک چینج سا بڈھا (جس کے لئے بستر عروسی سے تختہ تابوت زیادہ موزوں معلوم ہوتا تھا) "پینتیس ۳۵ اونس۔"

دوسرا (جو ایک خالص عرب تھا اور خوش وضعی میں اوروں میں ممتاز تھا)

"چالیس اونس۔"

چینج۔"پینتالیس۔"

عرب۔"پچاس۔"

اب ان دونوں میں مقابلہ شروع ہوا اور معلوم ایسا ہوتا تھا کہ یہی دونوں مدّمقابل رہیں گے۔ جب بولی ستّر اونس تک پہنچ گئی تو عرب رہ گیا۔

چینج۔" لڑکی اب میری ہو چکی لاؤ اسے میرے حوالہ کرو اور یہ لو اپنا سونا۔"

زادیر (وہی قوی الجثہ پرتگالی جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے) "ننھّے میاں ذرا ٹھہر جائیے اب میری باری آئی۔" اور یہ کہکر بولا۔" پچھتر اونس۔"

چینج۔" اسّی۔"

زادیر۔" پچاسی۔"

چینج (چلّا کر)" نوّے۔"

زادیر۔" پچانوے۔"

چینج (چیخ کر اور انگلیاں چٹخا کر)۔" ایک سو۔"

زادیر (موچھوں پر تاؤ دیکر)" ایک سو پانچ۔"

یہاں پہنچ کر چینج بھی رہ گیا۔ اور ہجوم نے یہ سمجھ کر کہ زادیر بازی لے گیا چلّانا شروع کیا اور زادیر یہ سمجھ کر کہ اب مال میرا ہو چکا۔ بولا۔" پریرا لاؤ اسے میرے

حوالہ کرو۔"

لیونارڈ (پہلی دفعہ بول کر) "حضرت ذرا سستا ئیے۔ اب میری باری آئی۔ ایک سو دس۔"

لوگوں نے پھر نعرے مارنے شروع کئے۔ کیونکہ معاملہ نہایت بڑھ چلا تھا۔ زادبیر نے لیونارڈ کی طرف خون آلود نگاہ سے دیکھا۔ کیونکہ جو بولی اُس نے دی تھی اس سے بڑھ کر اُس کے لئے قریب قریب ناممکن تھی۔

پیلا آبھتنا (خوشی کے مارے ہونٹوں کو چوس کر) "دوست زادبیر دیکھو اجنبی کپتان پی آر اس حسن و جمال کی کان کو لئے جاتا ہے۔ ابھی تو بولی کچھ ہوئی ہی نہیں۔ یہ لڑکی بقحوائے

قیمت خود ہر دو عالم گفتہ — نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

انمول ہے ذرا اس کی طرف دیکھو اور بولی بڑھاؤ۔ لیکن یہ یاد رکھو۔

کہ نو نقد اچھا نہ تیرہ اُدھار

یہاں نقد کا معاملہ ہے اُدھار ایں جانب ایک اونس کا بھی نہیں کیا کرتے۔"

زادبیر (ایک ایسے آدمی کی وضع میں جو بازی کے لئے آخری مرتبہ پانسہ پھینکتا ہے) "ایک سو پندرہ۔"

لیونارڈ (دلجمعی سے) "ایک سو بیس۔"

لیونارڈ نے جو بولی بولی تھی اس سے زیادہ ایک ماشہ بھر سونا اُس کے پاس موجود نہ تھا اور اگر زادبیر بڑھتا تو اُسے ہارنا پڑتا ہاں اگر سوا اُس لعل کو بھی وہ دے ڈالتا تو دوسری بات تھی۔ لیکن یہ لعل اُسے دینا منظور نہ تھا۔ اور اگر وہ دیتا بھی تو باور کس کو آتا کہ اتنا بڑا جواہر سچا ہے۔ لیکن لیونارڈ نے اپنے چہرہ پر ان خیالات کو ظاہر نہ ہونے دیا بلکہ ایک جاریہ کی طرف نہایت متانت اور دلجمعی سے متوجہ ہو کر کہا۔ کہ "شراب لاؤ۔"

اور جب وہ شراب لائی تو اپنا پیالہ بھرنے میں مصروف ہوا تشویش اُس نے ذرا سی بھی ظاہر نہیں کی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اُس کا حریف موقعہ تاک رہا ہے اور اگر اُس کو اُس کی حالت کا پتہ لگ گیا تو بازی ہاتھ سے جاتی رہے گی۔

ادھر پیلا بھتنا زادیر کو اُکسا رہا تھا کہ اپنی بولی بڑھائے کچھ دیر تک پرتگالی بردہ فروش متامل رہا اور جوانا کو جو زرد اور خاموش اپنا سر جھکائے کھڑی تھی دیکھتا رہا۔ لیونارڈ جس کے ہاتھ میں ابھی تک شراب کا ساغر تھا اُس وقت اُس کی طرف پلٹ کر کہا۔ "کیوں صاحب آپ بڑھے۔"

زادیر۔ "لعنت ہو تم پر جاؤ لے جاؤ اسے میں ایک اونس بھی کسی عورت کے لئے اب نہ بڑھوں گا۔"

لیونارڈ یہ سُن کر صرف مُسکرا دیا اور پیلے بھتنے کی طرف دیکھنے لگا۔

پیلا بھتنا۔ گورے رنگ کی لڑکی جوانا اجنبی کپتان پی آر کے ایک سو بیس اونس سونے میں جا رہی ہے۔ زادیر دیکھو موقعہ تمہارے ہاتھ سے نکلا جاتا ہے۔ ایک سو بیس اونس سونے کے اس گوری لڑکی جوانا کے لئے ایک سو بیس اونس ایک ایک سو بیس اونس دو۔ جاتی ہے ایک سو بیس اونس کو ایک سو بیس اونس ایک... ایک سو بیس اونس دو...... ایک ...... سو...... بیس اونس......

اس کے مُنہ سے "تین" نکلنے کو تھا کہ زادیر ایک قدم آگے بڑھا اور کچھ بولنے کے لئے اپنی زبان کھولی۔ لیونارڈ پر ایک سکتے کا سا عالم طاری ہو گیا۔ لیکن پرتگالی بردہ فروش نے معاً اپنا ارادہ بدل دیا اور پلٹ گیا۔ اتنے میں "تین" لفظ پیلے بھتنے کے مُنہ سے نکلا۔ اور لیونارڈ کی جان میں جان آئی۔

تیرھواں باب
عقدِ نیم شبی

جب آخری بولی ہو چکی تو پیلے بھتنے نے لیونارڈ سے کہا۔ "لیجئے صاحب یہ لڑکی اب آپ کا مال ہے اور مَیں اب تم دونوں کا بیاہ رچاتا ہوں۔" یہ کہکر وہ پادری فرانسسکو کی جانب متوجہ ہوا۔ اور اُس سے بولا۔ "پادری صاحب اب آپ اپنی خدمت انجام دیجئے۔"

پادری فرانسسکو آگے بڑھا اُس کے چہرہ پر زردی چھائی ہوئی تھی اور وہ خائف معلوم ہوتا تھا۔ لیونارڈ نے اُس کی طرف نگاہ بھر کر دیکھا اور تعجب کیا کہ یہ شخص ان بد معاشوں میں کیونکر آن ملا۔ کیونکہ اُس کے بشرے سے نہ صرف سعادت بلکہ تہذیب اور شائستگی نمایاں تھی۔ باریک زنانہ آواز میں اُس نے پیلے بھتنے کو یوں جواب دیا۔

"ڈام انیٹونیو مَیں اُس کے بالکل خلاف ہوں۔ مجھے قسمت تم لوگوں میں لائی اور مَیں نے بہت سی بدیاں اور گناہ یہاں ہوتے دیکھے لیکن شکر ہے کہ مَیں خود کسی بدی میں مبتلا نہیں ہوا۔ مَیں نے مرتے آدمیوں کی رُوح کا تزکیہ کیا۔ مَیں نے بیماروں کی تیمارداری کی۔ مَیں نے مظلوموں کو تشفی دی۔ لیکن خون کے مول میں مَیں نے کوئی حصہ نہیں لیا۔ مَیں مقدس کلیسا کا ایک پادری ہوں اگر مَیں ان دونوں کا نکاح لوگوں کے سامنے پڑھ دوں تو یہ نکاح مرتے دم تک قائم رہے گا اور مجھے کلیسا کی برکت کی مہر ایک نفرین آلود کارروائی پر ثبت کرنی پڑے گی۔ اور یہ مجھ سے ہرگز نہ ہوگا۔"

یہ سنتے ہی پیلے بھتنے کی آتش غیظ و غضب بھڑک اُٹھی اور لال پیلا ہو کر وہ بولا۔ "ابے پاجی کیوں تیری شامت آئی ہے کیا تو بھی اپنے بھائی کے پیچھے پیچھے

جانا چاہتا ہے۔ دیکھ یا تو میرا کہا مان اور ان دونوں کا نکاح پڑھ یا ابھی تیری کھال کھینچ کر اس میں بھس بھرائے ڈالتا ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے نوکروں کو حکم دیا کہ "تازیانہ لاؤ۔"

فرانسسکو کے نازک چہرہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ اور اس دھمکی سے وہ لرز کر کہنے لگا۔ "ڈام اینٹونیو میں تمہارے حکم کی تعمیل کرتا ہوں خدا میرے گناہ بخشے۔ پیر اور جوانا میں تم کو زن و شوہر کے رشتہ سے مربوط کرنے والا ہوں اور بی ار تم سے میری یہ نصیحت ہے کہ اپنے خبث سے باز آجاؤ اور اس عورت سے محبت رکھو کہ خدا کا عذاب تم پر نازل نہ ہو۔ تم سے جوانا میری یہ استدعا ہے کہ اس خدا پر جو یتیموں اور مظلوموں کا خدا ہے اور جو تمہارا انتقام لے گا۔ توکل کرو۔ اور مجھے بخشو۔ کوئی آدمی پانی لائے کہ میں اسے پاک کروں اور ایک انگشتری بھی ہونی چاہیئے۔" تھوڑی دیر میں انگشتری اور پانی آن پہنچا۔ اور پادری نے اس پر کچھ پڑھ کر اسے پاک کیا۔ پھر اس نے لیونارڈ سے کہا کہ "لڑکی کے پاس کھڑے ہو جاؤ۔" اور لوگوں سے پیچھے ہٹ جانے کا اشارہ کیا۔ لیونارڈ جوانا کے چہرہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جوانا کے منہ سے ایک لفظ تک نہ نکلا تھا اور اس کے چہرہ سے بظاہر اطمینان عیاں تھا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں خوف اور تذبذب کی بے قراری لیونارڈ کو صاف نظر آتی تھی۔ ایک یا دو مرتبہ جوانا نے اپنا ہاتھ بالوں کی طرف لے جا کر منہ کی جانب بڑھایا۔ مگر پھر پیچھے ہٹا لیا۔ لیونارڈ کو خوف تھا کہ وہ زہر کھانا چاہتی ہے اب اسے ضرور معلوم ہوا کہ جوانا سے ایک دو باتیں کرلے۔ پادری نے تو اسے ہدایت کی ہی تھی کہ لڑکی کے پاس کھڑا ہو جائے۔ چنانچہ وہ اس ہدایت کی تعمیل میں بظاہر خندہ پیشانی جوانا کی طرف بڑھا اور اس کے بالوں کو ہاتھ میں لے لیا اور نیچے کی طرف جھکا۔ گویا دیکھنے والوں کو یہ معلوم ہو کہ اس سے اٹکھیلیاں کر رہا

ہے۔ اور اُس کا بوسہ لینا چاہتا ہے۔ تب چپکے سے اُس نے انگریزی زبان میں بسرعت تمام یہ لفظ کہے "میں تمہیں چھڑانے آیا ہوں اس نقلی نکاح خوانی کو ہو جانے دو یہ بالکل بے معنی ہے۔ پھر اگر میں تم سے کہوں تو میخانے کی پل کی طرف دوڑ کر غلاموں کے خیمہ گاہ میں جانے کی کوشش کرو۔"

ان فقروں کو سنتے ہی جوانا کے چہرہ پر طمانیت کے آثار نمایاں ہو گئے اور اُس نے اپنا ہاتھ جو منہ کی طرف پھر گیا تھا پیچھے کر لیا۔

پیلے بھتنے کے دل میں اُن دونوں کو اس وضع میں دیکھ کر شبہ پیدا ہوا۔ اور وہ بولا "دوست پی ار یہ کیا کر رہے ہو۔ یہ سرگوشیاں تم کیا کر رہے تھے" لیونارڈ نے بے پروائی سے جواب دیا۔ کہ "میں اپنی دلہن سے کہہ رہا تھا کہ "تم بڑی خوبصورت ہو۔"

جوانا نے نفرت اور حقارت کی ایک بناوٹی نگاہ لیونارڈ پر ڈالی۔ جس سے پیلے بھتنے کا شبہ جاتا رہا۔ اس کے بعد نکاح کا خطبہ شروع ہوا اور پادری فرانسکو نے خطبہ پڑھ کر اُن دونوں کے ہاتھ ملا دیئے۔ اور جوانا کی انگلی میں انگشتری پہنا کر اُن دونوں کو برکت دی۔

نکاح خوانی کے اثنا میں لیونارڈ پر ایک عالم محویت طاری ہو رہا تھا اور دل اُس کا گواہی دیتا تھا کہ یہ نکاح نقلی نہیں بلکہ حقیقی ہے۔ جب پادری جوانا کو انگشتری پہنا کر اُن دونوں کو برکت دے چکا تو لیونارڈ اُس محویت کی نیند سے جاگا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ابھی اُس کو ایک مصیبت کا سامنا کرنا ذکر ہے۔ اس لئے اس نے خیال کیا کہ بس اب یہاں سے چل دینا چاہیئے۔ اور پیلے بھتنے سے یوں مخاطب ہوا۔ "ڈام اینٹونیو اب جو کچھ ہونا تھا ہو لیا چونکہ مجھے نہایت ضروری کام ہے۔ اس لئے بہتر ہو گا کہ میں اپنی بی بی کو لے کر یہاں سے رخصت ہوں میری کشتی۔"

پریرا۔ "تم بھی عجیب بے وقوف ہو۔ آج رات یہیں کیوں نہیں ٹھہرتے۔"
لیونارڈ۔ "آپ کی عنایت مگر میں آج رات نہیں ٹھہر سکتا ممکن ہے کہ کل مجھے یہاں کسی کام کی انجام دہی کے لئے پھر آنا پڑے۔ کیونکہ اگر میں عمدہ مال معقول قیمت پر خریدوں یا فروخت کروں تو مجھ کو پچاس فی صدی کمیشن ملتی ہے۔"
لیونارڈ یہ کہہ ہی چکا تھا کہ اس نے مشرق کی جانب بہت دُور ہوا میں غبار کی مانند اُٹھتا ہوا دھواں دیکھا اس نے خیال کیا کہ ماودم کے آدمیوں نے سرکنڈوں میں آگ لگا دی ہے اب یہاں ٹھہرنا اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مارنا ہے۔
پریرا۔ "اچھا اگر تمہیں ایسی جلدی ہے تو جاؤ۔"
اور یہ کہکر اُس کے چہرے پر طمانیت کے آثار نمایاں ہوئے۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ جوانا نے اُس کو ایک بار پہلے کہا تھا کہ جو شخص مجھے خریدے گا وہ مرجائیگا اور چونکہ وہ اوہام پرست تھا اس لئے اُس نے خیال کیا کہ ممکن ہے یہ شخص بی ار (یعنے لیونارڈ) سچ مچ رات کو مرجائے اور لوگوں کو یہ گمان ہو کہ میں نے اُسے روپیہ اور عورت دونوں سنبھال لینے کے لئے مار ڈالا ہے۔ چنانچہ اسی وہم کی بنا پر اُس نے لیونارڈ کو الوداع کیا اور لیونارڈ جوانا کا ہاتھ پکڑے ہوئے رخصت ہوا۔ آٹر پیچھے پیچھے تھا۔
مگر وہ کچھ دُور نہ گئے تھے کہ جسیم پُرتگیز زادیر آگے بڑھا اور یہ کہکر کہ "اتنی تکلیف اُٹھائی ہے ایک بوسہ تو لے لوں۔" جوانا کے گلے لپٹ گیا۔
اس وقت لیونارڈ کی غیرت وحمیت اُس کے حزم واحتیاط پر غالب آگئی اور اُس نے طیش میں آکر زادیر کی کنپٹی پر اس زور سے گھونسہ جمایا کہ وہ زمین پر سرنگوں گر پڑا۔ مگر فوراً اُٹھ کر اُس نے اپنی تلوار کھینچ لی اور کہنے لگا۔ کہ "ہمت ہے

تو آلڑ"۔ مگر لیونارڈ نے مناسب سمجھا کہ ایسی حالت میں یہاں سے فرار ہو جانا چاہیئے۔ اور اس خیال سے جوانا اور آٹر سے یہ کہکر کہ میرے ساتھ آؤ اس نے دوڑنا شروع کیا۔

یہ دیکھ کر سب لوگ قہقہہ لگانے لگے اور کہنے لگے۔ "واہ رے بہادر فرانسیسی! کہاں گئے وہ تیرے شروع کے دم خم بے خبر کسی کو مارنا اور لڑنے سے ڈرنا تیرا ہی کام ہے۔ لیجیو۔ پکڑیو۔ جانے نہ پائے۔"

لیونارڈ ابھی سو گز نہ گیا ہوگا کہ اُس کو قریب بارہ بردہ فروش ملے جن میں سے بعض کے ہاتھ میں چھرے تھے۔ اُنہوں نے پرتگالی اور عربی زبان میں چیخنا شروع کیا۔ "او بزدل ٹھہر جا کہاں جاتا ہے۔ ہمت ہے تو آلڑ۔"

لیونارڈ۔ "ہاں ہاں لڑونگا" اور یہ کہکر اس نے اِدھر اُدھر دیکھا میخانے کا پل جنبش میں تھا اور یہ دیکھ کر اس نے جوانا سے کہا۔ "جوانا اگر ہو سکتا ہے تو اس پل تک پہنچ جاؤ۔ سوا اور تمہارے آدمی وہیں ہیں۔"

لیونارڈ جوانا کو یہ کہہ رہا تھا کہ اتنے میں زادیر ایک طرف سے آن پہنچا۔ اور لیونارڈ کی طرف جھپٹ کر اُس نے اس زور اُس کو گھونسہ لگایا کہ اگر لیونارڈ پھرتی سے وار خالی نہ دے جاتا تو اُس کا کام تمام ہو گیا ہوتا۔ زادیر نے اسی طرح اور دو بارہ حملہ کیا۔ لیونارڈ کو ضرب بھی پہنچی مگر وہ ہر بار خالی دیتا ہوا مے خانے کے پل کی طرف جو اب بیس گز سے زیادہ فاصلہ پر نہ ہوگا۔ بڑھتا گیا پرتگالی نے پھر چوتھی بار حملہ کیا اور چونکہ لیونارڈ کو پیچھے کی طرف سے ہجوم نے گھیر لیا تھا۔ اس لئے اب پل کی سمت میں حرکت کرنا محال تھا۔ زادیر نے موقعہ پاکر اپنی تلوار نکالی اور لیونارڈ کی طرف جھپٹا۔ لیونارڈ نے چاندنی میں اس کی تلوار کی چمک دیکھ لی اور اُس نے بھی بچاؤ کے لئے اپنا خنجر نکالا اور کہا کہ آؤ

یہ کہہ کر اُس نے اپنا خنجر بلند کیا اور اپنے حریف پر ایک تلا ہوا ہاتھ لگایا۔ مگر خنجر ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اُس وقت آرٹر چلایا۔ "لڑے جاؤ میاں لڑے جاؤ۔ دونوں تلواریں ٹوٹ گئی ہیں۔ لیونارڈ نے دیکھا تو واقعی اُس کے حریف کی تلوار ٹوٹ کے نیچے گر پڑی تھی۔ پرتگالی نے اپنا چھرا نکالا۔ لیونارڈ کے پاس کوئی چھرا نہیں تھا اور اُس وقت اُسے اپنے ریوالور کا خیال نہیں آیا۔ مگر تلوار کا قبضہ ابھی تک اس کے ہاتھ سے نہیں چھوٹا تھا۔ اس لئے وہ اپنی ٹوٹی ہوئی تلوار سے زادیر پر جا پڑا۔ اور زادیر بھی اس پر جھپٹا۔ لیونارڈ نے اس کے داہنے ہاتھ کی کلائی پر جس میں وہ چھرا لئے وار کرنے کو تھا چالاکی سے اپنی ٹوٹی ہوئی تلوار کے قبضہ کے سامنے کے حصہ کو اس زور سے مارا کہ زادیر کے ہاتھ سے چھرا پانچ گز کے فاصلہ پر جا گرا۔ اب وہ آپس میں گتھ گئے اور بغیر کسی ہتھیار کے صرف جسمانی طاقت سے لڑنے لگے۔ دو دفعہ قوی ہیکل پرتگالی نے لیونارڈ کو زمین پر سے اٹھا لیا اور اُٹھا کر چاہا کہ زمین پر دے مارے۔ اور ہجوم نے نعرے بلند کئے۔ مگر دونوں دفعہ اس کوشش میں ناکام رہا۔ لیونارڈ نے لڑکپن میں کشتی کے داؤ پیچ ایسے ہی نہیں سیکھے تھے اور سالہا سال کی محنت شاقہ سے اپنے عضلات کو فولاد کی طرح بے فائدہ نہیں سخت کیا تھا۔ زادیر کا وزن دو من تیس سیر ہوگا حالانکہ لیونارڈ دو من دس سیر بھی نہیں تھا۔ مگر اس کے بازو سخت تھے اور وہ جان عزیز کے لئے جدوجہد کرتا رہا۔

کچھ دیر تک لیونارڈ نے ذرا زور نہ کیا اور پرتگالی اسے زمین پر پٹخنے کی جو کوششیں کر رہا تھا اُن میں اُسے اپنی قوت کو ضائع کرنے دیا۔ پھر دفعۃً پرتگالی کو اپنی گرفت میں جکڑ کر لیونارڈ نے اپنا تمام زور لگایا یہ تو اُسے معلوم تھا کہ میں پرتگالی کو زمین سے اُٹھا نہیں سکتا۔ مگر اُس کا نیچے گرا دینا ممکن تھا۔

تب اس نے دفعتہً پھرتی کے ساتھ قوی الجثہ زادیر کو اڑنگے پر لاکر اپنی پوری طاقت سے اس کو جھٹکا دیا۔ زادیر لڑکھڑایا ذرا سنبھلا مگر پھر لڑکھڑایا اور چاہا کہ اپنی ٹانگ کو چھڑا لے۔ لیکن لیونارڈ نے سخت کوشش سے اُسے روکا اور زادیر دھم سے زمین پر گرا اور لیونارڈ اُس کے سینہ پر آ رہا۔ کچھ دیر تک اُس کا حریف بے حس و حرکت رہا۔ اور اُس کے ہانپنے کی آواز آتی رہی۔ اب لیونارڈ نے اپنے چاروں طرف دیکھا۔ آٹھ فیٹ کے فاصلہ پر چھرا پڑا تھا اور اِن دونوں میں سے جس کے ہاتھ میں یہ آتا وہی یہ مہلک بازی لے جاتا۔ لیکن اب چھرا کیسے ہاتھ میں آئے زادیر جس کی طاقت و توانائی پھر عود کر آئی تھی۔ ابھی تک لیونارڈ کو شکنجے میں جکڑے ہوئے تھا۔ اُس نے بھی چھرے کو دیکھا اور چاہا کہ پہلے میں اسے لوں۔ لیونارڈ کی عقل حیوانی نے اُسے ایک تجویز سجھائی۔ اُس نے کہا کہ چھرا مجھے صرف اسی صورت میں مل سکتا ہے جبکہ میں لڑھک کر اُس تک پہنچ جاؤں۔ پہلے لڑھکنے میں میں نیچے آجاؤنگا۔ مگر چھرا زادیر سے پھر بھی دور ہی رہیگا۔ پھر اگر میں ایک دفعہ زادیر کی زمین سے پیٹھ پھر لگا سکا اور اپنا ہاتھ چھڑا سکا تو غالباً چھرا مجھے مل جائے گا۔ تھا تو اس میں جان پر کھیلنے کا کام مگر سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔

کچھ دیر تک اُس نے حرکت نہ کی تاکہ کسی قدر تازہ دم ہو جائے اور پھر اُس نے حریف کو اُوپر آنے کا موقع دیا۔ دونوں لڑھک گئے۔ اور زادیر لیونارڈ کے سینہ پر سوار نظر آیا۔ لوگوں نے اپنے رفیق کو غالب دیکھ کر چیخنا اور نعرے مارنا شروع کیا کیونکہ انہیں خیال ہوا کہ اجنبی کی توانائی اسے جواب دے چکی ہے۔

زادیر۔ "چھرا چھرا!" کہہ کر چلایا اور اُس کا ایک خادم چھرا اس کے ہاتھ میں دینے کے لئے آگے جھپٹا۔ لیکن آٹر دیکھ رہا تھا اور وہ جم غفیر میں سے ننگی تلوار ہاتھ میں لئے نکلا اس کے تندو زشت چہرہ پر جوش و برانگیختگی سے چین پڑے ہوئے

تھے اُس کی سیاہ آنکھیں دہکتے انگاروں کی طرح چمک رہی تھیں اور اُس کے عریض شانے مست ہاتھی کی طرح جھول رہے تھے۔ جوانا کی نظروں میں جیسے اس خوفناک کشمکش کے سحر نے محو و از خود رفتہ کر رکھا تھا۔ بونا کسی کالے چھلاوے کی طرح یا کسی فوق القدرت ہستی کی طرح جو نصف مینڈک تھی اور نصف انسان نظر آتا تھا۔ آٹر نے تلوار کو سر سے بلند کر کے گھمایا اور ٹوٹی پھوٹی عربی زبان میں گلا پھاڑ کر کہا " چھرے کو جو کوئی ہاتھ لگائیگا وہ جان سے مارا جائیگا۔ یارو ان حریفوں کو آپس میں نبٹ لینے دو۔

یہ سُن کر جو آدمی آگے کو بڑھا تھا وہ پیچھے کو دبک گیا کیونکہ وہ بھی آٹر کو چھلاوا سمجھ کر اُس سے ڈرتا تھا۔ اور دوسرے لوگوں میں سے کسی نے دست اندازی نہیں کی۔

اب وہ وقت آگیا کہ فریقین میں سے ایک نہ ایک مرے یا جیے۔ چونکہ زادیر کا ہاتھ چھرے تک نہ پہنچ سکا۔ اس لئے اُس نے جھٹکے سے اپنے داہنے ہاتھ کو چھڑا کر لیونارڈ کو حلق سے پکڑ لیا۔ مگر پکڑنے کے ساتھ ہی لیونارڈ کی چھاتی پر سے دباؤ کم ہو گیا۔ زادیر نے اس کا گلا اس زور سے دبایا کہ اُس کا دم گھٹنے لگا۔ اور وہ سمجھا کہ میرا آخری وقت اب آن پہنچا۔ جان توڑ کر اس نے ایک انتہائی کوشش میں اپنی تمام طاقت صرف کر دی۔ دو دفعہ سانپ کی طرح پیچ و تاب کھا کر اُس نے دائیں طرف لڑھکنی کھائی۔ اور اس بلا کا زور کیا کہ ایک کشمکش عظیم کے بعد زادیر لکڑی کے لٹھے کی طرح الٹ کر نیچے اور لیونارڈ اُس کے اُوپر آگیا"۔

جب لیونارڈ زادیر کی چھاتی پر سوار ہو گیا تو اُس نے دیکھا کہ چھرا اُسکے دائیں ہاتھ کی رسائی کے اندر رہے مگر دیو ہیکل بنگالی کی گرفت شکنجہ کی طرح تھی جلق کو اس نے ابھی تک نہیں چھوڑا تھا۔ لیونارڈ کی آنکھوں سے خون ٹپکا پڑتا تھا۔ اور

اُس کے حواس اس کو دے رہے تھے۔ مگر ایسی بے وقت موت سے بے کس جوانا پر جو مصیبت نازل ہوئی وہ اس کے دل پر پہلے سے کالنقش فی الحجر تھی۔ اسکی آنکھوں کے سامنے کہ وہ بھی دھندلی ہوئی جاتی تھیں۔ جوانا کی تصویر پھر رہی تھی۔

لوگ یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ اب لیونارڈ میں کچھ سکت نہیں رہی کیونکہ اُس کا سر نیچے کی طرف جھکا پڑتا تھا۔ مگر یکایک اُس نے سر اُٹھا کر اپنا ہاتھ بلند کیا اور اس زنّاٹے سے زادیر کی پیشانی پر مکّا لگایا کہ زادیر کا ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا۔ اور جب لیونارڈ نے دوسری دفعہ کھینچ کر ایک اور گھونسا اُسے مارا تو بالکل چھوٹ گیا۔ اب لیونارڈ کے پھیپھڑوں میں ہوا داخل ہوئی اور وہ سانس لینے لگا۔ چھرا جو اُس کو پہلے نظر نہیں آتا تھا۔ اب نظر آنے لگا۔ مگر اس کے استعمال کی اب چنداں ضرورت نہ رہی تھی۔ جسیم پرتگالی اُس کے نیچے چاروں شانے چت پڑا تھا اور سسکیاں لے رہا تھا۔

جس وقت لوگ لیونارڈ اور اُس کے حریف کی جنگ کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ جوانا اپنے رہا کرنے والے کی حکم کی تعمیل میں بادل ناشاد مے خانے کی پل کی طرف بھاگ گئی مگر اُسے کسی نے نہیں روکا۔ اب آٹر نے لپک کر لیونارڈ کو اکھاڑے سے کھینچا اور بآواز بلند کہنے لگا "واہ وا کیا اچھی کشتی ہوئی اور مُکّے بھی کیا ہی کاری لگے۔ میاں اس پر بھی اگر آپ کا حریف نہیں مرا تو یوں کہیئے کہ مجھ کو ماں نے نہیں جنا۔ ہتھیار کا نام نہیں کس بہادری سے آپ نے اسے نہتے مارا۔ اُٹھئے میاں اُٹھئے گو شیر مارا گیا ہے مگر ابھی جنگلی سور باقی ہیں۔"

لیونارڈ نے آٹر کے الفاظ کچھ ایسے ہی سنے۔ مگر وہ مطلب سمجھ گیا اور اُس نے اُٹھ کر آٹر کے کندھے پر ہاتھ رکھ لیا۔ اب وہ تازہ دم ہو گیا اور اُس کو ہوش آ گیا۔ اُس نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی اور جوانا کو پل کے قریب کھڑے دیکھا گویا کہ وہ اس شبہ میں تھی کہ بھاگے یا ٹھہرے۔

تب لیونارڈ نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "یارو لڑائی ہوچکی اور فتح میں نے پائی ہے اب مجھے اپنی زرخرید عورت لے کر بغیر مزید تعرض کے چلا جانے دو۔ کیا زادیر زندہ ہے؟"

زادیر کے گرد بہت سے آدمی اکٹھے ہو گئے تھے اور اُن کے درمیان پادری فرانسسکو گھٹنے ٹیکے بیٹھا تھا۔ جب لیونارڈ نے پوچھا "کیا زادیر زندہ ہے" تو اُس نے اُٹھ کر کہا۔ کہ "زادیر راہیِ عدم ہوچکا۔ اس کے منہ میں پانی چوانا لاحاصل ہے۔

بردہ فروشوں نے لیونارڈ کو خوف و تحیّر کی نگاہ سے دیکھا کسی کو خیال نہ تھا کہ وہ شیر بیشہ شجاعت جس کی ہمّت اور دلاوری کا نقّارہ ایک عالم میں بج چکا تھا ایک نہتّے آدمی کے مُکّے سے مر جائیگا۔"

مگر کچھ دیر میں اُن کے آتش غُصّہ نے بھڑک کر اُن کی چشم تحیّر کو چندھیا دیا۔ زادیر اُن کا رفیق تھا اور وہ یہ نہ چاہتے تھے کہ ہم اُس کے مارنے والے کو بغیر بدلا لئے چھوڑ دیں۔ اس لئے اُنھوں نے لیونارڈ کو گھیر لیا اور لگے چھینے اور لعنت ملامت کرنے۔

لیونارڈ۔ "ہٹو پیچھے مجھے جانے دو۔ مَیں تمہارے رفیق سے کھلے میدان میں بغیر کسی ناجائز فائدہ اُٹھانے کے لڑا ہوں اگر مَیں چاہتا تو کیا مَیں اس کو استعمال نہیں کرسکتا تھا۔" اور یہ کہکر اپنا پستول نکالا جو اُس کو اب پہلی مرتبہ یاد آیا۔ اس پستول کو دیکھ کر سب کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ اور لیونارڈ کو رستہ دینے کے لئے ہٹ گئے۔ پھر لیونارڈ نے پادری فرانسسکو سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ "مہربانی کر کے مجھے چلنے میں مدد دیجئے۔ مَیں بہت کمزور ہو رہا ہوں۔"

فرانسسکو نے لیونارڈ کو تھاما اور اب وہ دونوں جوانا کی طرف چلے۔ آٹران

کے پیچھے تلوار لئے آرہا تھا۔ ابھی دس گز نہیں چلے ہونگے کہ پزیرا اپنے ایک کپتان سے مشورہ کر کے اُن کے پیچھے آن پہنچا اور گلا پھاڑ کر کہنے لگا۔ اس آدمی کو پکڑ لو۔ اس نے ہمارے ایک بہادر اور معزز رفیق ڈام زادیر کو مار ڈالا ہے۔ نہ صرف ڈام زادیر کی اس نے ہتک کی بلکہ وہ بے انصافی سے بھی مارا گیا اور اسس ملعون (لیونارڈ) کو جوابدہ ہونا پڑے گا!

یہ کہنا تھا کہ بارہ بدمعاش آگے بڑھے۔ مگر وہ آرٹر کی تلوار اور پستول سے جو اُن کو ہلاک کرنے کے لئے کافی تھے۔ ڈرتے تھے۔"

لیونارڈ نے سمجھا کہ حالت بہت نازک ہو گئی ہے اور دفعتہً ایک بات اُس کے ذہن میں آئی۔ اُس نے بسرعت تمام پادری سے پوچھا "پادری صاحب کیا آپ اس مقام سے فرار ہونا چاہتے ہیں۔"

فرانسسکو" بر دل و جان یہ جگہ تو نمونہ جہنم ہے"

لیونارڈ" تو جس قدر تیز آپ سے ہو سکے مجھے اس پل کی طرف لے چلئے مجھے چوٹ آگئی ہے۔ اور ضعف بھی ہے پل کے دوسری طرف کمک موجود ہے۔" یہ بات اس کے منہ سے نکلی ہی تھی کہ میخانے کی پل جو اب دس گز دور بھی نہ تھا پھٹ سے گر پڑا۔ لیونارڈ نے انگریزی زبان میں چلا کر کہا " جوانا راڈ پل کی طرف دوڑ جاؤ۔" وہ کچھ رُکی مگر پھر اس نے اس حکم تعمیل کی۔ لیونارڈ کو اُس کی نگاہ سے یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ کہہ رہی ہے کہ میں تمہیں یہاں چھوڑ کر کیسے چلی جاؤں۔" پھر لیونارڈ نے کہا۔ "پادری صاحب آپ بھی پل کی طرف لپکئے۔ اور پادری کے کندھے کے سہارے وہ گرتا پڑتا پل کی جانب کو بڑھا۔ مگر وہ کبھی وہاں نہ پہنچتا اگر آرٹر کی مدد نہ ہوتی۔ اتنے میں پزیرا چلایا۔" دغا۔ دغا۔ روک لو اسے جانے نہ پائے۔ پل کس نے گرایا؟"

ایک نوجوان شخص حملہ کرنے کے لئے بڑھا اس کے ہاتھ میں چھرا تھا اور وہ اسے بلند کر کے لیونارڈ کی پشت پر وار کرنے ہی کو تھا کہ آٹر کی تلوار چمکی اور یہ شخص دو ٹکڑے ہو کر زمین کے برابر ہو گیا۔

پریرا پھر بے تحاشا چلّایا۔ "پل کو پکڑ لو اور تھامے رہو۔"

اس کے جواب میں آٹر نے جو تلوار اور پستول سے ہجوم کو روکے ہوئے تھا چیخ کر کہا۔ "گھمائے جاؤ پل کی چرخی گھمائے جاؤ۔" کھائی کے دوسری طرف جو لوگ تھے اُنہوں نے اس پھرتی سے چرخی کو گھمایا کہ پل جلد جلد اُٹھنے لگا اور لیونارڈ اور پادری پل کے ڈھلوان تختوں پر سے لڑھک پڑے۔

اب لیونارڈ کو آٹر کا خیال آیا اور وہ مضطرب اور سراسیمہ ہو کر پکارا "ہائے آٹر مارا جائیگا۔" اس کے جواب میں آٹر نے اپنی شش ضربی پستول کی آخری نالی کو بھیڑ پر خالی کیا۔ اور قبل اس کے کہ اس کے حریف اس تک پہنچیں ایک نعرہ مار کر جنگلی بلّی کی طرح سیدھا پل کی آہنی زنجیروں کی طرف اُچھلا جن سے پل کو ضرورت کے وقت مستحکم کیا جاتا تھا۔

اس وقت وہ اس کے سر سے چار فیٹ یا اس سے زیادہ بلند نہیں مگر آٹر نے اُن کو پکڑ لیا۔ اور سوا سے چلا کر کہا۔ "پل کو جلد اُوپر کھینچ۔" ایک آدمی نے چاہا کہ اُس کی ٹانگیں پکڑ لے۔ مگر آٹر نے اس زور کی اُس کے منہ پر لات جمائی کہ وہ پانی میں گر پڑا۔ ایک لمحہ کے بعد وہ اُن کی رسائی سے باہر ہو گیا۔ اور جلد جلد ہوا میں بلند ہونے لگا۔ کچھ لوگوں نے اس کی طرف چھرے پھینکے اور بعض نے اُس کی طرف چھرے پھینکے۔ اور بعض نے اس پر پستول فیر کئے۔ مگر ایک بھی اُسے نہ لگا۔

بو نے ہوا پر سے چلّا کر کہا۔ "ابے پیلے بھتنے ذرا پیچھے تو مڑ کر دیکھ ایک

اور بھتنا تجھ سے بھی بیلا اور تجھ سے بھی زیادہ خونخوار تجھے دبوچنے کے لئے آرہا ہے۔"

پریرا نے مڑکر دیکھا اور تمام اُس کے ذرات نے بھی پلٹ کر پیچھے کو نگاہ ڈالی اور اسی وقت آگ کا ایک عظیم الشان شعلہ برق جہندہ کی طرح دلدل کی طرف سے بڑھا۔ آخر کار سرکنڈوں میں لگ کر بھڑکنے لگی تھی۔ اور تند و تیز ہوا اس کے شعلہ ہائے جوالہ کو افعی کی زبانوں کی طرح اُن تک لانے لگی تھی۔

چودھواں باب

انتقام

پریرا نے چیخ کر کہا۔ "دغا! دغا! دغا! سرکنڈوں کو آگ لگ گئی۔ اس چڑیل نے ہم کو دغا دیا۔" آٹر نے اوج ہوا پر سے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "ابے دغا دغا کیا لئے پھرتا ہے کچھ لبسنت کی بھی خبر ہے۔ غلام سب چھوٹ گئے! سب پھاٹکوں کو قفل لگ گیا! گھونسلا تیرا چھن گیا؟ اب اپنی قسمت کو بیٹھا رو۔"

ابھی تک فرط خوف و تعجب سے ہجوم کی زبان بند تھی یہ لوگ جن کی تعداد سو سے کچھ اوپر تھی ایک جگہ کھڑے ہوئے سراسیگی اور اضطراب کے عالم میں کبھی آٹر کی طرف دیکھتے تھے اور کبھی بڑھتے ہوئے شعلوں کی طرف نگاہ کرتے تھے۔ اب اُن کی مہر سکوت ٹوٹی۔ اور سب کے سب مختلف زبانوں میں چلّائے "یہ دیو ہے اسے مار ڈالو۔ غلاموں کی بارکوں کو گھیر لو۔ پھاٹکوں کی طرف لپکو۔ ان میں سے بہت سے لوگوں کی یہ آخری چیخ تھی۔ کیونکہ اس وقت قلعہ کی فصیل پر

سے آگ کا ایک بڑا شعلہ افعی کی طرح زبان نکالتا ہوا اُن کی طرف جھپٹا اور ساتھ ہی توپ کے گرجنے کی آواز آئی اور ہجوم پر چھ پونڈ چھروں اور گولیوں کا مینہ برس گیا۔ یہ اس بلا کی بوچھاڑ تھی کہ بیسیوں فوراً مر گئے۔ اور بیسیوں سسکتے نظر آئے۔ اور ایسے شور وبکا کی آواز بلند ہوئی۔ کہ اس ظلم گاہ میں بھی پہلے کبھی سُنی نہیں گئی تھی۔ تب وہ منتشر ہو گئے۔ اور چیختے چلّاتے بدحواس ہو کر اِدھر اُدھر دوڑنے لگے۔

جب لیونارڈ اور پادری اُٹھتے ہوئے پل کے تختوں پر سے لڑھک کر دوسری طرف پہنچے۔ تو انہوں نے جوانا کو صحیح وسلامت نوآبادی کے کچھ لوگوں کے درمیان کھڑا پایا۔

لیونارڈ نے اب باآواز بلند کہا۔ کہ "توپ کی طرف چلو۔ توپ کی طرف چلو۔ اور اُن پر فیر کرو۔ مَیں بھی آتا ہوں۔" بونا بھی صحیح وسلامت پل پر سے اُتر آیا تھا۔ اور اب لیونارڈ بونے اور فرانسسکو کے سہارے اس طرف چلا جہاں توپ چڑھی ہوئی تھی اور جوانا اُن کے پیچھے پیچھے تھی۔ وہ کچھ دُور گئے تو انہوں نے سوا کو دیکھا کہ نوآبادی کے کچھ رہا شدہ لوگوں کے ساتھ کھڑی ہوئی ہے اور توپ کو داغ کر توڑا ہاتھ میں لئے پیچھے ہٹ رہی ہے۔

اس کے ساتھ ہی توپ کے چھُوٹنے اور مقتولوں اور مجروحوں کے چیخنے کی آواز آئی جیسا کہ اُوپر بیان ہو چکا ہے۔ یہ دیکھ کر آٹر بولا۔ "واہ! اس عورت نے تو بڑا کام کیا ہے۔ یہ تو مردوں سے بھی بڑھ گئی۔" لمحہ بھر کے بعد وہ توپ کے پاس پہنچ گئے۔ اور توپ کے دوبارہ بھرنے میں مدد دینے لگے۔ لیکن جونہی سوا نے جوانا کو دیکھا وہ اپنے گھٹنوں کے بل جا کر جوانا کے ہاتھ پاؤں چومنے لگی۔ لیونارڈ نے کہا کہ "اس وقت ان باتوں کو رہنے دو یہ شیطان اپنے ہتھیار لینے

گئے ہیں۔ اور ہم پر ابھی ہلّا کرنے کی کوشش کرینگے۔ پیٹر گولہ بارود خوب سا پاس رکھ لو۔ اور سوا تم پیچ گھما کر اس کا منہ ذرا نیچے کر دو۔" پھر اس نے رہا شدہ غلاموں کو حکم دیا کہ " ڈنڈے لاٹھیاں لکڑیاں جو تمہیں ملیں لے آؤ اور مسلح ہو جاؤ۔" کچھ دیر نہ گزری تھی کہ بردہ فروش چیختے چلاتے ہاتھ میں لمبے لمبے تختے لیئے بڑھے۔ جن کی مدد سے وہ خندق کو عبور کرنا چاہتے تھے۔ لیونارڈ پکارا۔" خبردار وہ فیر کیا چاہتے ہیں۔ ہر ایک آدمی پشتے کے پیچھے ہو جاتے۔" اور یہ کہکر اس نے جوانا کو جو پاس کھڑی تھی پکڑا اور آڑ کھینچ لیا۔ لیونارڈ نے یہ بات ابھی ختم نہ کی تھی کہ اُن پر گولیوں کی ایک باڑ پڑی۔ اکثر آدمی لیونارڈ کا حکم سنتے ہی آڑ میں ہو گئے۔ البتہ ایک یا دو جنہوں نے حکم نہیں سمجھا کھڑے رہے۔ اور گولی کھا کر گر پڑے لیکن سوا اور پیٹر نے لیونارڈ کے کہنے کی کچھ پروا نہ کی۔ اور برابر توپ کے پاس کھڑے ہوئے اُسے بھرتے رہے۔ مگر اُن کو کوئی گولی نہ لگی۔ بردہ فروش بدحواسی کے عالم میں تختوں کو لئے ہوئے بجائے اس کے کہ خندق کے کنارے کنارے رینگتے ہوئے آتے سیدھے بڑھے آرہے تھے۔ آٹر بولا کیا یہ پاگل تو نہیں ہو گئے۔" اور لیونارڈ کو بھی یہی گمان ہوا۔ جیسے ہی بردہ فروشوں کی پہلی جماعت زد میں آئی لیونارڈ چلّایا۔" اب فیر کرو۔" سوا نے توپ کو شست پر پہلے ہی لگا رکھا تھا اور توڑا ہاتھ میں لئے منتظر کھڑی تھی۔ لیونارڈ کے حکم پر اُس نے فتیلہ کو داغا۔ اور نعرہ مار کر پیچھے کی طرف اُچھلی تاکہ توپ کے دھکے سے محفوظ رہے۔ توپ رعد کی طرح گرجی اور ہزاروں چھرے اور شیشہ کے ٹکڑے اور نشتر جو توپ میں بھرے ہوئے تھے سائیں سائیں کرتے بردہ فروشوں کی قطاروں پر برس گئے۔ اور چونکہ زمین سخت اور پتھریلی تھی۔ اس لئے اُچک کر ان آدمیوں کو جا لگے۔ جو پیچھے پیچھے آرہے تھے۔ بہتیرے ہلاک ہوئے اور بہتیرے مجروح۔ جو بچے وہ اپنی جان بچانے کے لئے وحشت اور سراسیمگی کے عالم میں چلّاتے ہوئے ادھر اُدھر بھاگ گئے۔

آٹر۔" بارود کی تھیلی اُٹھا کر چلایا "توپ کو بھرو۔ وہ پھاٹک توڑ کر باہر نکلنا چاہتے ہیں"
ان کا یہ کہنا تھا کہ نیلام گھر سے پھاٹک کی طرف بہت سے آدمی دوڑتے نظر آئے
مگر پھاٹک کو قفل لگا ہوا تھا۔ اور کنجی لیونارڈ کے پاس تھی۔ پھاٹک کے اُوپر سے ہو کر
پھاند جانا بھی محال تھا اس لئے اُن میں سے کچھ لوگ بھاگے ہوئے گئے اور ہتھوڑے
لے آئے۔ کچھ آدمی نیلام گھر کی طرف دوڑ گئے۔ اور ایک موٹا سا لٹھ جو ایک کونے میں
پڑا ہوا تھا اٹھا لائے۔ اور پھاٹک پر دھڑا دھڑ مارنے لگے۔ دس منٹ تک تو
پھاٹک کو کچھ خبر نہ ہوئی۔ مگر اس کے بعد اس میں دراڑ پڑ گیا اور وہ کھنے لگا۔
آٹر (سوا سے مخاطب ہو کر) "جلدی کر جلدی کر ورنہ کام خراب ہوا جاتا ہے۔"
سوا (توپ کا رُخ پیڑ کی مدد سے بدل کر) "کالے آدمی دخل در معقولات
نہیں دیا کرتے۔"

اس وقت بردہ فروشوں نے چیخنا شروع کیا۔ پھاٹک جنبش کھا رہا تھا مگر اُسکے
اُوپر کے قبضے ابھی اپنی جگہ پر قائم تھے پانچ چھ چوٹیں اور لگتیں تو پھاٹک یقیناً گر پڑتا
مگر اتنی اُن کو مہلت ہی نہ ملی۔ کیونکہ دفعۃً فصیل پر سے توپ دغی۔ اور دغنے کے
ساتھ ہی اُن کی چیخیں نکل گئیں۔ بہت سے اجل کا شکار ہو گئے۔ اور بہتیرے
نفسی نفسی پکارتے ہوئے نیلام گھر اور پیلے بھتنے کے مسکن میں جا گھسے۔ بعض
نے چاہا کہ میگزین کی طرف آئیں۔ مگر وہ بھی کچھ دیر کے بعد پیچھے کی طرف بھاگتے
ہوئے نظر آئے۔ کیونکہ سرکنڈوں کی آگ بڑھتی چلی آرہی تھی۔ اور انہیں خوف
ہوا کہ اگر بارود خانہ میں پناہ گزین ہونگے تو بھک سے اُڑ جائینگے۔ دس بارہ آدمی
جو سب سے بہادر تھے پھاٹک پر کھڑے رہے۔ مگر جب لیونارڈ اور آٹر نے
رائفلوں کی باڑ لگائی تو اُن میں سے تین چار آدمی وہیں چت ہو گئے۔ اور باقی اِدھر
کونوں میں جا چھپے۔

جوانا مارجانب مشرق انگلی اُٹھاکر "اوہو! دیکھنا! دیکھنا!" اور واقعی نظارہ قابل دید تھا۔

قلعہ سے دُور مشرق کی طرف سرکنڈوں کے گُھٹے جھاڑ جہنم کا نمونہ بن رہے تھے۔ ادھر جوں جوں ہوا تیز ہوتی جاتی تھی آگ قلعہ کی طرف ایک غول بیابانی کی طرح قلاچیں مارتی چلی آرہی تھی۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ ایک آگ کا سمندر تھا جس میں شعلوں کی موجیں پہاڑ کی چوٹیوں کی طرح بلند ہوتی تھیں اور مقابل سمتوں سے آکر ٹکر کھاتی تھیں۔"

سرکنڈوں میں سے چٹخنے کی آواز پیدا ہوئی تھی۔ اور آگ کی لپٹ میں سے دُھواں پیچ کھاتا ہوا اوپر اُٹھتا تھا۔

جو بردہ فروش بچ رہے تھے انہوں نے یاس کے عالم میں بدحواس ہوکر کھائی میں کودنا شروع کیا۔ کہ بچ کر دلدل کی طرف نکل جائیں۔ مگر بہت سے اسی کوشش میں ڈوب گئے۔ اور جو تیر کر پار نکلے اُن میں سے کچھ آگ میں جل گئے اور کچھ ادھر اُدھر جہاں اُن کے سینگ سمائے بھاگ گئے۔ لیکن ابھی تک کچھ لوگ قلعہ کے اندر عالم اضطراب میں اِدھر اُدھر دوڑ رہے تھے۔

جب وہ توپ کی زد میں آئے۔ تو سوآ نے جو توپ کو بھرے ہوئے توڑا ہاتھ میں لئے ہوئے کھڑی تھی۔ فوراً اُن پر فیر کیا۔ اُن میں سے اکثر فوراً اُڑ گئے۔ جوانا نے کانپ کر لیونارڈ سے کہا کہ یہ مقام تو واقعی دوزخ بن رہا ہے اور واقعی اُس نے سچ کہا ہے۔ اگرچہ چاروں طرف آگ کے بھڑکنے شعلوں کے بلند ہونے خبیث روحوں کے جلنے الامان کے دل کو ہلا دینے والی صدائیں اُٹھنے۔ اور معرکہ گیرودار کے برپا ہونے کو جہنم کے نظارہ سے کوئی مناسبت تھی تو پہلے بھٹنے کے مسکن اور اُس کے حوالیات کو جہنم سے نہ صرف تشبیہ دی جا سکتی تھی۔ بلکہ یہ کہا جا سکتا

تھا کہ جہنم پر اُس کو کسی قدر تفوق حاصل ہے۔

تھوڑی دیر میں آفتاب نے کنج مشرق سے سر نکالا۔ اور اس بربادی کے ہیبت ناک منظر کو اُس کی شعاعوں نے عریاں کر دیا۔ ہر ایک شے جل کر خاک سیاہ ہو گئی تھی۔ چھپر اور پھونس کے سب مکان جل چلے تھے۔ صرف پیلے بھتنے کے مسکن کی دیواریں کھڑی تھیں۔

ہینچلے اور بہادر فاتحوں کی حالت بھی جو توپ کے پاس کھڑے تھے ناگفتہ بہ تھی۔ لیونارڈ تھک کر چور ہو رہا تھا۔ اور اس کا منہ ہاتھ اور کپڑے سب دُھوئیں اور بارود سے سیاہ ہو رہے تھے۔ سوا کی بھی یہی حالت تھی۔ بال اُس کے جھلسے ہوتے تھے۔ ماتھے پر ایک گولی کے زخم کا جو جلد کو مس کرتی ہوئی چلی گئی تھی۔ نشان تھا کپڑے اُس کے چنگاریاں پڑ پڑ کر جل گئے تھے۔ جوانا کا لباس پھٹا ہوا تھا۔ بارود اور راکھ کے سیاہ دھبے جا بجا اس پر پڑے تھے۔ اور جس مقام پر پیلے بھتنے نے اُسے پھاڑا تھا وہاں پتوں کے پیوند لگے ہوئے تھے۔ باریک گھونگر والے بال اُس کے اُلجھے ہوئے تھے۔ چہرہ سے تکان اور اضمحلال ظاہر تھا۔ فرانسسکو کی حالت بھی نہایت قابل رحم تھی۔ اور پیٹر اور نوآبادی کے رہا شدہ لوگوں کا بھی یہی حال تھا۔ غرضکہ سب خستہ اور ماندہ تھے مگر ان سب میں آٹر مستثنےٰ تھا ابھی تک اُس کی چستی و چالاکی اور تندی میں ذرا فرق نہ آیا تھا۔ لیونارڈ کے سامنے وہ اپنے جبلی دم خم کے ساتھ آیا۔ اور کہنے لگا۔" میاں آپ کا حکم ہو تو میں نوآبادی کے کچھ لوگ ساتھ لے کر اُن حرام زادوں کے تعاقب میں جاؤں جو دلدلوں میں چھپے ہوتے ہیں۔" لیونارڈ نے کہا کہ جاؤ اجازت پا کر بونا ادھر روانہ ہوا۔

اس کے بعد لیونارڈ جوانا فرانسسکو اور سوا نے خندق کے کنارے جا کر منہ ہاتھ دھویا اور جو کچھ ناشتہ موجود تھا کھایا اور درختوں کے سایہ میں ستانے

کے لئے ٹھہر گئے۔ کیونکہ اب ان میں اتنی سکت نہ تھی کہ تازہ دم ہوئے بغیر کوئی اور کام انجام دے سکیں۔ کچھ دیر گزرنے کے بعد آرٹر واپس آیا۔ اور کہنے لگا "میاں ہمیں اپنی جستجو میں کامیابی ہوئی اور ہم نے ایک بردہ فروش کو پکڑا۔ چل کر آپ دیکھ لیجئے۔ چنانچہ سب لوگ آرٹر کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔ اور کچھ دور جاکر انہوں نے دیکھا کہ ہر ایک شخص سر جھکائے زمین پر بیٹھا ہے اور بہت سی نو آبادی کے لوگ اُس کے گرد حلقہ زن ہیں۔ اُن کے آنے پر جب اُس شخص نے نگاہ اُٹھائی تو یہ سب کے سب چونک پڑے۔ کیونکہ یہ شخص خود پیلا بھتنا تھا۔

پیلے بھتنے کے چہرہ پر بھی لیونارڈ اور اُس کے ہمراہیوں کو دیکھ کر بیم و یاس کی علامتیں ظاہر ہوگئیں اور وہ دم بخود ہو کر رہ گیا۔ کچھ دیر بعد اُس نے کہا کہ "مجھے ایک گھونٹ پانی دو۔" حبشی لوگ جو اس کے گرد قصابیوں کی طرح جمع تھے۔ ان میں سے ایک بولا۔ کہ "اسے پانی کے بجائے خون دو اس نے تمام عمر خون پیا ہے اب اس کی آخری پیاس بھی خون سے بجھانی چاہیئے۔" یہ سُن کر پیلا بھتنا گڑگڑانے لگا۔ اور لیونارڈ کے قدموں پر سر رکھ کر گر پڑا کہ للہ مجھ پر رحم کرو۔ اور مجھے چھوڑ دو۔"

لیونارڈ نے درشتی کے ساتھ اُسے یہ جواب دیا۔ "ڈام اینٹونیو پریرا کل رات تم نے شیخی میں آکر اس خاتون (جوانا کی طرف اشارہ کر کے) کہا تھا کہ جا اپنے خدا کو بلا لا دیکھیں وہ تیری کیسی مدد کرتا ہے۔ تم کو معلوم رہے کہ خدا نے اس کی مدد کی اور خدا کی عنایت سے میں نے اور میرے دو ساتھیوں نے ایک رات میں تمہارے اس زبردست قلعہ کو مسخر کر لیا۔ مصیبت کے وقت تم نے کسی کی دستگیری نہیں کی۔ اب تم کیسے توقع رکھ سکتے ہو کہ تمہاری بیکسی کے عالم میں کوئی تم پر رحم کرے میں تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔"

لیونارڈ سے یہ روکھا جواب پا کر پیلا بھتنا جوانا کی طرف مڑا اور نہایت عجز و الحاح

سے کہنے لگا۔ کہ "بیٹی تم ہی میری سفارش کرو میں نے تمہارے ساتھ کیسا اچھا برتاؤ کیا تھا" لیکن جوانا نے اس کے جواب میں نہایت نفرت و حقارت سے اُس کی طرف دیکھ کے اپنے پھٹے ہوئے لباس پر نگاہ ڈالی۔ اور پھر دوسری طرف منہ موڑ لیا۔

آنڑاب آگے بڑھا اور لیونارڈ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ کہ "میاں اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اس بڈھے سے ایک دو تین کر لوں" لیونارڈ نے جواب دیا۔ کہ "تمہیں اختیار ہے" یہ سُن کر آنڑ نے پریرا سے کہا۔

سُن لے پیلے بھتنے! دس سال ہوئے کہ تو نے مجھے پکڑ کر یہاں قید کیا تھا۔ یہ دیکھ کر میرے جسم پر اُن بیڑیوں کے نشان ہیں جو تو نے ڈالی تھیں۔ تو تو کالے بونے کو بھول گیا ہو گا یا شاید تو نے اس کا خیال بھی نہ کیا ہو گا۔ مگر اس کے دل سے کیا تیری یاد جاتی ہے۔ کون ہے جو تیرے گھونسلے میں ایک دفعہ سویا ہو اور پھر وہ تجھے بھول سکے۔ میں تھا جو خدا خدا کر کے نکل بھاگا۔ مگر فرار ہوتے وقت میں نے قسم کھائی تھی کہ اگر ہو سکا تو میں بدلہ لونگا۔ اس پر کئی سال گزر گئے۔ اور آخر کار انتقام کا وقت آیا۔ میں میاں کو یہاں لایا اور آج سویرے ہی تجھے ڈھونڈ نکالا۔ لیکن پیلے بھتنے یہ نہ سمجھے کہ تیری مصیبتوں کا یہیں خاتمہ ہو گیا۔ تو نے کل رات شیخی بگھاری تھی؟ تو کہتا تھا کہ میں نے بیس ہزار حبشیوں کو غلامی میں فروخت کیا ہے۔ تیرا یہ دعوےٰ البتہ ٹھیک تھا ایک ایک غلام کے ساتھ تو نے پانچ پانچ اور بسا اوقات متنفس بھی قتل کئے۔ معمر اور سفید ریش لوگوں کو۔ حاملہ عورتوں کو ماؤں کو اور ننھے ننھے شیر خوار بچوں کو تو نے بے دردی اور سفاکی کے ساتھ تکے بوٹیاں کر ڈالا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ تو نے دودھ پیتے بچوں کو اُن کی ماؤں کی آغوش سے جدا کر کے یوں ہی مار دیا جیسے تو نے پچھلی رات بلی کے بچے کو مارا تھا پیلے بھتنے تو یہ سمجھا بیٹھا تھا کہ میں ہمیشہ یہی رنگ رلیاں منایا کرونگا۔ مگر سفاک تو یہ غلط سمجھا تھا آخر کار

تیرا بھی وقت آن پہنچا۔ اب آٹر بونا تجھے وہی زہر ہلاہل پلائے گا جو تو دوسروں کو پلایا کرتا تھا۔ اب تو گڑگڑانے لگا ہے کہ تجھ پر رحم کیا جائے۔ حالانکہ کبھی خواب میں بھی تو نے دوسروں پر رحم نہیں کیا۔ دیکھ میں تجھے کہے دیتا ہوں کہ اگر میرا آقا بھی جو میرے سامنے کھڑا ہے اور جس کی عدول حکمی کے بجائے میں مرنا قبول کرونگا۔ مجھے حکم دے کہ تجھے چھوڑ دوں تو ایک دفعہ تو اس کا کہنا بھی نہ مانوں گا۔ ذرا ان آدمیوں کی طرف تو دیکھ (یہ کہہ کر اُس نے نو آبادی کے لوگوں کی طرف اشارہ کیا جو اِس بدبخت کی طرف اُسی طرح دیکھ رہے تھے جیسے تازی کتّے ایک لومڑی کی طرف جسے شکاری نے پکڑ رکھا ہو دیکھتے ہیں کیا تو اُن کی آنکھوں میں قابلِ رحم ہو سکتا ہے ان کے ماں باپ کو تو نے مار ڈالا ہے ان کے بچوں کو تو نے پاؤں تلے کچل ڈالا۔ اے حرام زادے پیلے بھتنے! گورے آدمی ہمیں بتایا کرتے ہیں کہ دوسری دُنیا میں ایک دوزخ ہے جہاں مردوں کو عذاب ہوتا ہے۔ پیلے بھتنے تو اس دوزخ کے عذاب کا مزہ اب چکھے گا ابھی کیا چکھا ہے۔

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔"

آٹر نے اپنی یہ تقریر ختم کر کے لیونارڈ سے کہا۔ "میاں اس شقی ملعون کو میرے حوالہ کر دیجئے۔ ہم لوگ اپنے رسم و رواج کے مطابق اس پر فتویٰ لگا کر اسے سزا دینگے۔" اور یہ کہکر لیونارڈ کا جواب سنے بغیر آٹر اور نو آبادی کے دوسرے لوگ پیلے بھتنے کو

پا بدست دگرے دست بدست دگرے

کشاں کشاں لے چلے۔

لیونارڈ نے انہیں روک کر کہا۔ "میں اس کا روادار ہرگز نہیں کہ تم وحشیانہ طور سے اسے مارو۔ مارنا ہے تو اسے گولی سے مارو۔"

مگر گولی سے مارنے کی نوبت ہی نہیں پہنچی کیونکہ پیلا بھتنا جسے آٹر نے دبوچ

رکھا تھا۔ گولی کا نام سنتے ہی دفعتہً نیلا پڑ گیا۔ اور ہاتھ پاؤں ڈھیلے چھوڑ کر نیچے گر پڑا۔ آٹر نے جو جھک کر دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ پیلے بھتنے کی جان نکل گئی اور وہ فی النار و السقر ہو گیا۔ اس پر سب ایک ساتھ بول اُٹھے۔ خدا ظالموں سے اس طرح انتقام لیا کرتا ہے۔" لیکن آٹر نے کہا۔ "یہ مجھ پر خدا نے ظلم کیا کہ اس کے انتقام کو میرے ہاتھ سے چھین لیا۔"

اس کے بعد لیونارڈ بولا۔ کہ" ہمیں اب یہاں سے چل دینا چاہیئے۔ ورنہ ڈر ہے کہ جو بردہ فروش بچ کر بھاگ گئے ہیں وہ اپنے رفیقوں کو لاکر ہم پر نہ آپڑیں۔"

پندرھواں باب

انکشافِ حقیقت

صبح کا وقت تھا۔ لیونارڈ اور اس کے ہمراہی ایک جزیرہ پر خیمہ زن تھے۔ لیونارڈ رہا شدہ غلاموں کو کشتیوں میں بٹھا بٹھا کر دریائے زمبزی کے حوالہ کر چکا تھا تا کہ جدھر اُن کی مرضی ہو یا قسمت اُن کو لے جائے چلے جائیں۔

جب سب غلام روانہ ہو چکے تو آٹر بولا۔" اب میاں بردہ فروشوں کے قلعہ میں سے ہم راعیہ کو تو نکال لائے اور پیلے بھتنے کو بھی ہم نے مار ڈالا۔ لیکن ابھی سونا نہیں ملا۔ جو اصلی پیلا بھتنا ہے۔ تو کیا ہم اب اُدھر چلیں؟"

لیونارڈ۔ ہاں چلنا تو چاہیئے۔ مگر یہ اسی صورت میں ممکن ہے۔ جبکہ سوا اپنے وعدہ پر قائم رہے۔ بہرحال ہمیں پہلے تو آبادی کی طرف جانا چاہیئے۔ تا کہ مادوم کا پتہ چلے۔

آنٹر (ذرا تامل کے بعد) "ہاں علاوہ اس کے راعیہ بھی اپنے پیارے باپ کو دیکھنے کی خواہشمند ہوگی دیکھئے میاں راعیہ کیسی مغرور ہے۔ ہماری طرف دیکھتی ہے پر ہم سے بات نہیں کرتی۔"

لیونارڈ۔ "ہاں آنٹر ہے تو کسی قدر مغرور۔"

آنٹر۔ "اور خوبصورت کیسی ہے! میاں میں نے اپنی عمر بھر کوئی عورت ایسی حسین نہیں دیکھی۔

لیونارڈ۔ "ہاں حسین بھی ہے۔"

آنٹر۔ "مگر سرد مہر بھی ہے۔ دیکھئے میاں آپ نے اس کے لئے جو کچھ کیا ہے۔ اس کے شکریہ میں منہ سے ایک لفظ نہیں نکالتی۔"

لیونارڈ۔ "شاید اس خاموشی کے یہ معنے ہیں کہ وہ میری اس درجہ زیر بار احسان ہے کہ اظہار شکریہ کے لئے اسے کافی لفظ نہیں ملتے۔

خموشی معنے دارد کہ در گفتن نمے آید"

آنٹر۔ "آپ کا تو اسے شکریہ ادا کرنا چاہیے تھا۔ آپ اس کے ..... شوہر ہیں۔"

لیونارڈ (خفا ہو کر) "خبردار احمق مت بن۔ کبھی میرے سامنے یہ کلمات پھر نہ کہنا۔ وہ تو ایک بازیچۂ اطفال تھا۔ تو نے اسے سچ سمجھ لیا۔"

آنٹر۔ "میاں آپ ناحق خفا ہوتے ہیں میں نے کوئی بری بات تو نہیں کہی۔ خیر اب آپ اٹھئے اور دریا کے کنارے غسل کر لیجئے تاکہ آپ کا غصہ فرو ہو۔"

لیونارڈ نے آنٹر کے کہنے کے مطابق عمل کیا اور جب وہ نہا چکا تو اس نے لوٹ کے مال میں سے گرم کپڑے نکال کر پہنے۔ غسل نے اس پہ جادو کا کام کیا۔ کیونکہ سوائے گردن اور ایک ٹانگ کے جس میں ابھی تک اسے درد محسوس ہو رہا تھا۔ باقی اس کے تمام اعضا پھر تازہ ہو گئے۔ اور اب وہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ

گویا کسی نوآبادی کا انگریز سردار ہے۔

اِدھر جوانا بھی ہاتھ مُنہ دھو کر اپنے بالوں کو کنگھی کر رہی تھی اور سوا پاس کھڑی ہوئی اُس کو یہ بتا رہی تھی۔ کہ لیونارڈ اوڑم سے اُس کی کیونکر ملاقات ہوئی اور اُس کے بعد وہ لیونارڈ کے ہمراہ کیونکر پیلے بھتنے کے قلعہ تک پہنچی۔ مگر عمداً یا سہواً اُس نے اس بات کا ذکر نہ کیا کہ لیونارڈ سے اس نے وعدہ کیا تھا۔

جب سوا اپنی رام کہانی سُنا چکی تو جوانا نے سر جھکایا۔ اس کے دل میں مختلف خیالات تگ ودو کرنے لگے۔ وہ جانتی تھی کہ مسٹر اوڑم کی شجاعت اور جوانمردی اس کی رہائی کا موجب ہوئی اور اگر وہ نہ ہوتا تو پیلے بھتنے کے قلعہ سے نکل کر اُس کو پھر کبھی زندگی کی خوشیاں اور تہذیب کے کرشمے دیکھنے نصیب نہ ہوتے۔ یہ بھی وہ جانتی تھی کہ اس اجنبی شخص نے جس کی آنکھیں سیاہ اور روشن تھیں اور جس کے دل میں ہمّت اور استقلال کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ اس کو بطور جاریہ کے خریدا ہے۔ مگر ساتھ ہی جب اُس کو یہ خیال آتا تھا کہ اُس شخص سے اُس کا نکاح بھی ہو گیا ہے جس کا طوق طوقِ قمری کی طرح اس کے گلے سے جُدا نہیں ہو سکتا۔ تو اس کے غرور اور خودداری کو ایک صدمہ پہنچتا تھا۔ اور جوں جوں زمانہ گزرتا گیا اس صدمہ کی چبھن اُس کے دل میں بڑھتی گئی۔

ان خیالات میں محو ہو کر جوانا اُٹھی اور خیمہ کے پیچھے کی طرف سے نکل کر سر کنڈوں میں ایک پکھ ڈنڈی پر ٹہلنے لگی۔ اُسے چہل قدمی کرتے ہوئے پانچ منٹ نہ گزرے تھے کہ سمت مقابل سے لیونارڈ اُسے آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس وقت جوانا ننگے سر ایک سفید عربی جبہ جس کو اس نے مالِ غنیمت میں سے نکال کر اپنے قد کے موافق بنا لیا تھا۔ پہنے کھڑی تھی۔ اور اُس کے اُوپر ایک ریشمی رومال جس پر زردوزی کا کام تھا۔ اپنی پتلی کمر کے گرد باندھ لیا تھا۔ اُس کے سیاہ بالوں کا خوبصورت جوڑا آفتاب کی

زرد شعاعوں میں چمک رہا تھا۔ اور اُس کے ہاتھوں میں سرمئی رنگ کے کچھ پھول تھے جو اُس نے جنگل سے جمع کئے تھے۔ اس وقت اس کے چہرہ سے کسی آنے والے خوف کے آثار ظاہر نہ تھے۔ بلکہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ بشاشت اور تروتازگی کا غازہ اس پر راتوں رات مشاطۂ قدرت نے مل دیا ہے اس کی نرگسی آنکھیں نظر کے سحر آلود تیر چاروں طرف چلا رہی تھیں اور سرو خراماں کی تشبیہہ اس پر پوری صادق آتی تھی۔

جوانا آفتاب کی پاکیزہ اور مصفا روشنی میں سرکنڈوں کے جھاڑوں کے درمیان جن کی اودی اور سفید کلغیاں ہوا میں جنبش کھا رہی تھیں اس وضع سے کھڑی تھی۔ اس کی عمر بیس برس سے زیادہ نہ ہوگی۔ قدرت نے اُس کی تربیت دریاؤں اور جنگلوں کی درسگاہ میں کی تھیں اس کے چہرہ سے سکسنی اور اندلسی حسن ایک عجیب انداز سے ممتزج ہوکر پرتوافگن تھا۔ اور افریقہ کے آفتاب کی تمازت نے اس میں ملاحت پیدا کر دی تھی۔ اس کی حرکات میں ایک دلفریب ادا تھی۔ اس کے چہرہ سے اُس کی صفائی باطن کے آثار عیاں تھے۔ اور اس کی سیاہ بڑی بڑی آنکھوں اور نازک لعلیں لبوں میں ایک جادو تھا۔ ان سب نے لیونارڈ کو ایک نگاہ میں جوانا کا شیفتہ و والہ بنا دیا۔ افسوس انسان کا دل کیسا جلد بدل جاتا ہے۔ لیونارڈ کے من میں اب جوانا بسنے لگی۔ اور بیچاری جین بیچ کی یاد جو اس کی جوانی کی امیدوں کا مبدا و منتہی تھی۔ اور جو اس دشت غربت میں خواب میں بھی اُس کی آنکھوں کے سامنے رہا کرتی تھی اس کے لوح دل سے محو ہونے لگی۔

جوانا نے اوپر نظر اُٹھائی تو اپنے سامنے ایک وجیہ و شکیل جوان کھڑا پایا۔ جو حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اُس نے شرما کر اپنی آنکھیں نیچے کرلیں۔ اس کو خوب یاد تھا کہ لیونارڈ نے اس کے لئے اپنی جان کو متعدد بار خطرہ میں ڈالا تھا۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرتا تو وہ کبھی کی زندہ درگور یا واقعی درگور ہوگئی ہوتی جب

اُس کو یہ خیال گزرا تو اس کے دلی جذبات میں تلاطم پیدا ہوا۔ مگر یہ تلاطم احسانمندی اور ممنونیت کی موجوں سے پیدا ہوا؟ اس سوال کا جواب اگر جوانا سے بھی اسوقت پوچھا جاتا تو شاید وہ صحیح طور پر نہ بتا سکتی۔

بہر حال اس نے اپنے چہرہ پر کسی علامت کو جس سے اُس کے دلی جذبات مترشح ہوں ظاہر نہ ہونے دیا۔ اور لیونارڈ سے "گڈ مارننگ مسٹر اوٹرم" کہکر ان الفاظ میں مزاج پرسی کی۔ "مجھے امید ہے کہ اس قدر تکلیف اُٹھانے کے بعد آپ خوب نیند بھر کر سوئے ہونگے"۔

لیونارڈ۔ "ہاں میں آٹھ گھنٹے سویا۔ اور ایک کروٹ تک نہیں لی۔ میں آپ کے اس عنایت آمیز استفسار کا ممنون ہوں"۔

جوانا (آنکھیں نیچی کرکے) "مسٹر اوٹرم میں .... آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ کہ آپ نے میری خاطر اس قدر مصیبت اُٹھائی۔

اتنا کہنے کے بعد وہ اس انگشتری کو جو فرانسسکو نے نکاح کا خطبہ پڑھتے وقت اس کی اُنگلی میں پہنائی تھی۔ دیکھ کر کہنے لگی "یہ انگشتری آپ کی ہے اسے واپس لیجئے"۔

لیونارڈ "مس راڈ۔ ہم دونوں نے ایک ہی مرحلہ طے کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ اس مہم کی یادگار میں اسے بطور نشانی کے اپنے پاس رکھیں"۔

جوانا۔ "آپ کی فیاضی میں تو کچھ شک نہیں مگر یہ انگشتری تو خاص آپ کی ہے۔ آپ ایک عارضی ملاقات کی بنا پر ایک اجنبی کو یہ انگشتری کیسے دیسکتے ہیں؟"

لیونارڈ "مس راڈ آپ بجا فرماتے ہیں۔ لیکن اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ میری اور آپ کی جان پہچان عارضی ہے اور میں ابھی آپ کی نیازمندی کے اعزاز سے محروم ہوں تاہم اس انگشتری کے لینے میں تو آپ کا کوئی ہرج نہیں میری یہ عین خواہش

ہے کہ آپ اسے پہن لیں "

جوانا نے انگشتری کو بغور دیکھا۔ اس کے نگینہ میں یہ الفاظ تھے "محبت دولت عزت" محبت کا لفظ دیکھ کر جوانا کے چہرہ سے حیا کی سُرخی نمودار ہوگئی۔ اور اُس کی سرگیں آنکھیں خود بخود نیچے جھک گئیں۔ اگرچہ وہ نہیں جانتی تھی کہ محبت کے لفظ میں ایسا کیا رکھا تھا۔ کہ جس سے شرم آ گئے۔ بہرحال وہ کہنے لگی کہ " اچھا مسٹر اوٹرم اگر آپ کی عین خواہش ہے کہ میں اس انگشتری کو پہن لوں، تو بطور اس واقعہ کی یادگار کے میں اُسے پہن لیتی ہوں۔ جب آپ مانگیں گے تو آپ کو واپس دیدوں گی۔ مگر مجھے آپ سے ایک بات کہنی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ کبھی گزشتہ رات کے نقلی نکاح کے نامطبوع واقعہ کا جو ایک خاصہ کٹ پتلیوں کا تماشا تھا۔ اور جس میں ہم پکڑ کر بٹھائے گئے تھے میرے سامنے ذکر نہ کریں۔ مجھے اس نکاح کے خیال سے بھی سخت نفرت ہے۔ آپ اسے اب رفت و گزشت سمجھیں اور بالکل بھول جائیں "

لیونارڈ " مس راڈا اگر اس قسم کے واقعات بھول سکتے ہیں تو یقیناً مجھے اُن کے بھول جانے میں کچھ عذر نہیں۔ اچھا اب ناشتہ تیار ہے آئیے نوش جان فرمائیے۔ "

جوانا نے لیونارڈ کے سوال کے جواب میں سر جھکایا۔ اور پھول ہاتھ میں لئے اُس کے سامنے سے نکل گئی۔

لیونارڈ (دل میں) " یہ لڑکی بھی صنعت ایزدی کا ایک نمونہ ہے۔ بھلا اس کے حسن و جمال کی تو یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ یہ نعمت اُس کو اپنے آباؤ اجداد سے ترکہ میں ملی مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے اس قدر شائستہ ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ اگر اس کی تربیت پر جائیں تو اُسے نیم وحشی ہونا چاہیے تھا مگر نہیں

بخلاف اس کے میں نے کوئی یورپین عورت اس انداز کی اپنی عمر بھر نہیں دیکھی"
ان خیالات میں محو لیونارڈ خیمہ گاہ تک پہنچا۔ اور اُس نے دیکھا کہ پادری فرانسسکو
جوانا کے ساتھ کچھ راز کی باتیں کر رہا ہے۔

لیونارڈ (کسی قدر درشتی سے) "پادری صاحب آپ جانتے ہیں کہ میں نے
غلاموں کو کشتیوں پر روانہ کر دیا تاکہ جدھر چاہیں جائیں آزادی اُن کو مل ہی گئی
ہے۔ اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟ آپ کے زہد و اتقا اور آپ کی اب تک کی
کارروائی کے قابلِ اطمینان ہونے میں شک نہیں مگر یہ تو بتائیے کہ آپ رہتے
کن خبیثوں کی صحبت میں تھے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ وہیں جانا چاہتے ہیں
جہاں سے آپ آتے تھے۔ اور اگر ایسا ہے تو آپ کا راستہ مشرق کی طرف
ہے۔" اور یہ کہہ کر لیونارڈ نے قلعہ کی طرف اُنگلی اُٹھائی۔

فرانسسکو۔ "صاحب من آپ کا شبہ بالکل بجا ہے جن لوگوں کی صحبت
میں آپ نے مجھے پایا اُن سے آپ ہرگز میری نسبت نیک رائے قائم نہیں
کر سکتے۔ مگر حقیقت نفس الامری یوں ہے کہ میں اینٹونیو پریرا کے پاس کسی بُری
نیت سے نہیں آیا تھا۔ میرا ایک بھائی پرتگال سے بوجہ ایک جرم کے افریقہ
بھاگ آیا اور پریرا کی جماعت میں شریک ہو گیا۔ میں نے اس کا سراغ لگانا شروع
کیا۔ اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے یہاں آن پہنچا۔ ان بردہ فروشوں نے میری بڑی
آؤ بھگت اور خاطر مدارات کی۔ کیونکہ میں پادری تھا۔ میری زبان کے اثر سے
گنہ گاروں کے گناہ بخشے جاتے تھے۔ اور قریب الموت لوگوں کو تسکین روح
حاصل ہوتی تھی۔ ایک دفعہ میں نے اپنے بھائی سے قلعہ سے فرار ہو جانے کے لئے
کہا۔ لیکن پریرا کے کان بالشت بھر سے کم لمبے نہ تھے۔ اس نے سُن پایا اور میرے
بھائی کو پھانسی دیدی۔ میرے قتل سے جو وہ باز رہے تو اس کی وجہ وہی میرا پادری

ہونا تھا۔ میں بعدازاں بطور قیدی کے رکھا گیا۔ اور مجھے پریرا کے شیطانی لشکر کے ساتھ ساتھ ہر مہم میں جانا پڑتا تھا۔ میری سرگذشت اسی قدر ہے۔ اب اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے ساتھ چلا چلوں۔ کیونکہ میرے پاس ایک کوڑی نہیں۔ اور اس اُجاڑ بیابان میں جہاں ہر طرف وحشت ہی وحشت نظر آتی ہے۔ میں کسی دوسری جگہ نہیں جا سکتا۔"

لیونارڈ۔ "بہت اچھا پادری صاحب مگر یہ یاد رہے کہ مجھ کو چاروں طرف خطرات کا سامنا ہے۔ میں آپ سے کہے دیتا ہوں کہ اگر مجھ کو کسی قسم کا شبہ پیدا ہوا تو میں وہ کروں گا جو کسی نے نہ کیا ہو۔"

جوانا (خفا ہو کر) "مسٹر اوٹرم آپ پادری صاحب پر شبہ نہ کریں میں اُن کی نہایت درجہ مرہونِ منّت ہوں۔ انھی کی عنایت اور نیک مشورہ کی بدولت میں آج زندہ ہوں۔"

لیونارڈ دل میں ان مختلف پیرایوں کا مقابلہ کر کے جن میں جوانا نے پادری کی اور اس کی خدمات کا اعتراف کیا۔ "مس راؤ اگر آپ پادری صاحب کی ضامن ہوتی ہیں تو بس ہے بلاشبہ میرے مقابلہ میں آپ کی شناسائی ان سے مدید تر ہے۔"

اس وقت سے لے کر ایک خاص وقت تک جب کہ ایک خاص گفتگو نے حقیقت کو اس کے سامنے کھول دیا لیونارڈ گو فرانسسکو سے نفرت رہی جوانا کی ایسی صریح طرفداری لیونارڈ کو ناگوار گزرتی تھی۔ تعصب ایک نہایت قوی جذبہ ہے اور جب شبہ اور حسد اس میں مل جائیں تو وہ نہایت خوفناک ہو جاتا ہے۔

کھانا کھا چکنے کے بعد یہ لوگ دریا کے کنارے کشتیوں میں سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ شام کے وقت وہ اس جزیرہ کے پاس سے گزرے جہاں اُنہوں نے بردہ فروشوں کو چکمہ دیا تھا مگر وہاں اُن کو کوئی متنفس نظر نہ آیا۔ خدا جانے یہ لوگ

ہلاک ہو گئے یا بچ کر چلے گئے۔ کچھ دیر بعد وہ دریا کے کنارے خیمہ زن ہوئے۔ اور آگ کے گرد بیٹھ کر لیونارڈ اور جوانا میں باتیں ہونے لگیں۔ جوانا نے اپنی تمام سرگزشت بائے بسم اللہ سے تائے تمت تک سنادی۔ اور اثنائے کلام میں کہا کہ "مجھے تو یہ واقعہ ایک خواب پریشاں معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ نکاح کا سوانگ جس پر کہ اس کا اختتام ہوا میں خیال میں لاتے ہوئے کانپتی ہوں"۔ فرانسسکو جو چپ بیٹھا ہوا اُن کی باتیں سُن رہا تھا اب پہلی مرتبہ بولا۔

"خاتون صاحبہ اس سوانگ سے آپ کی مُراد غالباً وہ رشتہ ہے جس سے کہ میں نے پریرا کے کہنے پر مجبور ہو کر آپ کو اور مسٹر اوٹرم کو مربوط کیا۔ میں آپ کو یہ جتا دینا اپنا فرض منصبی خیال کرتا ہوں کہ یہ نکاح خواہ کیسا ہی بے فائدہ اور بے ضابطہ طور پر پڑھا گیا ہو۔ لیکن میں اُس کو باطل نہیں سمجھتا۔ مجھے یقین واثق ہے کہ جب تک آپ دونوں کو موت جُدا نہ کر دے اُس وقت تک آپ بیوی میاں رہیں گے۔ البتہ سقف اعلیٰ (پوپ) کو اس رشتہ کے فسخ کر دینے کا اختیار ہے۔ کیونکہ انہی کو ایسا کرنے کا منصب حاصل ہے"۔

جوانا (آگ بگولا ہو کر) "یہ سراسر جھوٹ ہے۔ پادری فرانسسکو صاحب اگر آپ پھر میرے سامنے ایسی باتیں کرینگے تو میں آپ سے کبھی نہیں بولوں گی۔ میں اس نکاح کے جواز کی بالکل منکر ہوں۔ نکاح پڑھے جانے سے پہلے مسٹر اوٹرم نے میرے کان میں کہا تھا کہ اس سوانگ بھرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور واقعی یہ تھا بھی ایک سوانگ۔ اگر مجھے یہ خیال ہوتا کہ ایسا نہیں ہے تو میں زہر کھا لیتی۔ پادری صاحب جو کچھ آپ کہتے ہیں۔ اگر اُس کی کوئی اصلیت ہے تو میرے ساتھ فریب کیا گیا ہے"۔

لیونارڈ (طعنہ زن ہو کر) "مس راڈ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ جو کچھ پادری صاحب

کہتے ہیں ٹھیک ہے تو کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ اس طرح کا فوری رشتہ مجھے پسند ہوگا یقین مانیئے کہ اگر میں آپ سے ساتھ فریب کرنا چاہتا تو سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ میں خود بھی اس دامِ فریب میں پھنس جاؤں۔ کیونکہ اگر لزوم نکاح منقطع نہیں ہو سکتا تو اس کے عدم انقطاع سے جانبین متاثر ہیں اور مجھ جیسا ناچیز اور کس مپرس شخص بھی پانچ منٹ جان پہچان پر ایک عورت سے شادی نہیں کر سکتا۔ بات اصل میں یوں ہے کہ میں نے تمہاری رہائی کا بیڑا جس مقصد سے اُٹھایا تھا وہ ازدواج نہیں تھا۔ بلکہ کچھ اَور۔"

جوانا (اس تلخی کے لہجہ میں جس میں کہ لیونارڈ نے گفتگو کی تھی) "کیا میں اس مقصد کے استدراک کی جُرأت کر سکتی ہوں۔"

لیونارڈ۔ یقیناً آپ کو یہ منصب حاصل ہے۔ مگر پہلے میں آپ کو اس امر سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں ایک مفلس قلاش شخص ہوں اور بوجوہ چند در چند دولت کمانے کا آرزومند ہوں۔ نظر براں جب یہ عورت (سوا کی طرف اشارہ کرکے) میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ اگر تم میری مالکہ کو چھڑا دو گے تو میں لعلوں کا ایک گنج بے بہا تمہیں بتا دونگی۔ اور جب اس نے اس قسم کا ایک قیمتی پتھر مجھے معاوضہ میں پیشگی بھی دیدیا تو مجھے چونکہ اَور کوئی کام نہ تھا اور کہیں اور جانا نہ تھا۔ اور حالت میری نہایت ابتر تھی میں رضامند ہو گیا اور احتیاطاً میں نے اس معاملہ کو قلمبند بھی کر لیا۔" فریقین معاہدہ میں سے ایک فریق میں تھا اور فریق ثانی سوا تھی جو آپ کی طرف سے بھی مختار تھی۔"

جوانا۔ "مجھے اس بات کا ذرا علم نہیں کہ آپ کس کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اس کے علاوہ سوا کو تو میں نے کبھی اختیار نہیں دیا تھا۔ کہ کسی معاہدہ پر میری طرف سے دستخط کر دے۔ مگر کیا آپ یہ تحریر مجھے دکھا سکتے ہیں۔"

لیونارڈ۔ "ضرور" اور یہ کہکر وہ اپنے سامان کی طرف گیا۔ اور تھوڑی دیر میں لیونارڈ ایک ہاتھ میں لالٹین اور دوسرے ہاتھ میں بائبل لئے ہوئے آیا۔ جوانا نے لالٹین پاس رکھ کر کتاب کو کھولا۔ پہلی شے جس پر اُس کی نگاہ پڑی جین بیچ کا نام تھا۔ جو کتاب کے پہلے ورق پر اس تحریر کے نیچے لکھا ہوا تھا۔ "جان سے پیارے لیونارڈ کو جین کی طرف سے یہ ہدیہ قبول ہو۔ ۲۳ جنوری"۔

لیونارڈ (جلدی سے) "ورق پلٹئے اقرارنامہ دوسری طرف ہے۔"

جوانا کے دل پر جین بیچ کا نام دیکھتے ہی ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی وہ متحیر ہو کر سوچنے لگی۔ یہ جین بیچ کون ہے۔ اور مسٹر اوٹرم کو اس نے "جان سے پیارے لیونارڈ" کیوں کہا؟ عورتوں کے دل بھی عجیب ہوتے ہیں۔ دفعتہً جوانا کو جین سے خواہ وہ کوئی بھی ہو ایک گونہ تنفر پیدا ہو گیا۔ جب وہ اقرارنامہ کو پڑھ چکی تو اُس نے اپنا دلفریب چہرہ جس پر حقارت آمیز تبسّم ظاہر تھا۔ اُٹھایا اور بولی۔ "اس ظلمات اور لعلوں کی حکایت کے کیا معنے ہیں؟"

سوا۔ راعیہ اسے کہانی مت سمجھو جب تم بچّی تھیں تو جو زبان کہ مَیں نے تمہیں سکھائی تھی وہ ساکنانِ ظلمات کی زبان تھی یہ داستان بالکل سچ ہے۔ تمہارے باپ مادوم سے مَیں نے اس لئے اسے چھپائے رکھا کہ کہیں وہ قیمتی پتھروں کی تلاش میں خود نہ جائے اور مارا جائے۔" یہ کہکر اُس نے وہی قصّہ جو لیونارڈ کو سنا چکی تھی حرف بحرف دُہرایا اور اُسے یوں ختم کیا۔

مَیں نے یہ قصّہ گورے آدمی سے اس لئے بیان کیا کہ اپنی قوم کے لوگوں کی طرح وہ بھی حریص اور طماع ہے۔ اور اُس وقت اور کوئی تدبیر مجھے نہ سوجھتی تھی اس لئے سُرخ پتھر اُسے رشوت میں دیا اور اس سے وعدہ کیا کہ میں تجھے ظلمات کی سرزمین میں لے چلوں گی۔ کیونکہ اگر مَیں ایسا نہ کرتی تو وہ تمہیں پہلے بھتنے سے رہا کرنے میں

کبھی اپنی ہمت اور تدبیر سے اس طرح کام نہ لیتا۔ اور اسی لئے میں نے اس کاغذ پر اپنی اور تمہاری طرف سے دستخط بھی کر دیئے۔ کیونکہ مجھے خوب معلوم تھا کہ مجھے آپ کی طرف سے اقرار کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں اور آپ جیسا چاہیں معاہدہ کی شرائط کی تکمیل سے انکار کر سکتی ہیں۔ اگرچہ میں اُس پر قائم ہوں"۔

لیونارڈ (آپ ہی آپ) "بات تو اس نے کھری کہی۔ اس بُڑھیا کو اگر مختار بنایا جاتا تو غضب کا قانون چھانٹتے"۔

جوانا۔ "سوا یہ تو بتا کہ ان پتھروں کی تلاش میں کیا یہ لازمی ہے کہ میں تیری قوم کے لوگوں میں اس مہم میں حصّہ لوں"۔

سوا۔ اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس سے کیا تم بالکل آزاد ہو۔ اور تمہاری طرف سے جو وعدہ میں نے کیا ہے وہ کالعدم ہے۔ اس گورے آدمی کو بے صلہ جانے دو۔ دور دراز سفر کی زحمت سے بچ جائیگا۔

لیونارڈ۔ "مختار کیا اسے تو مختار عام ہونا چاہیئے تھا"۔

آٹر۔ واہ وا! مال زادی قحبہ میرا بس چلے تو اس نابکار بُڑھیا کا گلا گھونٹ ڈالوں"۔

جوانا نے ان چہ میگوئیوں کی جانب کچھ التفات نہ کیا۔ کچھ دیر تک وہ سوچتی رہی۔ اور پھر مسکرا کر کہنے لگی۔ "واقع میں یہ ایک نہایت بیش قیمت قانونی دستاویز ہے مگر مسٹر اوٹرم آپ نے حقیقت کھول کر میری غلط فہمی کو کیوں رفع کر دیا۔ میں اپنے تصور میں اس واقع کو زمانہ وسطیٰ کے ان دل آویز افسانوں سے تشبیہ دیئے بیٹھی تھی۔ جن میں جنگ آزما سورما ستم رسیدہ عیسائی لڑکیوں کو اپنے زور بازو سے عفریتوں کے پنجۂ قید سے جا کر رہائی دلواتے تھے۔ میں اپنے تئیں اس کی آفت رسیدہ لڑکی خیال کئے ہوئے تھی۔ جو پہلے بھتنے کی قید میں مبتلا تھی اور آپ کی نسبت بھی میرا یہ خیال تھا کہ اُن سورماؤں کی طرح میری مصیبت کا حال سنتے ہی آپ زرہ بکتر

لگا کر اوچی بن کر میرے چھڑانے کے لئے روانہ ہوئے۔ مگر آپ نے تو زمانہ وسطیٰ کا پردہ اُٹھا کر دفعۃً انیسویں صدی کا سین میرے پردہ نظر پر کھینچ دیا۔

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

یہاں تہور اور شجاعت کہاں یہ تو اچھا خاصہ بیوپار ہے۔ میں مشکل میں پھنس گئی۔ لیکن چونکہ آپ کے گمان میں ایک موہوم خدمت انجام دیکر آپ کو حصول گنج میں مدد دے سکتی تھی۔ لہذا آپ نے میری رہائی کی حامی بھری ابھی تک مجھے یہ معلوم نہیں کہ مجھ سے کونسی خدمت لی جانے والی ہے لیکن آپ مطمئن رہیں۔ میں سوا کے کہنے پر اس وعدہ سے جو سوا نے میری طرف سے کیا ہے ہرگز نہ پھروں گی مسٹر اوڈرم اگر میرے امکان میں ہوا تو میں آپ کو اس مہم میں مدد دینے میں ہر طرح سے کوشش کرونگی۔ کیونکہ آپ نے نہایت زحمت اُٹھائی ہے۔ اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ نے اپنا روپیہ کما لیا ہے۔ کم از کم روپیہ کے ملنے کی توقع تو آپ کے ہاتھ سے کہیں گئی نہیں۔ ان سب باتوں کو سن کر ہنسی آتی ہے" اور یہ کہکر وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

جوانا کی ان باتوں کے سننے سے لیونارڈ کی جو حالت ہوئی وہ ناگفتہ بہ تھی غیظ و غضب کی آگ اس کے سینہ میں بھڑک رہی تھی۔ اور مارے شرم کے اس پر گھڑوں پانی پڑ رہا تھا۔ اُس نے کیسی حماقت کی کہ اپنے آپ کو اس لڑکی کی زبان کے تیروں کا آماج گاہ بنایا اور اُس کے طعن و تشنیع کا مورد ہوا۔ دل میں وہ کہتا تھا کہ" وہ نامراد گھڑی کونسی تھی جبکہ مَیں نے اس کمبخت دستاویز کو قلمبند کیا۔ کاش میرے ہاتھ اُسوقت جل گئے ہوتے" لیکن اب سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ کہ جس طرح بن پڑے اپنی بات کو نباہے۔ اس لئے اس نے کہا۔

"مس راڈ شکر ہے کہ آخر آپ پر میری حقیقت تو کھل گئی۔ مَیں نے یہ معاہدہ اس

نے ثبت کیا تھا کہ اُس سے مجھے اپنے مقصد کے حصول کی امید پیدا ہوئی تھی۔ جو کہ دولت ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ اگر معاہدہ نہ ہوتا تو مَیں آپ کی رہائی کی کوشش نہ کرتا۔ مگر آپ میرے اس قول کو کیوں باور کرنے لگیں۔

جوانا ۔مسٹر اوٹرم مَیں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ مَیں آپ کے جزم و احتیاط کی نہایت مشکور ہوں۔ اس کی وجہ سے میرے دل پر سے ایک بہت بڑا بوجھ اُٹھ گیا۔ کیونکہ اگر مَیں آپ کو اِن ظلمات کے جواہرات کے حصول میں مدد دے سکی تو آپ کے اس احسان کا بدلہ ہو جائیگا جس کے بوجھ تلے مَیں اس وقت دبی جا رہی ہوں۔"

لیونارڈ (دفعتہً اُٹھ کر) "ہمیں کل بہت سویرے روانہ ہونا ہے۔ اس لئے مجھے اب اجازت دیجئے۔" یہ کہکر وہ چل دیا۔ اور جب وہ آگ کے پاس سے گزرا تو جوانا نے دیکھا کہ اُس کا چہرہ غصّہ سے بھبوکا ہو رہا ہے۔ اور اُس نے دل میں کہا۔" اچھا ہوا کہ خفا ہو گیا۔ وہ کون تھا مجھے روپیہ کی خاطر چھڑانے والا؟ مگر ہے عجیب شخص اور مَیں اچھی طرح اُس کی طبیعت کے حال سے واقف نہیں ہوئی۔ خدا جانے یہ جین نیچ کون ہے؟ شاید روپیہ اسے مطلوب ہو۔ عام طور پر عورتیں دولت کی آرزومند ہوتی ہیں۔" پھر وہ باآواز بلند بولی۔" سوا ادھر آ۔ مَیں سوتی ہوں اور تو پھر حرف بحرف بیان کر کہ مسٹر اوٹرم سے تیری ملاقات کیونکر ہوئی تھی۔ اور تیری باتیں ان سے کیا ہوئیں اور یہ بھی بتا کہ ظلمات کا خزانہ حاصل کرنے میں مَیں کیا مدد دے سکتی ہوں۔

سولھواں باب

غلط فہمیاں

جس تلخ و تند مکالمہ کا ذکر پچھلے باب میں کیا گیا ہے اُس کی وجہ سے لیونارڈ اور جوانا میں شکر رنجی پیدا ہو گئی اور اگرچہ سفر کی ضرورتیں انہیں ایک دوسرے سے ملنے پر مجبور کرتی تھیں۔ لیکن یہ کشیدگی ایک عرصہ تک باقی رہی۔ دونوں کو ایک دوسرے سے گلہ تھا۔ لیکن دونوں محجوب اور نادم بھی تھے۔ لیونارڈ کو سوا سے عہد و پیمان کرنے کا بیحد افسوس تھا اور جوانا کو اس بات کا افسوس تھا کہ مَیں اس معاملہ میں لیونارڈ کے ساتھ کیوں اس قدر درشتی اور روکھے پن سے پیش آئی۔ کیونکہ اس نے اگر سوا سے اقرار لے لیا تو اس میں کیا بُرا کیا۔ اُس کو میرا حال کیسے معلوم ہو سکتا تھا۔ علاوہ اسکے وہ جو دولت کمانے کا آرزومند ہے تو شاید اس کی تہ میں وہ عورت ہے جس کا نام انجیل کے خالی صفحہ پر لکھا ہوا تھا۔

عورتیں بالطبع متجسس ہوتی ہیں اور جوانا اس قاعدہ سے مستثنےٰ نہ تھی جین کا خیال دل میں لاتے ہی وہ اس ٹوہ میں لگی کہ کسی نہ کسی طرح یہ دریافت کرنا چاہئے کہ یہ عورت کون ہے۔ لیکن دریافت کرتی تو کس سے کرتی۔ لیونارڈ سے اس سے بول چال نہ تھی اور دوسرا کوئی شخص ایسا نہ تھا جسے لیونارڈ کے خانگی حالات معلوم ہوں۔ آٹر البتہ ایسا تھا جسے شاید کچھ معلوم ہو۔ اس خیال سے اُس نے آٹر سے اس بارہ میں گفتگو شروع کی۔ مگر اُس نے ایسے واہی تباہی جواب دیئے کہ وہ کھسیانی ہو کر چُپ ہو گئی۔ وہ کہنے لگا۔ کہ "میرے میاں سمندر پار ایک بڑی کرال میں رہتے تھے۔ جین بیچ غالباً اُن کی دس جوروں میں سے کوئی ہو گی اس ملک

میں جو سمندر پار واقع ہے میرے میاں دُنیا میں سب سے بڑے اور سب سے دولتمند سردار تھے۔ مگر حاسدوں کی عداوت کی وجہ سے اُن کی دولت اور کرالیں چھن گئیں۔ اور وہ یہاں نئی دولت کی جستجو میں چلے آئے۔" جب جوانا نے آٹر سے پوچھا کہ "تجھے اپنے میاں کی دس جوروں کے نام یاد ہیں؟" تو وہ کہنے لگا کہ ہاں خوب یاد ہیں، اور اپنے ملک کی حبشن عورتوں کے سے دس نام انگلیوں پر گن کر ایک وثوق کے لہجہ میں بتائے۔ "بڑی کرال" کا نام آٹر سے سُن کر جوانا کو لیونارڈ کے حالات دریافت کرنے کی اور زیادہ آرزو ہوئی۔ اور اُس نے کہا کہ اگر موقعہ ملے تو خود لیونارڈ ہی سے اُس کے حالات دریافت کرنے چاہئیں۔

یہ موقعہ جوانا کو سفر کے ختم ہونے سے ایک دن پہلے ملا۔ دریا کی منزلیں کشتی میں طے کرتے ہوئے وہ بخیر و خوبی برباد شدہ نو آبادی کے قریب پہنچ گئے تھے۔ اور سفر اگلی صبح ختم ہونے کو تھا اب تک لیونارڈ اور جوانا میں بہت کم بات چیت ہوئی تھی۔ کیونکہ رستہ میں انہیں ایک دوسرے سے ملنے کا بہت کم اتفاق ہوا تھا۔ اور اُس کی وجہ یہ تھی کہ لیونارڈ اور آٹر ایک کشتی میں آگے آگے سفر کرتے تھے اور جوانا اور پادری فرانسسکو دوسری کشتی میں اُن کے پیچھے پیچھے فرانسسکو کی طبیعت میں کسی قدر زنانہ پن تھا۔ اور اس کے اوضاع و اطوار عورتوں کے سے تھے۔ شکل و شباہت میں وہ جوانا سے ملتا جلتا تھا۔ اور اُن میں باہمی مشابہت اس درجہ تھی کہ شام کے وقت اگر فرانسسکو کو عورتوں کا لباس پہنا کر جوانا کے برابر کھڑا کر دیا جاتا تو بمشکل دونوں میں امتیاز ہو سکتا۔ جوانا اور فرانسسکو کا اتحاد و ارتباط بتدریج بڑھتا چلا اور جوانا نے اُسے اس لئے جائز رکھا کہ فرانسسکو پادری تھا۔ اگر اس کا پیشہ رہبانیت نہ ہوتا تو شاید جوانا اس سے اس قدر زیادہ ملنے سے احتراز کرتی۔ مگر اس کے نزدیک فرانسسکو ایک

لحاظ سے گویا عورت تھا۔ اگر اسے زیادہ تجربہ ہوتا تو وہ یہ سمجھتی کہ رہبانیت کی عبا کے تلے ایک ایسا دل چھپا ہوا رہ سکتا ہے جس میں رجولیت کے جذبات موجزن ہوں اور حسن کے کرشموں سے مسحور ہونے کی استعداد رکھتا ہو۔ مگر افسوس کہ وہ یہ نہ سمجھی اور سمجھی بھی تو وہ اس وقت تک سمجھی جبکہ اُس کے حسن و خوبی۔ ناز و ادا اور سلیقہ و ہنر نے جادو کی برچھیوں سے بچارے پادری کے دل کو چھلنی کر ڈالا تھا۔ غرضنکہ اُن میں خوب گھٹتی تھی۔ اور جوانا لیونارڈ کے دل کو جلانے کی غرض سے فرانسسکو کے ساتھ مزے مزے کی باتیں کرتی تھی تاکہ لیونارڈ کو یہ معلوم ہو کہ وہ بالطبع کج خلق نہیں ہے اور جب چاہے خوش خلق بن سکتی ہے۔

القصہ اس دن جس کی اگلی صبح کو سفر ختم ہونے والا تھا بخلاف قاعدہ مستمرہ لیونارڈ اور جوانا ایک کشتی میں بیٹھے نظر آئے۔ کچھ دیر تک وہ خاموش رہے۔ لیونارڈ کے دل میں جوانا کی طرف سے ملال تھا۔ جوانا اور فرانسسکو کی صحبت روز گرم ہوتے دیکھ کر وہ خون کے گھونٹ پی پی کر رہ جاتا تھا اور اب وہ اپنے دل میں کہنے لگا۔

"یہ یہاں کیوں آئی ہے؟ شاید پادری سے اس کی طبیعت اُکتا گئی ہے جو یہاں چلی آئی۔ جاتی کیوں نہیں یہاں سے؟" لیکن اگر وہ چلی جاتی تو اس میں شک نہیں کہ لیونارڈ کو بے حد افسوس ہوتا۔

جوانا کی آرزو تھی کہ لیونارڈ اس مہر خاموشی کو توڑے۔ مگر حیران تھی کہ کیا بات ایسی کروں جس سے لیونارڈ کچھ بات چیت کرے۔ دفعۃً ایک تجویز اُسے سوجھی اور کشتی کے دنبالہ سے تکیہ لگا کر وہ گانے لگی۔ آواز اُس کی نہایت سُریلی اور مست کرنے والی تھی۔ لیونارڈ جس نے مدّت سے گانا اور پھر اچھا گانا نہ سُنا

تھا محو و ازخود رفتہ ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ رُک گئی اور کہنے لگی۔" مسٹر اوڈرم شاید مَیں آپ کو بیزار کر رہی ہوں۔ غالباً آپ گانا سننے کے شائق نہیں۔"

لیونارڈ۔ "مَیں گانا سُننے کا نہایت مشتاق ہوں۔ آپ کا گلا نہایت اچھا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے فن موسیقی میں باقاعدہ طور پر تعلیم پائی ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ نے امور میں دستگاہ کیسے حاصل کر لی۔ مثلاً فن موسیقی ہی میں۔"

جوانا۔ مسٹر اوڈرم آپ شاید خیال کرتے ہونگے کہ چونکہ یہ ملک میرا زادبوم ہے اور میں اسی میں پل کر اتنی بڑی ہوئی ہوں۔ اس لئے ایک طرح کا مجھے وحشی ہونا چاہیے تھا۔ لیکن اصل میں ایسا نہیں۔ تہذیب اور شائستگی حاصل کرنے کے جو موقع مجھے ملے انہیں مَیں نے ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ میرے والد ایک اچھے تعلیم یافتہ شخص ہیں۔ مَیں نے اُن سے تعلیم پائی۔ علاوہ اس کے دو سال تک میں شہر ڈربن واقع ملک ناٹال کے مدرسہ میں پڑھتی رہی۔ لیکن اس اجاڑ ملک میں زندگی بسر کرنا مجھے اب خوش نہیں آتا۔ جی چاہتا ہے کہ یُورپ چلی جاؤں اور دیکھوں کہ تمدن کا سایہ بنی نوع انسان پر وہاں کس انداز سے پڑا ہے مگر خدا جانے وہاں جانا قسمت میں لکھا بھی ہے یا نہیں (آہ بھر کر) لیکن پہلے مَیں اپنے ابا جان سے تو مل لوں۔ خبر نہیں وہ اس وقت کہاں ہونگے؟ اور مسٹر اوڈرم آپ کو اس ملک میں رہنا کیونکر بھاتا ہے؟"

لیونارڈ (تلخی سے) "مس راڈ میں بھی آپ کی طرح قسمت کے تیروں کا آماجگاہ بن رہا ہوں۔ میں اس سے پہلے آپ کو بتا چکا ہوں۔ کہ مَیں ایک مفلس اور قلاش شخص ہوں۔ اور دولت کی جستجو میں مَیں نے یہ دشت نوردی اور بادیہ گردی اختیار کی ہے۔ انگلستان میں شاید پیٹ بھر روٹی میں کما کھاؤں۔ مگر یہ میرا مقصد نہیں

مَیں تو دولت کمانا چاہتا ہوں اور دولت بھی بہت سی۔"

جوانا۔" اس سے کیا حاصل؟ عمر بھر دولت کی تلاش میں آوارہ گردی سے کیا فائدہ؟"

لیونارڈ۔" مَیں دولت ایک مقصد کے لئے حاصل کرنا چاہتا ہوں اور مَیں نے قسم کھائی ہے کہ اُس مقصد کو پُورا کرونگا۔ سُنئے وہ مقصد یہ ہے۔ مَیں اور میرا بھائی جو چند ہفتہ ہوئے کہ بخار سے مرگیا۔ ایک قدیم معزز خاندان سے علاقہ رکھتے تھے جب ہم پیدا ہوئے تو دولت عزّت ثروت ہمارے گھر کی غلام تھی مگر ہمارے باپ نے اپنے ناکردنی افعال کی بدولت ان نعمتوں کو ضائع کر دیا اور ہمارا قدیم گھر جو صدیوں سے ہمارے خاندان میں چلا آتا تھا۔ نیلام ہو گیا۔ یہ واقعہ سات سال کا ہے جبکہ میری عمر تئیس سال کی تھی۔ ہم دونوں بھائیوں نے مل کر قسم کھائی کہ ہم اس کھوئی ہوئی دولت و ثروت و عزّت کو ازسرِ نو حاصل کریں گے۔ میرا بھائی تو مرگیا۔ اب مَیں اس قسم کو پُورا کرنے والا رہ گیا ہوں۔ اب شاید آپ سمجھ گئی ہوں گی کہ مَیں نے کیوں وہ دستاویز قلمبند کی تھی۔"

جوانا "ہاں مَیں سمجھ گئی آپ کا واقعہ بھی ایک عجیب واقعہ ہے۔ لیکن کیا آپ کا کوئی رشتہ دار باقی نہیں رہا۔"

لیونارڈ۔" صرف ایک رشتہ دار میرا باقی ہے۔ خدا جانے وہ ابھی تک زندہ ہے یا نہیں اور وہ میری خالہ ہیں جنہوں نے عمر بھر کنوارپنے میں گزاری۔"

جوانا (جلدی سے) "کیا اُن کا نام جین بیچ ہے؟ معاف کیجئے گا۔ مَیں نے یہ نام آپ کی انجیل کے پہلے خالی صفحہ پر دیکھا تھا۔"

لیونارڈ۔" نہیں میری خالہ کا نام جین بیچ ہے۔"

جوانا ذرا رُکی۔ مگر تجسس اور شاید دوسرے اور جذبات اس تامّل پر غالب آگئے۔ اور وہ صاف بول اُٹھی۔" پھر جین بیچ کون ہے؟"

لیونارڈ نے جوانا کی طرف نگاہ بھر کر دیکھا اور اُسے وہ تمام طعنے یاد آئے جو اُس نے رہ رہ کر اُسے برچھیوں کی طرح مارے تھے۔ اُس نے سوچا کہ شاید سمجھتی ہے اور مجھ کو اس سے محبت ہے اور یہ خیال کرتی ہے کہ مَیں اس کو ٹکا سا جواب دے دونگی۔ تو اس امیدوں کا خون ہو جائیگا۔ اب مَیں اس کو یہ بتاؤنگا کہ دُنیا میں اور عورتیں بھی ہیں اور ان میں سے ایک ایسی تھی جس نے مجھ کو ایسا خفیف نہیں سمجھا تھا" اس خیال کی بنا پر اُس نے جواب دیا۔" جین بیچ اس خاتون کا نام ہے جس سے میری منگنی ہوئی تھی۔"

جوانا (متبسم ہو کر اور کانپ کر) "مَیں پہلے سے سمجھ گئی تھی۔ مَیں اُس کو اسی وقت تاڑ گئی تھی جبکہ مَیں نے دیکھا کہ آپ انجیل کو ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔"

لیونارڈ۔ "مس راڈ شاید آپ کو یہ خیال نہیں رہا کہ انجیل میں ایک ایسی دستاویز ہے جو کسی وقت چل کر نہایت قیمتی ثابت ہو سکتی ہے۔" جوانا نے اس طعن آمیز فقرہ کی کچھ التفات نہ کیا۔ کیونکہ وہ اور سوچوں میں پڑی ہوئی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ بولی۔ "کیا آپ ابھی تک اس سے منسوب ہیں۔"

لیونارڈ۔ "نہیں جب ہماری دولت ہاتھ سے جاتی رہی تو اس کے باپ نے رشتہ توڑ دیا۔"

جوانا۔ "اس بیچاری کو کیسا غم ہوا ہو گا"

لیونارڈ۔ "ہاں نہایت غم ہوا تھا۔"

جوانا۔ "خط و کتابت تو آپ دونوں میں اب تک جاری ہو گی۔"

لیونارڈ۔ "انگلستان سے آنے کے بعد اس کا کوئی خط مجھے نہیں ملا۔"

جوانا۔ "پیام و سلام تو وہ بھیج سکتی تھی۔"

لیونارڈ۔ "شاید اس کے باپ نے اُسے منع کر کے باب رسل و رسائل بند کر دیا۔"

جوانا۔ "ہاں شاید اُس کے باپ نے منع کر دیا ہوگا۔ کیا وہ نہایت حسین تھی۔"

لیونارڈ۔ "مَیں نے ایسی حسین عورت کبھی کہیں نہیں دیکھی (دل میں) لیکن تم اس سے مستثنیٰ ہو۔"

جوانا۔ "اور آپ کو اس سے نہایت درجہ عشق ہے۔"

لیونارڈ۔ "ہاں مجھے اس سے نہایت درجہ عشق تھا۔"

جوانا نے اگر "تھا" کے لفظ کو سُنا بھی تو اُس نے اُس کے معنی کو نظرانداز کر دیا۔ حال و استقبال میں اس نے کوئی تمیز نہ کی۔ اور سمجھ لیا کہ لیونارڈ کو ابھی تک جین سے عشق ہے۔ عورتوں کا قاعدہ ہوتا ہے کہ رائی کا پہاڑ بنا لیا کرتی ہیں۔ لیونارڈ نے اُسے حقیقت نفس الامری سے مطلع کیا تھا کہ مجھے جین سے عشق تھا۔ مگر جوانا نے یہ فرض کر لیا کہ ابھی تک لیونارڈ کو عشق ہے اور اپنی طرف سے اس میں اور رنگ آمیزی کر لی۔ جوانا کو اب معلوم ہوا کہ اسی رات سے جبکہ اوّل اوّل لیونارڈ سے بردہ فروشوں کے خیمہ گاہ میں اس کی نگاہیں دو چار ہوئیں وہ اس پر ہزار جان سے عاشق ہو گئی تھی۔ اور یہ اُس کے چھپے عشق ہی کا باعث تھا کہ وہ کج ادا ہو کر لیونارڈ سے اس بدمزاجی کے ساتھ پیش آئی تھی۔ اب پہلی دفعہ اس کو معلوم ہوا کہ اُسے قسمت سے ایک دولت ملی تھی جو اس کے ہاتھ سے جاتی رہی۔ یہ خیال اس کے دل میں آتے اور لرزہ کی ایک بجلی سی اُس کے جسم میں کوند گئی۔

کچھ دیر بعد اس نے اپنی طبیعت کو سنبھالا۔ اور دھیمی آواز میں نرمی اور متانت کے ساتھ لیونارڈ سے یوں مخاطب ہوئی۔

"مسٹر اوٹرم میں آپ کی نہایت شکر گزار ہوں کہ آپ نے ان تمام واقعات سے مجھے مطلع کر دیا۔ مَیں امید کرتی ہوں کہ سوا کے جواہرات کا قصّہ سچ نکلے گا۔ اور میری مدد سے آپ کو اُن کے حصول میں کامیابی ہوگی۔ جو کچھ آپ نے میرے لئے کیا ہے

شاید یہ خزانہ کسی قدر اُس کا معاوضہ ہو۔ میری عین آرزو ہے کہ آپ کو یہ خزانہ ملے۔ اور آپ اپنے گھر کو خرید کر دولت عزّت اور خوشی اور محبّت کی نعمتوں سے مستفیض ہو کر وہاں اپنی زندگی بسر کریں۔ کیونکہ آپ اس کے مستحق ہیں۔ اب مَیں آپ سے ملتجی ہوں کہ جس بُری طرح سے مَیں نے آپ سے سلوک کیا ہے اُس سے آپ درگذریں۔ اور میری گستاخی اور تند و درشت کلمات کو جو میرے منہ سے نکلے معاف فرماویں۔ مَیں نہایت شرمندہ ہوں۔ لیکن شاید آپ میرے اس عذر کو قابلِ التفات تصوّر کرینگے۔ کیونکہ یہ باتیں میرے منہ سے اُس وقت نکلیں جبکہ میں اپنے آپ میں نہ تھی۔ میرے نظامِ عصبی میں اُن خطرات و مصائب نے جو مجھے برداشت کرنے پڑے خلل ڈال دیا تھا میں نے آپ سے نہایت وحشیانہ سلوک کیا۔"

یہ کہکر جوانا اپنے بائیں ہاتھ کی اُنگلی سے انگشتری اُتارنے لگی مگر پھر رُک گئی۔ دل میں اُس نے کہا۔ کہ لیونارڈ نے بطور نشانی کے مجھے یہ انگوٹھی دی ہے اور مجھ میں اور اُس میں جسے میں ہمیشہ کے لئے جدا کر رہی ہوں یہی ایک آخری رابطہ ہے اس لئے مَیں کیوں اسے واپس کروں۔" اس کا دل اسے بتاتا تھا کہ یہ جھوٹ موٹ کا نکاح اُس کے لئے اصل کا حکم رکھتا تھا کیونکہ اُس نے اپنی جان اور روح ہمیشہ کے لئے لیونارڈ پر فدا کر دی تھی۔ اور اپنا دل اس کے حوالہ کر دیا تھا۔ وہ جی میں کہنے لگی۔ کہ "گو یہ نکاح ظاہر میں باطل ہے اور اُس کے کوئی معنے نہیں ہو سکتے لیکن اس کے اطلاق کے دائرہ سے باہر نہیں نکل سکتی۔ مَیں اب ہمیشہ کے لئے اُسی کی ہو گئی۔ اور میرے خیالات و افعال ہمیشہ کے لئے ایسے رہیں گے گویا مَیں اس ہنگامہ کی رات سچ مچ اُس کی بیاہتا بی بی ہو گئی۔"

لیونارڈ نے اس کی طرف دیکھا۔ اس درجہ حلم اور انکسار اس کی نگاہوں سے

پہلے کبھی متر شیح نہیں ہوا تھا۔ اس نے تعجب کے ساتھ جوانا کی مرضی کے الفاظ کو سُنا۔ اور اُن نگاہوں اور لفظوں کے معنی کسی قدر اُس کی سمجھ میں آ گئے۔ کم از کم اتنا تو اُسے ضرور معلوم ہوا کہ جوانا کے دل کو اس وقت صدمہ پہنچ رہا ہے۔ اب وہ اس کی نظر میں بدل گئی۔ اور جو تلخی کہ اس کے دل میں جوانا کی طرف سے تھی وہ مبدل بہ محبت ہو گئی۔ اُسے یہ خیال آیا کہ " ممکن ہے کہ جوانا کو بھی مجھ سے محبت ہو۔ اور اس کے عجیب برتاؤ کا یہی منشا ہو میں تمام معاملہ سلجھائے دیتا ہوں اور اُسے بتائے دیتا ہوں کہ

" جین بیچ کی صرف ایک یاد میرے دل میں باقی رہ گئی ہے۔ محبت و عشق ہے تو اب تم سے ہے۔ اور تم ہی اب میرے دل و جان کے مالک ہو"

یہ خیال کر کے اُس نے پہلی مرتبہ جوانا کو اُس کے مسیحی نام سے پکارا کہ "جوانا" مگر قسمت میں یہ لکھا تھا کہ یہ فقرہ ختم نہ ہو۔ یہ لفظ لیونارڈ کے مُنہ سے نکلا تھا۔ کہ ایک کشتی اُن کی کشتی کے پتوار کے قریب آ پہنچی۔ اور فرانسسکو کی آواز دھند میں سے جو چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی سُنائی دی۔

" خاتون صاحبہ پیٹر کہتا ہے کہ ہم اس مقام کو پیچھے چھوڑ آئے ہیں جہاں آج ہمیں خیمہ زن ہونا تھا۔ اُس نے آپ کو اس لئے نہیں روکا کہ اُسے خیال تھا کہ آپ اُس جگہ کو اچھی طرح جانتے ہیں۔"

جوانا۔ " پادری صاحب دھند بہت تھا اس میں ہم رستہ بھول گئے"۔

تھوڑی دیر کے بعد اُنہوں نے لنگر ڈالے اور دریا کے کنارے شب باش ہونے کو اُتر پڑے اور لیونارڈ کی۔

دل کی دل ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی۔

سترھواں باب

مادوم کا انتقال

دوسرے دن صبح کے وقت وہ نوآبادی میں پہنچے۔ جسے انہوں نے اسی ویران حالت میں پایا جس میں کہ بردہ فروش اُسے چند ہفتے پہلے چھوڑ گئے تھے لیکن دیسی لوگوں کی کچھ جھونپڑیاں ابھی تک کھڑی تھیں۔ جن میں یہ لوگ رہتے تھے۔ جوانا کی آمد آمد کی خبر چاروں طرف پھیل گئی تھی۔ اور قرب و جوار کی کرالوں کے زدلوں نے سُنا کہ راعیہ رہائی پاکر واپس آگئی ہے تو سینکڑوں مرد عورت اور بچے اس مقام کی طرف جہاں کشتیوں نے آکر لنگر ڈالا تھا دوڑے اور جوانا کو پھر اپنے درمیان دیکھ کر خوشی کے آنسو بہانے لگے۔ مردوں نے اُسے ہاتھ اُٹھا کر سلام کیا اور عورتوں اور بچوں نے اس کے ہاتھ پاؤں اور دامن کو بوسہ دیا۔ جوانا نے انہیں علیحدہ کر کے اضطراب کے عالم میں اُن سے پُوچھا کہ "میرے باپ کی بھی کچھ خبر ہے؟" اُنہوں نے جواب دیا کہ مادوم کی ابھی تک تو کوئی خبر نہیں البتہ کچھ لوگ خبر لانے گئے ہوئے ہیں لیکن ابھی تک وہ لوٹے نہیں۔ یہ سُن کر جوانا کے چہرے پر تشویش اور تردد کے آثار نمایاں ہوئے۔ لیکن لیونارڈ نے اُسے یہ کہکر تسلّی اور تشفی دی کہ "گھبرائیے نہیں آپ کے والد شاید بہت دُور نکل گئے ہوں گے۔ اور جو آدمی اُن کی خبر لانے گئے تھے وہ اُن کو نہیں ملے۔ اب واپس آتے ہی ہونگے۔"

بردہ فروشوں کے قلعے کے مسخر اور اُن کے تباہ ہونے کی خبر اب ہر طرف پھیل گئی تھی۔ اور لوگوں میں بڑا جوش پھیل گیا تھا۔ آٹر نے موقعہ پاکر ایک برچھا ہاتھ میں لیا۔ اور اسے گھماتا ہوا بھیڑ میں اِدھر اُدھر اکڑ اکڑ کر چلنے اور دولو طریقہ کے مطابق لہو نا ڈ

کی تعریف اس طرح پر گانے لگا۔

"واہ! واہ!"

"دل کے کانوں کو کھول کے لوگو ہو جاؤ تیار"
"کرتا ہوں تم سے ذکر میں اس کا جو ہے میرا سردار"
"پیل سفید اُس کو میں کہوں یا کوہ شجاعت و زور"
"کھینچ کے برچھا ماروں اسے ہو اس سے جسے انکار"
"کام کیئے ہیں میرے میاں نے ایسے کہ جن کی نظیر"
"جگ سب ڈھونڈ پھرو تم تب بھی ملتی ہے دشوار"
"یکہ و تنہا قلعہ میں جا کر اُس نے رات کے وقت"
"مارا نہتے اُن پر برچھا پہ باندھے تھے جو ہتھیار"
"اس کو مدد پہنچانے والا کوئی نہ تھا موجود"
"تھا تو فقط ایک کالا بندر یا اک زال تزار"
"اوّل میٹھی باتوں سے اس نے دیدیا سب کو دم"
"بعد میں کھینچی مار کے نعرہ فولادی تلوار"
"پیلے بھتنے کے حرص و طمع کو جس دم بھڑکی آگ"
"اُس نے بجھائی خوب ہی سونے کے پانی کے چھینٹے مار"
"پادری نے پھر میرے میاں سے بیاہا راعیہ کو"
"ایک نے مثل بلبل لیکن اس پر کھایا خار"
"سب سے بہادر اور تناور تھا یہی اُن میں ایک"
"لڑنے کو نکلا میرے میاں سے شیخی اپنی بگھار"
"ناک کے گھونسا میرے میاں نے ایسا جمایا ایک"

"سر کا نکل گیا اس کے کچومر اور ہوا وہ فی النار"
"جنگ ہوئی مغلوبہ اب اور سارے بردہ فروش"
"چاروں طرف سے لگ گئے کرنے اس پر وار پہ وار"
"بندر اُچھلا اور لپک کر کھیلا بیسیوں داؤں"
"بڑھیا جھپٹی اور گرج کر چھوٹی توپ اک بار"
"آگ کے شعلے پیچھے سے بھڑکے اور گئے سب کو جھلس"
"گولیاں برسیں سامنے سے اور ہو گئیں سب کے پار"
"اوڑ گئے کٹ گئے بھن گئے جل گئے مر گئے مٹ گئے سب"
"بردہ فروشوں کی راکھ کا باقی رہ گیا اک انبار"
"میرے میاں کی مدح کو گاؤ مل کر تم سب لوگ"
"شکر بجا لاؤ تم اُس کا لوگو سو سو بار"
"پہلے بھتنے کی قید سے اُس نے چھڑایا راعیہ کو"
"اور تمہیں بھی زندگی اس نے بخشی دوسری بار"
"اُس کی مدح کے گاؤ ترانے اُس کی طفیل کبھی"
"اب نہ غلامی سے تم کو ہوگا یارو کچھ سروکار"
"جے جے اس کی پکارو لوگو پوجا اس کی کرو"
"ہے وہ تمہارا نجات دہندہ ہے وہ بڑی سرکار"

جوانا نے بھی جو پاس کھڑی تھی کہا۔ "واقعی وہ قابلِ ستائش ہے۔ اے میرے باپ کی رعایا! اس کی تعریف کے راگ گاؤ۔ کیونکہ اگر وہ نہ ہوتا تو آج ہم زندہ نہ ہوتے۔"
اس وقت لیونارڈ بھی موقعہ پر آن پہنچا اور نوآبادی کے تمام لوگ اور سینکڑوں اور دیسی لوگ جو دور دور سے آئے ہوئے تھے اس کی طرف یوں چلاتے ہوئے

بڑھے۔" جے راعیہ کے راعی کی! جے نجات دہندہ کی۔"
لیونارڈ نے غصہ میں آکر آٹر کو پکڑ کر جھنجوڑا اور کہا کہ "اگر تو نے اور کوئی بات کی تو تیری گردن توڑ ڈالوں گا۔" اس پر ہنگامہ فرو ہو گیا۔ لیکن اُس دن سے لیونارڈ ولیسیوں میں نجات دہندہ کے نام سے پکارا جانے لگا۔
شام کے وقت لیونارڈ جوانا اور پادری فرانسسکو ایک جھونپڑی میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ اور مسٹر راڈ کی باتیں ہو رہی تھیں کہ ناگاہ آٹر بھاگتا ہوا اندر آیا اور کہنے لگا "مادم آ گئے۔"
یہ سُن کر خوشی خوشی تینوں اُٹھ کر باہر کی طرف بھاگے دیکھا تو کچھ آدمی کندھوں پر ایک چارپائی اُٹھائے چلے آرہے ہیں اور اُن کے پیچھے ایک بڑا ہجوم ہے۔
جوانا نے یہ حالت دیکھی تو کلیجہ تھام کر رہ گئی۔ اور یاس و نا امیدی کے لہجہ میں کہنے لگی۔ "ہائے ابّا جان چل بسے۔" مگر چارپائی پر سے ایک دھیمی آواز "جوانا تم ہو! جوانا تم ہو!" کہتی سنائی دی جسے سُن کر جوانا جلدی سے آگے بڑھی اور پکاری کہ "ابا جان! ابّا جان!"
آخر کار چارپائی اندر لا کر نیچے رکھ دی گئی۔ لیونارڈ نے اپنے سامنے ایک وجیہ دراز قامت شخص کو لیٹے ہوئے دیکھا جس کی عمر قریب پچاس سال کے ہو گی۔ اور جس کے چہرہ پر واقعی اُس وقت مُردنی چھا رہی تھی۔ یہ شخص جوانا کو دیکھ کر یکایک بول اُٹھا۔ "بیٹی جوانا تو بچ آئی خدا کا ہزار ہزار شکر ہے۔ اب مجھے اپنے مرنے کا کوئی افسوس نہیں ہے۔"
جوانا اور اُس کے باپ میں جو گفتگو ہوئی اور جس کو وہی آپس میں سمجھ سکتے تھے اُس کے یہاں بالتفصیل ذکر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ مگر لیونارڈ پر رفتہ رفتہ سب حقیقت روشن ہو گئی۔ بات یوں تھی کہ مسٹر راڈ بہت سا ہاتھی دانت خریدنے

کے واسطے روانہ ہوا تھا۔ اس میں اس کو ناکامیابی ہوئی۔ اور چونکہ خالی ہاتھ واپس آنا بدنما تھا۔ اس لیئے اس نے کہا۔ کہ چلو اور آگے چلیں" مگر آگے جانا بھی بے سود ثابت ہوا۔ واپس ہونے کو ہی تھا کہ وہ قاصد جو سوا نے روانہ کیئے تھے اُسے ملے۔ اور اُنھوں نے جوانا کی گرفتاری اور نوآبادی کی تباہی کا سب حال اُسے بتایا۔ مادوم کو اس ماجرے کے سُننے سے جو صدمہ ہوا وہ محتاج بیان نہیں۔ لیکن اپنی عادت کے موافق غم غلط کرنے کے لیئے اس نے شراب کی بوتل کھولی اور چڑھا گیا گو رات سخت تاریک تھی۔ مگر مادوم نشہ میں چور تھا کہنے لگا۔ کہ" نہیں راتوں رات سفر کرنا چاہیے۔ نوکروں نے اور ملّاحوں نے بہتیرا سمجھایا بجھایا مگر اس نے ان کی ایک نہ مانی۔ کشتی پر سوار ہو کر خود آگے آگے ہو لیا۔ پیچھے پیچھے دوسری کشتیوں پر اس کے ہمراہی تھے۔ رستہ نہایت ناہموار تھا۔ ندی میں کہیں گنجان درختوں کے جھنڈ کہیں سرکنڈوں کے جھاڑ کھڑے تھے۔ اور کہیں چٹانیں، جن کی نکیلی چوٹیاں خوفناک طور پر سطح آب سے باہر نکلی ہوئی تھیں۔ یا چھپے دشمن کی طرح پانی کی سطح کے نیچے کمین لگائے ہوئے تھیں۔ اس لیئے کبھی انکو درختوں اور جھاڑوں میں سے اور کبھی اُن چٹانوں کے پاس سے ہو کر گزرنا پڑا۔ لیکن بکرے کی ماں کب تک خیر مناتی۔ انہیں تاریکی میں سفر کرتے دو گھنٹے نہ ہوئے تھے کہ مسٹر راڈ کے ملازموں نے اپنے آقا کے چیخنے کی آواز سُنی اور ساتھ ہی ٹکر لگنے کی آواز آئی۔ انہوں نے اودھر اُدھر دیکھا تو مادوم کو نہ پایا۔ کشتیاں انہوں نے کنارے پر لگا کر رات جوں توں کر کے کاٹی۔ صبح ہوئی تو دیکھا کہ مادوم کی کشتی ایک چٹان کے نیچے چلی گئی ہے۔ جس کا سرا پانی کی سطح کے ساتھ زاویہ نہادہ بناتا ہوا باہر نکلا ہوا ہے۔ جب چٹان کے نیچے کشتی کو نکالا تو مادوم کو کشتی میں بے ہوش پڑا پایا۔ اس کی تین پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں اور دائیں گھٹنے میں بھی ضرب آئی تھی۔ کچھ دن

انہوں نے وہیں قیام کیا۔ آخر کار یہ ٹھہری کہ ایک چارپائی پر اس کو گھر لے چلیں۔ نظر براں کہ اگرچہ وہ مارے درد کے بیتاب تھا لیکن وہ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر ٹھہرتے ہوئے نوآبادی میں لے آتے۔

جس رات کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس رات لیونارڈ نے مسٹر راڈ کی چوٹوں کو دیکھا تو اس کو معلوم ہوا کہ وہ مہلک ہیں اور اس کا بچنا محال ہے۔

جب صبح ہوئی تو مادوم نے لیونارڈ کو بلایا۔ جوانا اپنے باپ کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھی اور پادری فرانسسکو مرنے والے کے لئے دعائے مغفرت مانگ رہا تھا۔ مادوم کو اس وقت کوئی درد محسوس نہیں ہوتا تھا۔ نزع کا وقت قریب تھا اور اُس کا دل دُنیاوی خواہشات کی آلائشوں سے پاک تھا۔ لیونارڈ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ "مسٹر اوٹرم میں نے سب سرگزشت سُنی۔ بردہ فروشوں کے خیمہ میں جا کر آپ نے میری پیاری بیٹی کو چھڑایا۔ یہ ایک نہایت جرأت اور مردانگی کا کام تھا۔ کاش کہ میں آپ کے ساتھ ہوتا۔ اور آپ کو مدد دیتا۔"

لیونارڈ۔ "اس کا ذکر آپ جانے دیجئے۔ آپ جانتے ہیں کہ میں نے یہ تمام تکالیف خاص غرض کے لئے برداشت کی ہیں۔"

مادوم۔ "ہاں مجھے معلوم ہے مگر اُس میں آپ کا کوئی قصور نہیں اگر اس احمق بڑھیا سوا نے مجھے بتایا ہوتا تو میں خود اُن جواہرات کی تلاش میں جاتا اور مجھے اُمید ہے کہ میرے بعد آپ اُس گنج کی جستجو ضرور کرینگے۔ میری دعا ہے کہ یہ جواہرات آپ کو مل جائیں۔ افسوس کہ میں اس بارہ میں آپ سے زیادہ گفتگو نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میری موت جو میرے اعمال بد کا نتیجہ ہے قریب ہے۔ مسٹر اوٹرم اگر آپ کو شراب پینے کی عادت ہے تو فوراً چھوڑ دیجئے۔ مگر آپ کے چہرہ سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ آپ پیتے ہیں۔

اب مَیں آپ سے ایک بات کہنی چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ مجھ کو اس وقت اس بات کی فکر ہے کہ اس لڑکی کا کیا حشر ہو گا۔ میرے پاس ایک کوڑی نہیں۔ کمبخت بردہ فروشوں نے میرا تمام اندوختہ لُوٹ لیا۔ اس لڑکی کا کوئی والی وارث بھی نہیں اور ہوتا کیونکر جبکہ مجھے انگلستان سے یہاں آئے تیس برس گزر گئے ہیں۔

"اب مجھ کو یہی صورت نظر آتی ہے کہ آپ اس کے ولی بنیں۔ اگرچہ اس میں آپ کو دشواری ہو گی مگر یقین ہے کہ اس کے حق میں آپ جو کچھ کریں گے اس کا اجر آپ کو بارگاہ الٰہی سے ملے گا۔ سُنا ہے کہ آپ دونوں کے درمیان پہلے بھتنے کے قلعہ میں شادی کی رسم ادا ہوئی تھی۔ مَیں نہیں جانتا کہ آپ کے یا جوانا کے دل میں اس رسم کی کوئی وقعت ہے یا نہیں اور میرے مرنے کے بعد آپ دونوں کو اس کا کہاں تک خیال رہے گا۔ مگر جو کچھ بھی ہو مجھے یقین ہے کہ اگر آپ میں اس فیاضی اور نیک نیتی کا ایک شمہ بھی ہے جو ایک شریف النفس انگریز میں ہونی چاہیے۔ تو آپ اس رسم کو پہلی دولت متمدنہ میں پہنچتے ہی دوبارہ بجالائیں گے۔ اگر آپ کی یہ خواہش نہ ہو کہ جوانا آپ کے عقد میں آئے تو جیسا اور عورتیں کیا کرتی ہیں جوانا بھی صبر کرے کوئی وقت ایسا آئیگا کہ خود اس کا حسن اس کے لئے کوئی نہ کوئی ہمدم وہمسانہ پیدا کریگا۔ لیکن اتنا مَیں کہے دیتا ہوں کہ اگرچہ جوانا کو ترکہ میں ایک حبہ بھی نہیں ملا۔ تاہم وہ ہر ایک لحاظ سے خود ایک گنج بے بہا ہے۔ خاندانی نجابت میں وہ آپ سے کم نہ ہو گی۔ لنکن شائر میں خاندان راڈ قدامت اور اعزاز کی وجہ سے ممتاز ہے۔ خوبصورتی اور سلیقہ شعاری میں بھی وہ اپنی ہم عمر لڑکیوں سے کسی طرح کم نہیں۔ ہاں تو آپ اس کے ولی بننے کی ہامی بھرتے ہیں۔"

لیونارڈ۔ "مجھ کو اس میں کچھ عذر نہ ہوتا لیکن بات یہ ہے کہ مَیں جواہرات کی تلاش میں جاتا ہوں۔ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ پادری فرانسسکو آپ کی صاحبزادی کو

ساحل کی طرف لے جائیں۔ میرے پاس کچھ روپیہ ہے جو میں بڑی خوشی سے انہیں دینے کو تیار ہوں۔"

مسٹر راڈ۔" ایسا نہ ہو گا تمہارے سوا میں اسے اور کسی کے سپرد نہیں کر سکتا۔ اگر تم لعل ڈھونڈھنے جاتے ہو اور مجھے امید نہیں کہ تم ایسی نادانی کرو کہ اُن کی تلاش میں نہ جاؤ تو وہ تمہارے ہمراہ جائیگی۔ میں اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ تم اُس کی محافظت کرو گے۔ اور اگر ایسی ہی مصیبت آئی تو اس کے پاس ایک دوا ہے جسے کھا کر وہ اپنے آپ کو بچا سکتی ہے۔ اب بولو۔"

لیونارڈ کچھ دیر تک سوچ میں پڑا رہا۔ اور پھر بولا۔" بڑی اہم ذمہ داری ہے اور صورت حالات اُسے اور بھی پیچیدہ کئے دیتی ہے۔ مگر میں اسے منظور کرتا ہوں میں آپ کی صاحبزادی کی ایسی ہی خبر گیری کرونگا۔ گویا کہ وہ میری بیوی ہے یا ...... بیٹی

مسٹر راڈ۔" خدا آپ کو اس کا اجر دے۔ مجھے آپ پر پُورا بھروسہ ہے۔ رشتہ کا تصفیہ خود ہو جائیگا۔ کاش کہ میری ملاقات آپ سے پہلے ہوئی ہوتی۔" یہ کہکر مسٹر راڈ نے اپنا ہاتھ بمشکل تمام لیونارڈ سے ملانے کو اٹھایا۔ لیونارڈ نے ہاتھ کو ہاتھ میں لیا۔ اور جب اسے چھوڑا تو وہ اس طرح سے گر پڑا۔ جیسے کسی مردے کا ہاتھ۔ اُسی شام کو مسٹر راڈ نے وفات پائی۔ اور دوسرے دن اُنہوں نے اُسے دفن کر دیا۔ تجہیز و تکفین کی رسمیں فرانسسکو نے ادا کیں۔ اس واقعہ کو تین دن گزر گئے۔ اور اس اثنا میں لیونارڈ کی جوانا سے کوئی بات نہ ہوئی۔ باپ کے مرنے سے جو صدمہ کہ اس کی رُوح کو پہنچا اس کا اثر اس پر صاف ظاہر تھا۔ اس کے چہرے پر زردی چھائی ہوئی تھی اور خاموشی کا عالم اس پر طاری تھا۔ اس حالت میں اس سے کوئی ہمکلام نہ ہوتا۔ اگر وہ خود پہلے بات نہ چھیڑتی۔ لیونارڈ سے اس نے کہا۔

"مسٹر اوٹرم آپ ظلمات کی جانب کب روانہ ہونگے۔"

لیونارڈ۔ "مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔ خدا جانے مَیں یہ سفر اختیار کر بھی سکتا ہوں یا نہیں۔ دار مدار اس سفر کا آپ پر ہے۔ یہ آپ جانتی ہیں کہ مَیں آپ کی سلامتی کا ذمہ دار ہوں۔ اور یہ مجھ سے ہو نہیں سکتا کہ آپ کو ایسے سفر میں جسکی منزل مقصود موہوم ہے۔ اپنے ہمراہ لے چلوں۔"

جوانا۔ "مہربانی فرما کر ایسی باتیں نہ کیجئے۔ مَیں نے چلنے کا مصمم قصد کر لیا ہے۔"

لیونارڈ (مُسکرا کر) "جب تک مَیں نہ جاؤں آپ کیسے جا سکتی ہیں۔"

جوانا۔ "میرے نہ جا سکنے کی بھی آپ نے ایک ہی کہی۔ مَیں جا سکتی ہوں اور ضرور جاؤنگی۔ اور سوا میری بدرقہ ہوگی۔ مَیں نہیں جا سکتی تو آپ بھی میرے بغیر نہیں جا سکتے۔"

لیونارڈ۔ "اچھا میں فرانسسکو سے اس بارہ میں مشورہ کرتا ہوں۔" کچھ عرصہ سے لیونارڈ اور فرانسسکو کے باہمی تعلقات رو بہ اصلاح ہو چلے تھے۔ گو ابھی تک لیونارڈ کو اس پر پورا بھروسہ نہ تھا۔ اتنا البتہ وہ اب جان گیا تھا کہ فرانسسکو ایک صاف دل اور صاف باطن شخص ہے۔ جب اس پیچیدہ مسئلہ میں اُس نے اس کی رائے پوچھی تو فرانسسکو نے کل قصّہ جس کا اکثر حصّہ اُسے پیشتر سے معلوم تھا سُنا۔ اور جواب دیا۔ مسٹر اوٹرم میری رائے میں آپ کو ضرور جانا چاہیئے۔ خاتون جوانا کی طبیعت کا حال جہاں تک مجھے معلوم ہے اس سے مَیں اندازہ لگا سکتا ہوں کہ ایک دفعہ ارادہ کر کے وہ اس سے پھرنے والی نہیں اور خزانہ کا قصہ جو ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ لیکن اس کی سچائی کا بھی احتمال ہو سکتا ہے۔ اور کامیابی کا امکان کوشش پر منحصر ہے۔"

لیونارڈ۔ "یہ معاملہ تو طے ہو گیا اب آپ بتائیے کہ آپ کا کیا قصد ہے؟"

فرانسسکو۔ "میرا قصد سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو آپ کے ہمراہ چلوں۔" (مُسکرا کر) اور مجھ سے کچھ نہ ہو سکے گا۔ تو

رائے مشورہ تو دوں ہی گا۔"

لیونارڈ۔" آپ ایسے موہوم معاملہ میں کیوں پڑتے ہیں زندگی کی شاہراہ آپ کے سامنے کھلی پڑی ہے۔ ابھی آپ نوعمر ہیں۔ اور دُنیا میں آپ نام پیدا کر سکتے ہیں۔ اس سفر سے آپ کو کچھ فایدہ نہ ہوگا۔ بلکہ اور اُلٹا شاید یہ منجر بہ ہلاکت ہو یا (ایک پُر معنے لہجہ میں) ایسا داغ حسرت آپ کے دل پہ رہ جائے جو مٹ نہیں سکتا۔"

فرانسسکو۔" حیات و ممات خدا کے ہاتھ میں ہے۔ وہی پیدا کرتا ہے اور وہی مارے گا۔"

موت کا ایک دن معین ہے

اور داغ حسرت کا جو آپ نے ذکر کیا۔ کیا معلوم کہ اُس کی آگ میرے دل کو پہلے ہی سے جھلس چکی ہو۔ یہ کہکر اُس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور اُوپر دیکھا۔"

دونوں کی نگاہیں لڑ گئیں اور ایک کو دوسرے کے دل کی کیفیّت معلوم ہو گئی۔

لیونارڈ۔" تم کیوں چلے نہیں جاتے اور کیوں یہ کوشش نہیں کرتے کہ اسے بھول جاؤ۔"

لیونارڈ نے یہ فقرہ کھلم کھلا کہہ دیا۔ مگر فرانسسکو نے بُرا نہ مانا۔ اس نے جواب دیا۔" مَیں اس لئے نہیں جاتا کہ میرا جانا لاحاصل ہے۔ مجھے اسکی محبّت کا تیر لگ چکا ہے۔ مگر اس کی طرف سے تم مطمئن رہو۔ میرے قیام سے ممکن ہے کہ میں باایں ہمہ ضعف و ناتوانی اس کی کوئی خدمت انجام دے سکوں مَیں ایک گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا ہوں۔ مگر اُسے اس کی خبر نہیں اور جب تک میں زندہ ہوں

اُس کی اُس کو خبر نہ ہونے پائے گی۔ کیونکہ آپ کی شرافت اس امر کی مقتضی نہ ہوگی کہ آپ اسے بتائیں اور وہ اپنی آنکھوں اسے دیکھنے سے رہی۔ مَیں اُسکے لئے کیا ہوں؟ پادری ہوں مرد نہیں۔ مَیں ایک عورت کی طرح ہوں اور وہ سہیلی کی طرح مجھے چاہتی ہے۔ افسوس میں نے خدا کا گناہ کیا اپنا گناہ کیا اس کا گناہ کیا اور آپ کا گناہ کیا۔ لیکن میں کیا کر سکتا تھا دل پر قابو کیسے ہے۔

لیونارڈ۔" فرانسسکو تم نے یہ کیوں کہا کہ میرا گناہ تم نے کیا۔"

فرانسسکو۔ "مَیں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میرے یقین میں تم میاں بیوی ہو۔ مجھے اس بات کا ابھی تک یقین ہے۔ اور اس لئے کیا میں نے دوہرا گناہ نہیں کیا کہ اس عورت کی محبّت کو اپنے دل میں جگہ دی جس کی شادی ہو چکی تھی۔ پھر بھی میری دعا ہے کہ خدا اور کلیسیا کی نظروں میں جو تمہارا رشتہ ہے وہی تعلق تمہارے دلوں میں بھی پیدا ہو جائے۔ اور جب یہ تعلق پیدا ہو جائے جیسا کہ مجھے خیال ہے کہ ہو جائیگا تو اوڈرم اس کی پرستش کرو۔ کیونکہ دُنیا میں اور کوئی ایسی عورت نہیں ہے۔"

لیونارڈ نے فرانسسکو کی یہ باتیں سُنیں اور ہاتھ بڑھا کر پادری کے نازک ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور کہا۔ "تم ایک نہایت پاک باطن اور سچّے دل والے شخص ہو۔ کیا مَیں احمق ہوں۔ اس کی کیفیّت کسی قدر مجھ کو معلوم تھی اور مَیں تم پر ناحق شبہ کرتا تھا۔ شادی کے جواز اور حقیقت کی نسبت جو تمہارا خیال ہے مجھے اس سے اتفاق نہیں۔ اس نکاح کو مَیں باطل سمجھے ہوئے ہوں۔ علاوہ اس کے اس خاتون کو میری کچھ پروا بھی نہیں۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اور اُلٹی اُسے مجھ سے نفرت ہے اور اس میں تعجب کی بھی کوئی بات نہیں۔ اور کوئی عورت ہوتی تو ایسی صورت میں وہ بھی ایسا ہی کرتی۔ لیکن خواہ کچھ بھی ہو مَیں تمہاری عزّت

کرتا ہوں۔ اور ہمیشہ تمہاری عزت کرتا رہونگا۔ اس سفر کا اختیار کرنا مجھے ضرور ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفر میرے مقدّر میں لکھا ہے اور وہ بھی جانے پر مُصر ہے۔ تم بھی چلتے ہو خوب ہوا۔ ہم دونوں اُس کی محافظت میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھیں گے غیب کا حال خدا جانے۔

اٹھارھواں باب

سوا کی دھمکی

جوآنا کو سفر ظلمات میں لیونارڈ کے ہمراہ چلنے کا مصمم ارادہ کئے ہوئے تین مہینے گزر چکے تھے۔ شام کا وقت تھا۔ لیونارڈ۔ جوانا۔ فرانسسکو۔ آٹر سوا اور پیٹر اور نوآبادی کے پندرہ اور آدمی جو بردہ فروشوں کی قید سے رہا ہوئے تھے ایک دریا کے کنارے جو ویران اور وسیع میدانوں میں سے ہو کر گزرتا تھا۔ خیمہ زن تھے۔ کھانا کھا کر وہ کشتیوں میں سوار ہوئے۔ سوا اُن کی رہنما تھی تین مہینے تک وہ برابر دریا کا سفر کرتے رہے۔ لیکن آخر کار اُن کو مجبوراً اپنی کشتیاں ایک ندی کے منبع کے قریب جس کا نام بادی تھا۔ چھوڑ کر خشکی کا سفر اختیار کرنا پڑا۔ جنگلوں اور میدانوں میں سے پاپیادہ ہوتے ایک مدّت کے بعد وہ ایک سلسلہ کوہ کے دامن میں پہنچے جس کا نام منگنی تھا۔ یہاں انہوں نے دو دن قیام کیا۔ اور پھر روانہ ہو کر ایک ہفتہ کے بعد اس خطہ زمین میں پہنچے جس کا نام مازنگی ہے۔ اس لق و دق مقام میں اس سے پہلے کبھی کسی انسان کا گزر نہیں ہوا ہوگا۔ البتہ ہرن اِدھر اُدھر چوکڑیاں بھرتے

نظر آتے تھے۔ موسم اب بتدریج بدلتا چلا اور آب و ہوا رفتہ رفتہ سرد ہونے لگی۔ مناظر قدرت بھی تغیر پذیر ہونے لگے۔ پہلے جہاں تک اُن کی نگاہ کام کرتی تھی چٹیل اور ہموار میدان جن میں روئید گی نام کو نہ تھی دکھائی دیتے تھے اب سبزہ بھی نظر آنے لگا اور افق میں رفیع الشان پہاڑوں کی چوٹیاں اُٹھتی ہوئی معلوم ہونے لگیں۔ رستہ میں جو جو تکالیف اُن کو پیش آئیں اُن کو تفصیلاً بیان کرنا چنداں ضرور نہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ وہ تین تین دن بھوکے رہے۔ ایک دفعہ چند وحشیوں نے اُن کو زہر کے بجھے ہوئے تیر مارے اور اُن کے دو آدمی ہلاک ہوئے۔ آخر کار وہ انکی بندوقوں سے ڈر کر بھاگ گئے۔ کیونکہ اُنہوں نے سمجھا کہ ان میں جادو ہے۔ دو ہفتہ کے بعد وہ ظلمات کے ملک کی سرحد پر پہنچے اور ایک سہانے اور خوش آیند مقام پر ٹھہرے۔ یہاں سے کوئی ایک میل کے فاصلہ پر ایک بڑا پہاڑ دیوار کی طرح سامنے کھڑا تھا۔ اور اس کے دامن میں ایک شاندار دریا بہتا ہوا نظر آتا تھا۔

جب شام کا کھانا کھا چکے تو اتنے میں چاند نکل آیا۔ اُنہوں نے اس پہاڑ کی طرف نگاہ کی جو انا لیونارڈ اور فرانسسکو یاس اور تعجب کے عالم میں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ کیونکہ ایک تو دریا کا عبور کرنا اور پھر پہاڑ سے ہو کر دوسری طرف جانا بہت مشکل نظر آتا تھا۔ اور دوسرے یہ معلوم نہیں تھا کہ پہاڑ کی دوسری جانب کن کن خطرات کا سامنا ہوگا۔ سفر کی تکان نے انہیں اس قدر خستہ اور ماندہ کر دیا تھا۔ کہ سب کے سب خاموش بیٹھے ہوئے دل میں کہہ رہے تھے کہ وہ کونسی کمبخت گھڑی تھی۔ جب ہم نے یہ سفر اختیار کیا تھا۔

لیونارڈ کے دائیں طرف پچاس قدم کے فاصلہ پر نو آبادی کے آدمی آگ کے گرد جمع ہو رہے تھے۔ سوا وہاں سے اُٹھ کر لیونارڈ کی طرف آئی۔ آٹر بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ دونوں آکر لیونارڈ کے قریب بیٹھ گئے۔

لیونارڈ۔" کیا ہے سوا کوئی وحشتناک خبر نہ سُنانا"۔

سوا۔" نہیں مجھے اور ہی کچھ کہنا ہے۔ تمہیں یاد ہو گا۔ کہ چند مہینے کا عرصہ ہوا کہ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا اور وہ وعدہ تحریری تھا کہ اگر تم میری مالکہ راعیہ کو بندِ غلامی سے چھڑاؤ گے۔ تو میں تمہیں ایک ایسے مُلک میں لے چلوں گی جہاں بیش قیمت جواہرات کثرت سے ملتے ہیں۔ اور اس قسم کا ایک لعل میں نے تمہیں دیا تھا۔ اب میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اگر وہ وعدہ صرف میری طرف سے ہوتا تو میں کبھی اسے پُورا نہ کرتی۔ کیونکہ میرا مطلب تمہیں فریب دینا تھا۔ مگر میری مالکہ راعیہ نے مجھ سے کہا کہ سوا ایسا ہرگز نہ ہو گا۔ میری طرف جو وعدہ تم نے کیا ہے وہ ضرور پورا ہونا چاہیے۔ اگر تم کو اس وعدہ کے پُورا کرنے میں عذر ہے تو جاؤ اب سے میرا تمہارا قطع تعلق اپنی پیاری مالکہ سے جس کو میں نے بچپن سے پالا ہے جُدا ہونا مجھ کو ہرگز گوارا نہیں اور اس لئے میں تمہارے پاس یہ پوچھنے آئی ہوں۔ کہ اب تم میرے وطن کی سرحد پر بیٹھے ہوئے ہو تمہارا آگے چلنے کا ارادہ ہے یا نہیں؟"

لیونارڈ۔" ارادہ نہ ہوتا تو میں یہاں تک کس لئے آتا۔"

سوا۔" خیر میں یہ نہیں جانتی تم اپنے دل کی ایک خواہش پوری کرنے کے لئے آئے ہو مگر تم نے حماقت کی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جو داستان میں نے تم سے بیان کی تھی وہ سچی ہے۔ مگر میں نے کل حقیقت تم پر ظاہر نہیں کی اس سامنے کے پہاڑ کے دوسری طرف بڑے تند خو اور قدآور لوگ رہتے ہیں اُن کا قاعدہ ہے کہ جو کوئی اجنبی ان میں جا پھنستا ہے وہ اس کو اپنے دیوتا کے سامنے بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ تمہارا بھی یہی حال ہو گا۔

لیونارڈ۔" اچھا تو پھر تمہاری کیا مرضی ہے۔"

سوا۔" میں کہتی ہوں کہ اگر تم اپنی یا جوانا کی خیر منایا چاہتے ہو تو جہاں سے

آتے ہو وہیں واپس چلے جاؤ۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہاں جواہرات موجود ہیں مگر اُن کے لئے جو کوئی کوشش کریگا وہ موت کا دم بھریگا۔

لیونارڈ۔" سوا کیا تم میں وعدہ توڑنے اور مکر جانے کی بھی عادت ہے۔"

سوا۔" میں تو بار بار کہہ رہی ہوں کہ جو کچھ میں کہہ رہی ہوں وہ سچ ہے۔"

لیونارڈ۔" اچھا تو اب چونکہ میں نے تمہاری روایت کی تصدیق کے لئے سینکڑوں میل طے کئے ہیں نہیں چاہتا کہ خالی ہاتھ واپس چلا جاؤں، اور جگ ہنسائی کراؤں۔"

جوانا۔ مسٹر اوٹرم آپ نے بالکل درست کہا ہے۔ مجھے آپ سے اتفاق ہے اور میری جو پوچھو تو مجھے مرنا قبول ہے۔ مگر میں اس جگہ سے بغیر آگے گئے نہیں لوٹوں گی۔ سوا یہ باتیں چھوڑ اور ہمیں ٹھیک ٹھیک بتا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ تو میرے ساتھ ہی فریب کرنے لگی۔ تجھے یہ ہرگز زیب نہیں دیتا کہ اپنی مالکہ کو باتوں میں اُڑائے۔ اس مہم میں جو مسٹر اوٹرم کا حال سو میرا حال۔ میرا اُٹھنا بیٹھنا۔ مرنا جینا ان کے ساتھ ہے۔ ایسی حالت میں اگر تو نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔ ہمارے ساتھ کوئی فریب کھیل کر ہمیں نرغہ میں پھنسا دیا تو تیری خیر نہیں۔

سوا۔" راعیہ آپ خفا کیوں ہوتی ہیں؟ بھلا کہیں میں آپ سے سرتابی کر سکتی ہوں۔ جو آپ کی صلاح وہی میری صلاح۔ دُنیا میں مجھے اگر کسی سے محبت ہے تو آپ سے۔ باقی سب کو میں نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہوں۔" یہ کہکر اس نے لیونارڈ کی طرف نگاہ کی اور کہنے لگی۔" میرا باپ میری ماں میری بیٹی سب کچھ آپ ہیں اس لئے عمر بھر اور مرنے کے بعد بھی میں آپ کا دامن پکڑے رہونگی۔ اچھا جو ہونا ہے سو ہو رہیگا۔ چلئے ان لوگوں میں چلیں۔ گو ہم ذلیل ہو کر مرینگے۔ مگر چلئے نجات دہندہ کا پیٹ تو دولت سے بھر جائے۔"

"اب میں آپ کو ایک بات بتاتی ہوں۔ سنیئے میری قوم کے لوگوں کا ایک پیشنگوئی پر یقین ہے اور وہ یہ ہے کہ پشت ہا پشت کے بعد ایکا دیبی اور اُس کا بیٹا جال دیوتا اس سرزمین میں جہاں انہوں نے پہلے حکومت کی تھی انسان کا اوتار لے کر آئیں گے۔ ایکا کی شکل بعینہ ایسی ہوگی جیسی کہ آپ کی اور جال کی شکل ہوبہو اس کالے بونے کی طرح اُن کے ظاہر ہونے پر موجودہ پادشاہوں کی بادشاہت چھن جائیگی اور ماں بیٹے مل کر حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لیں گے۔ اور ہر طرف امن نظر آئے گا۔"

"راعیہ آپ میرے ملک کی زبان تو جانتی ہیں کیونکہ میں نے آپ کو بچپن میں سکھادی تھی۔ آپ کو وہ مقدس گیت بھی آتا ہے جو ایکا اپنے مبعوث ہونے پر گائے گی۔"

جب میرا جوانی کا عالم تھا تو میرے ہم وطنوں نے میرے حسن کی وجہ سے مجھے سانپ کی دُلہن بننے کے لئے منتخب کیا تھا۔ کیونکہ جو دوشیزہ لڑکی سب سے زیادہ صاحب جمال ہوتی ہے اُسے یہ لوگ سانپ کے بھینٹ چڑھاتے ہیں مگر قبل اس کے کہ میں بھینٹ چڑھائی جاؤں میں اپنے باپ کی مدد سے جو ملک ظلمات کا سردار کاہن ہے بھاگ آئی۔ اس مقدس گیت کو میں نے اپنے باپ سے لڑکپن سے سیکھا تھا۔ اس گیت کے علاوہ مجھے اور بھی کئی اسرار معلوم ہیں۔ اچھا راعیہ آپ اور بونا یہاں آئے ہیں آپ کو ابھی سے بتادیتی ہوں۔ کہ ساکنانِ ظلمات کی فوجوں سے کیونکر آپ کو مقابلہ کرنا ہوگا۔

جوانا اور آٹر (جو منہ سے بڑبڑا رہا تھا کیونکہ جتنی بڑھیا کو اس سے نفرت تھی اس سے زیادہ اس کو بڑھیا سے تھی) سوا کے کہنے پر اُٹھے۔ مگر پیشتر اس کے کہ وہ سوا کے ساتھ جائیں لیونارڈ سوا سے یوں مخاطب ہوا۔

سوا جو کچھ تو نے کہا ہے مَیں نے سب سُنا۔ یہ جو باتیں بنا رہی ہے۔ مجھے ہرگز پسند نہیں۔ تو بڑی مکار اور دغاباز ہے۔ تجھ کو راعیہ سے محبت تو ہے۔ مگر تیری نیّت بد ہے۔ سو یقین مان اگر تو نے ہمیں دھوکا دیا تو ہمارا تو جو حال ہوگا وہ ہوہی گا مگر تیری جان کی پھر خیر نہیں اچھا جا بات کرلے۔"

سوا (چیں بجبیں ہو کر) "یہ دھمکیاں کیوں دیتے ہو۔ مَیں تم کو دھوکا نہیں دونگی۔ کیونکہ تم سے یا راعیہ سے دھوکا کرنا میرے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں مگر اے نجات دہندہ تم نے یہ کیا حماقت کی بات کی ہے کہ اگر مَیں تم سے دھوکا کروں تو میری جان کی خیر نہیں۔ اگر مَیں چاہتی تو کل ایک لفظ میرے منہ سے نکلا ہوا تم سب کو عذاب دردناک دینے کے لئے کافی ہوتا۔ مگر یہی دعا کرو کہ وہ گھڑی نہ آئے۔ جب تم ذلّت اور رسوائی سے بچنے کے لئے بھی گولی کھا کر مر جانا پسند کرو۔ جس کی دھمکی ابھی تم نے مجھ کو دی ہے۔" اور یہ کہکر وہ ایک طرف چلی گئی۔

لیونارڈ (فرانسسکو سے) "مَیں ڈرپوک تو نہیں ہوں۔ مگر اس چڑیل نے میرے دل میں ہول ڈال دیا ہے۔ اگر جوانا نہ ہوتی تو ہم کبھی کے راہیٔ عدم ہو گئے ہوتے۔ میرا خیال ہے کہ اگر اس کو جوانا کی سلامتی کی طرف سے اطمینان ہو جائے تو میرے ساتھ یہ چڑیل کوئی کسر باقی نہ رکھے گی۔"

فرانسسکو (وثوق سے) بھئی تم نے سچ کہا ہے۔ یہ بڑھیا واقعی چڑیل ہے۔ انجیلوں میں چڑیلوں کا ذکر آیا ہے۔ گزشتہ رات مَیں نے اسے دُعا مانگتے ہوئے دیکھا اس کو معلوم نہ تھا کہ مَیں اس کے قریب کھڑا ہوں۔ جگہ اُجاڑ تھی سچ کہتا ہوں ایسا خوفناک نظارہ مَیں نے کبھی نہیں دیکھا۔ مسٹر اوٹرم مَیں آپ کو بتاؤں یہ عورت ہم سب کو کیوں حقارت سے دیکھتی ہے اس لئے کہ جوانا ہم لوگوں کے ساتھ مل جل گئی ہے اور اسی لئے وہ خبث باطن کی وجہ سے ہم سے

جلتی ہے۔ مگر اس عورت میں ایک خوبی بھی ہے وہ یہ کہ اپنی مالکہ راعیہ کے حق میں پوری پوری وفادار ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ نہ اُس کا خاوند تھا، نہ کوئی بال بچّہ۔ مسٹر راڈ نے اس کو اپنی بیٹی کے لئے دایہ مقرر کیا۔ اب اگر وہ اس سے جس کو اس نے بچپن سے کھلایا اور پالا ہے محبّت نہ کرے تو کیا کرے۔"

لیونارڈ۔ "مسٹر راڈ نے بڑی دور اندیشی سے کام لیا اگر سوا نہ ہوتی تو جوانا یا تو کسی امیر کی کنیزوں میں ہوتی یا قبر میں۔"

فرانسسکو۔ "یہ تو ٹھیک ہے۔ مگر ہم نے کیا حماقت کی کہ اپنی جان کو ایک ایسی مکارہ اور ملعونہ کے ہاتھوں میں دیدیا۔ اب آگے چلنا تو ہرگز مناسب نہیں۔"

لیونارڈ۔ "مَیں ہرگز واپس نہیں جا سکتا۔ یہ تو خیال کیجئے۔ ہم نے کس قدر سفر کیا ہے۔ اب ہم کیسے واپس جا سکتے ہیں۔ کیا لوگ ہم کو دیکھ کر ہنسیں گے نہیں؟ اس کے علاوہ ہمارے پاس اثاثہ بھی کچھ نہیں جس پر گزر کریں جس قدر سونا میرے پاس تھا اس کا اکثر حصّہ مَیں نے پیٹر اور اس کے ہمراہیوں کو اپنے ساتھ لاتے وقت دے ڈالا۔ یہ حرص نہ ہوتی تو وہ ہرگز ہمارے ہمراہ نہ آتے۔ اگر ہم لوٹ جائینگے تو یقیناً مارے جائینگے۔ مگر مجھے اپنی موت کا ڈر نہیں البتہ جوانا کی طرف سے مجھے اندیشہ ہے کہ اُس کو ایسی خوفناک سرزمین میں ہمراہ لے چلنا چاہیئے یا نہیں۔ لیکن واپس چلے جانے میں بھی تو خطرہ ہے۔ ممکن ہے کہ زہر کے بجھے ہوئے تیر والے وحشیوں کا ڈر بندوقوں کی طرف سے جاتا رہا ہو اور وہ ہم پر پھر آ پڑیں۔"

فرانسسکو۔ "میری بھی یہی رائے ہے کہ جب ہم یہاں تک آئے ہیں تو ہم کو قدم بڑھائے جانا چاہیئے۔ علی الخصوص ایسی حالت میں جبکہ خاتون جوانا آگے چلنے پر تلی ہوئی ہے۔ اور وہ ایسی عورتوں میں سے نہیں جو اپنے ارادہ سے

ہٹیں۔ ہماری جانیں جان آفرین کے ہاتھ میں ہیں اور مَیں تو تقدیر کا قائل ہوں اگر ہمیں مرنا ہوگا تو یورپ کے مہذب اور متمدن شہروں میں بھی مرجائینگے اور جینا ہوگا تو ان وحشیوں میں بھی جن کا نام اہل ظلمات ہے خدا ہمارا یاور و ناصر ہوگا۔ اچھا اب خدا حافظ مَیں تو سوتا ہوں۔"

دوسرے دن علی الصباح لیونارڈ کچھ شور و غل سُن کر بیدار ہوا۔ کمل سے باہر سر نکال کر کیا دیکھتا ہے کہ نوآبادی کے لوگ دو وحشیوں کو جو درخت کی چھال صرف اپنا ستر چھپائے ہوئے تھے۔ اور جن کے ہاتھ میں برچھے تھے پکڑے کھڑے ہیں۔ اور وہ دونوں خوف کے مارے چیختے اور چلّاتے ہیں معلوم ہوا کہ کچھ لوگ صبح کے وقت دریا کے کنارے پانی لانے گئے تھے۔ وہاں اُنہیں یہ دو وحشی مچھلیاں برچھے سے مارتے ملے۔ اور وہ انہیں پکڑ لائے۔ لیونارڈ نے کچھ مونگے کے دانے اور کچھ پیتل کے خالی کارتوس دے کر اُن وحشیوں کا خوف رفع کیا۔ اور جب اُن کے حواس درست ہوئے۔ تو آٹر نے نوآبادی کے ایک آدمی کی وساطت سے جن کی زبان اُن وحشیوں کی بولی سے ملتی جلتی تھی اُن سے پوچھا کہ اس کے سامنے پہاڑ کی دوسری طرف کونسا ملک واقع ہے۔" انہوں نے جواب دیا کہ" ہمیں خود تو معلوم نہیں۔ لیکن دوسروں کی زبانی ہم نے اُننا سُنا ہے کہ اس پہاڑ کے پرلی طرف ایک ملک ہے جہاں سردی بہت پڑتی ہے اور دُھند اور بادل ہر وقت چھایا رہتا ہے۔ اور دھند اس قدر گہرا ہوتا ہے کہ کئی کئی دن لوگ ایک دوسرے کا مُنہ نہیں دیکھ سکتے۔ وہاں بڑے قدآور لوگ رہتے ہیں۔ جن کے جسم پر بال ہی بال ہیں۔ اور وہ اجنبیوں کو ایک سانپ کی جو اُن کا معبود ہے بھینٹ چڑھاتے ہیں اور اُن کی قوم میں جو سب سے زیادہ خوبصورت ہوتی ہیں۔ اُن کی شادی ایک دیوتا سے کرتے ہیں۔ اور زیادہ حالات

وہاں کے ہمیں معلوم نہیں۔ کیونکہ جو وہاں گیا ہے وہ پھر لوٹ کر نہیں آیا۔"

لیونارڈ نے یہ سُن کر انہیں چھوڑ دیا اور وہ چھوٹتے ہی یہ سمجھ کر کہ جان بچی لاکھوں پائے ہوا ہو گئے۔ لیکن اب ایک تازہ مشکل پیش آئی۔ اور وہ یہ کہ نوآبادی کا یہ شخص ترجمان بنا ہوا تھا اس نے سب باتیں جا کر اپنے ساتھیوں سے کہدیں۔ اس کے سُننے سے جو اثر کہ اُن سب پر پڑا وہ محتاجِ بیان نہیں کیونکہ جب حمالوں کو جو روزمرّہ سامان اُٹھا کر لے چلے تھے۔ کہا گیا کہ خیموں کو باندھ کر پیٹھ پر لے چلو اور دوسرا سامان بھی لے کر جلد آگے روانہ ہو تو بجائے اس کے کہ وہ اس کی تعمیل کرتے اُنہوں نے جمع ہو کر آپس میں جلدی سے کچھ مشورہ کیا۔ اور لیونارڈ کی طرف بڑھے۔

لیونارڈ۔ "کہو پیٹر کیا معاملہ ہے۔"

پیٹر۔ "نجات دہندے ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم آپ کے اور راعیہ کے ہمراہ تین مہینے سے ہیں۔ اور اس عرصہ میں سخت سخت تکلیفیں اُٹھا کر ہم نے نہایت وفاداری اور نمک حلالی سے آپ کی خدمت کی ہے۔ مگر ہم نے سُنا ہے کہ اس پہاڑ کے دوسری طرف جو ملک ہے وہاں شدت کی سردی ہے۔ اور ہر وقت اندھیرا رہتا ہے۔ اور اس میں بھتنے رہتے ہیں۔ جو سانپ کو پوجتے ہیں۔ نجات دہندے! ہم کوئی بزدل نہیں ہیں لیکن اس ملک میں جاتے ہوئے ہمیں ڈر لگتا ہے۔"

لیونارڈ۔ "پھر تمہاری کیا مرضی ہے۔"

پیٹر۔ "نجات دہندے! ہم چاہتے ہیں کہ جہاں سے آئے ہیں وہیں واپس چلے جائیں۔"

لیونارڈ۔ "پیٹر اگر تم لوٹ کے جاؤ گے تو راستہ دُور کا ہے اور خطروں کا

سامنا ہے۔ اگر میں تمہارے ساتھ نہ ہوا تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم سب گھروں کو زندہ پہنچ جاؤ گے۔ اگر تم چاہتے ہو تو میرا ساتھ چھوڑ دو میں اس ملک میں اکیلا جاؤنگا یا صرف آٹر کو ساتھ لے جاؤنگا۔ بردہ فروشوں کے قلعہ کو بھی میں نے اکیلے سر کیا۔ اکیلا ہی میں اہل ظلمات کے پاس بھی جاؤنگا۔"

پیٹر "نجات دہندے! آپ کی ہر ایک بات صحیح ہے۔ لیکن اگر ہم اس پہاڑ کے دوسری طرف گئے تو ہم سب مارے جائیں گے۔ اور بھتنے ہم سب کو سانپ کی بھینٹ چڑھائیں گے۔"

لیونارڈ (کچھ دیر سوچ کر) "اچھا پیٹر میں اور کیا کہہ سکتا ہوں جاؤ خدا حافظ۔"

اس پر پیٹر سلام کر کے چلنے کو تھا کہ جوانا نے اس طرح پر اس سے خطاب کیا۔ پیٹر جب تم اور تمہارے ساتھی پہلے بھتنے کی قید میں تھے۔ اور غلامی میں بکنے کو تھے تو اس وقت کون تھا جس نے تمہیں چھڑایا۔

پیٹر "راعیہ! ہمیں نجات دہندے نے چھڑایا"

جوانا "ہاں! لیکن اگر میرے کانوں نے غلط نہیں سُنا تو میں تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو جنہیں نجات دہندے نے مصیبت اور ذلت سے چھڑایا۔ یہ کیا کہتے ہوئے سُنتی ہوں کہ تم اپنے محسن کو خطرہ کے وقت جواب دیئے جاتے ہو۔

پیٹر (سر جھکا کر) "راعیہ آپ نے ٹھیک سُنا۔

جوانا "اچھا پیٹر جاؤ۔ اے میرے باپ مادوم کی رعایا جو مجھے پریشان حالی میں چھوڑ کر جا سکتے ہو سب جاؤ۔ پیٹر یاد رکھ کہ جہاں تو مردہو کر جاتے ہوئے ڈرتا ہے۔ وہاں میں ایک عورت نجات دہندے کے ساتھ اکیلی جاؤں گی لیکن اتنا تجھے یاد رہے کہ پیشین گوئی میری درست نکلا کرتی ہے میں نے پہلے بھتنے کے

بُرے انجام کی پیشین گوئی کی تھی اور وہ صحیح نکلی۔ اب میں تم سے یہ کہے دیتی ہوں کہ تم میں سے بہت کم ایسے ہونگے جو زندہ اپنے گھروں کی صورت دیکھیں گے اور جو اپنے گھروں کو صحیح وسلامت پہنچیں گے بھی اُن میں تم نہ ہوگے اور جو لوگ گھروں کو پہنچیں گے اُن کا نام لے کر لوگ ہنسیں گے اور اُن پر چاروں طرف سے پھٹکار برسے گی۔ عورتیں انہیں ٹھٹھے سے کہیں گی کہ یہ وہ بزدل نامرد ہیں جنہوں نے خطرہ میں ایک عورت کا ساتھ چھوڑا۔ اور مرد اُن پر آوازے کسیں گے کہ یہ وہی نابکار ہیں جنہوں نے محسن کشی کی اور جس شخص نے اُنہیں چھڑایا تھا اُسے مصیبت میں چھوڑ کر چلے آئے۔ اچھا اب میری آنکھوں سے دُور ہو جاؤ۔"

یہ کہکر جوانا نے نفرت اور حقارت سے منہ پھیرلیا۔ پیٹر کچھ دیر خاموش رہا اور بولا۔" بھائیو کیا ہماری حمیّت اس بات کو گوارا کر سکتی ہے کہ راعیہ ہمیں ایسے طعنے دے اور ذلت وشرم کے اس طرح کے رسّے ہماری گردن میں ڈالے۔"

اُس کے ساتھیوں نے یک زبان ہو کر کہا۔" نہیں ہم ان باتوں کو نہیں سُن سکتے۔ اس کے بعد اُنہوں نے پھر کچھ مشورہ کیا۔ اور پیٹر نے آکر لیونارڈ سے کہا۔ کہ نجات دہندے! ہم آپ کے اور راعیہ کے ہمراہ ان بھوتوں کے ملک میں جانے کو آمادہ ہیں۔ ہم برابر آپ کا ساتھ دینگے۔ اگرچہ ہم جانتے ہیں۔ کہ موت کے مُنہ میں جارہے ہیں۔ لیکن راعیہ کے تلخ وتند طعنوں کا داغ سینہ پر رکھ کر جینے سے مرنا ہزار درجہ بہتر ہے۔

لیونارڈ۔" اچھا سامان اُٹھالو اور روانہ ہو۔"

آٹر (حقارت کے لہجہ میں) پیٹر تو نے خوب کیا کہ وقت پر سیدھے راستہ پر آگیا ورنہ یاد رکھ کہ تیرے یہاں سے پلٹنے کے قبل ہی راعیہ کی پیشین گوئی پوری ہو جاتی۔ کیونکہ تیرے اور تیرے دو تین ساتھیوں کا میں صفایا کر ڈالتا عقل

زیادہ مجھ میں نہ ہو نہ سہی مگر لڑتا میں خوب ہوں۔"

لیونارڈ بونے کے غیظ و غضب کو دیکھ کر مُسکرایا۔ مگر دل اُس کا پامال اندوہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جو کچھ نو آبادی کے لوگوں نے کہا ہے وہ سوچ سمجھ کر کہا ہے۔ اور احتمال اس کا تھا کہ مبادا اُن بیچاروں کی جانیں اُس کی اس جسارت پر نثار ہوں۔

لیکن اب پلٹنے کا وقت نہ رہا تھا اور یہ سوچ کر وہ بول اُٹھا۔

'ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم'

انیسواں باب

منزل مقصود

ایک گھنٹہ کے بعد وہ اُس قدرتی دیوار پر جو اُن کے سدِّ راہ تھی چڑھنے لگے۔ اور عمودوار پہاڑ پر جانے کا کوئی راستہ نظر نہ آتا تھا۔ کوئی پگڈنڈی ایسی نہ تھی جسے انسان کے قدموں نے بنایا ہو۔ کیونکہ جو لوگ پہاڑ کے دوسری طرف رہتے تھے وہ کبھی اس طرف کو نہ آئے تھے۔ سوا البتہ ایک دفعہ یہاں سے گزری تھی مگر اُسے بھی سالہا سال کی مدّت گزر چکی تھی۔ چڑھائی میں انہیں سخت دقّت پیش آئی۔ وہ ہانپ ہانپ گئے۔ جڑی بوٹیوں کو پکڑ پکڑ کر چڑھنے سے اُن کے ہاتھ مجروح ہو گئے۔ مگر آخر کار وہ بصد مشکل شام کے وقت پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے۔ وہیں شب باش ہوئے۔ اور جو گوشت اُن کے پاس بچا ہوا تھا اسی پر اکتفا کیا۔

رات نہایت بے مزگی سے کٹی۔ سردی اس قدر تھی کہ اُس کی تاب لانا مشکل تھا۔ خصوصاً نو آبادی کے لوگ اور فرانسسکو تو مارے جاڑے کے کانپ رہے تھے۔ خدا خدا کرکے صبح ہوئی۔ دھند اور کہر نے سماں باندھ رکھا تھا۔ بارے اِدھر اُدھر سے سرکنڈے جمع کرکے آگ سلگائی اور ماحضر پر اکتفا کرکے لگے انتظار کرنے کہ مطلع کب صاف ہو گا۔ مگر یہاں کی آب و ہوا ایسی نہ تھی کہ مطلع کے جلد صاف ہونے کی توقع ہو سکے۔

آخر کار وہ سوا کی رہنمائی سے جوں توں کرکے پہاڑ کے دوسری طرف نیچے اُترے۔ زمین اب انہیں ہموار ملی کہیں کہیں سنگ مرمر کی چٹانیں نظر آجاتی تھیں باقی ہر طرف سبزہ زار تھا۔

تمام دن سفر کرتے رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جنگل میں غول جا رہے ہیں۔ دُور سے دریا کی روانی کی سُریلی آواز آتی تھی۔ رستہ میں انہیں کچھ بڑے بڑے سفید بیلوں کے گلّے ملے۔ جن کے تمام جسم پر لمبے لمبے بال تھے۔ غروب آفتاب کے وقت لیونارڈ نے اپنی رائیفل سے ایک بیل کا شکار کیا جس کا قد سترہ ہاتھ اور دیکھنے میں نہایت خوبصورت تھا۔

مگر جب وہ اس بیل کی کھال کھینچنے میں مصروف تھے تو جوانا کی نگاہ اتفاقاً مغرب کی طرف پڑی ہر طرف دُھواں ہی دُھواں نظر آتا تھا۔ تاہم ڈُوبتے دن کی سُرخ روشنی میں آفتاب کے قرص کے مقابل اُس نے بآسانی دیکھ لیا کہ ایک دراز قامت اور جسیم شکل تیر کمان ہاتھ میں لئے اُن کی طرف بڑھی چلی آرہی ہے اُس نے فوراً انگلی سے اس شکل کی طرف اشارہ کرکے لیونارڈ کو بتایا اور لیونارڈ جھٹ اپنی رائفل لے کر اس کی طرف بڑھا مگر ابھی تھوڑی دُور ہی گیا تھا کہ وہ شکل غائب ہو گئی۔ لیونارڈ واپس لوٹ کر آیا اور جوانا سے ہنس کر کہنے لگا۔" یہ

سب ہمارا تصوّر ہے۔ ہم جنّات اور بھوتوں کی اس قدر باتیں سُنتے اور کرتے رہے ہیں کہ ہماری قوّتِ متخیلہ موجوداتِ ذہنی کو خارجی لباس پہنا کر ڈراؤنی شکلوں میں ہمارے سامنے کھڑا کر دیتی ہے۔" لیکن لیونارڈ یہ بات ختم کرنے نہ پایا تھا کہ کوئی چیز سائیں سائیں کرتی ہوئی اُن کے درمیان میں سے ہو کر دوسری طرف کو نکل گئی۔ جب اس طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ ایک تیر زمین میں گڑا ہوا ہے۔ جوانا اس تیر کو دیکھ کر بولی۔" اگر موجوداتِ ذہنی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اور حواس لامسہ و باصرہ انہیں اسی طرح پر محسوس کر سکتی ہیں تو ہماری خیر نہیں۔" لیونارڈ نے اس ظرافت آمیز جملہ کا کچھ جواب نہ دیا۔ بلکہ اس سمت میں جہاں سے تیر آیا تھا اٹکل سے بندوق چھوڑی۔ مگر اس سے کوئی نتیجہ نہ پیدا ہوا۔ رات بھر اُن کی آنکھوں میں کٹی اور کہر اور شبنم میں وہ اِدھر اُدھر احتیاطاً دیکھتے رہے۔ کہ کہیں وہ شکل پھر نمودار نہ ہو مگر خیر گزری۔ آخر کار صبح ہوئی۔ اور ایک طرف سے سورج نکل آیا۔ اور کوچ کی تیاریاں ہونے لگیں۔

رات بھر کی سردی نے انہیں نہایت خستہ حال اور درماندہ کر دیا تھا۔ اس پر غنیم کا خوف تھا۔ نو آبادی کے بعض آدمی رونے لگے۔ اور یوں کہنے لگے کہ "ہائے افسوس ہم فرمانبرداری اور شرم میں رہے اور واپس نہ چلے گئے اب اکیلے دوکیلے لوٹنا بھی مشکل ہے۔" اس پر لیونارڈ نے اُن کو یہ دھمکی دی کہ جو شخص میری عدول حکمی کریگا اس کو میں اپنے گروہ سے علیحدہ کر دُونگا۔ اس لئے قہر درویش برجان درویش اُن کو لیونارڈ کے ساتھ بے چون وچرا جانا پڑا۔

تمام دن سفر کرتے رہے جب شام ہوئی تو ایک اچھی جگہ دیکھ کر فروکش ہوئے۔ دن بھر کی تکان نے انہیں چور کر دیا تھا۔ جاڑے اور کہر سے اُن کے بدن ٹھٹھرے جاتے تھے۔ لیونارڈ نے دل میں سوچا کہ اگر ہماری یہی

حالت رہی تو ہم بہت دن تک زندہ نہیں رہ سکیں گے۔ اور اس نے سوا سے پوچھا۔ "سوا تم کہتی تھیں کہ اہل ظلمات کے ملک میں ایک شہر آباد ہے۔"

سوا۔ "ہاں نجات دہندہ! شہر تو ہے مگر سوال یہ ہے۔ کہ آیا تم صحیح سلامت اُس شہر میں داخل بھی ہو سکتے ہو یا نہیں۔"

لیونارڈ۔ "خیر اس سوال پر تو بعد میں غور کیا جائیگا۔ فی الحال یہ بتاؤ کہ وہ شہر یہاں سے کتنی دُور ہے۔

سوا۔ "یہاں سے کوئی ایک دن کی مسافت پر ہو گا۔ اگر کہر نہ ہوتی تو تم یہیں سے دیکھ سکتے تھے۔ کیونکہ یہ شہر اُونچے پہاڑوں پر واقع ہے۔ اگر کل مطلع صاف ہو گیا تو تمہیں میرا کہنا باور آ جائیگا۔"

لیونارڈ۔ کیا یہاں کوئی ایسا مکان قریب نہیں کہ جس میں ہم بسیرا کر سکیں۔"

سوا۔ بھلا یہ میں کیسے بتا سکتی ہوں مجھے یہاں سے گزرے چالیس برس ہو گئے ہیں ممکن ہے یہاں سے قریب کوئی مکان ہو ممکن ہے میلوں تک کوئی مکان نہ ملے۔

جب لیونارڈ نے سمجھا کہ مکان کا ملنا دشوار ہے تو وہ اور اس کے ہمراہی تر زمین پر اکٹھے ہو کر بیٹھ گئے۔ نیند انہیں کیسے آتی۔ خاموشی کے عالم میں گھنٹوں گزر گئے۔ نو آبادی کے آدمی مارے جاڑے کے ٹھٹھر رہے تھے۔ جوانا کا بھی یہی حال تھا۔ مگر فرانسسکو اور لیونارڈ نے اس کو اپنے کمل اوڑھا دیئے۔ اور اُس کو ہوش آنے لگا۔ تمام گروہ میں یا تو سوا ایسی تھی جس کے چہرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ اُس کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہے۔ اس کی شاید یہ وجہ ہو کہ وہ اپنے ملک میں سفر کر رہی تھی اور آب و ہوا اس کی طبیعت کے موافق تھی اور یا اثر تھا۔ جس کو گرمی سردی بھوک پیاس کی کچھ پروا نہ تھی نہایت اطمینان

کے ساتھ اس نے لیونارڈ سے کہا۔ "میاں جبتک میرے دل میں خون کی گرمی اور جوش باقی ہے مجھ کو سردی کی کچھ پروا نہیں۔"

لیونارڈ کا یہ حال تھا کہ نوآبادی کے لوگوں کے نالوں کو چپ چاپ بیٹھا ہوا سن رہا تھا۔ اور دل میں کہتا تھا کہ اگر ہماری بے سروسامانی اور فاقہ کشی کی یہی کیفیت رہی تو ہم میں سے اکثر چوبیس گھنٹے کے اندر راہیٔ عدم ہونگے۔

آخرکار دن نکلا اور مطلع صاف ہوگیا۔ لیونارڈ نے اپنے آپ کو ایسے ڈھلوان میدان میں کھڑا ہوا پایا جو بتدریج حد نگاہ تک پہنچ کر بلند برفیلے پہاڑوں کے دامن سے جا ملتا تھا۔ پہاڑوں کا سلسلہ افق کے متوازی قوس قزح کی طرح محراب بناتا چلا گیا تھا۔ اس کے بیچ میں ایک عظیم الشان چوٹی تھی۔ جو برف سے مستور اور آسمان سے باتیں کرتی معلوم ہوتی تھی۔ اس چوٹی کے دونوں طرف پہاڑوں کا سلسلہ موج دریا کی طرح خم کھاتا ہوا اتنی دور تک پھیلا ہوا تھا کہ نگاہ کام نہیں کر سکتی تھی۔ میدانوں میں سردی کی شدت کے باعث رویدگی کم تھی۔ مگر قدرت نے سنگ مرمر کی چٹانیں جا بجا چن دی تھیں اور جانوران صحرائی کے گلوں کے گلے ادھر ادھر دوڑتے اور کلیلیں کرتے نظر آتے تھے۔ دامن کوہ کے نشیب میں گھنے درختوں کے جھنڈ تھے۔ اور کہیں کہیں جگہ صاف نظر آتی تھی جو شاید کاشت کے لئے تیار کی گئی تھی۔ آٹر نے اس تمام نظارہ کو اپنی عقاب کی سی تیز آنکھوں سے دیکھ کر کہا۔ "میاں سامنے آنکھ اٹھا کر دیکھئے بڑھیا کا کہنا سچ نکلا۔ وہ دیکھئے اہل ظلمات کا شہر۔" لیونارڈ نے آٹر کی انگلی کی سیدھ میں دیکھا۔ واقعی بہت سے مکانات دامن کوہ میں تھے۔ جن کی عمارت سنگ سرخ کی تھی۔ اور جن کی چھتوں پر کائی جم رہی تھی۔ اگر آٹر نہ دکھلاتا تو لیونارڈ کو کبھی معلوم نہ ہوتا کہ سامنے کوئی شہر بھی ہے یا نہیں کیونکہ جو چٹانیں انہیں جا بجا اٹھتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ ان کی

شکل بھی شہر کے مکانات کے بالکل مشابہ تھی۔

کچھ دیر تک سب خاموش کھڑے ہو کر شہر کی طرف دیکھتے رہے حیران تھے کہ ہم کیونکر یہاں پہنچ گئے اور اب کیونکر اس شہر میں داخل ہونگے۔ واپس جانا اگر پہلے ممکن تھا تو اب ناممکن ہو گیا تھا۔ نو آبادی کا ایک آدمی بلند آواز سے چلا اُٹھا۔ "اس کہر اور سردی کے اینٹھن کے عذاب سے تو بہتر ہے کہ ہم ان دیوؤں کے ہاتھوں جا کر مریں۔"

لیونارڈ۔ "بس بس اتنا کیوں گھبرائے جاتے ہو۔ تم مرتے نہیں آفتاب نکل آیا ہے جو ایک نیک شگون ہے۔"

جب ان کے کپڑے جو شبنم سے تر ہو گئے تھے خُشک ہو گئے تو انھوں نے اِدھر اُدھر سے لکڑیاں جمع کر کے آگ سلگا دی۔ آٹر نے صبح ہی صبح ایک ہرن مارا تھا۔ اس کا گوشت بھون کر سب نے تھوڑا تھوڑا کھایا اور پھر کسی قدر آرام کر کے انھوں نے اس جگہ سے کوچ کیا۔

بارہ بجے تک انھوں نے پندرہ میل کی مسافت طے کر لی۔ اور اب شہر صاف نظر آنے لگا۔ یہ شہر ایک پہاڑی کے پہلو پر واقع تھا اور اس لئے اس کے مکانات یکے بعد دیگرے نیچے اُوپر بنے ہوئے تھے۔ اس کے گرداگرد پتھر کی فصیل کھچی ہوئی تھی۔ اور چاروں طرف خندق تھی۔ جس میں دریا کا پانی کاٹ کر ڈالا گیا تھا۔ مکانوں پر گھاس جم رہی تھی۔ اور اُن کی ترتیب سے معلوم ہوتا تھا کہ شہر میں گلی کوچوں کا اچھا انتظام ہے۔ دو مکان بناوٹ کے لحاظ سے اوروں میں ممتاز تھے۔ ان میں سے ایک عمارت دوسرے کی نسبت ذرا بلندی پر واقع تھی۔ اُن کے اس طرف ذرا اور بلند ترشے ہوئے پتھر کا ایک ستون نما سیاہ تودہ کھڑا تھا۔ لیونارڈ نے اُس کی طرف اُنگلی اٹھا کر سوا سے پوچھا۔ "سوا یہ

کالی کالی چیز کیا ہے؟"

سوا۔ "گورے آدمی نیچے والی عمارت تو بادشاہ کا محل ہے اور جو عمارت اس کے اُوپر نظر آرہی ہے وہ ساگر مندر ہے یہاں ایک نہایت وسیع و عمیق چشمہ قعر کوہ میں سے اُبل کر نکلتا ہے جس کا پانی دریا میں جا ملتا ہے۔"

لیونارڈ۔ "مگر مندر سے آگے وہ کالا پتھر کیا ہے؟"

سوا۔ "گورے آدمی وہ دیوتا ہے جو اُونچی جگہ سے تمام شہروں کو دیکھتا اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔"

یہاں دو گھنٹہ آرام کر کے پھر وہ آگے چلے۔ اب وہ ایک پکی ڈنڈی پر جا رہے تھے۔ راستے میں کہیں کہیں آدمی ملتے تھے جن کے کپڑے کھال کے تھے اور ہر ایک شخص برچھے اور تیر و کمان سے مسلح تھا۔ جب کبھی لیونارڈ اور اس کے ہمراہی پانچ چھ سو گز کے فاصلہ پر آجاتے تو وہ اپنا تیر ان پر چلاتے اور سنکھ بجا کر بھاگ جاتے۔ ہر ایک تیر کا سوفار لوہے کا تھا۔ اور اُس کے پیچھے سرخ پر لگے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر لیونارڈ بہت گھبرایا مگر جو مصیبت عنقریب نازل ہونے والی تھی وہ اس سے بدرجہا زیادہ ہولناک تھی۔ کیونکہ جب وہ شہر کے بالکل قریب پہنچ گئے تو اُنہوں نے دیکھا کہ خندق میں بہت سے مسلح آدمی کشتیوں پر سوار ہیں اور خندق کو عبور کر کے اس پار آکر جمع ہوتے جاتے ہیں۔ آخر کار سب آدمی جن کی تعداد ایک ہزار سے متجاوز ہو گی کشتیوں سے اُتر کر ایک مربع شکل میں کھڑے ہو گئے۔ اور پھر ڈبل مارچ کرتے ان کی طرف بڑھے۔ اب وہ نازک وقت آن پہنچا جس کا انہیں خطرہ تھا۔

بلیسواں باب

ایکا دیبی کا اوتار

لیونارڈ نے ہراساں ہو کر اپنے ہمراہیوں پر نظر ڈالی اور بولا" اب کیا ہوگا"
جوانا۔" ہوگا کیا! اسوا نے مجھے اور آٹر کو جو پٹی پڑھائی ہے اُس پر ہم دونوں
عمل کرینگے۔ اگر قسمت نے یاوری کی اور ہمارا منصوبہ چل گیا تو فبہا ورنہ خدا حافظ۔
مسٹر اوٹرم آپ وہ لعل مجھے دیجئے جو آپ کے پاس ہے کیونکہ اس کی اب ضرورت ہے"
لیونارڈ نے ہمیانی میں سے لعل نکال کر بے کچھ کہے سُنے جوانا کے حوالے کر دیا۔
اور وہ سوا کو لے کر اپنے بقچہ سمیت ایک چٹان کے پیچھے چلی گئی تھوڑی دیر میں
وہ چٹان کی آڑ سے نمودار ہوئی۔ لیکن دوسری ہیئت میں اس کی وضع بالکل بدلی
ہوئی تھی۔ ایک ڈھیلا سفید عربی تراش کا فرغل جو شانوں پر سے کٹا ہوا تھا پہنے
تھی۔ اُس کے گیسو جو اس قدر لمبے تھے کہ گھٹنوں تک پہنچتے تھے۔ اُس نے چھوڑ
دیئے تھے۔ اور اُس کی پیشانی پر لیونارڈ کا لعل بصد آب و تاب چمک رہا تھا جسے
سوا نے ایک ترکیب سے پٹی کے ذریعہ باندھ دیا تھا۔ قریب آ کر وہ تمسخر کی راہ
سے کہنے لگی" اب میں دیبی ہوں تم پر میری پرستش فرض ہے" پھر اُس نے آٹر
سے کہا کہ" آٹر اب تو بھی تیار ہو جا سوا نے جو کچھ تجھے سکھا رکھا ہے اُسے یاد
رکھنا زبان سے ایک لفظ مت نکالنا۔ میرے ساتھ ساتھ چلنا اور جو مجھے کرتے
دیکھنا وہی کرنا۔"

آٹر" بہت خوب" کہکر تیار ہونے لگا۔ تیاری کیا تھی صرف اُس نے کوٹ
اور ایک پُرانا پتلون جو لیونارڈ نے اُسے دے دیا تھا اُتار ڈالا۔ اور سوائے ایک

چمڑے کی لنگوٹی کے باقی بالکل ننگا ہو گیا۔

پیٹر نے جو اپنے ہمراہیوں سمیت فرطِ خوف سے کھڑا کانپ رہا تھا۔ اُس وقت پوچھا۔ "یہ کیا معاملہ ہے۔" جوانا نے اسے جواب دیا۔ "اس کے یہ معنی ہیں کہ آرٹر نے اور مَیں نے ان لوگوں کے دیوتا اور دیبی کی شکل اختیار کی ہے۔ اگر انہوں نے ہمیں اپنا دیوتا اور دیبی مان لیا تو بہتر ورنہ اجل آپہنچی۔ اگر وہ ہم پر ایمان لے آئے تو اس صورت میں تمہیں نہایت احتیاط سے کام لینا ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ تم کوئی نادانی کر کے سب کا بھانڈا پھوڑ دو۔ مَیں وقتاً فوقتاً تمہیں ہدایت کرتی جاؤں گی کہ تمہیں کیا کرنا چاہیے۔"

یہ باتیں سُن کر پیٹر حیران رہ گیا۔ ادھر لیونارڈ اور فرانسسکو اہلِ ظلمات کی فوج کی طرف جواب زیادہ دُور نہ تھی محو و از خود رفتہ ہو کر دیکھنے لگے۔

سپاہی خاموشی کے عالم میں بڑھتے چلے آرہے تھے۔ لیکن اُن کے قدموں کی دھمک سے زمین ہلی جاتی تھی۔ آخر کار وہ اُس چٹان سے جس پر ہمارے سیاحوں کی چھوٹی سی جماعت کھڑی تھی ڈیڑھ سو گز کے فاصلہ پر ٹھہر گئے۔ جہاں تک لیونارڈ کی نگاہ نے کام کیا اُن سپاہیوں میں ایک ایسا بھی نہ تھا جس کا قد چھ فیٹ سے کم ہو۔ اور اُن کی جسامت اور تنومندی کی نسبت بھی اسی لحاظ سے تھی۔ شکل صورت کے اعتبار سے انہیں نہ خوبصورت کہا جا سکتا تھا نہ بدصورت بلکہ اُن کے چہروں کی سنجیدگی اور متانت کے آثار پائے جاتے تھے۔ آنکھیں اُن کی بڑی بڑی تھیں۔ بال گھنے اور لپٹے ہوئے تھے۔ جن کا رنگ بھورا تھا اور ایک بات جو اُن کی خصوصیات مخصوصہ میں ممتاز تر تھی وہ یہ تھی کہ اُن کے چہرے اس طرح بے حس و حرکت نظر آتے تھے۔ جیسے پتھر کی مورت (تو اعد ہے؟) وہ منجھے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ ہر ایک

کمپنی ایک کپتان کے زیر کمان تھی جو ہتھیاروں کے علاوہ جنگلی سانڈ کے سینگ کا سنکھ لئے ہوئے آگے آگے چلتا تھا۔

سپاہیوں کی یہ رجمنٹ چپ چاپ کھڑی ہو کر اجنبیوں کو دیکھنے لگی۔ رجمنٹ کے قلب میں نوعمر جنگ جوؤں کا ایک دستہ تھا جن میں ایک وجیہ اور نوجوان شخص پر کلغی لگے ہونے کے باعث اوروں میں ممتاز نظر آتا تھا۔ لیونارڈ نے قیاس کیا کہ یہ شخص ان کا بادشاہ ہے۔ اُس کے آگے تین چار معمر اور دراز ریش آدمی مقطع صورت کے جن کی نگاہوں میں بیرحمی اور خونخواری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی کھڑے تھے۔ یہ لوگ کھال کے تہمت کے سوا جو کمر سے گھٹنوں تک پہنچتا تھا اور کچھ نہ پہنے تھے۔ اور ایک چھُرے کے علاوہ اور کوئی ہتھیار ان کے پاس نہ تھا۔ اُن کے سینے پر نیلے رنگ میں ایک بہت بڑے سانپ کے سر کا نقش گودا ہوا تھا اور صاف ظاہر تھا کہ یا تو یہ دربار ظلمات کے طبیب ہیں یا کاہن۔

کچھ دیر وہ کھڑے ہوئے اجنبیوں کو دیکھتے رہے اور پھر اُن کے سرکردوں نے آپس میں کچھ مشورہ کیا۔ جوانا بولی کہ اب مجھے جا کر اُن سے خطاب کرنا چاہیئے ورنہ تیروں کی ایک بوچھار سے وہ ہمیں چھلنی کر دینگے۔ جوانا کا یہ قیاس صحیح بھی تھا۔ کیونکہ انھوں نے کمانوں کو زہ کیا اور تیروں کو چلہ پر چڑھایا اور سینکڑوں تیروں کے فولادی پر دار سوفار سورج کی شعاعوں میں چمکتے نظر آئے۔ اس وقت جوانا پھرتی سے آگے بڑھی اور چٹان کے بلند ترین مقام پر جا کر فوج کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ جہاں کہ سُورج کی پُوری روشنی اُس پر پڑتی تھی۔

جوانا کا ظاہر ہونا تھا کہ ایک ندائے تعجب فوج سے بلند ہوئی اور دفعتہً ایک کمان کی آواز پر تمام تیروں کے سوفار نیچے کی طرف جھک گئے۔ اُس وقت آٹر جو سوائے ایک لنگوٹی کے اور بالکل ننگا تھا پیچھے سے اُچھل کر جوانا کے

برابر آ کر کھڑا ہوا۔ لیکن اُسے دیکھتے ہی سیاہ ظلمات کی ندائے تعجب مبدل بہ صدائے خوف و دہشت ہو گئی۔ اور مارے ڈر کے وہ گڑگڑا اُٹھے لیکن یہ بات سمجھ میں نہ آتی تھی کہ جنگجو سور ماؤں کی یہ تعداد کثیر ایک گورے رنگ کی خوبصورت عورت اور ایک کالے بونے کو دیکھ کر کیوں ایسی خوفزدہ ہو گئی۔

ایک لمحہ بھر کے لئے یہ غیر موزوں جوڑا چٹان کے اُوپر ٹھہرا رہا۔ پھر جوانا آٹر کو ساتھ ساتھ لئے نیچے اُتری اور پچیس تیس گز تک چپ چاپ چلی گئی تب اہلِ ظلمات کو دفعتہً مخاطب کر کے وہ اُن کی اس قدیم زبان میں جو سوا نے اُسے بچپن میں سکھائی تھی یوں گانے لگی۔

کئی صدیاں سوتے گزریں مجھے
مجھے رو رو تم نے یاد کیا
میں نیند میں اب تک بے خود تھی
کس نے دیا آخر مجھ کو جگا
بچو یہ تمہاری محبت تھی
دکھلائی مجھے جس نے دُنیا
مجھ کو نہ مری ہوئی سمجھو تم
ممکن نہیں میرا کبھی مرنا
پھر آتی ہوں تم لوگوں میں
میں روپ کا پہنے ہوئے گہنا
معصوموں کی بھولی صورت میں
کیا تم نے نہ دیکھا مرا مُکھڑا
بچوں کی بھلی آوازوں میں
کیا تم نے نہ میرا راگ سُنا
اب دیکھو مجھے میں جاگی ہوں
کہلاتی ہوں نور کا میں تڑکا
اب دیکھو مجھے میں آئی ہوں
لائی ہوں تمہارے دکھ کی دوا
کرتے نہیں کیوں ڈنڈوت مجھے
کیا تم نے مجھے نہیں پہچانا
جو وعدہ میں تم سے کر گئی تھی
کیا بیٹھے ہو بچو اس کو بھلا
میں سپنے کے ملک سے آتی ہوں
سب درد تمہارے دوں گی مٹا
کیا اب بھی تم اس کے منکر ہو
کہلاتی ہے سانپ کی جو ماتا

یہ گیت سن کر سپاہی ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ جوانا نے دیکھا کہ یہ سب میری باتوں کو سمجھ گئے ہیں اور ان پر خوف چھا گیا ہے۔ کچھ دیر تک خاموشی کا عالم طاری رہا پھر دفعتہً کاہن یا طبیب۔ جو اکٹھے کھڑے تھے۔ اپنے سردار کے ساتھ آگے بڑھے۔ اور جوانا کے سامنے جا کھڑے ہو گئے۔ ان میں سے ایک کاہن نے جس کی عمر بہت بڑی معلوم ہوتی تھی اس سے یہ سوال کیا۔ "کیا تو انسان ہے یا دیبی؟"

جوانا۔ "میں انسان بھی ہوں اور دیبی۔"

کاہن (آرٹر کی طرف کانپتے ہوئے اشارہ کر کے) اور تیرے ساتھ وہ جسے ہم جانتے ہیں۔ کیا وہ انسان ہے یا دیوتا؟

جوانا۔ "وہ دیوتا بھی ہے اور انسان بھی۔"

کاہن۔ "اور یہ باقی کون ہیں؟"

جوانا۔ "یہ ہمارے پجاری اور خادم ہیں جو دوسری دنیا سے یہاں آتے ہوئے ہمیں رستہ میں ملے۔ یہ دیوتا نہیں بلکہ انسان ہیں۔" اس پر کاہنوں نے آپس میں پھر کچھ مشورہ کیا۔ اور جوان کا سردار تھا۔ وہ حیرت زدہ ہو کر جوانا کے حسن و جمال کو دیکھنے لگا۔ وہی عمر رسیدہ کاہن جو پہلے بولا تھا اب جوانا سے پھر یوں مخاطب ہوا۔

"اے خوبصورت ہستی تو نے ہمیں وہ باتیں بتائی ہیں جو سالہا سال سے ہم لوگوں میں روایتاً چلی آتی تھیں۔ مگر جن کا ظہور اب تک نہیں ہوا تھا۔ اگر تو انسان ہے اور کہیں سے ان باتوں کو سن سنا کر ہمیں دھوکے میں لانا چاہتی ہے تو تو اور یہ تمام تیرے ہمراہی سانپ کے پیٹ میں جائینگے۔ اور اگر تو دیبی ہے اور یہ جو تیرے برابر کھڑا ہے دیوتا ہے تو ہم لوگ تم دونوں کی پرستش کرینگے۔ اور تم کو اپنا معبود اور رزاق سمجھیں گے۔ اب تو ہم کو اپنا اور اس بونے کا جو تیرے ساتھ کھڑا ہے نام بتا۔"

جوانا۔ "میرے بچو! انسانوں میں مجھے راعیہ فلک اور اُس بونے کو آٹرہ دریاباش کہتے ہیں۔ کسی زمانہ میں اُس کے سکوت قہر اور ظلمت تین نام تھے اور مجھ کو نور شفق اور مہر نیم روز کہتے تھے۔ اس سے بھی پہلے ہمارے اور نام تھے۔ اے سانپ کے پجاریو یہ نام تم کو معلوم ہی ہونگے۔"

عمر رسیدہ کاہن ۔ "اے راعیہ فلک اے نور۔ اے شفق اے مہر نیم روز اور اے دریاباش جس کے دوسرے نام سکوت قہر اور ظلمت ہیں ہم تمہارے نام سُن چکے ہیں۔ اگرچہ نام صرف اسی وقت زبان پر لائے جاتے ہیں جب پاس کوئی نہ ہو اور چاروں طرف تاریکی چھائی ہوئی ہو اور اس لئے بہت کم لوگ ان ناموں سے واقف ہیں مگر ہم یہ چاہتے ہیں۔ مگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ نام پہلے تم ہم کو بتاؤ تاکہ تمہارا جھوٹ سچ ہم پر ثابت ہو جائے۔ اے خوبصورت ہستی اگر جو کچھ تو کہہ رہی ہے جھوٹ ہے تو تو اور تیرے ہمراہی سانپ کے پیٹ میں جائینگے۔"

جوانا۔ گو زمانہ گزشتہ میں ان ناموں کا روشنی میں لینا ممنوع تھا۔ مگر اب ایک نیا زمانہ شروع ہوا ہے میں پھر آگئی ہوں۔ اب دن کی روشنی میں علانیہ ان ناموں کا پکارنا جائز ہے۔ سُنو شروع میں ہمارے یہ نام تھے۔ مَیں سانپ کی ماتا ہوں اور میرا نام ایکا تھا۔ اور یہ میرا بیٹا سانپ ہے جس کو جال کے نام سے پکارا جاتا تھا۔"

جب جوانا کے مُنہ سے یہ الفاظ نکلے تو ہر شخص کے چہرہ پر خوف طاری ہو گیا اور عمر رسیدہ کاہن بآواز بلند پکار اُٹھا۔ "اے سانپ کے پجاریو! گر پڑو سجدے میں۔ اے ظلمات کے رہنے والو! عبادت کرو ایکا کی جو تمہاری دیبی ہے۔ وہ پھر مبعوث ہوئی ہے اور ہمیشہ ہم میں رہے گی۔ جال دیوتا انسان کا اوتار لے کر آیا ہے۔ اے آلفن! اپنی بادشاہت اُس کو دے ڈال! اے کاہنو! تم اپنے مندروں کو ان کے حوالے کر دو۔ کیونکہ یہ ماتا ہماری دیبی ہے اور اس دیوتا کی تعظیم

ہم پر واجب ہے۔"

یہ سُن کر تمام آدمی سجدے میں گر پڑے۔ اور ہر ایک شخص نے باآواز بلند کہا۔ "زندہ کرنے والی ایکا آ گئی۔ اور موت کا دیوتا جال انسانی قالب میں پھر آسمان سے اُتر آیا۔ دیبی کی جے! دیوتا کی جے!" البتہ آلفن ایک ایسا تھا جس نے سردار کاہن کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ اور اپنی مشیخت اور تکبر میں تنا ہوا کھڑا رہا۔ تاج و تخت کے یکایک چھن جانے کا خیال ایسا نہ تھا کہ وہ نو واردوں کو گو وہ دیوتا ہی کیوں نہ ہوں غاصب نہ سمجھتا۔ آٹر نے اشارہ سے جوانا کو اپنی طرف متوجہ کر کے آلفن کی طرف اپنی اُنگلی اُٹھائی جس سے اس کی یہ مراد تھی کہ دیکھو اور تو سب سجدے میں ہیں۔ لیکن یہ ابھی تک کھڑا ہے۔ مگر آلفن اس کے دوسرے ہی معنے سمجھا۔ اسے خیال ہوا کہ دیوتا میرے فعل کو سرکشی سے تعبیر کر کے مجھ پر اپنا قہر نازل کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس کی اوہام پرستی اُسکے کبر و نخوت پر غالب آ گئی اور وہ فوراً سرنگوں ہو کر سجدے میں گر پڑا۔

جب ہجوم کے نعروں کی آواز کم ہوئی تو جوانا نے کہا۔ "اے میرے بچے اُٹھ۔ (یہ بچہ وہی عمر رسیدہ کاہن تھا جس کو اگر جوانا کا پر دادا کہا جائے تو بجا ہو گا) اور اے سانپ کے پجاریو کھڑے ہو جاؤ۔ اور جو کچھ میں کہتی ہوں سُنو۔ اب تم مجھے پہچانتے ہو۔ اور میرے مقدس نام سے واقف ہو گئے ہو۔ یہ سرخ پتھر جو میری پیشانی پر چمک رہا ہے اس مقام سے نکلا ہے۔ جہاں پہلے زمانہ میں میرے بیٹے نے میرا خون بہایا تھا۔ میرے خون سے اس قسم کے پتھر بن گئے۔ جنہیں اس وقت تم میرے بیٹے پر چڑھاتے ہو۔ خبردار وہ زمانہ گیا۔ آیندہ ایسا ہرگز نہ کرنا۔ گو اب بھی میرا بیٹا تمہارا دیوتا ہے مگر اب وہ اپنے گناہ سے تائب ہو گیا ہے اور اس کو میری عزت اور فرمانبرداری منظور ہے۔

بس میں تم سے یہی چاہتی تھی جو وعدہ میں نے تم سے کیا تھا وہ آج میں نے پُورا

کردیا۔ اب تم شہر کی طرف جاؤ اور مندر کے نزدیک ہمارے رہنے کے لئے کوئی جگہ منتخب کرو اور میرے ان نوکروں اور خادموں کے لئے کھانے کا انتظام کرو۔ شہر کے پھاٹکوں پر ہمارے خیر مقدم کے لئے آدمی ضرور کھڑے ہوں دیکھو کوئی شخص ہم پر جاسوسی نہ کرے مبادا تم سب پر تباہی آئے۔ خبردار کوئی ہماری عدول حکمی نہ کرے ورنہ میں پھر موت اور سپنے کے عالم میں چلی جاؤنگی جاؤ! میرے احکام کی تعمیل میں کوتاہی نہ کرنا۔ اے میرے بچو جاؤ۔"

یہ کہکر جوانا آٹر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے پیچھے کی طرف آہستہ آہستہ ہٹی اور گیت گاتی ہوئی چٹانوں میں غائب ہوگئی۔

اکیسواں باب

آٹر کی حماقت

جب جوانا اور آٹر اپنے ہمراہیوں میں جا ملے۔ تو لیونارڈ اشتیاق کیساتھ آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ کیا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا منتر چل گیا۔ جوانا نے اس کو تمام سرگذشت سنائی اور جب وہ سنا رہی تھی تو اہل ظلمات کی رجمنٹ اُن کے پاس سے گزرنی شروع ہوئی۔ ہر ایک کمپنی اپنے بھالے ہوا میں بطور سلام کے بلند کرتی اور "جے ماتا کی! جے سانپ کی" پکارتی ہوئی شہر کی طرف چلی جاتی تھی۔

آخر کار جوانا کا قصہ تمام ہوا اور رجمنٹ بھی چلی گئی۔ لیونارڈ بولا۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

جوانا تمہارے جیسی بہادر اور عقلمند عورت دنیا بھر میں کوئی نہ ہوگی اور کوئی عورت ہوتی تو اس نازک موقعہ پر اگر سب کچھ بھول جاتی اور ڈر کے مارے چیخیں مارنے لگتی۔

جوانا۔ "اس میں میری بہادری اور عقلمندی کونسی تھی جو کچھ سوا نے مجھے طوطے کی طرح پڑھا دیا تھا اُسے مَیں نے لفظ بہ لفظ دُہرایا اگر شکریہ کی مستحق ہے تو سوا ہے۔"

لیونارڈ۔ "واقع میں سوا کا مَیں شکرگزار ہوں۔ سوا تم نے جو کچھ کہا تھا وہ سب سچ نکلا اور تم نے اس معاملہ کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام کو پہنچایا۔ مَیں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

سوا۔ تو کیا تم مجھے جھوٹی سمجھے تھے۔ نجات دہندہ مَیں نے جب یہ کہا تھا کہ میری قوم راعیہ کو اور اس تمہارے کالے کُتّے کو اپنا معبود تسلیم کرلے گی اس کا ایک ایک لفظ سچ تھا۔ لیکن کیا مَیں نے تم سے یہ بھی نہیں کہا تھا کہ ان دونوں کو چھوڑ کر جو باقی ہیں انہیں موت کا سامنا ہوگا۔ اگر مَیں نے یہ بات نہیں کہی تھی تو اب کہتی ہوں۔ نجات دہندہ تم دیوتا نہیں تسلیم کئے گئے۔ اور نہ یہ گنجے سر والا پادری اور تمہارا یہی کالا کُتّا اپنی حماقت سے راز افشا کردے گا۔ نجات دہندہ سانپ کے پیٹ میں جا کر تم کو یاد آئیگا کہ جو کچھ سوا نے کہا تھا وہ سچ تھا۔ اور جن لعلوں کی جستجو میں تم یہاں آئے ہو وہ شاید تمہیں اسی کے پیٹ میں ملیں گے۔"

جوانا (غصّہ ہو کر) "چپ رہ یہ کیا ٹرٹر لگائی ہے۔"

جوانا کے ان عتاب آمیز کلمات نے سوا کی زبان کو فوراً بند کر دیا اور اُس نے کُتّیا کی طرح جو اپنے آقا کے چابک کھا کر پیچھے کو دبک جاتا ہے اپنا سر جُھکا لیا

لیونارڈ (کانپ کر) "یہ قطامہ کیسی سیاہ دل ہے۔"

جوانا۔ "معلوم نہیں سوا کو کیا ہو گیا اپنے ملک میں آکر بڑی چڑچڑی اور کینہ ور ہو گئی ہے۔"

لیونارڈ۔ "ابھی تک تو قسمت نے ہمارا ساتھ دیا ہے۔"

'عاقبت کی خبر خدا جانے'

آٹر سنو اب تم اس ملک کے لوگوں کے دیوتا ہو۔

آٹر۔ "مَیں دیوتا ہوں میاں دیوتا کس جانور کا نام ہوتا ہے؟"

لیونارڈ۔ "کیا اُلّو ہے ابھی مَیں تمہیں بتا نہیں چُکا کہ تم آدمی نہیں رہے بلکہ خدا ہو گئے ہو۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ گزشتہ زمانہ میں تم اس ملک کے فرمانروا تھے اور اب تم پھر اس ملک پر حکومت کرو گے راعیہ اور تم دونوں معبود ہو۔ وہ تمہاری ماں ہے اور تم اُس کے بیٹے ہو۔ راعیہ کے سوا ہم سب تمہارے نوکر ہیں۔ جب تم ہم سے بات کرو تو اس طرح سے بولو جیسے کوئی بڑا سردار اپنے کمترین نوکروں سے کلام کرتا ہے۔ اور ہمیں کُتّا اور غلام کہکر پکارو۔ اگر تم نے لوگوں میں مجھے میاں کہا تو جب پاس کوئی نہ ہو گا مَیں تمہیں خوب پیٹوں گا۔"

آٹر۔ "بہت اچھا میاں اگر آپ کہتے ہیں کہ مَیں دیوتا ہوں تو آپ کی مرضی۔ آپ غالباً دیوتاؤں سے خوب واقف ہیں۔ اور اُن کے رسم و رواج کو خوب جانتے ہیں۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ مجھ سے پہلے کسی نے نہیں کہا کہ تم دیوتا ہو۔ یہ دیوتا بھی بڑے ہی بدصورت ہوتے ہونگے۔ لیکن جب نو آبادی کے لوگوں نے سُنا کہ مَیں دیوتا ہوں تو وہ کیا کہیں گے۔ غالباً وہ یہ کہینگے "کیا دیوتا ایک انسان کی خدمت کیا کرتا ہے۔ اور اُس کو میاں کہا کرتا ہے کیا ایک دیوتا کسی انسان کی بندوقیں صاف کیا کرتا ہے۔ اور اس کا کھانا پکایا کرتا ہے؟ اسی قسم کی وہ

اور بھی باتیں کرینگے۔ اور اہلِ ظلمات ان کو سُن کر تاڑ جائیں گے کہ مَیں دیوتا نہیں ہوں جھوٹا ہوں اور پھر وہ ہم سب کو مار ڈالیں گے۔"

لیونارڈ۔" یہ بات تو تم نے ٹھیک کہی۔"

اس کے بعد اس نے پیٹر اور نوآبادی کے لوگوں کو تمام ماجرے سے آگاہ کیا۔ اور کہا کہ" ہمارا منصوبہ چل گیا اور ساکنانِ ظلمات نے راعیہ اور آٹر کو اپنا معبود تسلیم کر لیا لیکن اگر تم ہماری اور اپنی جان کی خیر منایا چاہتے ہو اور تمہاری یہ آرزو ہے کہ ہم اس ملک سے بچ کر واپس نکلیں تو ہرگز ہرگز ایسا کوئی لفظ اپنی زبان پر نہ لاؤ۔ اور نہ تمہاری حرکات و سکنات ایسی ہونی پائیں جس سے ان لوگوں پر ہماری کیفیّت کھل جائے ورنہ یہ لوگ ہمیں جھوٹا سمجھ کر جان سے مار ڈالیں گے۔"

نوآبادی کے آدمی سمجھدار تھے۔ اس کیفیّت کو اُنہوں نے تعجب کے ساتھ سُنا۔ اور جب اُن کا تعجب کم ہوا تو انہوں نے لیونارڈ سے کہا۔ کہ" ہم بخوشی آپ کے حکم کی تعمیل کرینگے۔ اور آپ کی ہدایت پر کاربند ہونگے۔"

اس کے بعد وہ شہر کی طرف جو پہاڑی پر واقع تھا روانہ ہوئے آگے آگے لیونارڈ اور فرانسسکو تھے۔ ان کے بعد جوانا اور آٹر اُن کے بعد سوا اور سب کے بعد نوآبادی کے لوگ۔ ایک گھنٹہ میں وہ دریا کے کنارے پہنچے جو شہر کے قریباً چاروں طرف بہ رہا تھا۔ یہاں کشتیاں تیار تھیں۔ تاکہ انہیں اس جزیرے پر یا یوں کہیئے کہ جزیرہ نما پر جس میں کہ شہر واقع تھا جا اتاریں۔ کشتیوں پر سوار ہو کر جب وہ دریا کے پار اُترے تو انہوں نے دیکھا کہ کاہن دو پالکیاں لئے ہوئے اُن کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ پالکیاں جوانا اور آٹر کے لئے تیار کی گئی تھیں۔ ہزاروں آدمی دریا کے کنارے پر کھڑے ہوئے تھے۔ اور جب دیبی اور دیوتا نے اپنا قدم ساحل پر رکھا تو مرد عورت اور بچّے "جے ماتا کی! جے سانپ کی" پکارتے

ہوئے سجدے میں گر پڑے۔

جواناؔ اور آئڑ نے لوگوں کے اس اظہار عبودیت کی طرف کچھ التفات نہ کی۔ اور نہایت متانت اور وقار کے ساتھ دو پالکیوں میں سوار ہوئے اور کھال کے پردے جو اُن پر پڑے ہوئے تھے گرا دیئے اور پالکی بردار انہیں نہایت سرعت کے ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ لیونارڈ فرانسسکو اور اُن کے باقی ہمراہی اُن کے پیچھے پیچھے تھے اور سب سے پیچھے شہر کے لوگ خاموشی کے ساتھ جارہے تھے۔

غروب آفتاب کا وقت قریب تھا۔ لیکن ابھی تک اتنی روشنی باقی تھی کہ اس ملک اور اس ملک کے رہنے والوں کی حیرت انگیز حالت اُن پر ظاہر ہو۔ شہر کے مکانات کھردرے اور اَن گھڑ پتھروں کے بنے ہوئے تھے اور گلی کوچوں میں پتھر کی سڑکیں تھیں۔ تمام عمارات ایک دوسرے سے کسی قدر فاصلہ پر تھیں۔ اور ہر ایک عمارت کے گرد ایک چھوٹا سا باغیچہ تھا۔ پھاٹک لکڑی کے تھے۔ اور اس قسم کی زنجیروں سے بندھے ہوئے تھے۔ جنہیں زمانہ قدیم کے لوگ استعمال کرتے تھے۔ جا بجا شراب کی دکانیں تھیں اور ایک بڑا بازار تھا جہاں ان لوگوں کی تجارت ہوتی تھی۔ روپیہ تو ان لوگوں کے پاس تھا نہیں اس لئے تجارتی کاروبار کو دوسرے وحشی اقوام کی طرح وہ تبادلہ کے اصول پر چلاتے تھے۔

لیونارڈ نے ان تمام باتوں کو ایک نظر میں دیکھ لیا۔ اور اُن سے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ اس شہر کے باشندے کسی قدیم تمدن کے انحطاط پذیر فتہ آثار ہیں۔ جسے امتداد ازمنہ نے صفحہ تہذیب پر سے محو کر دیا ہے۔ یہ نتیجہ اُن کی مستحکم فصیلوں سنگین عمارتوں شراب کی دکانوں اور بازاروں سے مستنبط ہوتا تھا۔ ان کے نظام الٰہیات سے جو نور اور ظلمت یعنی حیات اور ممات کے ایسے معبودوں پر مشتمل تھا جو ایک

دوسرے کا ماخذ و مصدر تھے۔ اور ہر ایک ابدی اور غیر منتہی کشمکش میں مصروف تھے اسی استدلال کی طرف اشارہ ہوتا تھا۔ غالباً یہ مسلک دُنیا کے عہد عتیق کی قدرت پرستی کے صنادید معقدہ کا ایک ویران کھنڈر تھا۔

بازار سے گزر کر وہ اس عمارت کے پھاٹک تک جا پہنچے۔ جو انہوں نے میدان سے بلند ترین مقام پر بنی ہوئی دیکھی تھی۔ جب پھاٹک کے اندر داخل ہوئے تو انہوں نے کاہنوں کو جن کے سینوں پر سانپ کے سر کا نقش گودا ہوا تھا شمع ہاتھ میں لئے کھڑا ہوا پایا۔ کاہن انہیں ایک بڑے مکان کے اندر لے گئے۔ جس کے صحن میں ایک چشمہ اُبل رہا تھا۔ اس مکان کے برآمدہ میں اُنہوں نے ایک تخت بچھا دیکھا جو آبنوس اور عاج کا تھا۔ اور جس کے پائے انسان کی شکل کے تھے۔ بعد میں انہیں معلوم ہوا کہ یہ آلفن کا محل تھا جسے کاہنوں نے نئے دیوتاؤں کے لئے اُس سے خالی کرالیا تھا۔ اس عجیب مکان میں کاہنوں نے اُن سب کو اُتارا۔ مکان کے وسط میں دو بڑے بڑے کمرے جوانا اور آٹر کو علیحدہ علیحدہ دیئے گئے۔ نو آبادی کے لوگوں کو بازو کی تین کوٹھریاں اور لیونارڈ فرانسسکو اور سوا کو دوسرے بازو کی ایک کوٹھڑی دیدی گئی۔ تھوڑی دیر میں کچھ عورتیں اُبلی ہوئی گھنگنیاں دودھ اور بہت سا بھنا ہوا گوشت لے کر آئیں۔ جسے لیونارڈ اور فرانسسکو نے نہایت رغبت سے کھایا۔

سونے کے قبل لیونارڈ نے اُٹھ کر صحن کی طرف نگاہ ڈالی۔ لیکن نہایت تشویش سے اس نے دیکھا کہ ہر ایک دروازے پر ایک سنتری پہرہ دے رہا ہے اور جوانا اور آٹر کے دروازے پر کاہن شمعیں لئے کھڑے ہیں۔ جب اس نے جوانا کے کمرہ میں جانے کا قصد کیا تو سنتری نے اپنا برچھا اُٹھا کر اُسے روک دیا۔ اور وہ نہایت متردد ہو کر اپنے کمرے میں واپس چلا آیا۔ سوا سے اس نے پوچھا کہ

"کاہن راعیہ کے دروازے پر شمعیں لئے کیوں کھڑے ہیں۔" سوا نے جواب دیا۔ کہ "وہ دیوتاؤں کے مسکن کی محافظت کر رہے ہیں۔ جب تک کہ دیوتاؤں کی مرضی نہ ہو اُس وقت تک اُن کے پاس نہیں جا سکتا۔"

دوسرے دن علی الصباح لیونارڈ اٹھا اور فرانسسکو کے ہمراہ صحن کی طرف گیا۔ اس مرتبہ سنتریوں نے انہیں روکا نہیں۔ لیکن کاہن ابھی تک جوانا کے دروازے کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ اور جب انہوں نے جا کر اشارہ سے کہا کہ ہم رانی ماتا کی پرستش کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے سختی سے انہیں اندر جانے سے روک دیا۔ سوا سے لیونارڈ نے جب یہ پوچھا کہ یہ کاہن کیا کہتے ہیں تو اس نے جواب دیا کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ "ماتا اب اپنے گھر آگئی ہے۔ اور سانپ بھی اپنے گھر آگیا ہے اس لئے عوام کو اپنی ناپاک نگاہوں سے اُن کی طرف دیکھنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔"

جب منت سماجت سے کچھ کام نہ چلا۔ تو لیونارڈ نے چاہا کہ زبردستی چلا جائے۔ لیکن ایک پہرے والے نے اپنے زبردست برچھے کی انی اس کے گلے پر رکھ دی اس کا نتیجہ لیونارڈ کے حق میں معلوم نہیں کیا ہوتا اگر اس نازک وقت پر جوانا خود اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر نکل نہ آتی اسے دیکھتے ہی کاہن اور سپاہی سجدے میں گر پڑے اور لیونارڈ کے اوسان ایسے خطا نہ ہوئے تھے کہ وہ فرانسسکو کو اپنے ساتھ گھسیٹ کر اُن کی تقلید نہ کرتا۔

جوانا نے پہرے والوں سے انہی کی زبان میں پوچھا۔ "یہ دنگا کیسا ہے۔" لیونارڈ نے جو زمین سے اپنا سر رگڑ رہا تھا انگریزی زبان میں جھٹ اس سے یوں کہا۔ "جوانا میں تمہیں بتاتا ہوں اگر تم ان بدمعاشوں کو سمجھاؤ گی نہیں تو یہ تمہیں ہم سے ملنے نہیں دینگے۔ اور ہمارا کسی اور طرح صفایا کر ڈالیں گے۔

جوانا کاہن کی طرف پلٹی اور غصہ سے بولی "کون ایسا گستاخ ہے جس نے میرے نوکروں کو میرے سامنے آنے اور میری عبادت سے منع کیا؟ مَیں اپنی مرضی کی مالک ہوں اور جو کوئی میری مخالفت کریگا۔ مَیں اُس پر عذاب نازل کرونگی سُنو میری یہ مرضی ہے کہ یہ گورے آدمی اور وہ کالی عورت جب چاہیں میرے پاس آئیں"۔

کاہنوں نے نہایت عاجزی سے جواب دیا" اسے دیبی جو تیری مرضی ہے وہی ہماری مرضی ہے۔ تیرا حکم ہمارے سر آنکھوں پر"۔

اس پر لیونارڈ فرانسسکو اور سوا اندر چلے گئے اور دروازہ پر پردہ پڑ گیا۔

جوانا۔" شکر ہے کہ تم آ گئے ساری رات کیا کہوں مَیں نے اس کمرہ میں کیونکر کاٹی تنہائی کے عالم میں ان کاہنوں کا خیال جو باہر دروازہ پہ کھڑے تھے اور بھی ستاتا تھا۔ جو عورتیں میرے لئے کل شام کھانا لائیں وہ ہاتھ پاؤں کے ادھر اُدھر رینگتی تھیں۔ کیا ڈراؤنا منظر تھا۔"

لیونارڈ۔" افسوس ہے کہ تم اکیلی رہیں۔ مگر اب یہ انتظام کرنا چاہئے کہ کم از کم سوا تو تمہارے پاس سوئے۔ آٹر کہاں ہے چلو اس کے پاس چلیں دیکھیں کہ وہ دیوتا کیا کر رہا ہے۔"

جوانا نے دروازہ میں جا کر کاہنوں سے کہا کہ مَیں اپنے خادموں سمیت سانپ کے پاس جانا چاہتی ہوں یہ درخواست سُن کر کاہن پہلے تو کچھ بڑبڑائے مگر پھر راضی ہو گئے اور چاروں کو ایک کمرے میں لے گئے۔ جہاں اُنہوں نے عجیب نظارہ دیکھا ایک بڑی سی کرسی پہ جو ایک مسند پر بچھی ہوئی تھی آٹر نہایت بے چینی کی حالت میں غضب آلود نگاہوں سے بیٹھا تھا اور اس کے سامنے زمین پر چار پجاری اوندھے پڑے ہوئے تھے۔ اور لگاتار منتر جپ رہے تھے۔ لیونارڈ اور جوانا کو دیکھ کر اس نے خوشی کا نعرہ مارا اور بولا" میاں شکر ہے تم آ گئے مَیں سخت گھبرا گیا تھا۔"

لیونارڈ (گھٹنے ٹیک کر نہایت عاجزی کی آواز سے ڈچ زبان میں) "اب اُلو اگر تو پھر بھول گیا کہ تو دیوتا ہے تو اُن لوگوں کے جاتے ہی میں تجھے سمجھ لونگا۔ انہیں حکم دے کہ چلے جائیں۔ راعیہ تیرے حکم کا ترجمہ کر کے انہیں سُنا دیگی۔"

اٹر (اشارا پاکر) "ارے کُتو چلے جاؤ یہاں سے جاؤ اور میرے لئے کھانا لاؤ۔ مَیں اپنے نوکر کے ساتھ جس کا نام میاں ہے اور اپنی ماں کے ساتھ بات کرنی چاہتا ہوں۔"

جوانا نے ان لفظوں کا ترجمہ کر کے کاہنوں کو سُنا دیا۔ اور بولی کہ "سانپ نے مقدس زبان میں تمہیں یہ حکم دیا ہے۔" یہ سُنتے ہی چاروں کاہن اُٹھ کھڑے ہوتے اور سر جھکائے ہوئے اُلٹے پاؤں کمرے سے باہر چلے گئے اُن کے نکلتے ہی آٹر اپنی کرسی پر سے جھلاتا ہوا کودا۔ اور اس کی حالت میں ایسی مضحکہ انگیز ہو رہی تھی کہ سب قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ اس پر آٹر نے کہا۔

"ہنس لو میاں ہنس لو آپ کو کبھی دیوتا بننے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اگر دیوتا بنائے جاتے اور پھر ہنستے تب مَیں جانتا۔ رات بھر مجھے اس بڑی چوکی پر بیٹھا رہنا پڑا اور یہ کُتے ملعون میری ناک میں سڑی ہوئی چیزوں کی دھونی دیتے رہے اور کیا جانے کیا بکتے رہے۔ اگر ایک گھنٹہ میری یہی حالت اور رہتی تو میں انہیں مار ڈالتا۔ کیونکہ مجھے کھانے کو کچھ نہیں ملا۔ اور بھوک کی تاب نہیں لا سکتا۔"

لیونارڈ۔ "آٹر خاموش! قدموں کی آواز آ رہی ہے جا جلد اپنے تخت پر ہو بیٹھ جوانا تم اس کے برابر کھڑی ہو جاؤ ہم سجدہ کرتے ہیں۔"

انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی ہی تھی کہ اتنے میں پردہ اُٹھا کر ایک کاہن داخل ہوا۔ جس کے ہاتھ میں ایک چوبی خوان تھا جس پر ایک کپڑا پڑا ہوا تھا۔ وہ آٹر کے تخت کی طرف آہستہ آہستہ سر جھکائے ہوئے آیا اور پھر دفعتہً سر اُٹھا کر اس نے

خوان کو بڑھایا اور بآواز بلند چلّایا۔" اے سانپ یہ تیرے لئے کھانا ہے اس کو کھا اور بہر بسن ہو۔"

آنڑ نے جو بھوک کے مارے بے قرار ہو رہا تھا قاب کو اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ اور کپڑا اُٹھایا اور جو کچھ اس میں رکھا ہوا تھا اُسے اس نے نہایت بے اطمینانی کی نگاہ سے دیکھا اور اُسے دوسروں کو دکھانے کی غرض سے خوان کو نیچے جھکا کر اپنی زبان میں یوں پکارا۔" اے کُتّے کے پلّے کیا آدمیوں کو ایسا ہی کھانا دیا کرتے ہیں۔ تو نے مجھے مچھلی مقرر کیا ہے کہ میرے لئے کائی اور سُرخ کنکر کھانے کو لایا ہے۔

خوان میں واقعی سادہ چیزیں تھیں جو مختلف قسم کی سبزیوں پر مشتمل تھیں اور سب کی سب کچی تھیں۔ اس ساگ پات کے ڈھیر کے وسط میں ایک نہایت خوبصورت لعل رکھا ہوا تھا اتنا بڑا تو نہیں تھا جو سوا نے لیونارڈ کو دیا تھا مگر پھر بھی بہت بڑا اور قیمتی تھا۔ لیونارڈ نے مسرت کے ساتھ اس پر نگاہ ڈالی مگر بونا جس کی انتڑیاں قُل ھُو اللہ پڑھ رہی تھیں اپنی بھوک کی شدّت میں اس بات کو بھول گیا کہ اُسکے آقا نے اسی قسم کے جواہرات کی جستجو میں ایسا صعب اور دور دراز سفر اختیار کیا تھا۔ بھوک کی بیتابی میں غضب آلود ہو کر وہ تخت کے اُوپر کھڑا ہو گیا اور لعل کو پکڑ کر اُس نے کاہن کے منہ پر کھینچ مارا۔ کاہن بچارے نے دیوتا کے اس اظہار غیظ و غضب سے خوفزدہ ہو کر لعل کو جو اس کے خیال میں دیوتا کے غصّہ کا باعث تھا اُٹھا لیا۔ اور بے تحاشا پچھلے پاؤں ایسا بھاگا کہ مڑ کر نہ دیکھا۔

جوانا اور فرانسسکو یہ دیکھ کر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسے اور سوا کے چہرہ پر بھی تبسّم ظاہر ہوا۔ لیکن لیونارڈ بالکل نہیں ہنسا۔ بلکہ نہایت تلخی کے لہجہ میں بونے سے اُس نے یوں کہا۔

" ابے گدھے کے بچّے! ابے اُلّو کے پٹھے! ابے عقل کے اندھے یہ تو نے کیا

حماقت کی کہ لعل اسی کاہن کے سر پر کھینچ مارا جو اُسے لایا تھا اور اب وہ کوئی لعل نہیں لائے گا۔ اور اگر تو نے یہ حماقت نہ کی ہوتی تو ہر ایک کھانے کے ساتھ تیرے پاس اسی طرح کے لعل لائے جاتے اور تجھے خواہ کھانے کو گھاس ہی ملتی مگر ہم تو امیر بن جاتے۔"

آٹمر (رو کر) "میاں مجھے معاف کیجئے مجھ سے قصور ہوا۔ لیکن میرے غصہ نے میری عقل کو اندھا کر دیا۔"

کچھ دیر نہ گزری تھی کہ باہر کچھ آہٹ ہوئی۔ اور پھر کچھ کاہن اندر داخل ہوئے۔ اور اس دفعہ وہ عمر رسیدہ شخص جس نے جوانا سے اس روز سوال پوچھے تھے جبکہ وہ دیبی کی شکل میں ظاہر ہوئی تھی۔ اُن سب کے آگے آگے تھا۔ بعد میں انہیں معلوم ہوا کہ اس کا نام نام تھا۔

اب اتفاق ایسا ہوا کہ لیونارڈ سوا کے پاس کھڑا ہوا تھا اور جب یہ کاہن کمرے میں داخل ہوا اور سوا نے پہلی مرتبہ اُسے اپنے مقابل کھڑا پایا تو لیونارڈ نے دیکھا کہ وہ چونکی اور پھر ذرا کانپی اور اس کے بعد تخت کی آڑ میں پیچھے جا کر کھڑی ہو گئی۔

لیونارڈ (دل میں) "اس کی جوانی کے دنوں کا کوئی آشنا ہو گا کہیں اُسے پہچان نہ لے"

نام نے دیبی اور دیوتا کے سامنے سجدہ کیا۔ اور پھر یوں بولا۔ "مجھے بڑا رنج ہے کہ سانپ دیوتا کی ایسی سخت بے ادبی کی گئی کہ کھانے کے ہمراہ اس کے سامنے سرخ پتھر جو اکا کا خون تھا لایا گیا کچھ شک نہیں جب ماتا اور سانپ میں صلح ہو گئی ہے تو جلال کے سامنے ایسی شے کا چڑھاوا چڑھانا جس سے اُسے گزرے ہوئے زمانہ کا گناہ یاد آئے ایسا جرم ہے جس سے ملک پر قہر و عذاب نازل ہونے کا احتمال ہے لیکن جس آدمی سے یہ حرکت سرزد ہوئی تھی اُس پر موت کا فتویٰ لگایا گیا ہے امید ہے کہ سانپ کا غضب اس سے فرد ہو جائیگا۔ اس غلام نے یہ حکم بھی دیدیا ہے کہ اس قسم کے

تمام پتھروں کو ایک مخفی مقام میں وہ شخص جو جرم کا مرتکب ہوا تھا چھپا آئے۔ اور اگر وہ اس مقام سے زندہ نکلے تو وہ مارڈالا جائے۔ لیکن وہ وہاں سے زندہ نہیں واپس آئیگا۔ کیونکہ وہاں جانا یقینی طور پر مرنا ہے۔ علاوہ اس کے یہ حکم بھی دیدیا گیا ہے کہ ایسے پتھروں کا جو کوئی نام بھی لیگا وہ جان سے مارڈالا جائیگا۔ اور اب ملک میں صرف ایک پتھر ایسا رہ گیا ہے اور وہ وہ ہے جو ماتا زمانہ گزشتہ کی یاد میں پہنے ہے۔"

لیونارڈ (دبی آواز میں) "اچھا آٹر میں نے تجھ سے نہ سمجھا تو میرا نام اوڈرم نہیں۔"

نام نے پھر اپنا سلسلۂ تقریر یوں شروع کی۔ "لیکن میں ایک اور ضروری کام کے لئے بھی آیا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آج کی رات چاند نکلنے سے ایک گھنٹہ پہلے تمام اہل ظلمات بڑے مندر میں جمع ہونگے۔ تاکہ ماتا اور سانپ قوم کے سامنے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیں۔ وقت مقررہ پر ہم غلام دیبی اور دیوتا اور اُن کے نوکروں کو وہاں لے چلنے کے لئے آئینگے۔ کیا ماتا اور سانپ کو یہ بات پسند ہے؟"

جوانا نے سر کے اشارے سے اپنی رضامندی ظاہر کی اور کاہن آداب اور کورنش بجالاتا ہوا رخصت ہوا۔"

لیونارڈ۔ "ما درچہ خیالیم فلک درچہ خیال۔"

اس گدھے آٹر نے سب کیا کرایا غارت کردیا۔ ہم بات کی بات میں کروڑپتی ہوجاتے خدا جانے اب ہمیں ایک لعل یا نیلم دیکھنا بھی نصیب ہوتا ہے یا نہیں۔"

اس بات کا کسی نے کچھ جواب نہ دیا سب کے سب اس واقعہ کے بربادی بخش اثرات سے متاثر ہوکر نہایت ملول و مشوش ہورہے تھے۔ لیکن آٹر جس پر اپنی حماقت کی حقیقت اب ظاہر ہوئی مارے رنج کے رو پڑا۔ اور کہنے لگا۔ میاں مجھے کیا خبر تھی کہ میری ہی حماقت کی وجہ سے سب کام تباہ ہوجائے گا۔ افسوس مجھ سے کیسی نادانی ہوئی۔"

لیونارڈ (بونے کے دلی رنج کے اظہار پر رحم کھا کر) "آخر کچھ پروا مت کرو اگر تمہاری وجہ سے لعل ضائع ہو گئے ہیں تو کسی نہ کسی ترکیب سے ہم ہی کو پھر حاصل کرنے ہونگے۔ ہاں سوا جب وہ بڈھا کاہن اندر آیا تو تم ایسی چونکی کیوں تھی۔"

سوا۔ "اس واسطے کہ وہ میرا باپ ہے۔"

لیونارڈ۔ "یہ ایک اور دقت آن پڑی۔ نام نے اگر اُسے پہچان لیا تو پھر کیا ہوگا؟

مشکل اندر مشکل اندر مشکل است

بائیسواں باب

جال کا مندر

نہایت اضطراب اور تشویش کے عالم میں لیونارڈ جوانا کو خدا حافظ کہہ کر نو آبادی کے لوگوں کو دیکھنے گیا۔ جن سے وہ گزشتہ شام سے نہ ملا تھا۔ اُن لوگوں کی حالت اس نے نہایت بُری پائی۔ سب کے سب سہمے ہوئے تھے اور اُن کی وضع سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا اُنہیں کسی آنے والی مصیبت کا خوف ہے لیونارڈ نے حتی المقدور انہیں تسلی اور تشفی دی اور کہا کہ جب تک ظلمات والوں کو آٹر اور راعیہ کی الوہیت کا یقین ہے اس وقت تک تمہاری جانیں سلامت ہیں۔

لیونارڈ دکان کے اندر بیٹھے بیٹھے اُکتا گیا تھا اُس نے چاہا کہ باہر جا کر شہر کی سیر کرے۔ اور جو کچھ دیکھ سکے دیکھے۔ جوانا نے اُسے اس قصد سے روکا مگر اس نے نہ مانا۔ اور اکیلا اپنے کمرے سے نکل کر صحن میں سے ہوتا ہوا محل کے بڑے پھاٹک

تک پہنچا۔ لیکن یہ پھاٹک جس میں سلاخیں لگی تھیں بند تھا اور جب اُس نے باہر جانا چاہا تو پہرہ والا سنتری مزاحم ہوا۔ اور لیونارڈ کو مجبوراً وہیں کھڑا رہکر سلاخوں ہی میں سے جھانکنے پر اکتفا کرنا پڑا۔ مطلع کسی قدر صاف ہو گیا تھا اور اُس نے دیکھا کہ سو قدم کے فاصلہ پر مندر کا دروازہ ہے۔ جس کے دونوں طرف عظیم الشان دیواریں جو پچاس فیٹ بلکہ اس سے بھی زیادہ اونچی ہونگی کھڑی ہیں۔ یہاں کسی بڑی رسم کی ادائی کے لئے تیاریاں ہو رہی تھیں۔ کیونکہ لوگوں کا ایک جم غفیر مندر کے دروازے کے قریب جمع تھا۔ اور وقتاً فوقتاً کاہنوں اور مسلح آدمیوں کی جماعتیں اس میں سے گذرتی تھیں۔ آفتاب غروب ہوتے وقت تک وہ کھڑا ہوا تماشا دیکھتا رہا اور جب گہری شام ہو گئی تو واپس چلا آیا۔ اور جو کچھ دیکھا تھا اُسے اپنے ساتھیوں کے سامنے بیان کیا۔

ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد دفعتہً پردے اُٹھے اور کاہنوں کی ایک جماعت جن کے آگے آگے اُن کا سردار نام تھا۔ ہاتھ میں مشعلیں لئے داخل ہوئے اور جوانا اور آٹر کے سامنے سجدہ میں گر پڑے۔ کچھ دیر تک خاموشی کا عالم طاری رہا۔ آخرکار جوانا بولی۔

"کہو کیا کہتے ہو؟"

نام۔ "اے دیبی اور اے سانپ ہم اس لئے آئے ہیں کہ تم دونوں کو مندر میں لے چلیں تاکہ لوگ اپنے دیوتاؤں کا دیدار کر سکیں۔"

جوانا۔ "چلو ہم تیار ہیں۔ لیکن ہمارے سب نوکر بھی سوائے اس عورت کے جو یہاں بیٹھی ہوئی ہے ہمارے ساتھ آئینگے۔"

نام۔ "دیوتاؤں کا حکم ہمارے سر آنکھوں پر سب کچھ تیار ہے فقط تمہارے وہاں پہنچنے کی دیر ہے۔"

صحن میں دو پالکیاں رکھی ہوئی تھیں۔ آٹر اور جوانا اُن میں سوار ہوئے اور اُن کے پیچھے پیچھے لیونارڈ اور فرانسسکو نوآبادی کے لوگوں کو لئے ہوئے روانہ ہوئے لیونارڈ اور فرانسسکو کے ہاتھوں میں بندوقیں تھیں اور پستول انکے پیٹیوں میں لگی ہوئی تھی چونکہ اہل ظلمات اُن کے استعمال سے ناواقف تھے۔ اس لئے کسی نے اُن سے چھینا نہیں۔ محل کے صحن میں سے ہوتے ہوئے وہ مندر کے دروازہ پر پہنچے۔ جو دیبی اور دیوتا کے لئے کھول دیا گیا۔

آٹر اور جوانا یہاں اپنی پالکیوں سے اُترے اور تمام مشعلیں بجھادی گئیں۔ جس سے چاروں طرف اندھیرا ہوگیا۔ لیونارڈ کو اب معلوم ہوا کہ کسی شخص نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا ہے اور اسے نہیں معلوم کہاں لئے جاتا ہے۔ کیونکہ تاریکی اس بلا کی تھی کہ کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ ایک یا دو مرتبہ اُس نے نوآبادی کے لوگوں میں سے ایک آدمی کی آواز سُنی جو خوف اور شکایت کے لہجہ میں کچھ کہنا چاہتا تھا مگر اس آواز کے ساتھ ہی ایک زور کے گھونسے کی آواز آئی جو بلا شبہ کسی کاہن یا سپاہی نے جو اُسے لئے جاتا تھا اُسے خاموش رہنے کے لئے لگایا تھا۔ اس سے ظاہر تھا کہ سب لوگوں کو یہاں خاموش رہنا چاہیئے۔ کچھ دیر کے بعد لیونارڈ کو محسوس ہوا کہ اب کھلی جگہ پیچھے رہ گئی ہے۔ کیونکہ ہوا گھٹی ہوئی تھی اور ان کے پاؤں کی آہٹ پتھریلے فرش پر اس طرح گونجتی تھی جیسے کسی غار میں۔ فرانسسکو نے دبی آواز میں کہا۔ "معلوم ہوتا ہے کہ ہم کسی سرنگ میں جارہے ہیں۔" لیکن ایک کاہن نے فوراً دانت پیس کر اس کے کان میں کہا۔ "خاموش! ملعون خاموش! یہ جگہ پاک ہے۔" ان لفظوں کے معنے تو اُس کی سمجھ میں نہ آئے مگر جس لہجہ میں اور جس انداز سے کاہن نے انہیں ادا کیا تھا اس سے اُن کا مفہوم ظاہر تھا اس سرنگ یا غار میں وہ کوئی ڈیڑھ سو قدم کے قریب گئے ہونگے کہ انہوں نے ایک زینہ پر چڑھنا شروع

کیا۔ اس زینہ میں اکسٹھ سیڑھیاں تھیں۔ کیونکہ لیونارڈ برابر انہیں گنتا گیا۔ ہر ایک سیڑھی کی اونچائی دس انچ ہوگی۔ جب اس زینہ کو وہ طے کر چکے تو پھر انہیں ایک سرنگ سے جو بارہ گز لمبی تھی اور اس قدر پست تھی کہ بغیر سر جھکائے چلنا دشوار تھا گزرنا پڑا۔ اس سرنگ کو طے کر کے وہ آخر کار پتھر کے چبوترہ پر جا نکلے۔ اور اب پھر رات کی سرد ہوا اُن کے رُخساروں پر مروّجہ جنبانی کرنے لگی۔ اندھیرا اس غضب کا تھا کہ لیونارڈ کو کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں کھڑا ہے۔ لیکن بہت دُور نیچے سے جوش کھاتے ہوئے پانی کی آواز آرہی تھی۔ اور ساتھ ہی بہت سی دھیمی آوازیں مل کر اس کے کانوں تک پہنچتی تھیں گویا ہزارہا آدمی آپس میں سرگوشیاں کر رہے ہیں۔

ایک اَن دیکھی ندی کے جوش کھانے کی آواز اور ایک نظر نہ آنے والے ہجوم کے گنگنانے کی صدا آپس میں مل کر اُس وقت اور اُس موقعہ کو نہایت دہشت ناک بنا رہی تھیں معلوم ایسا ہوتا تھا گویا بے شمار روحیں جمع ہو رہی ہیں جو بغیر زبان کے باتیں کر رہی ہیں اور بغیر ہاتھوں کے چھو رہی ہیں۔ لیونارڈ اگرچہ عام طور پر نہایت قوی دل اور بہادر تھا۔ لیکن اس غیر معمولی حالت نے اس کے نظام عصبی پر وہ اثر پیدا کیا کہ اُس نے بے اختیار چاہا کہ چلّا اُٹھے۔ لیکن اس نے اپنی قوّتِ ارادی پر ایک سخت کوشش سے قابو پایا اور بمشکل ضبط کیا آخر کار اس فوق العادت سنسانی اور وحشت کو ایک آواز نے توڑا۔ یہ آواز سردار کاہن نام کی تھی جس نے کہا۔

”اے سانپ کے پجاریو! اے ظلمات کے رہنے والو! میں جو کاہنوں کا سردار نام ہوں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پشت ہا پشت سے ہم میں روایت چلی آتی ہے کہ دیبی ماتا جس کی ہم قدیم الایام سے پرستش کرتے چلے آئے ہیں آسمان سے اُتری اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا جال بھی تھا۔ اُس کے زمانہ قیام میں ایک گناہ کبیرہ

جس کا خمیازہ ہمارے ملک کو کھینچنا پڑا- وقوع میں آیا وہ جرم عظیم یہ تھا کہ ظلمت نے نور کو قتل کر ڈالا- اور بدیاں نیکیوں پر چھا گئیں- اس کے بعد ہماری دیبی نامعلوم طور پر ہم میں سے اُٹھ گئی- اور خبر نہیں کہ کہاں چلی گئی- اُس وقت سے لیکر آج تک ہمارا ملک ظلمت کدہ بن رہا ہے اور دھند اور کہر ہر وقت اُس پر طاری رہا ہے- اور اسی لئے ہم اہل ظلمات کے نام سے پکارے جاتے ہیں- اور ایسا ہونا لازمی تھا- کیونکہ جس ہستی کا اُس زمانہ میں دور دورہ تھا- وہ ظلمت اور سکوت کے دہشتناک القاب سے ملقب تھی اور موت اور قہر کا پھریرا ہمارے ملک میں اُڑاتی تھی- مگر جال کے مقدر میں یہ لکھا ہوا تھا کہ اپنے خبث باطن کی وجہ سے انسانی قالب کو چھوڑ دے اور سانپ کی صورت میں مسخ ہو کر اس مقدس چشمہ میں جہاں ہم اور ہمارے آباؤ اجداد اس کے ہم نام کو ہمیشہ سے دیکھتے چلے آئے ہیں رہے اور آدمی کھائے-

"مگر اُس گناہ کے وقوع میں آنے سے پیشتر ہماری دیبی نے ہم سے یہ کہا تھا کہ اگرچہ قضا و قدر نے میری موت کا زمانہ قریب رکھا ہے- پھر بھی نہ تو میری جُدائی تم سے ہمیشہ کے لئے ہوگی اور نہ سانپ کو انسانی قالب سے ہمیشہ کے لئے محروم رکھا جائیگا- ہم ایک زمانہ دراز کے بعد پھر واپس آکر عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لینگے- تمہاری سرزمین کا مطلع جو کہر اور دھند سے مکدر ہو گیا ہوگا پھر صاف ہو جائیگا- اور تم بنی نوع انسان میں معزّز اور ممتاز ہو گے- ہماری واپسی کے وقت تک تم کو اختیار ہے کہ جس کو چاہو اپنے میں سے بادشاہ مقرر کر لو- مگر دیکھنا کہیں اُس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے کرتے میری طرف سے غافل نہ ہو جانا- خبردار! میری پرستش سب سے مقدّم ہے اور سانپ کی قربان گاہ کو خون سے آلودہ رکھنا تمہارا فرض ہے- اب میں تم کو دو نشانات بتاتی ہوں جن سے تم ہم کو اُس وقت پہچان سکو گے- جب ہم پھر نازل ہونگے اور میرے عفو و رحم کا دور شروع ہو گا میں

ایک حسین اور گورے رنگ کی نوعمر عورت کے رُوپ میں آوں گی۔ مگر اپنے گناہ کی وجہ سے سانپ اُس بُت کی شکل میں جو تمہارے مندر میں ہے ظاہر ہوگا۔ اور اس کا چہرہ سیاہ فام اور دہشت انگیز ہوگا۔ ہم زمین میں سے اُٹھیں اور تم کو اپنی طرف بلائیں گے۔ ہم تم کو اپنے مُقدّس نام بتائینگے۔ جن سے تم ہم کو پہچان لوگے۔ خبردار اُن ناموں کو جب تک ہم تمہارے درمیان نہ آئیں بلند آواز سے نہ پکارنا۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ اگر تم جھوٹے دیوتاؤں کے دھوکے میں آگئے تو تمہاری شامتِ اعمال بالآخر تم کو ایک گہری تاریکی کی شکل میں گھیرے گی اور آفتاب تمہیں کبھی منہ نہ دکھاتے گا۔"

"اے ظلمات کے رہنے والو یہ الفاظ ہیں جو ہماری دیبی نے اس شخص کو کہے تھے۔ جو اب سے لاکھوں برس پہلے ہمارا سردار کاہن تھا۔ یہ الفاظ اُس پتھر پر جس پر میں کھڑا ہوں منقوش ہیں مگر کوئی شخص ان کو پڑھ نہیں سکتا۔ تاہم جو پیشینگوئی میں تمہیں سُنا چکا ہوں، وہ سینہ بسینہ ہم میں چلی آئی ہے۔ اور اب اس کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔ دیبی کو یہ منظور تھا کہ اس پیری کے وقت میں مجھ کو اُسکا دیدار نصیب ہو۔

"اے اہلِ ظلمات مقدّس دیوتا ہمارے درمیان ہمیشہ رہنے کے لئے پھر آگئے ہیں۔ کل اُنھوں نے تم کو اپنے مقدس نام بتائے تھے ان میں سے ایک خوبصورت اور گورے رنگ کی نوجوان عورت ہے اور دوسرا ایک کالے رنگ کا خوفناک بونا ہے۔ عورت کا نام ایکا اور بونے کا نام جال ہے۔"

یہ کہکر امام رُک گیا۔ اور اُس کی آواز خاموشی میں فنا ہوگئی۔ اس عام سکتہ کے عالم میں لیونارڈ نے آگے کی طرف قدم بڑھایا تاکہ وہ دیکھے کہ وہ کس چیز پر کھڑا ہے۔ مگر یکایک اُس کو معلوم ہوا کہ اُس کا دایاں پاؤں خلا میں معلق ہے اور وہ گرنے کو ہے۔ اس خیال سے معاً اس کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ اور اُس کے

حواس اُس کو جواب دینے لگے۔ مگر بجد و جہد تمام اُس نے اپنے پاؤں کو پیچھے کی طرف ہٹایا۔ اور جب وہ خود سنبھل چکا تو اُس نے فرانسسکو کہا۔" خبردار ذرا نہ ہلنا تم ایک خطرناک جگہ پر کھڑے ہو۔"

اب چاند نے دفعتہً افق کے جھروکے سے سر باہر نکال کر جھانکنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ اُس کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی۔ چاند کی روشنی میں لیونارڈ کی حیرت زدہ آنکھوں کے سامنے ایک عجیب و غریب اور عظیم الشان منظر ظاہر ہوا۔ اُس نے دیکھا کہ ایک وسیع عمارت اُس کے سامنے کھڑی ہے۔ اس عمارت کی دیواریں ساٹھ فیٹ اونچی ہونگی۔ مگر چھت نہ ہونے کے باعث اُس کی وضع روما کے کسی ڈنگل کے مشابہ تھی۔ چاروں طرف پتھر کی سیڑھیاں بتدریج اُوپر نیچے بنی ہوئی تھیں۔ اور اُن پر ہزاروں مرد اور عورت قطار در قطار بیٹھے ہوئے تھے۔ مندر کے مغرب کی طرف ایک بڑا بُت جو چٹان کو تراش کر بنایا گیا تھا کھڑا تھا۔ اس کی اونچائی ستّر یا اسی فیٹ ہوگی۔ اس سے سو قدم آگے ایک پہاڑ تھا۔ جس کی چوٹیاں بتدریج بلند ہوتی ہوئیں اس طبقہ میں جا پہنچی تھیں جس پر حد الثلج نے اپنے مسطر کا پہلا خط کھینچا تھا۔ یہ وہی برف کی بلند چوٹیاں تھیں جن کو لیونارڈ اور اُس کے ہمراہیوں نے ظلمات کے شہر سے باہر میدان میں کھڑے ہو کر دیکھا تھا۔ اور یہی بُت وہ کالی ستون نما چیز تھی جس کو دیکھ دیکھ کر وہ حیران ہوئے تھے۔

اس زشت رو اور خوفناک بُت کی شکل ایک بونے کی سی تھی اس کے ہاتھ شانوں کے قاعدہ کے ساتھ زوایائے منفرجہ بناتے ہوئے اُوپر کو اُٹھے ہوئے تھے۔ اور ہتھیلیاں آسمان کی جانب تھیں جن کی وضع کو دیکھ کر یہ گمان ہوتا تھا کہ اُس بُت کو یہ دعوےٰ ہے کہ اگر خطۂ ظلمات پر آسمان ٹوٹ پڑا تو وہ اپنے ہاتھوں پر اُسے روک لے گا۔ اس کے پاؤں سے چار فیٹ کے فاصلہ پر ایک قعر عمیق شروع ہو کر تیس

فیٹ تک چلا جاتا تھا (گویا بُت کی ہتھیلیاں اس قعر کے اُوپر معلق تھیں) جس کے اندر جوش کھاتے ہوئے پانی کی متواتر آوازیں آرہی تھیں۔ لیونارڈ کو بعد میں معلوم ہوا۔ کہ اس قعر عمیق میں جو چشمہ اُبل رہا ہے وہ اُس بڑے دریا کا منبع ہے۔ جس نے اہل ظلمات کے ملک کی طرف اس کی رہنمائی کی تھی چشمہ کا پانی چٹانوں کو کاٹتا ہوا فصیلِ شہر کے نیچے سے نکل جاتا تھا۔ اور دو شاخوں میں منقسم ہو کر شہر کے گرد ایک کھائی کا کام دیتا تھا۔ پھر آگے یہ دونوں شاخیں مل کر میدانوں میں چلی جاتی تھیں۔

بُت کے قریب وہ پتھر نصب تھا جس پر قربانیاں چڑھائی جاتی تھیں اسی کا نام قربان گاہ تھا۔ اس کے سامنے شاہ آلفن بیکسی کی حالت میں کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور اُس کے دونوں طرف کاہن ہاتھوں میں چھرے لئے کمر تک ننگے اس کی طرف بھیڑیوں کی طرح دیکھ رہے تھے۔ اُن سے ذرا ادھر ہٹ کر نوآبادی کے آدمی خاموش کھڑے تھے۔ اُن کے چہروں سے خوف کے آثار عیاں تھے۔ اور یہ خوف بے وجہ نہ تھا۔ ان کا ایک آدمی جس کی لاش اُن کے درمیان پڑی تھی مر چکا تھا معلوم ہوتا تھا کہ ڈر اور خوف سے اندھیرے میں اُس کی چیخ نکل گئی تھی اور اس لئے سکوت پسند کاہنوں نے اس کو ہمیشہ کے لئے آغوشِ اجل میں ملا دیا تھا۔

یہ سب کچھ لیونارڈ نے رفتہ رفتہ دیکھا۔ مگر پہلی چیز جو لیونارڈ کے مشاہدہ میں آئی اُس کا ابھی تک ذکر نہیں کیا گیا۔ چاند کی نورانی شعاعیں اوّل اوّل بُت کے سر پر پڑیں۔ اس بلند مقام پر جو سطح زمین سے ستّر اور سطح آب سے نوّے فیٹ ہوگا۔ اور جس پر کھڑے ہو کر نیچے دیکھنے سے سر میں چکّر آنے لگتے۔ لیونارڈ نے سب سے پہلے جوانا کو ایک عاج کے تخت پر جلوہ افروز دیکھا۔ سردار کاہن نے اُسکو ایک سفید جبہ پہنا دیا تھا۔ اس کی کمر کے گرد ایک پٹی بندھی تھی۔ اس کے سیاہ بال اسکے

شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ اس کی پیشانی پر لعل ایک سرخ ستارہ کی طرح چمک رہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں سفید اور سرخ سوسن کے پھول تھے اور وہ خاموش بیٹھی اِدھر اُدھر خوف سے دیکھ رہی تھی۔

اس فوق العادت حالت اور موقعہ اور وقت نے مشاطہ بنکر جوانا کے روئے دلارام کے غیر معمولی حسن کو اور دوبالا کر دیا تھا اور اگر کسی کو گمان ہوتا کہ پرستان سے کوئی پری آکر یہاں جلوہ گر ہے یا جنت الماویٰ سے کسی حور نے آکر اس مقام پر اپنا پرتو ڈالا ہے تو اس کا قیاس بے جا نہ ہوتا یا اگر کوئی یہ سمجھتا کہ حسن و جمال اور سعادت کا فرشتہ ابلیس کو پامال اور اس کے خبث و شقاوت کی ظلمت کو اپنی خوبی و لطافت کے نور سے زائل کر رہا ہے تو اُس کا تصوّر ہرگز غیر موزوں نہ ہوتا۔

جب چاند بلند ہوتا گیا اور اُس کی روشنی بتدریج بُت کے دھڑ کے باقی حصہ پر پھیلتی چلی تو لیونارڈو کو معلوم ہوا کہ آٹر بھی ایک کرسی پر ہاتھ میں عصائے الوہیت لئے بیٹھا ہے مگر اُس کی کرسی بُت کے گھٹنوں پر جوانا کے تخت سے چالیس فیٹ نیچے رکھی ہوئی تھی۔

یہ نظارہ ایسا تھا کہ لیونارڈو اُس میں محو ہو گیا۔ لیکن سب کچھ دیکھ چکنے کے بعد جب اس کی محویت کا نشہ ذرا کم ہوا تو اُسے خیال آیا کہ دیکھے تو سہی کہ فرانسسکو اور وہ خود کہاں کھڑے ہیں مگر اس مقام کو دریافت کرتے ہی اس کا نشہ شوق نظارگی ہرن ہو گیا۔ اور وہ سیٹی بھول گیا۔ اُس نے سمجھا کہ اب آخری وقت آن پہنچا۔ کیونکہ سانپ کے دو کاہنوں کے ہمراہ وہ فرانسسکو کے ساتھ دیو ہیکل بُت کی دہنی ہتھیلی پر جس کا رقبہ چھ فیٹ مربع ہوگا اور جس پر وہ اسی سرنگ کو جو بُت کے بازو میں کھدی ہوئی تھی اندھیرے میں طے کر کے پہنچے تھے کھڑا تھا۔ اس پر نہ کوئی جنگلا تھا اور نہ گرفت کے لئے کوئی چیز تھی۔ اور اُن کے دائیں بائیں اور آگے خلائے بسیط

کا ایک خوفناک قعر جس کی تھاہ نوّے گز نیچے چشمہ کے اُبلتے پانی کی سطح تھی انکو موت کا منہ دکھا رہا تھا۔ اس خطرناک حالت کے تصوّر سے اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے اُتر آئے اور اس کا سر ایسا گھومنے لگا کہ اگر وہ اپنی بندوق کے کندے کو پتھر پر ٹیک کر بُت کے انگوٹھے سے پشت لگا کر بیٹھ نہ جاتا تو وہ نیچے گر ہی پڑا تھا۔

تیئسواں باب

جوانا نے کیونکر نام پر فتح پائی

خاموشی کا وہی عالم تھا چاند کی نکھری ہوئی روشنی تمام عمارت پر پھیل گئی۔ صرف دیواروں کا سایہ باقی رہ گیا۔ آخر کار اُس وحشت انگیز خاموشی کو ایک آواز نے جو لیونارڈ کو دُور سے سُنائی دی توڑا۔ لیونارڈ نے جو بُت کے دہنے ہاتھ کی ہتھیلی پر کھڑا ہوا تھا۔ اُس طرف نظر دوڑائی۔ اور دیکھا کہ سردار کاہن نے اپنا ہاتھ پھیلا کر لوگوں سے یوں خطاب کرنا شروع کیا ہے۔

"اے ظلمات کے رہنے والو! اے سانپ کے پجاریو! تم کو معلوم ہے کہ تمہارے پُرانے دیوتا جو تمہارے ماں باپ ہیں تم پر حکومت کرنے اور امن و دولت اور قوّت و عظمت کی طرف تمہاری رہنمائی کے لئے زمین سے اُٹھے ہیں اور تم اُن کو اپنی آنکھوں سے ایسے مقام پر جلوہ افروز دیکھ رہے ہو جو ازل سے اُن کے لئے مقدر ہو چکا ہے اور جس پر وہ ابدی طور پر متمکن رہیں گے۔ اب بتاؤ کہ آیا تمہارا اُن پر ایمان ہے یا نہیں ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ تم میں سے ہر شخص اپنی اپنی رائے اظہار کرے۔"

اس پر لوگ با آواز بلند ایک ساتھ پکار اُٹھے۔ "ہم ایمان لائے۔" جب شور و غوغا فرو ہوا تو نام نے اپنا سلسلہ خطاب جوانا کی طرف متوجہ ہو کر اس طرح پر شروع کیا۔

"اے معبودانِ ذو العظمت والجلال! اے شہنشاہانِ عالم پناہ ایکا و جال! یہ بندہ گنہگار تمہاری رعایا ساکنانِ ظلمات کی طرف سے بصد ادب و منت التجا کرتا ہے کہ تم اقلیم ظلمات کی فرمانروائی کے تاج سے اپنی فرق اقدس و اعلیٰ کو مزین و مجلّٰی فرما کر ہم ناچیز بندوں کی عبودیت اور ممنونیت کی آنکھوں میں سرمہ لگاؤ اور جو کچھ ہم احقر العباد تمہارے سامنے بطور نذرانہ کے پیش کریں اس کو قبول فرما کر ہمارے پائے افتخار کو پایۂ آسمان سے بلند کرو۔ ہم میں سے ہر شخص کی حیات و ممات تمہارے یدِ قدرت میں ہے۔ ہماری جان و مال ہمارا ملک و شہر اور ہمارا لشکر و سپاہ تمہارے عتبہ مقدس پر ہم اپنا خون بہانا ایک نعمت غیر مترقبہ خیال کرینگے۔ تم پر قربانی چڑھنے کا ہم ہمیشہ دم بھرینگے۔ سانپ جس کو تم نے اس پوشیدہ اور ہیبت ناک جگہ کی پاسبانی کے لئے مقرر کیا تھا عجز و انکسار سے تمہارے قدموں کے نیچے پانی کی غار میں بل کھا رہا ہے۔ اور تمہارے فرمان واجب الاذعان کی تعمیل میں قربانیوں کی ہڈی پسلی توڑنے کے لئے مستعد و آمادہ ہے۔ اے ایکا! اور اے جال! تمہاری ہمیشہ رہنے والی بادشاہت کا اقبال ہر روز دو بالا ہو۔"

سب لوگ مل کر "اے ایکا! اور اے جال! تمہاری ہمیشہ رہنے والی بادشاہت کا اقبال ہر روز دو بالا ہو۔"

اس کے بعد نام کاہنوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "اُس جوان عورت کو جو سانپ کی قربانی کے لئے نامزد کی گئی ہے سامنے لاؤ اور ہاں اس عورت کو بھی پیش کرو جو ایک سال ہوا سانپ کی منکوحہ بنی تھی تاکہ وہ اپنے مالک کو الوداع کہے۔"

نام کے منہ سے اُن الفاظ کا نکلنا تھا کہ دو عورتیں نو عمر اور خوبصورت پتھر کے بت کی دونوں طرف سے نمودار ہوئیں۔ ان میں سے ایک عورت قریب قریب ننگی تھی۔ ایک افعی کی کینچلی اُس کی کمر کے گرد لپٹی ہوئی تھی۔ اس کے لمبے بال گھٹنوں تک پہنچکر اُس کی برہنگی کی کسی قدر تلافی کرتے تھے اور اس کے سر پر پھولوں کا ایک سہرا بندھا ہوا تھا۔ برخلاف اس کے دوسری عورت سیاہ لباس پہنے تھی۔ جس پر کشیدہ کا ایک سرخ سانپ کڑھا ہوا تھا۔ لیونارڈ نے دیکھا کہ یہ عورت خوف کے مارے کانپ رہی ہے۔

پہلی عورت جو پھولوں کا سہرا پہنے تھی دیوتا یا یوں کہو کہ آٹر کے سامنے لائی گئی۔ اُس نے جُھک کر آٹر کو تین دفعہ سلام کیا۔ مگر آٹر نے کچھ جواب نہ دیا اور اُس نے اچھا کیا کہ خاموش رہا کیونکہ بمصداق الخاموشی نیم رضا اُس کی خاموشی سے نام نے یہی نتیجہ نکالا کہ دیوتا نے اس عورت کو قبول کر لیا ہے۔ اور وہ بلند آواز سے اس کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "اے مہ جبیں تو بہت خوش قسمت ہے کہ جال دیوتا کی منظور نظر ہو گئی۔ اے سانپ کی زوجہ مبارک ہو تجھ کو۔"

سب لوگ مل کر۔ "اے سانپ کی زوجہ مبارک ہو تجھ کو۔"

اس پر عورت مسکراتی ہوئی کبر و ناز کے ساتھ پیچھے کی طرف ہٹی اور قربان گاہ کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔

اس کے بعد نام نے دوسری عورت کی طرف جو سیاہ لباس پہنے کھڑی تھی اشارہ کر کے کاہنوں سے باآواز بلند کہا۔ "دھکیل دو اس کو تاکہ یہ اپنے مالک کو جہاں وہ ہے ڈھونڈ لے۔"

سب لوگ مل کر۔ "دھکیل دو اس کو اس کے دن پورے ہو گئے۔"

تب دو کاہنوں نے اس بدقسمت عورت کا لباس چاک کر کے نیچے کے اُبلتے

ہوئے چشمہ میں اس کو ایک زور کا دھکّا دیا۔ اس کے مُنہ سے ایک ایسی دردناک چیخ نکلی کہ لیونارڈ فرانسسکو اور جوانا کلیجہ تھام کر رہ گئے۔ لیکن اہل ظلمات جو اس قسم کی سفاکیوں کے عادی ہو رہے تھے بکمال اشتیاق اس ستم رسیدہ کی بیکسی کی موت کا تماشا دیکھنے کے لئے آگے جھپٹے۔ اور اس چٹان کے کنارے پر سے جس کے قعر میں کوئی بیس فٹ نیچے پانی جوش کھاتا ہوا پہاڑ کے اندر اندر چلا گیا تھا گردنیں جھکا کر نیچے دیکھنے لگے۔ لیونارڈ کی نگاہ بھی بے اختیار نیچے کی طرف پڑی۔ جو کچھ اُسے نظر آیا اُس کے دیکھتے ہی اس کے حواس پر اور بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اُس نے دیکھا کہ سطح آب پر جو عورت کے گرنے سے ابھی تک پیچ و خم کھا رہی تھی ایک مہیب شکل نمودار ہوئی جو بتدریج ایک نہنگ کی شکل اختیار کر کے عورت کی لاش کو جو اوپر اُٹھ کر بھنور میں چکّر کھانے لگی تھی غڑاپ سے نگل گئی۔ یہ نہنگ قریباً پچاس فیٹ لمبا اور چار فیٹ چوڑا ہو گا۔ اس کی آنکھوں میں جو ایک آدمی کی مٹھی جتنی بڑی تھیں ایک خوفناک فوق العادت چمک تھی۔ بسر اس کا بڑے سے بڑے آدمی کی چھاتی سے بھی چوڑا تھا۔ اس کے زرد زرد دانت شیر کے دانتوں کے مشابہ تھے۔ اور اس کے نیچے کے جبڑوں کا گوشت دو گھناؤنے لوتھڑوں کی شکل میں نیچے لٹک رہا تھا۔ گینڈے کی کھال کی طرح اس عدیم المثال نہنگ کے تمام جسم پر بڑے بڑے کُھردرے سپر نما قبے اُٹھے ہوئے تھے اور اس کی شکل سے اس کی عمر قدامت مجسم معلوم ہوتی تھی۔

اس وقت نام پھر کہنے لگا "سانپ نے قربانی کو قبول کیا ہے۔ اب ہمیں چاہیئے کہ جن جن لوگوں کو ہمیں چڑھانا ہے اُن کو بھی چڑھاویں۔ آلفن کہاں ہے جو کبھی بادشاہ کہلاتا تھا لاؤ اُسے بھی چڑھاؤ۔ اور دیبی کے گورے رنگ والے خادموں کو بھی پیش کرو وہ بھی چڑھائے جائیں گے۔ میدان میں جو غلام اس کے

سامنے دست بستہ کھڑے تھے۔ اُن کو اور جن قیدیوں کو ہم نے پکڑا تھا ان سب کو چڑھادو۔ غرضکہ بادشاہوں کی تخت نشینی کے وقت جو جو رسومات ادا ہوتی ہیں وہ سب ادا ہونی چاہئیں تاکہ دیوتا جال ہم سے خوش ہو۔ اُس کے قہر سے ہم بچیں ہمیں نور قلب حاصل ہو۔ ہماری سرزمین اور اس کے رہنے والے پھلیں پھولیں اور شہر میں امن و امان کا دور دورہ ہو۔"

ادھر نام یہ کہہ رہا تھا اُدھر لیونارڈ کے حواس باختہ ہو رہے تھے۔ اُس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور وہ ادھر اُدھر ایک عالم وحشت میں کھڑا سراسیمہ دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ اگرچہ وہ اہل ظلمات کی زبان سے ناواقف تھا تاہم وہ اُس لہجہ سے جس سے نام گفتگو کر رہا تھا اس کے مفہوم کو سمجھ گیا۔

دو کاہن گرگ صورت اُس کے پاس کھڑے تھے اور اس پر اس طرح ٹکٹکی جمائے کھڑے تھے جیسے بلّی چوہے کو تاکا کرتی ہے۔ لیونارڈ نے جب اُن کی درشت شکلوں کی طرف نگاہ کی تو اُس کی ہمّت اور جرأت پھر عود کر آئی۔ اور اس نے کہا۔ کہ گو جان پر آبنی ہے مگر رائفل میرے پاس ہے بزدلوں کی طرح میں جان نہیں دوں گا۔ مرونگا تو لڑ کر مرونگا۔

ادھر چند کاہن آلفن کو پکڑ کر پانی کی غار میں دھکیلنے کے لئے لا رہے تھے۔ ناگہاں جوانا کی صاف اور شیریں آواز سُنائی دی اور اوّل دھیمے لہجہ میں شروع ہو کر بتدریج فصاحت کی قوت پکڑنے سے ہر طرف گونج اُٹھی۔ اُس نے ہزارہا سامعین کو جو قطار در قطار دُور تک اُس کے سامنے کھڑے تھے۔ اوج ہوا پر سے (کیونکہ جہاں پر اُس کا عاج کا تخت دیوتا قامت بُت کے سر پر رکھا تھا وہ جگہ زمین سے ستر فٹ بلند ہوگی) اس طرح پر مخاطب کیا۔

"اے اہل ظلمات خبردار! اے سانپ کے پجاریو ہشیار! ایکا اور جال پھر

آ گئے ہیں۔ پشت ہا پشت کے بعد انہوں نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں سنبھالی ہے۔ تم میں سے ہر ایک کا زندہ رکھنا یا مار ڈالنا اُن کے دستِ قدرت میں ہے۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ تم پرانے طریقہ پر جال کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور ساتھ ہی یہ بھی تمنّا رکھو کہ مَیں جو اُس کی ماں ہوں تمہارے سلسلہ حیات اور نشوونما کو قائم رکھوں۔ خبردار جال کا قہر اور غضب اس مذموم طریقہ سے ہرگز کم نہیں ہوسکتا۔ یاد رکھو پرانا قانون ٹوٹ گیا۔ اب نئے قانون کے نفاذ کا زمانہ آیا ہے۔ صلح و امن ہاتھ میں ہاتھ لئے تمہارے ملک میں آئے ہیں۔ حیات و ممات نے ایک دوسرے سے عہد و پیمان کر لیا ہے۔ مرورِ ایام نے ایکا اور جال کے دلوں کو نرم کر دیا ہے۔ خون کی پیاس اب انہیں باقی نہیں رہی۔ اب اُن کے سامنے پھل پھول لایا کرو نہ کہ انسانوں کی جانیں دیکھو میرے ہاتھ میں سرخ و سفید سوسن کے پھول ہیں۔ اب مَیں ان سرخ پھولوں کو جو قتل اور خونریزی کی علامت ہیں مسل کر پھینک دیتی ہوں۔ یہ لو تمہارا پرانا قانون ہو چکا۔ مَیں نے سرخ پھول پھینک دیئے ہیں اور سفید پھول جو محبت و الفت اور صلح و امن کی دلیل ہیں مَیں نے رکھ لئے ہیں۔ اے اہلِ ظلمات کیا یہ بات درست نہیں ہے کیا تم میری شفقت اور رحم کی برکتوں سے مستفیض ہوگئے یا نہیں"

سب لوگ مل کر "قتل اور خونریزیوں کے دن گئے۔ صلح و امن کا زمانہ آ گیا ہے۔ اے دیبی ہم تیری شفقت اور رحم کی نعمتوں کو شکریہ کے ساتھ قبول کرتے ہیں"۔

اس کے بعد پھر ایک خاموشی کا عالم طاری ہوا اور آخرکار اس خاموشی کے عالم میں ناما ایک غضبناک لہجہ میں کڑک کر بولا۔

"یہ مَیں کیا سُن رہا ہوں۔ اے اہلِ ظلمات غالباً تم کو جنون ہو گیا ہے یا شاید دیبی نے مسحور ہو کر یہ باتیں کی ہیں کیا پرانے طریقِ پرستش کو ایک آن میں چھوڑ دیتے ہو

خبردار! دیوتا بھی اپنے اُس طریقِ عبادت کو نہیں بدل سکتے۔ جو خود اُن کا قرار دیا ہوا ہے۔ اے کاہنو قتل اور خوں ریزی کا بازار گرم کرو۔ اور جن کی نسبت مَیں فتویٰ دے چکا ہوں اُن کو مار ڈالو۔ ورنہ تم خود موت کے منتظر رہو۔"

اس وقت سب کاہنوں نے جو نیچے کھڑے تھے شاہ آلفن کو جو ہاتھ مار رہا تھا۔ بڑی جدوجہد کے بعد پتھر کے بُت کے سامنے لٹا دیا۔

جوانا۔ "لیونارڈ! لیونارڈ" (یہ پہلی بار تھی کہ اُس نے لیونارڈ کو اس کے مسیحی نام سے پکارا اور لیونارڈ نے اس ہولناک معرکہ میں بھی جو معرکہ قیامت سے کم نہ تھا۔ اس طرزِ خطاب کے اشتیاق انگیز مفہوم کو نظرانداز نہیں کیا) "یہ کاہن تم سب کو سوائے میرے اور آٹر کے مار ڈالنے والے ہیں۔ جب مَیں تمہیں اشارہ کر دوں تو تم اُس شخص کو جو بادشاہ کو نیچے دبا رہا ہے گولی مار دینا۔ خاموش جواب مت دو۔"

لیونارڈ سمجھ گیا اور بُت کے ساتھ لگ کر جوانا کے اشارہ کی انتظار میں جو اُس وقت کاہنوں سے مخاطب تھی اُس طرف مُنہ کر کے کھڑا ہو گیا جہاں سے وہ اس ہیبت ناک نظارہ کو خوب دیکھ سکتا تھا۔

جوانا۔ "اے بے رحمو! اگر تم میرا کہا نہیں مانو گے تو یاد رہے کہ تمہیں ایک ایسی موت مرنی پڑے گی جو تم نے کبھی نہیں دیکھی۔" (لیونارڈ کی طرف نگاہ ڈالکر) "اے میرے نوکر جس کا نام نجات دہندہ ہے۔ جو کچھ مَیں کہتی ہوں کہ اگر اب اس سامنے کے مظلوم پر کسی نے بھی ہاتھ اُٹھایا تو بلا تامل اس پر قہر کی بجلی گرا۔"

ناہم (چیخ کر) "قتل کر ڈالو کاہنو قتل کر ڈالو۔ دیبی کی دھمکی کی کچھ پروا مت کرو۔"

سب کاہن خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئے تھے۔ ہاں ایک شخص جو منچلا اور دلیر

معلوم ہوتا تھا آگے کو بڑھا اور اپنا خنجر نکال کر آلفن کے گلے پر پھیرنا ہی چاہتا تھا کہ ایک دھماکا ہوا۔ لیونارڈ کی رائفل کی گولی اُس کے سینہ میں لگی اور وہ چیخ مار کر چت گر پڑا۔

اُس وقت سب لوگوں کی بالعموم اور کاہنوں کے دل کی عجیب کیفیت تھی۔ بندوق کی آواز اور آگ کے شعلہ نے جو اُس کے منہ سے اُس وقت نکلتا ہوا معلوم ہوا۔ اُن کو خائف اور ہراساں کر دیا۔ بندوق چلتی پہلے انہوں نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ اور اس کے اثر سے وہ محض ناواقف تھے۔ اور اس لئے اُس کو وہ دیوتاؤں کے انتقام کا خارق عادات آلہ سمجھے۔ اُن میں سے ایک شخص بول اُٹھا۔ "دیکھو بھائیو! دیوتاؤں نے کڑک اور گرج سے اپنا قہر نازل کیا۔ اُن کے شعلہ میں موت چھپی بیٹھی ہے۔"

ناَم (جھلّا کر) "چپ رہ ملعون کیا تو نہیں جانتا کہ یہ سب جادو ہے۔" (ایک کاہن کی طرف جو لیونارڈ کے پاس کھڑا تھا مخاطب ہو کر) "اے میرے خادم اُس شخص کو جس کا نام نجات دہندہ ہے نیچے پٹخ دیکھیں تو وہ کیونکر موت سے بچ سکتا ہے۔"

یہ شخص تو مارے خوف کے ہلا نہیں ہاں اُس کے ساتھ کا آدمی لیونارڈ کی طرف بڑھا۔ مگر ابھی اُس نے دو قدم بھی نہ اُٹھائے تھے کہ لیونارڈ کی بندوق پھر گرجی اور وہ بھی سوئے عدم سدھارا۔ آٹر کو اب پہلی مرتبہ جوش آیا۔ اور وہ دفعۃً اُٹھ کر تخت پر کھڑا ہو گیا۔ اور اپنے عصائے الوہیت کو جو کاہنوں نے تخت پر بٹھلاتے وقت اس کے ہاتھ میں دیا تھا پھرتی سے سر کے گرد گھما کر اُس نے اُن آدمیوں کی طرف جو پیوند زمین ہو چکے تھے اشارہ کیا۔ اور رعد کی طرح گرج کر بولا۔ "کیا کہتے ہیں میرے میاں کے کیا کہتے ہیں۔ میاں اب اس بڈھے طوطے کو جو سامنے بیٹھا ہوا چلا رہا ہے۔ اڈے پر سے گرا دو۔ کیونکہ اس نے چیخ چیخ کر مجھے دق کر ڈالا ہے۔"

آٹر کی اس تقریر نے لوگوں پر کاہنوں کی ان بوجھی موت سے زیادہ اثر پیدا کیا دیوتا جال کا ایک ایسی زبان میں جسے وہ نہ سمجھتے تھے اُس موقعہ پر مہر خاموشی کو توڑنا اُن کے خیال میں صاف اس امر پر دلالت کرتا تھا کہ کوئی بلائے عظیم نازل ہوا چاہتی ہے اور دیوتا طیش اور غصّہ کے عالم میں ہے۔ اس خیال سے وہ نہایت ہراساں اور خوفزدہ ہوگئے۔ اور ان میں سے بعض گڑگڑا کر گر پڑے۔ لیونارڈ اپنی بندوق بھرنے میں ہمہ تن مصروف تھا۔ جوانا نے موقع پاکر بآواز بلند اپنا سلسلہ تقریر یوں شروع کیا:

"اے اہل ظلمات میری دھمکیوں کو تم دلگی مت سمجھو۔ کہاں ہیں وہ فرمانبردار اور سرکش بندے جو ابھی ابھی ڈینگیں مار رہے تھے؟ کیا آگ کے شعلوں نے اپنی زبانیں دراز کر کے اُن کو چاٹ نہیں لیا۔ یہ خوب جان لو کہ اگر تم میرا حکم نہ مانوگے تو جو حال اُن کا ہوا ہے وہی تمہارا ہوگا۔ تم جانتے ہو کہ ہم تمہارے دیوتا ہیں اور تم نے ہم کو اپنا بادشاہ بھی بنایا ہے۔ لیکن اگرچہ ہم قادر مطلق ہیں۔ پھر بھی ڈرو مت کیونکہ جو بغاوت اور سرکشی کا جھنڈا بلند کریگا۔ اسی پر ہمارا قہر بھی نازل ہوگا۔ اے نام بول تجھ کو ہمارے احکام کی تعمیل منظور ہے یا مرنا پسند ہے۔"

نام نے گھری ہوئی لومڑی کی طرح چاروں طرف نگاہ دوڑائی مگر اسے کہیں آسرا نہ ملا۔ لوگوں کو اس سے زیادہ ہمدردی نہ تھی۔ وہ مدت سے اس کے ظلم و بیداد کا تختہ مشق بن رہے تھے۔ اور اب جبکہ اُن کو ایک قوی تر آقا ملا جو صلح و امن کی نعمت اُن کے لئے لایا تھا۔ تو انہوں نے نام کی سفاکی کا جوابہ اشتیاق تمام کاندھے سے اُتار دیا۔ کاہنوں کے دل ہل گئے تھے۔ اور مارے خوف کے اُن کے حواس بجا نہ تھے۔ اب اس مایوسی کے عالم میں سوائے اس کے کہ وہ جال دیوتا سے جو خونریزی اور بدی کا دیوتا تھا امداد چاہے اور کوئی امید اسے نہ رہی اور اس لئے وہ جال یعنے آٹر کی طرف مخاطب ہو کر چلّایا۔

"دیبی نے اپنا حکم سُنا دیا مگر دیبی جال نہیں ہے۔ اے جال تیرا فرمان کیا ہے۔"

آٹر نے کچھ جواب نہ دیا کیونکہ وہ نام کی بات کو کچھ نہ سمجھا تھا۔ لیکن جوانا جلدی سے بول اُٹھی۔

"تمہارے اور جال کے درمیان میں واسطہ ہوں۔ جال کی طرف سے بات کرنے والی میں ہوں۔ اس کا اور میرا حکم مان ورنہ اے نافرمانبردار بندے موت کا عذاب چکھ۔"

یہ پہلا موقعہ تھا کہ نام کو شکست ہوئی اپنے سے برتر اور اعلیٰ تر اُس نے عمر بھر کسی کو خیال نہیں کیا تھا۔ مگر یہ بھی۔

"اتفاقات ہیں زمانہ کے"

کہ مغلوب بھی ہوا تو اُن سے جن کو اُس نے خود ڈھونڈ کر دیوتا بنایا تھا۔

آخر کار زہر کا گھونٹ پی کر وہ بولا۔ "اے ایکا اور اے جال جیسی تمہاری مرضی ہو ویسا ہی سہی۔ مَیں نے اس قدر محنت شاقہ اپنے اُوپر اسی لئے گوارا کی تھی کہ تمہارا بول بالا ہو۔ مَیں نے اپنی کوششوں میں اس قدر سرگرمی اسی لئے ظاہر کی کہ تمہاری قربان گاہوں پر چڑھاوا چڑھے۔ اب تمہیں مجھے موت کی دھمکی دیتی ہو خیر میری قسمت میں ایسا ہی لکھا تھا۔ اے کاہنو! اس شخص کی جو بادشاہ تھا مشکیں کھول دو۔ لوگو اپنی اپنی مرضی کے مطابق جیسا چاہتے ہو کرو مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا۔"

جلادوں نے اب شاہ آلفن کی مشکیں کھول دیں اور وہ پتھر پر سے جو اس کا تختہ مرگ ہونے کو تھا اُٹھا۔

جوانا۔ "اے آلفن ہم نے زمام سلطنت تجھ سے لی اب ہم تجھ کو رہا کر کے

از سر نو زندگی بخشتے ہیں۔ دیکھ اس عنایت کے صلہ میں اگر تیری طرف سے ناشکر گزاری ظاہر ہوئی تو پھر تجھے اسی پتھر کا منہ دیکھنا پڑیگا جس سے تو ابھی اُٹھا ہے۔ کیا تجھ کو ہماری اطاعت منظور ہے۔"

آلفن۔" اے دیبی مَیں تیرے سر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں ہمیشہ تیرا مطیع اور فرمانبردار رہونگا۔"

جوانا۔" یہ تم نے اچھا کیا اب ہم پھر تم کو حاکم افواج بناتے ہیں۔ اپنے کپتانوں اور سپاہیوں کو بُلا لو جو شخص ہمیں یہاں لائے تھے اُن سے کہو کہ ہم کو پھر اسی جگہ لے چلیں جہاں سے ہم آئے تھے۔ اے میری رعایا اب تم اپنے اپنے گھروں میں جا کر آرام کرو اور ہمارے ظل عاطفت میں پھلو اور پھولو اور امن سے رہو۔

چوبیسواں باب

آلفن جواہرات کا پتہ بتاتا ہے

اپنی تحکمانہ تقریر ختم کرنے کے بعد جوانا اُٹھی اور خوفزدہ کاہنوں کی مدد سے سرنگ کو طے کر کے آٹر کو ساتھ لئے ہوئے محل کی طرف جو اُن کو رہنے کے لئے دیا گیا تھا۔ روانہ ہوئی۔ رستہ میں اُسے لیونارڈ اور فرانسسکو ملے جن کے پیچھے پیچھے نوآبادی کے لوگ یاس اور سکوت کے عالم میں اپنے اس ہمراہی کی لاش کو اُٹھائے چلے آتے تھے جسے کاہنوں نے قتل کر ڈالا تھا۔ جب وہ محل کے پھاٹک پر پہنچے تو اُنہوں نے آلفن کو اپنے سپاہیوں اور کپتانوں کے ساتھ وہاں کھڑا پایا۔ آلفن اور اس کے سپاہیوں نے انہیں دیکھتے ہی اپنے نیزوں کو جھکایا اور انہیں

سلامی دی۔

جوانا۔ "آلفن سُنو۔ کسی کاہن کو محل کے اندر مت گھسنے دو۔ ہر دروازہ پر پہرہ مقرر کرو۔ اب ہم جاتے ہیں۔ کل صبح کے کھلنے کے بعد تم سے گفتگو ہوگی۔"

یہ کہکر جوانا وہاں سے روانہ ہوئی اور نوآبادی کے لوگوں کو اُن کے کمرہ میں چھوڑ کر آٹر لیونارڈ اور فرانسسکو سمیت اپنے کمرہ میں داخل ہوئی۔ یہاں سوا کو انہوں نے خاموش بیٹھے ہوئے پایا۔ لیونارڈ اور فرانسسکو کے دیکھتے ہی اس کے چہرہ پر تعجب اور تحیر کے آثار ظاہر ہوئے اور وہ بولی۔

"مَیں نے تو یہ سمجھا تھا کہ اب تمہارا بچ کر آنا ناممکن ہے۔"

لیونارڈ۔ "شاید تم اسی ڈر کے مارے ہمارے ساتھ نہیں گئیں۔"

سوا۔ "ٹھیک تو ہے۔ کون کہتا ہے کہ آبلا گلے لگ سانپ کی خوفناک شکل جس نے ایک دفعہ بھی دیکھی ہو۔ وہ دوبارہ اس پر نظر ڈالنے کا متمنی نہیں ہوتا۔ بہت سال ہوئے کہ مَیں سانپ کی زوجہ بننے کے لئے منتخب کی گئی تھی اور اگر مَیں بھاگ نہ جاتی تو میرا انجام وہی ہوتا جو اس عورت کا ہوا ہے جو آج رات قعر عمیق میں دھکیلی گئی۔"

لیونارڈ۔ "تم نے اچھا کیا کہ اس ملک سے نکل گئیں۔"

آٹر۔ "افسوس میاں آپ نے اس بڈھے خبیث کو کیوں نہ مار ڈالا۔"

"اس وقت اس کا کام تمام کرنا آسان تھا اور وہ جلے پھپھولے کی طرح پھوٹ پڑتا۔ مگر اب اُس پر قابو پانا مشکل ہے۔ اگر وہ انتقام پر آیا تو ہم سب پر ہاتھ صاف کریگا۔"

لیونارڈ۔ "ہاں اچھا ہوتا اگر مَیں اُس کا وہیں کام تمام کر دیتا مگر تم جانتے ہو کہ میرے آٹھ پاؤں نہیں ہیں۔" سوا کی طرف مخاطب ہو کر جس کی وضع سے یوں

معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوئی بات کرنا چاہتی ہے)

"سوا کہو کیا بات ہے؟"

سوا۔ "کچھ نہیں مجھے اس کالے کُتّے کے کہنے پر جو تمہارے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ اور دیوتا بنا پھرتا ہے خیال آیا۔ مَیں شکر کرتی ہوں کہ تم نے میرے باپ نام کو مار نہیں ڈالا۔"

آٹر۔ "اری چڑیل۔ دیوتا تو مَیں جانتا نہیں کیا بلا ہوتے ہیں ہاں اتنا مجھ کو خوب معلوم ہے کہ ان گدھوں کے مجمع میں جس میں سے کسی کو تو اپنا باپ اور کسی کو اپنا کچھ اور بناتی ہے مَیں دعوے سے دیوتا کہلانے کا مستحق ہوں۔ اور کتا جو تو نے مجھے کہا ہے تو یاد رکھ کہ کُتّے کاٹا کرتے ہیں۔"

سوا۔ "اور چڑیلیں کلیجہ نکال لیا کرتی ہیں۔"

لیونارڈ (دل میں) "مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دن یہ عورت اپنے باپ سے مل کر ہمیں دام مصیبت میں پھنسائے گی۔ خیر جہاں اور مصیبتیں جھیلی ہیں یہ بھی سہی۔"

جوانا۔ "اب مَیں تو آرام کرتی ہوں۔ میرا سر چکر کھا رہا ہے۔ اور اب تک میرے دل پر خوف چھایا ہوا ہے جتنی بلندی پر مَیں آج رات گئی ہوں شاید ہی کوئی گیا ہوگا۔"

لیونارڈ۔ "تم سی عاقلہ و زیرکہ اور معاملہ فہم عورت میں نے آج تک کوئی نہیں دیکھی۔ ہماری جانیں تمہاری ہی وجہ سے بچی ہیں۔ جس استقلال ثابت قدمی اور دلیری سے تم نے کام لیا وہ تمہارا ہی حصّہ ہے۔ مرد بھی ایسے کم ہوں گے جو ان صفات سے متصف ہوں۔"

لیونارڈ اور فرانسسکو کو آج اتنے دنوں کے بعد اطمینان کی نیند نصیب ہوئی۔

صبح نو بجے جب وہ سوتے رہے اس کے بعد بستر راحت سے اُٹھ کر اور ہاتھ منہ دھو کر جوانا کے کمرہ میں گئے۔ وہاں آٹر بھی موجود تھا۔ اُن کا کمرہ کے اندر قدم رکھنا تھا کہ آٹر بول اُٹھا "میاں! میاں"

لیونارڈ۔ "کیا ہے؟"

آٹر۔ "وہ آئی ہوئی ہیں اور میں اُن سے کہتا ہوں تو جاتی نہیں۔"

لیونارڈ۔ "کون؟"

آٹر۔ "میاں وہ عورت جو میری دُلہن بنی ہے اور اور بہت سی عورتیں بھی ہیں۔ کوئی بیس کے قریب ہوں گی۔ بڑی جسیم اور قدآور ہیں۔ میاں یہاں آپ کے ساتھ لعلوں کے ڈھونڈھنے میں آپ کو مدد دینے کے لئے آیا تھا نہ کہ عورتوں سے اٹکھیلیاں کرنے کے لئے۔ جس عورت کو میری جورو بنایا گیا ہے اس کا قد اتنا بڑا ہے کہ میں تو اس کی کمر تک بھی نہیں پہنچتا۔"

لیونارڈ۔ "اگر تم دیوتا بنے ہو تو تمہیں اس عورت کے ساتھ رہنا پڑے گا۔ آٹر ذرا اس بات کا خیال رکھنا کہ تمہارا نام سکوت ہے۔ اس لئے تم اپنی زبان پر قفل لگائے رکھو۔ ورنہ خطرہ ہے کہ یہ عورت تمہارا اور ہمارا راز افشا کرے گی۔"

آٹر۔ "میاں میں سب کچھ سنبھال لونگا۔ آپ بے فکر رہیئے۔ لیکن اگر آپ کی خواہش اس عورت سے نکاح کرنے کی ہو تو میں ایسا تنگ دل نہیں ہوں کہ آپ سے مجھ کو عذر ہو۔"

لیونارڈ (ہنس کر) "کیا مسخرا ہے تیری جورو تجھی کو مبارک ہو مجھے ایسی باتوں سے سروکار نہیں۔"

اتنے میں جوانا اپنے کمرہ سے باہر نکلی اور سب سے مل کر کھانا کھایا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو سوا نے خبر دی کہ آلفن باہر کھڑا انتظار کر رہا ہے۔

جوانا۔ "اندر آنے دو۔"

جب آلفن اندر داخل ہوا تو جوانا نے پوچھا۔ "کہو کیا خبر ہے؟"

آلفن۔ "اور تو سب ٹھیک ہے مگر نام اور اس کے تین سو چیلوں نے جو اس کا دم بھرتے ہیں آج علی الصباح سامنے کی عمارت میں جہاں کاہنوں کی بود و باش ہے ایک جلسہ کیا تھا۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ وہ تو اپنی طرف سے بہت جوش و خروش ظاہر کر رہے ہیں مگر شہر بھر کے لوگ مطمئن اور مسرور ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اُن کے پُرانے معبودوں نے آسمان سے آکر صلح و امن کا علم بلند کر دیا ہے۔"

جوانا۔ "یہ تو فرخندہ فال کی علامت ہے۔"

یہ کہکر اُس نے آلفن سے مختلف سوالات کیے جن سے اُن کو اہل ظلمات کے ملکی و تمدنی حالات کے متعلق مزید واقفیت حاصل ہوئی۔ آلفن جو جواب دیتا تھا جوانا اس کا ترجمہ کر کے لیونارڈ کو سناتی جاتی تھی۔ پھر لیونارڈ نے جو سب گفتگو کو بغور سُن رہا تھا جوانا کی وساطت سے آلفن سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ "نام اور اُس کے ساتھی جو پہلے سے خود مختار تھے کیونکر جال اور ایکا کے مبعوث ہونے پر اپنا سر عبودیت جھکا دینے پر رضامند ہو گئے۔ حالانکہ کوئی شخص اطاعت کو حکومت پر ترجیح نہیں دیتا۔

آلفن "جناب اس کی دو وجوہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ دیوتا معبود ہیں۔ اور اُن کی تعظیم اور پرستش سب پر فرض ہے۔ دوسرے یہ کہ نام کو ایک عرصہ سے اپنے اختیارات کے چھن جانے کا خطرہ تھا۔ جتنے سردار کاہن اس ملک میں گزرے ہیں اُن سب میں یہ نام نہایت بے رحم اور ظالم ہے۔ تین سال کے عرصہ میں اُس نے قربانیوں کی تعداد کو المضاعف کر دیا۔ اور گو لوگوں کو خون کے فوّارے چھوٹتے ہوئے دیکھنے میں مزا آتا ہے مگر پھر بھی وہ شاکی ہیں۔ کیونکہ ہر شخص کو ہر وقت

یہی خدشہ لگا رہتا ہے کہ شمشیر مرگ مفاجات اُس کے گلے پر اب پھری کہ پھری اس لئے جب دیوتا آ گئے تو اس نے بخوشی اُن کی الوہیت کا اقرار کیا۔ کیونکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اگر کوئی طریقہ ایسا ہے جس سے وہ اپنے اقتدارات کے قریب الانفصام رشتہ کو ٹوٹنے سے بچا سکتا ہے تو وہ یہی ہے کہ دیوتاؤں کے آستانہ پر ناصیہ عبودیت کو خم کرے۔ اب یہ دیوتا صلح و امن قائم کرنا چاہتے ہیں جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہوئے کہ سردار کاہن کا عدم وجود برابر ہو جائے۔ اسی لئے جب دیبی نے انسان کی قربانی کے مسدود کئے جانے کا حکم دیا تو اس نے مخالفت کی۔"

اس وقت آرٹر نے پہلی بار جوانا کی وساطت سے (جو ترجمان کا کام دے رہی تھی) آلفن سے کہا۔ "ہم نام کو بتائیں گے کہ دیوتاؤں کی عدول حکمی کے کیا معنے ہوتے ہیں وہ جو دوسروں کی قربانیاں کرتا ہے خود کیوں نہیں قربانی چڑھتا۔ اچھا میں اپنے ان ہاتھوں سے اُس کو قتل کرونگا۔"

لیونارڈ۔ "اچھا آلفن یہ تو بتاؤ کہ وہ بڑا بُت جس پر ہم گزشتہ رات بیٹھے تھے کس نے چٹان میں سے تراشا اور وہ کیا جانور ہے۔ جو ہم نے عورت کے دھکیلے جانے کے وقت چشمہ میں دیکھا تھا؟"

آلفن (آرٹر کی طرف اشارہ کر کے) "اس دریا باشوں کے بادشاہ سانپوں کے سردار لیپٹ قامت دیوتا سے پوچھئے۔ بھلا میں انسان ہیچمدان ان باتوں کا کیا جواب دے سکتا ہوں۔ مجھ کو صرف یہی علم ہے کہ یہ بُت کسی زمانہ ماضیہ میں تراشا گیا تھا۔ جبکہ ہم (جو اپنے اسلاف کی ناخلف یادگار رہ گئے ہیں ایک دیوہیکل قوم تھے اور سانپ کی نسبت جو آپ نے استفسار فرمایا ہے اس کے متعلق میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ وہ ہمیشہ سے اسی مقدس چشمہ میں سکونت پذیر

ہے۔ ہمارے بزرگوں کے وقت سے وہ اسی جگہ موجود ہے اس کی شکل میں کسی قسم کا تغیّر واقع نہیں ہوا۔"

لیونارڈ۔ "تاریخ فطرت میں یہ ایک بڑا ہی عجیب واقعہ ہے کاش مجھ میں اتنی قدرت ہوتی کہ مَیں اس سانپ کو لندن کے عجائب خانہ میں لے جاسکتا۔"

پھر وہ آلفن سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا۔" اچھا آلفن مجھے اب یہ بتاؤ کہ وہ سرخ پتھر کہاں گئے جو کل چشمہ میں ڈالے گئے تھے۔ اور اس شخص کا کیا حال ہوا جو جال دیوتا کے سامنے ایکا کا خون لانے کے جرم کا مرتکب ہوا تھا۔"

آلفن۔ "بس اب وہ پتھر ہمیشہ کے لیے گئے اُن پتھروں کو ایک چمڑے کی تھیلی میں ڈال کر اُس مجرم کے گلے میں جس کا حال آپ دریافت کر رہے ہیں لٹکا دیا گیا تھا۔"

لیونارڈ کے مُنہ میں پانی بھر آیا اور اُس نے پھر اشتیاق سے پوچھا۔" اچھا اُس شخص کا کیا حال ہوگا۔"

آلفن۔ "یہ مَیں نہیں جانتا صرف اتنا مجھ کو معلوم ہے کہ اُس کو رسیوں سے باندھ کر سانپ کی مقدس جگہ میں لٹکا دیا گیا تھا۔ مَیں نے سُنا ہے کہ جب وہ نیچے پہنچ گیا تو سانپ سے ڈر کر اُس کے آگے آگے بھاگتا پھرا۔ اُس کے ساتھ یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر وہ ان سرخ پتھروں کو سانپ کی مقدس جگہ میں رکھ آئیگا تو اس کے سب گناہ معاف ہو جائینگے اور اگر سانپ نے اُس کی جان بخشی کی تو اس کو اوپر کھینچ لیا جائیگا۔ مگر نام اپنے قول پر قائم نہ رہا۔ کیونکہ جب یہ شخص قعر کی تہ میں پہنچا تو نام نے کاہنوں کو حکم دیا کہ رسیّاں چھوڑ دو۔ اور وہ بیچارہ وہیں رہ گیا۔ مَیں نہیں جانتا کہ آگے اُس کے ساتھ کیا گذری مگر غالب یہ ہے کہ سانپ نے اُس کو کھا لیا ہوگا۔ کیونکہ آج تک جو شخص اُس کی بیت مقدس میں گیا ہے پھر

واپس نہیں آیا۔"

لیونارڈ (جوانا سے مخاطب ہو کر) "کہیں سانپ لعلوں کو بھی نگل گیا ہو گو مجھ کو اُن کے حصول کی چنداں توقع نہیں ہو سکتی۔"

اس کے بعد آلفن اُٹھ کر چلا گیا اور دوپہر کے وقت واپس آیا۔

جوانا۔ "اب سُناؤ کیا حال ہے۔"

آلفن۔ "اے ملکہ سردار کاہن نام اور اُس کے دو چیلے باہر دروازے پر کھڑے ہیں اور کچھ کہنے کے لئے آئے ہیں۔"

جوانا۔ "اچھا اُن کو اندر لے آؤ۔"

نام اور اُس کے ساتھ دونوں کاہن اندر آئے۔ گو ان کے بشروں سے عجز و انکسار ٹپک رہا تھا۔ مگر لیونارڈ کو شک تھا کہ اُس میں بناوٹ ہے۔ اور وہ کوئی چال چلنے آئے ہیں۔ نام نے جوانا اور آٹر سے جو پاس پاس کرسیوں پر بیٹھے تھے مخاطب ہو کر کہا۔ "اے دیوتاؤ میں تم سے کچھ عرض کرنے آیا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تم نے ایک ایسا نیا قانون جاری کیا ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آتا پرسوں کے روز جال دیوتا کا تیوہار ہے اور میں نے پچاس عورتوں کو اُس پر چڑھاوا چڑھائے جانے کے لئے تیار کیا ہے۔ تاکہ جال دیوتا کے قہر و غضب کی آگ بجھے۔ اور ملک میں آسائش اور فراخی نظر آئے پشت ہا پشت سے یہ تیوہار سال بسال چلا آتا ہے اور جب کبھی اُس کو ٹھیک طور پر منایا نہیں گیا اور اُس کے انعقاد میں درنگ و تاخیر واقع ہوئی تو یہ دیکھا گیا کہ نہ تو آفتاب نکلتا ہے نہ اناج پیدا ہوتا ہے اور نہ مویشیوں اور جانوروں کی نسل ترقی کرتی ہے اب میں تم سے یہ پوچھنے آیا ہوں کہ تمہیں کیا قربانی دی جائے جو تمہارے مرغوب اور پسند خاطر ہو۔"

جوانا۔ "میرے اور میرے بیٹے کا یہ حکم ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کے لئے ایک بیل اور ایک بکری ذبح کرو۔ یہ بیل اور بکریاں بعد میں سانپ کے مقدس مکان میں ڈال دی جائیں گی ۔ نیز بیل بکریاں دوپہر کے وقت ذبح کی جائیں گی نہ کہ رات کے وقت۔"

نام (زہر کا گھونٹ پی کر اور سر جھکا کر) "ہر ایک کے لئے ایک بیل اور ایک بکری؟ اے دیوتاؤ جیسی تمہاری مرضی ویسے ہی سہی اور بیل اور بکریاں دوپہر کے وقت ذبح کی جائیں گی نہ کہ رات کے وقت؟ اے دیوتاؤ جیسی تمہاری مرضی مجھے کچھ عذر نہیں۔ اے ایکا اور اے جال تمہارے مُنہ کے الفاظ ہمارے لئے قانون کا حکم رکھتے ہیں۔"

یہ کہکر نام سلام کر کے چلا گیا۔

آٹر۔ "ہائے افسوس میاں جب وہ تم سے باتیں کر رہا تھا تو تم نے اُس کو گولی سے کیوں نہیں مار ڈالا۔ اب وہ یقیناً ہم کو سانپ کے آگے پھنوا کر چھوڑیگا۔"

جب یہ الفاظ سوا نے جو باپ سے چھپ کر آٹر کے پیچھے کھڑی ہوئی تھی سُنے تو اُس نے ایک غضب آلودہ نگاہ آٹر پر ڈالی اور کہا۔ "اے سیاہ رو گئے ایک تو تُو نے جھوٹ موٹ اپنے آپ کو دیوتا مشتہر کیا ہے اور پھر تو اتنا نہیں سمجھتا کہ ایک ایسے شخص کی جان لینی جس کے ہاتھوں سے حکومت پہلے ہی نکل چکی ہے اور اب عاجز ہو کر تیرے سامنے اپنی فروتنی کا اظہار اور اعتراف کر رہا ہے۔ کس قدر بُزدلی اور سفلہ پن کی بات ہے، یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصلی دیوتا کے انتقام کا وقت قریب آتا جاتا ہے۔ اور اسی شخص کے ہاتھوں جس کو تو گولی سے مروا ڈالنے کی بار بار خواہش ظاہر کر رہا ہے۔ تیرے جیسے افترا پردازوں کی زبان گدی سے مَیں نے نہ کھنچوا ڈالی تو جبھی کہنا۔ کمینہ۔ بُزدل۔ پاجی! یہ کہکر وہ

کمرہ سے آرٹر کی طرف کینہ سے دیکھتی ہوئی باہر نکل گئی۔

لیونارڈ (جوانا سے مخاطب ہو کر) "مجھ کو خطرہ ہے کہ یہ تمہاری خادمہ ہم پر ضرور کوئی نہ کوئی بلا لائے گی"

جوانا۔ "معلوم نہیں کہ یہاں آکر اس کی فطرت اس قدر کیوں بدل گئی ہے؟"

لیونارڈ۔ "پہلے بھی تم نے مجھ کو یہی جواب دیا تھا مگر میرے خیال میں اس کی فطرت بدلی نہیں۔ اپنے والد بزرگوار کے دیدار سے اس کی خفی خصلتیں صرف جلی ہو گئی ہیں۔"

پچیسواں باب

نئے طریقہ کی قربانی

تین دن گذر گئے اور وہ دن آیا جبکہ اُس طریقہ کے مطابق قربانی دی جانے والی تھی جسے نئے دیوتاؤں نے مقرر کیا تھا۔ اس اثنا میں کوئی واقعہ ایسا پیش نہ آیا جس کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا جائے۔ لیونارڈ اور فرانسسکو البتہ چند بار شہر میں پھرنے گئے اور نو آبادی کے لوگوں کو بھی لیتے گئے لیکن آرٹر اور جوانا کے لئے دیوتا ہونے کے باعث اس قسم کا سیر و تماشا ممنوع تھا اُن کی الوہیت اس امر کی مقتضی تھی کہ وہ طرز زندگی ایسا اختیار کئے رہیں جو اُن کی شانِ ربانی کے مناسب ہو ایک دن تو آرٹر نے اس شان کو قائم رکھا لیکن دوسرے دن باوجود لیونارڈ کی نصیحت کے اُس نے اپنی جورو ساگا کی صحبت میں اپنا غم غلط کرنا شروع کیا۔ لیونارڈ نے اس خطرہ کو دیکھا اور اس نے بونے

کو بہت کچھ سمجھایا کہ اس عورت سے بے تکلفی کرنا تمہارے اور ہم سب کے حق میں مہلک ہوگا۔ لیکن دل میں وہ کہتا تھا کہ "آٹر بیچارہ کرے تو کیا کرے ایسی حالت میں جبکہ اُسے کوئی کام کرنے کو نہیں اور بُت کی طرح اُسے دن رات ساکن و ساکت ایک مکان میں بیٹھا رہنا پڑتا ہے اگر وہ موقعہ پاکر اپنی تکلیف و اندوہ کو ایک عورت کی صحبت میں کم کرتا ہے تو اس کے لئے وہ مورد ملامت نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔"

وہ دوپہر کے وقت کچھ کاہن اور سپاہی جوانا اور آٹر کو لینے آئے۔ جوانا کے حکم کے مطابق قربانی کی رسم رات کے بجائے دن کے وقت ادا کی جانے والی تھی۔ جب وہ مندر میں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ ہزارہا مرد و عورت دنگل کی نشست گاہوں پر درجہ وار بیٹھے ہوئے ہیں جوانا اور آٹر نے اپنے اُونچے تختوں پر بیٹھنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور اب وہ بُت کے پاؤں کے قریب کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ نام اُن کے سامنے کھڑا تھا۔ اور لیونارڈ فرانسسکو اور نو آبادی کے لوگ دونوں طرف صف باندھے ہوئے تھے مطلع نہایت تاریک تھا۔ سردی شدت کی تھی اور برف کے بڑے بڑے گالے آسمان پر سے گر رہے تھے۔ تھوڑی دیر میں نام نے لوگوں سے اس طرح خطاب کیا۔

"اے اہلِ ظلمات تم آج یہاں اس لئے جمع ہوئے ہو کہ قدیم رسم کے مطابق جال کی قربانی کا تیوہار مناؤ۔ لیکن دیوتاؤں نے جو تم میں واپس آگئے ہیں اس رسم کو تبدیل کر دیا ہے۔ اس قربانی کے لئے پچاس عورتیں تیار تھیں آج صبح وہ نہایت خوشی خوشی اُٹھیں کیونکہ اُن کو خیال تھا کہ وہ سانپ پر نثار کی جائیں گی۔ لیکن اب اُن کی خوشی مُبدّل بہ رنج ہوگئی ہے کیونکہ دیوتاؤں نے انہیں قبول کرنے کے بجائے ایک نیا چڑھاوا پسند کیا ہے۔ اُس چڑھاوے کو آگے لاؤ۔"

نام کے اس کہنے پر جو کچھ لڑکے بت کے پیچھے سے دو دُبلے بیل اور دو بکرے ہانکتے ہوئے آگے بڑھے۔ اب معلوم نہیں کہ اتفاق ایسا ہوا یا دیدہ و دانستہ انہوں نے یہ حرکت کی مگر ایسی بُری طرح انہوں نے جانوروں کو ہانکا کہ ایک اِدھر چلا گیا۔ اور ایک اُدھر اور آخر کار لاٹھیوں اور کلہاڑیوں کی ضربوں سے انہیں مار ڈالا۔ البتہ ایک بکرا بچ رہا جو اپنے تعاقب کرنے والوں سے بچ کر ذنگل کی طرف بھاگ گیا اور خوفزدہ آواز میں پکارتا ہوا لوگوں کے درمیان ایک نشست سے دوسری نشست پر کودنے لگا۔ یہ نظارہ ایسا مضحکہ انگیز تھا کہ اہل ظلمات کی متانت اور سکوت پسندی بھی اس سے عہدہ برا نہ ہو سکی اور وہ ہنسنے لگے۔ بھلا جو لوگ آدھی رات کے وقت کثیر التعداد انسانوں کی قربانی کے دہشتناک منظر کے دیکھنے کے عادی ہوں اُن کی خونخواری اور سفاکی کی آگ کو ایک دو بیلوں اور بکروں کی قربانی اس مسخر آمیز وضع میں کیسے فرو ہو سکتی ہے تھوڑی دیر میں نام نے مرے ہوئے جانوروں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "اے اہل ظلمات اب اپنے اپنے گھروں کو جاؤ قربانی ہو چکی اور جال کی جاترا کی رسم ادا ہو گئی۔ اب ہماری دُعا ہے کہ دیبی اپنے بیٹے سانپ سے یہ کہے کہ سُورج نکل کر ہمارے ملک کو روشن کرے۔ اور ہماری سرزمین پھلے پھولے "

قربانی کی رسم کے ختم ہونے میں دس منٹ کا عرصہ نہ لگا تھا حالانکہ اگر حسب دستور سابق اس رسم کی ادائی عمل میں آتی تو اس کے ختم ہونے میں کئی گھنٹے صرف ہوتے کیونکہ قاعدہ یہ تھا کہ ہر ایک قربانی کو علیحدہ علیحدہ قتل کیا جائے۔ اور اس کے ساتھ مناسب رسمیں عمل میں لائی جائیں۔ ذنگل کے انتہائی کمرے سے لوگوں کے بڑبڑانے کی آواز اُٹھی۔ جس سے اُن کی ناراضگی کا اظہار ہوتا تھا۔ اور یہ آواز بتدریج بلند ہو کر ایک غیظ و غضب کے نعرہ سے مبدل ہو گئی۔ لوگوں نے جوناما کے امن و امان

کے شفقت آمیز پیغام کو شکریہ کے ساتھ قبول تو کیا تھا لیکن خونریزی کے پیہم نظاروں کو دیکھ دیکھ کر اُن کی فطرتوں نے کچھ ایسا باغی ڈھنگ اختیار کر لیا تھا کہ وہ انسانی قربانی کو ترک کرنے پر ہرگز رضامند نہ تھے۔ انہوں نے ایک آواز میں چلّا کر کہا "لاؤ عورتوں کو اور قدیم دستور کے مطابق اُن کو جال پر قربانی چڑھاؤ۔" جب یہ شور و غوغا کسی قدر کم ہوا تو نام نے نہایت مکّاری سے اُن سے یوں خطاب کیا۔

"اے اہلِ ظلمات دیوتاؤں نے اب ایک نیا قانون نافذ کیا ہے اُس قانون کی رو سے آدمیوں اور عورتوں کے بجائے بیل اور بکرے قربانی دئے جایا کرینگے۔ اور خود تم نے اس قانون کو تسلیم کیا ہے اب جال کی قربان گاہ پر چاند کی نورانی شعاعوں کے تلے انسان کا خون نہ بہیگا۔ اور کاہنوں کے منتروں کی آواز بلند ہو کر آسمان کی طرف نہ جائے گی۔ آیندہ سے یہ پاک جگہ بیلوں اور بکروں کا مذبح بنے گی۔ اور سانپ غار میں بیٹھا ہوا اپنے شکار کا بے فائدہ انتظار کرے گا۔ اچھا میرے بچّو ایسا ہی سہی۔ مَیں اپنے بڑھاپے میں دیوتاؤں کو بدلی ہوئی آواز میں بولتے سنتا ہوں۔ لیکن اُن کے حکم کی تعمیل مجھ پر فرض ہے۔ مَیں تو قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں اس لئے مجھے اس کا کچھ خیال نہیں۔ لیکن پھر بھی مَیں تم سے کہے دیتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ ہم اپنے آباو اجداد کی پرستش کا مضحکہ ہوتے ہوئے دیکھیں، مَیں خود قربان گاہ کے قدیم پتھر پر لٹائے جانے کو ہزار درجہ ترجیح دیتا ہوں۔ اچھا قربانی ہو چکی اب ہماری یہ دعا ہونی چاہیئے۔ کہ دیہی سانپ سے سفارش کرے کہ ہمارا ملک پھلے پھولے۔ اور اس کی پیداوار زیادہ ہو۔"

یہ طعن آمیز الفاظ کہکر نام مسکرایا اور انہیں سنتے ہی لوگوں میں وہ جوش پیدا ہوا کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ رعد کی طرح وہ گرج کر بولے۔ "ہمیں انسان کا

خون چاہیئے۔ کیا بکروں کی قربانی سے ہمیں ٹھٹھے میں اُڑایا جاتا ہے۔ ان جھوٹے دیوتاؤں کے خادموں کو قربانی چڑھاؤ۔ ہمیں خون چاہیئے قربانیاں لاؤ۔"

اس ہنگامہ کے درمیان جوانا اپنے تخت سے بولنے کے لئے اُٹھی۔ نام نے بلند آواز سے کہا۔ لوگو خاموش! ایکا دیبی کی بات سُنو" اس پر رفتہ رفتہ شور و غوغا کم ہوتا گیا۔ اور جوانا نے لوگوں سے اس طرح خطاب کیا۔

"اے بندو کیا تم اپنے دیوتاؤں کو دھمکیاں دیتے ہو۔ اور تم میں اتنی جرات ہے کہ تم اُن کی اس طرح پر توہین کرو۔ خبردار کہیں ہم تم سب پر موت اور قحط کی بلا نازل نہ کریں۔ انسانوں کی قربانی آئندہ ہم ہرگز نہ ہونے دیں گے۔ بس مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکی۔"

کچھ دیر تک تو خاموشی کا عالم طاری رہا۔ لیکن پھر لوگ غُصّہ میں آکر پہلے سے زیادہ شور و غوغا کرنے لگے۔ اور کچھ لوگ جوانا اور آٹر کے تخت گاہوں کی طرف لپکے۔ اور سپاہیوں نے اُن کے اس ہلہ کو کچھ یوں ہی سا روکا۔ اس وقت آلفن نے جو پاس کھڑا تھا لیونارڈ فرانسسکو اور نو آبادی کے لوگوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "میری رائے میں اب انہیں یہاں سے چل دینا چاہیئے۔ دیبی اور دیوتا بلاشبہ اپنی حفاظت آپ کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر یہ لوگ یہاں سے نہ بھاگے تو مجھے یقین ہے کہ ان کی بوٹی بوٹی بھی بانٹے نہ آئیگی۔"

جوانا نے جس پر اب خوف غالب ہو چلا تھا جواب دیا۔ "چلو ہم سب یہاں سے چل دیں۔" اور یہ کہہ کر وہ اپنے ہمراہیوں سمیت سرنگ کی طرف بڑھی اور اس سرنگ کے مُنہ پر ایک دروازہ لگا تھا۔ اور جب وہ اس میں داخل ہوئے اور انہیں خیال ہوا کہ ہم سب اندر آگئے ہیں تو آلفن اور لیونارڈ نے لوگوں کو باہر چیختا چلاّتا چھوڑ کر جھٹ دروازہ بند کر لیا۔ یہاں سے وہ محل کی طرف چلے گئے۔

اور بغیر کسی مزاحمت کے وہاں صحیح و سلامت پہنچ گئے۔ آلفن بھیڑ کی نقل و حرکت دیکھنے کے لیے پیچھے ٹھہرا رہا۔ غیظ و غضب کے لہجہ میں لوگوں کے چلّانے کی آوازیں دُور سے ابھی تک آ رہی تھیں۔ لیکن یکبارگی یہ آوازیں فتحیابی اور اطمینان کے نعرے مُبدّل ہو گئیں اور اس کے بعد پھر خاموشی چھا گئی۔

جوانا نے اضطراب اور خوف میں پوچھا۔ "اس کے کیا معنے ہیں"۔ اس وقت آلفن پردہ اُٹھا کر اندر آیا اور اُس کے چہرہ پر تشویش کے آثار ظاہر تھے جوانا نے اُس سے کہا۔ "آلفن کہو کیا ماجرا ہے"۔ آلفن نے جواب دیا۔ "اے ملکہ لوگ قدیم دستور کے مطابق قربانی کر رہے ہیں ہم سب کے سب دروازہ کے اندر داخل ہونے نہیں پائے۔ آپ کے دو کالے خادم پیچھے رہ گئے تھے۔ اور اب لوگ دوسروں کے ساتھ اُن کو بھی قربانی چڑھا رہے ہیں۔"

لیونارڈ بھاگا ہوا صحن میں گیا اور جب اُس نے نوآبادی کے لوگوں کو گنا۔ جو خوف کے مارے بھیڑوں کی طرح ایک جگہ جمع ہو کر پھاٹک کی سلاخوں میں سے مندر کی طرف دیکھ رہے تھے تو اُسے معلوم ہوا کہ دو کم ہیں جب وہ ہٹا تو اُس نے آلفن کو باہر جاتے ہوئے دیکھا جوانا سے اُس نے پوچھا۔ "آلفن کہاں جا رہا ہے؟"

جوانا۔ "پھاٹک کی حفاظت کے لئے وہ کہتا ہے کہ اُسے اپنے سپاہیوں پر بھروسہ نہیں۔ کیا یہ سچ ہے کہ نوآبادی کے لوگوں میں سے دو باہر رہ گئے"۔

لیونارڈ۔ افسوس یہ بات صحیح ہے مَیں نے انہیں گنا تھا دو کا پتہ نہیں"۔

جوانا نے اپنے ہاتھوں سے اپنے مُنہ کو چھپا لیا اور کانپ اُٹھی۔

چھبیسواں باب

نو آبادی کے لوگوں کا خاتمہ

ہمارے جری سیاحوں کے دن اب نہایت مصیبت سے کٹنے لگے انہیں معلوم ہوا اہل ظلمات کا اعتقاد ہم پر روز بروز کم ہوتا جاتا ہے۔ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ نئے دیوتاؤں کا ظہور ملک سے دھند اور کہر کی تاریکی کو زائل کر دیگا۔ آفتاب کی جان بخش روشنی سے ملک ہمیشہ کے لئے منور ہو جائیگا۔ اور پیداوار بڑھ جائیگی۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ملک کی آب وہوا اور اُس کے حوالیات پر وہی اگلی سی تاریکی چھائی ہوئی ہے تو اُن کی ہری بھری امیدیں، نا امیدی سے بدلنے لگیں اور ان کے اعتقادات کی حالت مخدوش ہونے لگی۔ اور واقع ہیں پانچ ہفتہ سے جو ہمارے نچلے سیاحوں کو یہاں آتے ہوئے گذر چکے تھے مطلع اور بھی مکدر ہو چکا تھا۔ سورج نے اپنا منہ بہت کم دکھایا تھا۔ سردی اس غضب کی پڑ رہی تھی کہ الامان اور فصلوں کی حالت نہایت ہی ردی تھی۔ اس کے علاوہ لوگوں کو معلوم ہوا کہ دیوتاؤں کے کالے خادموں کو ہم نے قربانی چڑھایا اور وہ انہیں بچا نہ سکے۔ تو ضرور ہے کہ اُن میں قدرت نہیں۔ کاہنوں کی جماعت ان سے پہلے ہی بگڑی ہوئی تھی۔ اور اُن کا سردار نام اس شکست کے بعد سے جو اُس نے جوانا کے ہاتھوں اُٹھائی تھی افعی کی طرح پیچ وتاب کھا رہا تھا اور اُس کے دل میں بھی یہی خیال گذرتے تھے کہ اگر یہ سچے دیوتا ہیں تو کیوں مطلع صاف نہیں ہوتا۔ کس لئے فصلیں اچھی نہیں اُگتیں اور کیا وجہ ہے کہ باوجود اس شدومد کے دعویٰ کے کہ انسانی قربانی وہ جائز نہیں رکھیں گے۔ وہ اپنے خادموں تک جن کو اُن کی آنکھوں کے سامنے

سانپ کے غار میں جھونک دیا گیا نہ بچا سکے۔ اور اُس نے دل سے عہد کر لیا کہ اگر دیوتا جھوٹے ہیں تو مَیں اُن کو خاک میں ملا دونگا۔

لیونارڈ کی عادت تھی کہ وہ روزمرہ صبح کے وقت جا کر نوآبادی کے لوگوں کو اُس کوٹھری میں جہاں وہ سوتے تھے گن لیا کرتا تھا۔ ایک دن جو حسب معمول وہ انہیں گننے گیا تو دیکھا کہ وہ بیچارے خوف کے مارے چلّا رہے ہیں اور جب اُن سے حقیقت حال پوچھی تو اُسے معلوم ہوا کہ اُن میں سے تین آدمی رات کے وقت نامعلوم طور پر غائب ہو گئے۔ اس امر کے دریافت کرنے سے لیونارڈ کو سخت تعجب ہوا کیونکہ جس کوٹھڑی میں یہ لوگ سو رہے تھے اس کے دروازہ کے باہر قفل پڑا ہوا تھا۔ اور اُس پر آلفن کے سپاہیوں کا پہرہ تھا۔ اور اندر کوئی ایسا رستہ نہ تھا کہ اس میں سے کسی کا گذر ہو۔ جب اس نے آلفن سے اس بات کا تذکرہ کیا تو اس نے بھی تعجب ظاہر کر کے کہا۔ "مجھے ان لوگوں کے اس طرح پر غائب ہو جانے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ ہاں اتنا میں نے سُنا ہے کہ محل میں بہت سے خفیہ رستے ہیں جن کا علم کاہنوں کے سوا کسی کو نہیں۔ یہ سُن کر لیونارڈ کے ہوش پران ہو گئے۔ اور جب جوانا سے اس نے جا کر یہ دہشت انگیز ماجرا بیان کیا تو وہ بھی کانپ اُٹھی۔

اب نوآبادی کے لوگ روز ایک ایک دو دو کر کے غائب ہونے لگے۔ حتیٰ کہ صرف تین باقی رہ گئے۔ ان بیچاروں کی حالت ایسی نہ تھی جو حیز تحریر میں آ سکے۔ روتے اور چلّاتے اور خوف سے کانپتے ہوئے وہ لیونارڈ کو بددعائیں دیتے تھے اور اُسے کہتے تھے کہ "کیا تم ہمیں یہاں اسی لئے لائے تھے کہ یہاں کے جن ہم کو اس عذاب کے ساتھ جان سے ماریں"۔ لیونارڈ سے کچھ جواب نہ بن پڑتا تھا۔ اور سرنگوں ہو کر خاموش رہ جاتا تھا اور دل میں کہتا تھا" یہ سب مجھے سچ

ملامت کرتے ہیں۔ ہائے افسوس مَیں انہیں کیوں اپنے ساتھ لایا۔ انہیں میری خود غرضی نے مارا۔" جوانا بھی اپنے باپ کے خادموں کو یکے بعد دیگرے غائب ہوتے دیکھ کر سخت اندوہ و بے قراری میں مبتلا تھی اور کف افسوس ملنے کے سوا وہ بھی اور کچھ نہ کر سکتی تھی۔

جو تین آدمی باقی رہ گئے تھے لیونارڈ نے انہیں ایک علیحدہ کمرہ میں لیجا کر رکھا اور خیال کیا کہ یہ یہاں سلامت رہیں گے۔ لیکن جب دوسری صبح اس نے جا کر اُن کے کمروں کو دیکھا اور وہاں سوائے دو تیز چھُروں کے جو اُس قسم کے تھے جنہیں کاہن اپنی قربانی کی رسموں میں استعمال کرتے تھے۔ اور کچھ نہ پایا تو گویا اُس پر بجلی گر پڑی۔ خوف و دہشت سے مبہوت ہو کر واپس جوانا کے پاس آیا اور چھُرے اُس کے سامنے پتھر پر پھینک کر بولا۔" جو باقی تین رہ گئے تھے آج وہ بھی غائب ہو گئے۔ اور اُن کی بجائے مَیں نے وہاں یہ چھُرے پائے۔"

یہ ہوش ربا خبر سُن کر جوانا کا صبر و استقلال ہاتھ سے جاتا رہا۔ وہ زار و قطار رونے لگی اور روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ آخر کار ٹوٹے ہوئے فقروں میں وہ بولی "لیونارڈ! لیونارڈ! وہ میرے باپ کے قدیم نوکر تھے میں بچپن سے اُن کو جانتی تھی۔ اور اب میری وجہ سے اُن کا خاتمہ اس خوفناک طور پر ہوا کیا تم کو یہاں سے نکل چلنے کی کوئی تدبیر نہیں سوجھتی۔ اگر نہیں تو خوف کے مارے میرا دم نکل جائیگا۔ مجھے اب نیند بھی نہیں آتی۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ رات کے وقت کوئی شخص میری حرکات و سکنات کو دیکھتا رہتا ہے۔ مگر یہ مَیں نہیں بتا سکتی کہ کون شخص ہے گذشتہ شب مجھے خیال ہوا کہ مَیں نے پردہ کے قریب جہاں تم اور فرانسسکو سوتے ہو کسی کی آہٹ سُنی۔ اگرچہ سوا یہ کہتی ہے کہ میرا قصور ہو گا۔"

لیونارڈ۔ "ایسا ہونا ناممکن ہے کوئی شخص آتا تو فرانسسکو اُس کو ضرور دیکھتا کیونکہ وہ پہرہ دے رہا تھا۔ یہ لو وہ خود آگیا۔"

اس وقت فرانسسکو کمرہ میں داخل ہوا اور اس کے چہرہ پر بیم و یاس کے نقش ثبت تھے بھرائی ہوئی آواز میں وہ یوں بولا۔ "جس کمرہ میں ہم گذشتہ شب سوتے تھے اس میں ضرور کسی شخص کا گذر ہوا ہے سب بندوقیں غائب ہیں۔ نہ ہماری بندوقیں باقی ہیں اور نہ نوآبادی کے لوگوں کی۔"

فرانسسکو۔ "شاید دو چار منٹ کے لئے میری آنکھ لگ گئی ہو۔ ہائے اندھیر ہوگیا۔ بندوقیں سب چل دیں اور ہم بے ہتھیار رہ گئے۔"

جوانا (غمناک لہجہ میں) "کیا ہم فرار نہیں ہو سکتے؟"

لیونارڈ (افسردہ دلی سے) "اُس کی تو کوئی امید نہیں ہم پر آج وہی مثل صادق آتی ہے۔

نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن

یہاں آلفن کے سوا ہمارا اور کوئی یار و مددگار نہیں اور اُس کی طاقت بھی کچھ زیادہ نہیں کیونکہ کاہنوں نے اُس کے کپتانوں اور سپاہیوں کو پھسلا لیا ہے۔ بھلا ایسی حالت میں ہم اس شہر سے کیسے باہر نکل سکتے ہیں۔ اور اگر نکلے بھی تو اُس کا حشر کیا ہوگا۔ ہتھیار ہمارے پاس نہیں جمعیت ہماری زیادہ نہیں۔ اگر اس وقت ہم کچھ کر سکتے ہیں تو یہی کر سکتے ہیں کہ ناامید نہ ہوں اور خدا کی ذات پر بھروسہ کریں۔"

"خدا خود میر ساماں است ارباب توکل را"

جن لوگوں کا یہ قول ہے کہ

"مار بر سر گنج است"

اُنھوں نے نہایت ٹھیک کہا ہے۔ اگرچہ اس حالت میں بھی مجھے یقین ہے کہ

اس مخمصہ میں سے نکل کر ہمیں خزانہ ملے گا۔"

لیونارڈ نے یہ جملہ ختم کیا تھا کہ پیچھے سے ایک طعن آمیز آواز یہ کہتی ہوئی سنائی دی۔ "نجات دہندہ! کیا تو ابھی تک سُرخ پتھروں کے حاصل کرنے کا آرزومند ہے۔ اس کا شاید تجھے خیال تک نہیں کہ تیرے دل کا خون ایک خاص پتھر کو جو یہاں سے کچھ زیادہ دُور نہیں عنقریب خود سرخ بنانے والا ہے سچ ہے گورے آدمیوں کی حرص و آز کی کوئی حد نہیں۔

لیونارڈ نے پیچھے مُڑ کر دیکھا اور اُس کی نگاہ سوا پر پڑی جو اُن کی گفتگو کو سُن رہی تھی اور اُس کی طرف نہایت نفرت اور حسد کی نگاہ سے دیکھ رہی تھی سوا کے چہرہ پر ٹکٹکی جما کر لیونارڈ نے کہا "کس کی اجازت سے تو ہماری باتیں سُن رہی تھی اور کس نے تجھے کہا تھا کہ دخل درمعقولات دے۔"

سوا (تند و تیز ہو کر) گورے آدمی ابھی تک تو تو بڑی خوشی سے میرے مشورے لیتا تھا کون تھا جس نے تجھے اہل ظلمات کا قصّہ سُنایا۔ کون تھا جو اتنی تکلیفیں جھیل کر تجھے اُن کے ملک میں لایا۔ کیا وہ شخص میں تھی یا کوئی دوسرا؟"

لیونارڈ۔ "تھی تو تُو ہی"

سوا۔ "غنیمت ہے کہ تو مان گیا۔ اے گورے آدمی میں تجھے یہاں اِس لئے لائی کہ تو ایک چور کی طرح میرے ہم قوموں کے خزانہ کو چرائے۔ لیکن اس کی وجہ یہ تھی کہ راعیہ میری مالکہ نے مجھے اس پر مجبور کیا اور اُن دنوں میں اس کی مرضی میری مرضی تھی اس کی خاطر اور تیری خاطر میں جان ہتھیلی پر رکھ کر یہاں آئی اور مجھے صلہ کیا ملا؟ فقط اس قدر کہ مجھے میری مالکہ اپنے پاس آنے نہیں دیتی۔ میرے ساتھ مہربانی سے پیش نہیں آتی۔ تو ہر وقت اس کے گرد و پیش پھرتا رہتا ہے۔ تیرے مشورے وہ نہایت اشتیاق کے ساتھ سنتی ہے۔ تو نے اُس کا دل میری طرف

سے پھیر دیا ہے۔ اور تو نے اس کالے سور سے جس کو دیوتا کہتے ہیں میرے خلاف میری مالکہ کے کان ایسے بھرے ہیں کہ وہ اپنی کوئی راز کی بات مجھ سے نہیں کہتی اس کے علاوہ وہ تیرے عشق کا سبق سیکھ گئی ہے۔ اور اسی لئے اسے چور اُچکے اُٹھائی گیرے تیرے بہکانے پر اس کو مجھ سے نفرت کرنے کی حدیث بھی ازبر ہوگئی ہے۔" جوانا کی طرف مخاطب ہو کر) راعیہ سُنو۔ تم خوب جانتی ہو کہ جب تم بچّہ تھیں تو میں نے تمہیں کس محبت سے پالا۔ جب تم بڑی ہوئیں تو کس وفاداری سے میں نے تمہارا ساتھ دیا اور اگرچہ تم کو اس شخص کی خاطر مجھ سے تنفّر پیدا ہو گیا۔ پھر بھی مجھے ابھی تک تم سے ویسی ہی محبت ہے۔ اب تمہیں اختیار ہے یا تو اس کا ساتھ دو۔ یا میرا دامن پکڑو۔ اور اگر مجھ پر اعتبار کروگی اور نجات دہندہ کو کاہنوں کے حوالہ کردوگی اور میں تمہیں بچالونگی۔ اور اگر اس سے جدائی اختیار کرنا تم نہیں چاہتیں تو میری محبت مُبدّل بہ نفرت ہو جائیگی۔ اور تم سب کو ذلّت اور رسوائی کی موت نصیب ہوگی۔" (لیونارڈ سے مخاطب ہو کر) "گورے آدمی خبردار! مَیں اس قوم کے لوگوں میں سے ہوں اور تو جانتا ہے کہ وہ کس طبیعت کے ہیں۔ جب وہ نفرت اور عداوت پر آتے ہیں تو انتقام کے لئے کوئی نہ کوئی سبیل نکال لیتے ہیں۔"

اس وقت لیونارڈ نے چپکے سے اپنا طپنچہ نکالا اور اُسے کل پر چڑھا کر سوا کے سینہ کا نشانہ کیا۔ فرانسسکو اور جوانا نے اسے نشانہ کرتے ہوئے دیکھا اور دونوں اس کا ہاتھ روکنے کے لئے اُس کی طرف جھپٹے اور جوانا نے اس سے کہا۔ "خدایا خیر! یہ کیا کرتے ہو؟"

لیونارڈ۔ "قبل اس کے کہ یہ عورت ہم سب کو مروا ڈالے میرا قصد ہے کہ خود اُسے مار ڈالوں۔"

جوانا۔ "خدا کے لئے ایسا نہ کرو۔ کئی سال سے وہ نہایت وفاداری کے ساتھ

میری خدمت کرتی رہی ہے۔ مجھے یہ کسی طرح گوارا نہیں کہ میں اسے گولی کا نشانہ بنتے ہوئے دیکھوں۔"

لیونارڈ (پریشان اور مضطرب ہو کر) "اب کیا کیا جائے۔ اگر میں اسے نہیں مار ڈالتا تو وہ یقیناً ہمارا راز افشا کر دیگی۔"

فرانسسکو۔ "تو کرنے دو۔ خدا اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے کہ قتل کے داغ سیہ سے اپنے دامن حسنات کو آلودہ مت کرو۔"

سوار (تمسخر اور استہزا کے لہجہ میں) "گورے آدمی اگر تو ایک عورت کی جان لیتے ہوئے ڈرتا ہے تو اُس اپنے کالے کتّے کو بُلا بھیج۔ اگر اُس کے بس میں ہوتا تو وہ میرے باپ کو مار ڈالتا۔ اور یہ کام بھی اُسے بالطبع مرغوب ہو گا۔"

لیونارڈ۔ "اچھا فرانسسکو ایک رسّا لے آؤ اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ ڈالو۔ اب ہمیں چاہیے کہ دن رات اس کی نگہبانی کریں۔ تاکہ چھوٹ کر یہ اپنے لوگوں میں نہ جا ملے۔ جہاں اور خطرات کا سامنا تھا وہاں یہ ایک اور بھی سہی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب ہمارا انجام قریب آ چلا۔ مگر ہاتھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھ رہنے سے تو یہ بہتر ہے کہ مرتے دم تک ہاتھ پاؤں مارے جائیں۔"

فرانسسکو رسّا لانے کے لئے گیا۔ اور تھوڑی دیر میں آٹر کو ہمراہ لئے واپس آیا۔ ایک مہینہ کی شراب خوری اور عیاشی ہونے کے جسم کی فولادی بناوٹ پر بھی اپنا اثر ڈالے بغیر نہ رہی تھی۔ اُس کی سیاہ چمکتی ہوئی آنکھوں میں خون کے سُرخ ڈورے نظر آتے تھے۔ اس کے ہاتھ کانپتے تھے اور وہ لڑکھڑا کر چلتا تھا۔

لیونارڈ۔ "آٹر افسوس باوجود میری ہدایت کے تم شراب پئے جاتے ہو۔ اور اس وقت ایسے بدمست ہو کہ سیدھی طرح نہیں چل سکتے۔ اچھا اب سنو۔ اس عورت نے ہم سے بدلہ لینے کی ہم کو دھمکی دی ہے اور اس لئے ہم اس کی مشکیں

کس ڈالتے ہیں تاکہ اپنے لوگوں میں جا کر ہمارا راز فاش نہ کر دے۔ ہم پر ضرور ہے کہ اس کو اپنی نظروں کے سامنے رکھیں۔ دن بھر میں اور فرانسسکو پہرہ دیںگے اور رات کو تمہاری باری ہوگی۔ یہ شغل تمہیں شراب سے بھی باز رکھے گا۔"

آٹر۔ "میاں افسوس آپ میری حالت کا اندازہ نہیں کر سکتے مفت میں مجھ پر الزام لگائے جاتے ہیں۔

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہٗ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش؛

جس گرداب تشویر میں پھنسا ہوا ہوں اگر آپ اس میں مبتلا ہوں تب میں جانوں کہ آپ شراب پینے اور رہی سہی زندگی کا لطف اُٹھانے سے کیسے محترز رہتے ہیں۔ بہت اچھا میں پھر بھی آپ کی نصیحت پر عمل کرنے کی کوشش کرونگا۔ لیکن آپ اس نابکار بڑھیا کی مشکیں کیوں کستے ہیں! اگر آپ حکم دیں تو میں ابھی اس ڈھڈو کا گلا گھونٹے ڈالتا ہوں۔"

لیونارڈ۔ "راعیہ کی مرضی نہیں ہے کہ یہ عورت ماری جائے۔"

آٹر۔ "اچھا میاں میں پہرہ دونگا۔ اگرچہ مناسب تو یہی تھا کہ اس کا اسی وقت کام تمام کر دیا جاتا۔ کیونکہ اس طرح پر ہم کو کوئی کھٹکا نہ رہتا۔"

اس کے بعد اُنھوں نے سوا کے ہاتھ پاؤں رسّے سے جکڑ دیئے اور اُسے ایک کونے میں ڈال دیا۔ اور دن بھر لیونارڈ اور فرانسسکو باری باری پہرہ دیتے رہے اور وہ خاموش پڑی رہی۔

دن میں کوئی ایسا واقعہ پیش نہ آیا جس کا ذکر خصوصیّت کے ساتھ کیا جائے آلفن حسب معمول اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ شہر میں لوگوں کا جوش ساعت بہ ساعت بڑھ رہا ہے۔ مطلع کے غیر معمولی تکدر اور سردی کی شدّت سے لوگ

مشتعل اور برانگیختہ ہو رہے ہیں اور عجب نہیں یہ جوش و برانگیختگی عنقریب منجر بہ فساد و بغاوت ہو جائے۔ کاہن بھی اس فساد کی آگ کو مشتعل کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کر رہے۔ لیکن اس فساد کی آگ کو بھڑکنے کے لئے پھر بھی کچھ مدت چاہیے۔ فوری خطرہ ابھی تک نظر نہیں آتا۔ غروب آفتاب کے وقت لیونارڈ اور فرانسسکو مطلع کی حالت دیکھنے گئے۔ آسمان پر وہی تاریکی چھائی ہوئی برف بار ہوائیں اسی تندی اور تیزی کے ساتھ چل رہی تھیں اور ستاروں کی دھندلی روشنی کہر کے کثیف غبار کے پرلی طرف اس طرح پر ٹمٹماتی ہوئی نظر آتی تھی جیسے کئی کوس سے ایک بجھے ہوئے چراغ کی غیر مسلسل جھلملاہٹ لیونارڈ نے ایک آہ سرد بھر کر کہا۔ "کیا یہ مطلع کبھی صاف نہیں ہو گا" اس کے بعد وہ فرانسسکو کے ساتھ واپس محل میں چلا آیا اور دونوں نے آٹر کو با احتیاط تمام متنبہ کر کے سوا پر طلایہ مقرر کیا۔ پھر دونوں کمل اوڑھ کر سو گئے۔ ابھی صبح کاذب ہی تھی کہ ایک بلند آواز سن کر لیونارڈ کی آنکھ کھلی۔ آٹر نہایت سراسیمگی اور پریشانی میں پکار رہا تھا "میاں یہاں آیئے جلد آیئے"۔

لیونارڈ کا ماتھا ٹھنکا اور بدحواس ہو کر بھاگا۔ جا کر دیکھا کہ بونا مبہوت کھڑا اُس دیوار کی طرف آنکھ پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا ہے جس کے سہارے سوا بیٹھی ہوئی تھی۔ سوا غائب تھی مگر جن رسّوں سے وہ بندھی تھی وہ فرش پر پڑے ہوئے تھے۔

لیونارڈ نے جھپٹ کر آٹر کی گردن پکڑ لی اور اُسے خوب جھنجھوڑا اور بپھر یاس کے لہجہ میں پکارا۔ "اے کمبخت یہ کیا غضب تو نے کیا تو سوتا رہا اور وہ فرار ہو گئی۔ اب ہم پر تباہی آئی"۔

آٹر۔ "میاں میں واقعی سو تا رہا۔ اگر آپ چاہیں تو مجھے مار ڈالئے۔ کیونکہ میں

اس کا سزاوار ہوں۔ لیکن مَیں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ اس وقت تک جبکہ ساگا نے آکر مجھے پانی نہیں پلایا مَیں بالکل ہشیار تھا۔ مَیں پہرہ پر کبھی سونے کا عادی نہیں"۔

لیونارڈ۔" کیا ساگا تمہارے لئے پانی لائی تھی؟"

آٹر۔" ہاں میاں۔ آدھی رات کا وقت تھا اور پیاس کے مارے میرا حلق سوکھ رہا تھا۔ اس لئے مَیں نے ساگا سے کہا کہ میرے لئے پانی لا۔ چنانچہ وہ ایک برتن میں پانی لائی اور اس کے پینے کے بعد مجھے ہوش نہ رہا۔"

لیونارڈ۔" آٹر تمہاری جورو نے تمہیں بیہوشی کی دوا پلادی۔"

آٹر۔" کیا عجب! ایسا ہی ہوگا۔ اب وہ قحبہ سوا تو چلی گئی۔ میاں آپ جانتے ہیں وہ کہاں گئی؟"

لیونارڈ۔" اپنے باپ ناَم کے پاس۔"

ستائیسواں باب

باپ بیٹی

ادھر لیونارڈ اور آٹر سراسیمگی کے عالم میں یہ باتیں کر رہے تھے اُدھر اُن سے تین سو گز کے فاصلہ پر ایک مکان میں جو مندر کے عقب میں واقع تھا۔ ایک اور ہی سین کھنچ رہا تھا۔

ناَم سحر خیز تھا اور جس صبح کا ہم ذکر کرتے ہیں اُس صبح کو وہ معمول سے زیادہ سویرے کا جاگ رہا تھا۔ نئے دیوتاؤں نے عنانِ فرمانروائی اپنے ہاتھ میں لیتے ہی پہلا کام جو کیا وہ یہ تھا کہ سردار کاہن کے اقتدارات سلب کر دیئے اور یہ

ایک ایسا واقعہ تھا کہ نام کو جس کی مطلق العنان طاقت کے آگے نصف صدی کے اثنا میں جب سے وہ سردار کاہن ہوا تھا آلفن اور اُس کے متقدین بھی کانپتے تھے۔ کانٹوں کے بستر پر سلانے کو بس تھا۔ وہ اسی فکر میں غلطاں و پیچاں تھا کہ آیا یہ دیوتا سچے ہیں یا نہیں اور گھنٹوں اُن کی طرف سے اُس کے دل میں وہ خیالات آتے رہے جن کا ذکر پچھلے باب میں کیا گیا ہے۔

وہ اسی فکر میں ڈوبا ہوا تھا کہ اتنے میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا وہ بولا۔

"کون ہے؟ اندر چلے آؤ۔"

ایک کاہن اور دو عورتیں اندر داخل ہوئیں جن میں سے ایک ساگا تھی اور دوسری سوا۔

نام (سوا کی طرف اشارہ کر کے) "یہ کون ہے؟"

کاہن۔ "جناب یہ عورت ایکا کی خادمہ ہے۔"

نام۔ "یہاں اسے کیوں لائے؟"

کاہن۔ "جناب یہ عورت اپنی مرضی سے میرے ساتھ آئی ہے اور کچھ آپ سے عرض کرنا چاہتی ہے۔"

نام۔ "بڑے احمق ہو یہ عورت تو ہماری زبان جانتی نہیں پھر ہم سے بولیگی کیونکر؟ اچھا اُس کو فی الحال ایک طرف لے جا کر اپنی حراست میں رکھو کہو ساگا کیا خبر ہے۔ پہلے یہ بتاؤ کہ مطلع کا کیا حال ہے۔"

ساگا۔ "چچا جان کُہر کا وہ عالم ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں نظر آتا ہر طرف دُھواں ہی دُھواں دکھائی دیتا ہے۔"

نام۔ "اگر کچھ دن اور یہی حالت رہی تو . . . . . . اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارا شوہر جال کیسا ہے۔"

ساگا۔ "جال بدستور نشہ میں چور رہتا ہے اور عورتوں کی صحبت کا دن رات لطف اُٹھایا کرتا ہے۔ ہماری زبان بھی ٹوٹی پھوٹی بولنی سیکھ گیا ہے۔ نشہ کی ترنگ میں ایک دن اُس نے ایک گیت گایا جس کو مَیں پُورا نہیں سمجھ سکی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایکا دیبی کی جگہ قید تھی اور وہاں سے اس نے اور ایک اور شخص نے جس کا نام نجات دہندہ تھا اُس کو رہا کیا۔"

نام۔ "شاید تم نے سمجھنے میں غلطی کی۔ ہاں یہ تو بتاؤ کہ اس دیوتا کی پرستش اب بھی تم پہلے کی طرح کرتی ہو یا نہیں۔"

ساگا (تیوری چڑھا کر) "مجھے اس سے سخت نفرت ہے اور اگر دیوتا بھی فانی ہوتے ہیں تو وہ دن میرے لئے خوشی کا ہوگا جبکہ وہ جان سے مارا جائیگا۔"

نام۔ "یہ کیوں؟ تم نے تو مجھ سے کہا تھا کہ اس دیوتا سا دوسرا خاوند تمہیں اور کوئی نہیں مل سکتا۔ اور تمہاری پرستش عشق کے درجہ کو پہنچ گئی ہے۔ اب کیا ہوا کہ تمہارا عشق دفعۃً مُبدّل بہ تنفر ہو گیا۔"

ساگا۔ "واقع میں اوّل اوّل مجھے اُس سے محبت تھی لیکن جب کچھ دنوں بعد اُس کی طبیعت میری طرف سے اُچاٹ ہو گئی اور وہ میری باندیوں کے ساتھ جو جہیز میں مجھے ملی تھیں رنگ رلیاں منانے لگا، تو مجھے اس سے نفرت ہو گئی۔ اب مَیں اس کے خون کی پیاسی ہوں۔

نام (مسکرا کر) "اخاہ یہاں بھی سوکنوں کے حسد کا معاملہ ہے۔ اچھا بھتیجی کیا عجب ہے کہ تمہاری آرزو کسی دن پوری ہو۔ ہاں یہ تو بتاؤ کہ یہ عورت جو تمہارے ساتھ آئی ہے کون ہے؟"

ساگا۔ "چچا جان اس عورت کی مشکیں ایکا نے کسوا دی تھیں اور جال کو اُس کی نگہبانی کے لئے مقرر کیا تھا۔ مَیں نے جال کو دوائے بیہوشی پلا دی اور جب

وہ بیہوش ہو گیا تو میں نے اس عورت کی مشکیں کھول دیں۔ اور اُس کو مخفی رستہ سے یہاں لے آئی آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہے۔"

نام۔ "مگر وہ ہماری زبان کیونکر سمجھ سکے گی۔"

ساگا۔ "چچا جان وہ ہم سے اچھا بول لیتی ہے۔"

نام کو نہایت تعجب ہوا اور اس نے دروازہ کے پاس جا کر کاہن کو آواز دی کہ عورت کو لے آؤ۔ پھر وہ سوا سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہو۔"

سوا۔ "ہاں مگر میں کسی کے سامنے نہیں کہوں گی۔ میں آپ سے تخلیہ میں گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔"

نام نے کاہن اور ساگا کو کمرہ سے باہر چلے جانے کے لئے کہا۔ اور اب کمرہ میں نام اور سوا رہ گئے۔

سوا۔ "حضور کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے؟"

نام۔ "میں نہیں جانتا تم کون ہو۔"

سوا۔ "آپ کو یاد ہو گا کہ کئی سال پہلے آپ کی ایک بیٹی تھی جس کو آپ کے دشمنوں نے سانپ سے منسوب کیا تھا اور جب قربانی کی رات آئی تو آپ کی دلی شفقت اور پدرانہ محبت نے جوش کھایا اور آپ نے اپنی بیٹی کو یہاں سے فرار ہو جانے میں مدد دی۔ "میں وہی آپ کی بیٹی ہوں۔"

نام۔ "ہاں مجھے یاد پڑتا ہے۔ مگر جس بیٹی کا تم ذکر کر رہی ہو اُس کی نسبت تو میں نے یہ سُنا تھا کہ منتقم دیوتاؤں نے اُس کو سفر میں مار ڈالا اس لئے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کیسے میری بیٹی ہو سکتی ہو۔ لیکن بفرضِ محال اگر تم میری بیٹی ہو تو مجھے وہ خفیہ لفظ بتاؤ جو سوائے میرے اور میری بیٹی کے اور بہت کم لوگوں کو

معلوم ہے۔"
تب سوا نے نام کے کان سے اپنا مُنہ لگا کر کچھ باتیں کہیں۔ اگر برق صاعقہ کا ایک پر کالا نام کے سامنے گر پڑتا تو وہ اس قدر ہکا بکا اور مبہوت نہ ہو جاتا۔ جیسا کہ سوا کے لفظوں کے سُننے سے ہوا کچھ دیر تک تو وہ حیرت کے عالم میں سوا کے چہرہ کی طرف ٹکٹکی باندھے ہوئے دیکھتا رہا۔ لیکن جب اس کا تعجب ذرا کم ہوا اور اُس کیفیت کا خمار جو سالہا سال کے بعد اپنے لختِ جگر کے جو اُس کی دانست میں مر چکی تھی یکایک ملنے سے چڑھا تھا ذرا ٹوٹا تو اُس نے باواز بلند کہا۔ "شکر ہے کہ میری بیٹی پھر مجھ سے آملی۔ بیٹی میں اب دُنیا میں تنہا نہیں ہوں۔ میرے بعد تو میری نام لیوا ہے اور تو مجھے جان سے عزیز ہے۔"
یہ کہکر نام نے اپنی بیٹی کو گلے سے لگا لیا۔ اُس کا دل بھر آیا اور اُس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ پھر نام نے کاہن اور ساگا سے علیحدہ ہو کر کچھ گفتگو کی اور اُنکو رُخصت کیا۔ اس کے بعد اُس نے سوا سے کہا۔ "بیٹی پہلے مجھے یہ بتا کہ ایکا کی درگاہ میں کیونکر تیری رسائی ہو۔"
سوا۔ "پہلے آپ ایک قسم کھائیں اور جب تک آپ وہ قسم نہ کھائینگے میں آپ کو اپنے متعلق ایک لفظ بھی نہیں بتاؤنگی۔ آپ ایکا کے خون کی قسم کھائیے کہ آپ اس ملکہ کو جس کے ساتھ میں یہاں آئی ہوں کوئی ضرر نہیں پہنچنے دیں گے۔"
نام۔ "بیٹی تو مجھ سے کیوں یہ قسم لے رہی ہے؟"
سوا۔ "اس واسطے کہ مجھ کو اس سے دلی اُنس اور محبت ہے۔ نیز اس واسطے کہ اگر آپ اُس کی جان کی حفاظت کرینگے تو آپ کی اس میں عزت افزائی ہوگی۔"
نام۔ "مجھ انسان ضعیف البنیان کی کیا حقیقت ہے کہ دیوتاؤں کے مخالف بھی کچھ کر سکوں۔ خیر بیٹی میں ایکا کے خون کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں نے اپنا وعدہ وفا

نہ کیا تو جال دیوتا مجھے اُسی طرح قتل کرے جیسے اُس نے ایکا کو قتل کیا تھا۔"

تب سوا نے اپنی رام کہانی شروع کی اور اول سے جب وہ اپنے ملک سے فرار ہوئی تھی۔ آخر تک جب لیونارڈ سے اُس کی تکرار ہوئی سُنائی اور اُس میں خاص طور پر اُس وعدہ کا ذکر کیا جو اُس نے لیونارڈ سے کیا تھا۔

ناھم اپنی بیٹی کی زبانی یہ ماجرا سُن کر ایک سکتہ کے عالم میں رہ گیا اور آخر کار اُس نے کہا۔ "یہ عورت جو تمہاری مالکہ ہے اور جو اس قدر دلیر ہے کہ ہماری دیبی کا مضحکہ اُڑانے سے نہیں ٹلی۔ خوش قسمت ہے کہ اُس کی جان بخشی کے لئے تو نے مجھ سے پہلے قسم لے لی۔ ورنہ میں اس عذاب سے اُس کو مارتا کہ وہ بھی یاد ہی کرتی خیر باقی کے تو کہیں نہیں گئے۔" یہ کہہ کر وہ فوراً اُٹھ کھڑا ہوا۔

سوا۔ "ٹھہریئے آپ نے کیا تجویز سوچی ہے؟"

ناھم۔ اس میں کیا تجویز سوچنی ہے۔ بس اب اُن کو کھینچ کر مندر میں لے آتا ہوں اور سب کے سامنے رسوا کرتا ہوں۔"

سوا۔ "اس طرح آپ اپنے آپ کو بھی رسوا کریں گے۔ کیونکہ آپ ہی نے پہلے اُن کو دیوتا مشتہر کیا۔ میں آپ کو ایک اور تجویز بتاتی ہوں۔ وہ یہ کہ آج آپ اُن کے پاس جائیں اور بصد عجز و منت یوں کہیں۔ "میں نے ساگا اور اس کے ساتھ کی دوسری عورتوں کی زبانی سُنا ہے کہ دیوتا جال نے ان کی طرف مخاطب ہو کر چند کلمات اس قسم کے کہے جن سے اس کی شان ربانی پر بٹہ لگتا ہے۔ مجھ کو اُن کی اس بات پر یقین نہیں آتا لیکن امتحاناً اگر کل صبح تک مطلع صاف نہ ہوا تو ان عورتوں کی سچائی ظاہر ہو جائیگی۔"

ناھم۔ "اور اگر مطلع صاف ہو گیا تو پھر؟"

سوا۔ "غالباً صاف نہیں ہو گا اور اگر ہو بھی گیا تو پھر ہم کوئی اور تجویز سوچینگے۔"

ناام۔ "بیٹی تم نے مجھ سے قسم لے لی ہے کہ تمہاری مالکہ ضرر سے محفوظ رہے لیکن میں نہیں جانتا کہ جب وہ تمام کاہنوں اور عوام کے سامنے جھوٹی ثابت ہوگی تو میں اس کو کیونکر بچا سکونگا۔"

سوا۔ "اس کا بچنا ہر صورت میں ممکن ہے ابّا جان آپ نے ایک گورے آدمی کو دیکھا ہوگا۔ نجات دہندہ نہیں دوسرا۔ اگر اُس شخص کو کسی طرح ایکا کی پوشاک پہنا دی جائے۔ اور چاندنی میں اُس کو بُت کے اُوپر بٹھا دیا جائے تو کون کہے گا کہ ایکا دیبی بیٹھی ہوئی نہیں ہے؟"

ناام۔ "اور جو باقی ہیں اُنہیں تم قتل کر ڈالنا چاہتی ہو؟"

سوا۔ "نہیں کچھ دنوں کے لئے میں نجات دہندہ کو بھی زندہ رہنے دونگی۔ اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ جس کو آپ ایکا سمجھتے ہیں اُس سے اُس کو محبت ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ اپنے ملک کی رسم کے مطابق شادی کرے۔ اب میرا یہ منشا ہے کہ ایکا کا نکاح کسی اور سے ہو جائے۔"

ناام۔ "کس سے۔"

سوا۔ "آلفن سے جو دل و جان سے اس پر فدا ہے۔ اس طرح وہ آپ کا مطیع اور فرمانبردار ہو جائیگا۔"

ناام۔ "بیٹی تیری تجویز نہایت معقول ہے اور جو باتیں تو نے مجھ کو بتائی ہیں وہ میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھیں۔ آؤ اب ہم کھانا کھائیں اس کے بعد ہم ان جھوٹے دیوتاؤں کے پاس جنہوں نے میرے اقتدارات میں رخنہ اندازی کی ہے چلیں گے۔"

اب ہم دوسری طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ لیونارڈ جوانا فرانسسکو اور آٹر پر یہ ایک نہایت مصیبت کا وقت تھا۔ وہ کچھ گھنٹوں تک خاموش بیٹھے رہے بدقسمتی

نے اُن کو آگھیرا تھا۔ اُن کا انجام نزدیک معلوم ہوتا تھا اور وہ جانتے تھے کہ ہم اس آڑے وقت میں کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہمارے ہتھیار جو ہمارے کسی قدر مددگار ہو سکتے تھے وہ بھی ہمارے پاس نہیں۔

سب خاموش بیٹھے تھے مگر آٹر جوش و خروش میں اِدھر اُدھر چکّر لگا رہا تھا۔ اور سوا اور ساگا پہ دانت پیس پیس کر لعنت و نفرین بھیج رہا تھا۔ آخر کار پردہ اُٹھا کر وہ یکایک کمرہ سے نکل گیا۔ لیونارڈ سمجھا کہ شاید شراب پینے گیا ہوگا مگر اُس کا خیال غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ جب وہ باہر نکلا تو اس نے دیکھا کہ کچھ عورتیں جمع ہیں جن کے درمیان ساگا چیخ چیخ کر رو رہی ہے۔ اور آٹر ایک تازیانہ سے اُس کا چمڑا اُدھیڑ رہا ہے۔ جب لیونارڈ نزدیک پہنچا تو اُس نے کہا۔ "آٹر کیا کر رہا ہے۔"

آٹر۔ "میاں مَیں اس عورت کو یہ بتا رہا ہوں کہ دیوتاؤں سے فریب کرنا اچھا نہیں۔" پھر زور سے جھٹکا دے کر اُس نے ساگا سے کہا۔ "جا دفع ہو پھر نہ مجھے مُنہ دکھائیو۔"

وہ بیچاری آٹر کو اپنی زبان میں گالیاں دیتی ہوئی روتی اور چلّاتی چلی گئی۔

لیونارڈ۔ "آٹر تم نے تو اپنے دل کا ارمان نکال لیا۔ لیکن ساگا بھی اپنے دل کا ارمان نکالے بغیر صبر نہ کریگی۔ اب چلے آؤ۔"

یہ کہکر وہ کمرہ کی طرف بڑھا اور آٹر اُس کے پیچھے پیچھے تھا۔ ابھی وہ کمرہ میں آکر بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں ایک قاصد نے آکر خبر دی کہ سردار کاہن صاحب باہر کھڑے ہیں اور آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

جوانا (آہ بھر کر) "اچھا اُس کو اندر آنے دو۔"

جب نام اندر داخل ہوا تو اُس نے جوانا اور بونے کو جُھک کر سلام کیا اور کہنے لگا۔

"اے دیوتاؤ! مَیں اہل ظلمات کی طرف سے تمہاری خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ تمہارے دیوتا ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور تمہاری تعظیم و تکریم ہم پر لازم ہے۔ مگر مَیں نہیں جانتا کہ جس صورت میں ہم کو امن و آسائش کی امید ہونی چاہیئے تھی ہم پر کیوں روز بروز مصیبت نازل ہوتی جاتی ہے۔ آفتاب نہیں نکلتا۔ فصلوں کا ستیاناس ہو رہا ہے۔ اور قحط کے آثار ابھی سے نظر آ رہے ہیں۔ اے دیوتاؤ تم کو یہ قدرت حاصل ہے کہ اگر چاہو تو ایک آن میں ہر طرف آسودگی اور کشائش نظر آنے لگے۔"

جوانا۔ "اور جو تمہارے اعمال تمہاری آسودگی اور کشائش کے مقتضی نہ ہوں تو پھر کیا؟"

نام۔ "پھر یہ کہ تم ہماری حالتِ زار پر رحم کھا کر کل چاند نکلنے کے قریب مندر میں آؤ۔ وہاں اہل ظلمات میری وساطت سے تمہاری خدمت میں کچھ عرض کریں گے۔"

جوانا۔ "اور اگر ہمارا آنا نہ ہوا؟"

نام۔ "تم کو آنا پڑیگا۔ لوگوں کا یہ حکم ہے اور اس حکم کی تعمیل تم پر لازم ہے۔"

جوانا۔ "خبردار! نام کیا کہہ رہا ہے؟ بندے! اور مالک کو حکم سُنائیں! تیری عقل تو ماری نہیں گئی؟ اب سُن مجھے تم سے کچھ اور کہنا ہے؛ میرے خدام غولوں کی طرح یکے بعد دیگرے غائب ہو گئے۔ اور جہاں وہ تھے وہاں بجائے اُن کے مَیں نے (کاہنوں کے اُن چہروں کی طرف اشارہ کر کے جو نو آبادی کے لوگوں کے کمرہ میں لیونارڈ کو ملے تھے) اس قسم کے چہرے پائے ہیں یہ تیری ہی شرارت معلوم ہوتی ہے۔ اس کا تیرے پاس کیا جواب ہے؟ اور یہ جو تو کہتا ہے کہ اہل ظلمات کا حکم ہے کہ ہم مندر میں آئیں اس کے متعلق مَیں یہ کہتی ہوں کہ اگر

ہماری اپنی مرضی جانے کی نہ ہوتی تو ہم کبھی وہاں نہ جاتے۔ لیکن یہ خود ہماری خواہش ہے کہ ہم اپنے بندوں کی آنکھوں کو اپنی شانِ ربانی کے نور سے منور کر دیں۔ اس لئے ہم کل رات طلوعِ ماہتاب کے قریب آئیں گے۔ مگر خبردار ایسا نہ ہو کہ تمہاری شرارتوں کے باعث ہمیں اپنا دستِ شفقت تمہارے سر پر سے اٹھا لینا پڑے اور تم پر قہر اور غضب کی آگ نازل ہو۔

ناہم۔ اے ایکاتم سچی دیبی ہو اور یہ بات تمہارے علم سے باہر نہیں ہو سکتی۔ کہ تمہارے نوکر کہاں گئے ہیں۔ ہم اہلِ ظلمات تمہارے کلمات شفقت آمیز کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ میری تم سے ایک اور عرض ہے وہ یہ کہ جو عورت سانپ کی زوجہ بنائی گئی تھی اور جو میری بھتیجی ساگا ہے اُس کو کسی ظالم نے محل میں سخت مارا جب میں یہاں آرہا تھا تو میں نے اس کو دیکھا کہ روتی اور کراہتی جارہی ہے اور اُس کا دامن خون سے آلودہ ہے۔ اے معزز دیوتا میری تم سے یہ التماس ہے کہ اُس خبیث ظالم کا جس نے اُسے مارا تھا پتہ لگاؤ۔ اور انتقام لو۔ اب میں جاتا ہوں۔"

یہ کہکر ناہم اور اُس کے ساتھ کے کاہنوں نے جوانا کو جھک کر سلام کیا اور کمرہ سے باہر نکل گئے۔

اٹھائیسواں باب

جوانا کی خلاف بیانی

دوسرا دن حسبِ معمول گزر گیا کُہر اور جاڑے کا وہی عالم رہا۔ غروب آفتاب

کے قریب لیونارڈ اور فرانسسکو اپنے کمرہ سے باہر نکل کر ادھر اُدھر ٹہلنے لگے۔ ناگاہ اُن کی نگاہ مندر کی طرف پڑی۔ دیکھا کہ بہت سے لوگ جمع ہو رہے ہیں۔ اور لیونارڈ اور فرانسسکو کی طرف گھور گھور کر دیکھ رہے ہیں۔

لیونارڈ۔" اس سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ آج رات ہم پر کیا تباہی آئیگی۔

بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہیں جاتی

مگر مجھ کو جوانا کی فکر ہے۔ میری جو پوچھو تو اُس کی سلامتی کے لئے اپنی جان بھی دیدینے کو رضامند ہوں۔"

فرانسسکو۔" اور مجھ سے پوچھتے ہو تو مسٹر لیونارڈ مَیں پہلے ہی جان سے بیزار بیٹھا ہوں۔ مجھے ہمیشہ مرنے کا خیال رہا ہے۔ اور اگر مَیں مر جاؤنگا تو مجھے کوئی اس کا اندیشہ نہیں۔ جوانا کی تم کچھ فکر نہ کرو۔ میرا گمان ہے کہ غالباً وہ بچ جائے گی۔"

یہ کہکر وہ واپس ہوئے اور اُس کمرہ میں پہنچے جہاں جوانا غمگین اور افسردہ دل بیٹھی تھی۔

جوانا۔" کہو آخر کیا خبر ہے؟"

لیونارڈ۔" کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا۔ حالت نازک نظر آتی ہے۔ مندر کے گرد ایک جم غفیر جمع ہو رہا ہے۔ اور پھاٹک کے قریب بھی بہت سے آدمی غل غپاڑا مچا رہے ہیں۔"

جوانا نے کچھ جواب نہ دیا اور خاموش بیٹھی رہی اتنے میں کسی نے باہر سے آواز دی۔ یہ آواز آلفن کی تھی۔ جب وہ اندر آیا تو جوانا نے اس سے صورتِ حال پوچھی۔

آلفن۔" اے ملکہ مجھ کو نہایت تعجب اور افسوس آتا ہے کہ نام اور اُس کے کاہن جن پر تم کو قادرِ مطلق ہونے کی وجہ سے ہر طرح کا اختیار حاصل ہے۔ تمہارے

احاطہ انقیاد سے باہر نکلے جاتے ہیں۔ ایک دن میں اُن کی حالت کچھ سے کچھ ہو گئی ہے اور وہ تمہاری مخالفت کر رہے ہیں اور لوگوں کو پھسلاتے پھرتے ہیں۔ میں نے سُنا ہے آج رات مندر میں ایک بڑی کونسل ہو گی جس میں تم کو حاضر ہونے پر مجبور کیا جائیگا۔ یہ کیا ماجرا ہے؟"

لیونارڈ کو اب یقین واثق ہو گیا کہ معاملہ بگڑنے لگا ہے۔ اس نے انگریزی میں جوانا سے کہا۔ کہ "بہتر ہو گا کہ اس شخص کو اپنی سچی کیفیت بتادی جائے ممکن ہے کہ اس سے مدد ملے۔"

جوانا نے لیونارڈ کی اس رائے سے اتفاق کیا اور وہ کہنے لگی۔ "آلفن میں تم سے ایک بات کہنے والی ہوں اگرچہ اُسے سُن کر تم کو سخت تعجب ہو گا اور ہماری وقعت تمہاری نظروں میں وہ نہ رہے گی جو اب ہے۔ لیکن تمہاری جبلّی شرافت سے مجھے اُمّید ہے کہ تم ہر حالت میں ہمارا ساتھ دو گے۔ دیکھو یہاں کوئی سُننے والا تو نہیں۔ میں دیبی یا ملکہ نہیں ہوں۔ مجھ کو آئندہ ملکہ نہ کہنا۔ میں ایک معمولی عورت ہوں۔ اور فانی ہونے کے اعتبار سے عام انسانوں میں میرا شمار ہے۔ اور یہ کالا بونا جس کو جال دیوتا سمجھتے ہو حقیقت میں ایک آدمی ہے۔"

یہ سُن کر آلفن حیران و ششدر رہ گیا۔ اور گردن جھکا کر کچھ دیر سوچ میں پڑا رہا۔ جوانا اُس کے چہرہ کی طرف دیکھتی رہی۔ آخر کار آلفن نے اپنا سر اُٹھایا اور کہنے لگا۔

"آپ کی حقیقت مجھ پر کسی قدر کھُل گئی۔ مگر یہ جو آپ فرماتے ہیں کہ میں آپکو ملکہ نہ کہوں۔ مجھے ہرگز گوارا نہیں ہے۔ کیونکہ انسانوں میں بھی آپ ملکہ کہلانے کی مستحق ہیں۔ دُنیا کے پردہ پر کوئی ایسی عورت نہ ہو گی جو حسن صورت حسن سیرت بہادری اور استقلال میں آپ کی نظیر ہو۔"

لیونارڈ (چونک کر۔ دل میں) "یہ نیا گل کھلا۔ کیا خوب! یہ تو میرا رقیب ہی بن چلا۔"

آلفن (اپنی سلسلہ تقریر کو جاری رکھ) "اے ملکہ آپ اُس خوشی اور مسرت کا اندازہ نہیں فرما سکتیں جو میرے دل میں اس بات کے معلوم ہونے سے پیدا ہوئی کہ آپ دیبی نہیں بلکہ انسان فانی ہیں۔ دیبیوں میں اور ہم میں عالم غیر مرئی کا ایک حجاب حائل ہے جسے عشق اور پرستش کی قوتیں اُٹھا نہیں سکتیں۔ لیکن عورتیں جنہیں ہماری آنکھیں دیکھ سکتی ہیں اور ہمارے ہاتھ چھو سکتے ہیں وہ فوری طور پر ہمارے تعشق کا مورد اور مہبط ہو سکتی ہیں۔ عشق حقیقی کاہنوں اور راہبوں کو مبارک ہم تو عشق مجازی کا دم بھرتے ہیں۔"

یہ کہکر اُس نے جوانا کے آگے اپنے سر کو اس انداز سے خم کیا کہ یورپ کا کوئی مہذب سے مہذب اور شائستہ سے شائستہ جنٹلمین ایک لیڈی کی تعظیم کے لئے اس سے بہتر نہیں جھک سکتا تھا۔

جو طبیب اپنا تھا دل اُس کا کسی پر زار ہے
مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے

جوانا کو آلفن کی بے حجابانہ گفتگو پر نہایت غیرت اور شرم آئی مگر وقت کا تقاضا نہ تھا کہ وہ رنج اور غصّہ کو اپنے چہرہ پر ظاہر ہونے دے۔ اس لئے اُس نے آلفن سے کہا۔

"دیکھو آلفن یہ وقت رنگین اور مرصع فقرے تراشنے کا نہیں ہے کون جانتا ہے کہ دن چڑھے تک مَیں زندہ بھی رہوں گی یا نہیں۔ سنو ہماری داستان یہ ہے۔ ہم یہاں اُن لعلوں کی غرض سے آئے تھے جن کو تم ایکا کا خون بتاتے ہو اور اسی مقصد کی تکمیل کے لئے مَیں نے نجات دہندہ کو اپنے ساتھ آنیکی ترغیب

دی تھی اس شخص نے صرف میری خاطر اس قدر تکلیفیں اور مصیبتیں گوارا کیں۔"

آلفن (رکھاوٹ سے) "اے ملکہ گستاخی معاف کیا میں آپ سے یہ سوال پوچھ سکتا ہوں کہ اس گورے آدمی سے آپ کا کیا رشتہ ہے؟"

اس سوال سے جوانا ہکا بکا رہ گئی۔ مگر یہ وقت ایسا نہ تھا کہ وہ جواب کے سوچنے سے اپنا تذبذب آلفن پر ظاہر ہونے دے۔ اس لئے اگرچہ اس سے پہلے اُس نے کبھی اپنی خودداری اور رعونت کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ مگر اس وقت بہ مصلحت مجبوری کہنا پڑا کہ "یہ شخص میرا شوہر ہے۔"

آلفن۔ "مگر آپ کو اس سے محبت ہے یا نہیں اور اگر وہ مارا گیا تو کیا آپ کو افسوس ہوگا؟"

اس سوال سے جوانا کو اور بھی چہ کنم میں ڈال دیا۔ لیکن ایک دفعہ قدم بڑھاکر اب پیچھے ہٹنے کا موقع نہ رہا اس لئے اس دلدل میں اُس نے اپنے آپ کو اور گہرا دھنسا دیا۔ اور آلفن کو یہ جواب دیا۔

"دیکھو آلفن تم اس امر کے ہرگز مجاز نہیں کہ مجھ سے اس قسم کے سوالات کرو تاہم مجھ کو تمہارے جواب دینے میں کوئی عذر بھی نہیں۔ مجھ کو اس شخص سے محبت ہے اور سچی محبت ہے اور میں اس پر اپنی جان تک قربان کرنے کو راضی ہوں۔"

لیونارڈ نے بمشکل ایک ندائے تعجب کو روکا جوانا کے اس بیان کو اُس نے تحیر آمیز مسرت کے ساتھ سُنا۔ وہ اب دوسرے ہی رنگ میں ظاہر ہوئی تھی۔ اس سے پہلے اس نے اپنے عشق کو ایسا مخفی رکھا تھا کہ نہ زبان کے ذریعہ سے اُسے ظاہر ہونے دیا تھا۔ نہ اشارہ کنایہ کے ذریعہ اور گو اس مقناطیسی اثر نے جو اپنی خاموش زبان سے مطلوب کے دل کا قصہ طالب کو سُناتا ہے۔ ایک عرصہ سے لیونارڈ کو جوانا کی محبت کا راز جا کر سُنا دیا تھا مگر

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

جوآنا کے تصدیق بالقلب کے نہانی راز کو اس کے اقرار باللسان کے عیانی اظہار سے مطابق پاکر لیونارڈ کا احتمال یقین۔ یقین عین الیقین اور عین الیقین حق الیقین کے درجہ کو پہنچ گیا۔ اور اُسے آج اس قول کی صداقت معلوم ہو گئی کہ

دلہارا بدلہا راہ باشد

آلفن (افسردگی سے) "بس اب مجھے جواب شافی مل گیا۔ اب اپنی داستان ختم کیجئے۔"

جوانا۔ "سوا جو میری ایک خادمہ تھی اسی ملک کے رہنے والی تمہارے سردار کاہن نام کی بیٹی ہے۔ چالیس سال ہوئے وہ سانپ کی زوجیت کے لئے منتخب ہوئی تھی۔ اور اس لئے وہ ڈر کر یہاں سے فرار ہو گئی۔"

آلفن (قطع کلام کر کے) "اس وقت وہ کہاں ہے؟"

جوانا۔ "معلوم نہیں۔ گزشتہ رات وہ میرے دوسرے نوکروں کی طرح کہاں غائب ہو گئی؟"

آلفن۔ "اچھا پھر؟"

جوانا۔ "جب میری شادی نجات دہندہ سے ہو چکی، تو سوا نے جو کئی سال تک میری دایہ رہ چکی تھی مجھ سے ایک دن یہ کہا کہ چونکہ اب میں بوڑھی ہو گئی ہوں میں چاہتی ہوں کہ میں اپنے ملک کو واپس جاؤں اور وہیں میرا مرنا ہو۔"

آٹر۔ "کاش اس کی دُعا قبول ہوتی۔"

جوانا۔ "اور اُس نے ہم سے کہا کہ اگر ہم اُس کو وہاں پہنچا دینگے تو وہ ہم کو نہایت بیش بہا لعلوں اور جواہرات کا پتہ بتلائے گی۔ چنانچہ اُس نے بطور نمونہ کے ایک نہایت عجیب لعل ہم کو دیا۔ میں نے اپنے شوہر کو اس بات پر آمادہ کیا۔

کہ اس بڑھیا کو اس ملک میں پہنچا دے۔ وہ مجھ سے اتفاق رائے ظاہر کر کے سفر ظلمات کے لئے کمربستہ ہو گیا۔ لیکن جب اس پہاڑ کے قریب پہنچے جو سرزمین ظلمات کی حد پر واقع ہے۔ تو سوا نے ہم سے کہا کہ اس ملک میں دراز قامت اور وحشی لوگ آباد ہیں وہ اگر ہم کو دیکھ پائیں گے تو ہم کو مار ڈالیں گے۔ اس لئے ہمارے بچنے کی یہی سبیل ہو سکتی ہے کہ اہل ظلمات کے درمیان جو مدت سے ایکا اور جال کے واپس آنے کے منتظر ہیں جھوٹ موٹ کی دیبی اور دیوتا بن کر رہیں۔

"اب آلفن انصاف سے دیکھو کہ آیا یہ تمام شورش جو دیکھ رہے ہو ہماری وجہ سے برپا ہوئی ہے یا اس بڑھیا عورت کی وجہ سے جس نے ہم کو دھوکا دے کر دام بلا میں پھنسایا۔ ہاں اگر ہم کو اب کوئی آسرا ہے تو تمہارا ہے۔ ہم نے تمہیں سانپ سے بچایا اور تم نے قسم کھائی تھی کہ تم ہمارے مطیع اور فرمانبردار ہو گے۔ اب اگر تم چاہو تو ہماری مدد کر سکتے ہو۔"

آلفن :۔ اے ملکہ اول تو تم نے ہم سے دھوکا کیا اور اس صورت میں تمہاری مدد کرنا افترا پردازوں کی حمایت لینا ہے۔ دوم میری جمعیت بہت کم ہے۔ میں تمام ملک کے لوگوں کے مقابلہ میں تم کو مدد نہیں دے سکتا۔ مزید براں تم یہ کہتی ہو کہ تمہیں نجات دہندہ سے دلی محبت ہے اور تم کو اس پر جان فدا کر دینے میں بھی عذر نہ ہوگا۔ اس صورت میں مجھ کو یہ کیونکر گوارا ہو سکتا ہے کہ میں تمہارا حامی اور معاون بنوں۔ اگر تمہارا دل میری طرف کچھ بھی مائل ہوتا تو میں . . . . . .
مگر اب تو صورتِ حالات دگرگوں ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا اے ملکہ اس سے کوئی بہتر دلیل پیش کرو۔"

جوانا :۔ "میرے پاس دو دلائل اور ہیں اور اگر تمہارے دل کی تسکین کے لئے وہ بھی کافی نہ ہوں تو پھر ہم کو ہماری قسمت پر چھوڑ دو۔ اوّل تو یہ کہ ہم تمہارے

سچے خیر خواہ ہیں اور تم پر ہم کو بھروسا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر تم کو سانپ کے مُنہ سے بچایا۔ اور پھر اپنا تمام راز بے تمہارے کہے تم سے بیان کر دیا۔ اس لئے اگر ایفائے عہد اور دوستی کسی چیز کا نام ہے تو تم جو ایک ملک کے حاکم ہو ہمیں مدد دو۔ دوسرے یہ کہ ہمارا اور تمہارا ایک سا حال ہو گا۔ ہم اور تم دونوں نام کے مخالف ہیں اگر ہم کو نام نے لوگوں کے آگے جھوٹا ثابت کر کے قتل کر ڈالا تو یقین ہے کہ اس کے بعد تم کو بھی تھوڑے سے عرصہ میں سانپ کے آگے پھنکوا دیگا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم ہمارا ساتھ چھوڑ رہے ہو۔ کیا تم دیدہ دانستہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارو گے"۔

آلفن (کچھ دیر تامّل کر کے) "اے ملکہ جو کچھ تم نے کہا ہے اس سے تمہاری دور بینی اور عاقبت اندیشی صاف صاف ظاہر ہوتی ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ اگر میری بجائے تم اس ملک کی فرماں روا ہوتیں تو یہی سردار کاہن نام تمہارے آستانہ پر آ کر جبیں فرسائی کرتا اور اس کے کاہن تمہارے لکڑ ہاروں اور سقوں کا کام کرتے نظر آتے۔ مجھے اس وقت تمہاری دلیل سے بحث نہیں کیونکہ میں نام کی مخالفت اور اپنی ذاتی منفعت کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اس بحث کے لئے وقت نہیں البتہ میں تمہاری دلیل اوّل کو نہایت معقول خیال کرتا ہوں۔ اے ملکہ اگرچہ میں ایک وحشی قوم کا حاکم ہوں اور مجھ میں اس قدر فہم و فطانت نہیں جتنی تمہیں حاصل ہے لیکن پھر بھی میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ مجھ میں تین وصف ہیں ایک تو میں عہد شکن نہیں ہوں۔ دوسرے میں نے دوست کا کبھی ساتھ نہیں چھوڑا۔ تیسرے میں کسی کا احسان نہیں بھولتا۔ اس لئے چونکہ میں تمہارا ساتھ دینے کے لئے ایک بار قسم کھا چکا ہوں میں تمہاری جان کی حفاظت کے لئے لڑونگا اور تمہارا مرتے دم تک ساتھ دونگا۔ اے ملکہ تم کو یہ بھی اطمینان رہے کہ اگرچہ اس آدمی

کی جس کو تم اپنا شوہر بتاتی ہو میرے نزدیک سر مو حقیقت نہیں ہے تاہم مجھ کو اُس سے یا تمہارے دوسرے ساتھیوں سے کسی قسم کی عداوت نہیں اور میں کبھی اُن کو مصیبت میں نہیں پھنسنے دُونگا۔ اب مَیں جاتا ہوں اور اپنے کپتانوں سے جو میرے طرف دار اور نام کے مخالف ہیں مشورہ کرونگا۔ اور کچھ دیر کے بعد اگر تمہیں مندر لے جاؤنگا۔"

یہ کہکر وہ جُھکا اور سلام کر کے چلا گیا۔

لیونارڈ۔ "جوانا اس وحشی کا قول سچ ہے واقعی تم کو ملکہ ہونا چاہیے تھا۔ تم نے اپنے دل پر جبر کر کے وہ باتیں اُس سے کہیں۔ اس کے لئے ایک ملکہ کا سا بڑا دل اور ایک ملکہ کا سا تحمل اور استقلال چاہیے تھا۔"

جوانا (سرد مہری سے) "کون سی باتیں۔"

لیونارڈ۔ "میری مراد اُن باتوں سے ہے جو تم ہماری شادی کے ہو جانے اور دوسرے امور کے متعلق کہیں۔"

جوانا۔ "ہاں۔ مَیں سمجھی۔ تم جانتے ہو کوئی وقت ایسا آپڑتا ہے۔ کہ آدمی کو

دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز

کے مقولہ پر کاربند ہونا پڑتا ہے۔ اگر مَیں ضرورت دیکھتی تو میں لامحالہ قسم کھا جاتی۔ کہ میری شادی آٹر سے ہو چکی ہے۔ اور مَیں اُس پر ہزار جان سے عاشق ہوں یا اگر مجھے مجبوراً یہ کہنا پڑتا کہ مجھے اس وحشی بادشاہ سے جو فی الواقع خوبرو اور طرحدار ہے دلی محبت ہے تو مَیں ایسا کہنے سے بھی نہ رُکتی۔ اسی طرح جو کچھ مَیں نے تمہارے متعلق کہا وہ سراسر جھوٹ تھا اور اس کا ایک حرف سچ نہیں۔ دروغ بیانی میں مجھے آج سے سند امتیاز حاصل ہو گئی ہے۔"

لیونارڈ (غصّہ کے مارے کانپ کر) "دیکھو جوانا جب تم دیکھو کہ میں عارضی تعلقات اور اتفاقی دوستیوں سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتا ہوں تو

اُس وقت تم مجھے الزام دے لینا۔ اور اس قسم کے کلمات زبان سے نکال کر تم مجھے ابھی سے کیوں رسوا کر رہی ہو۔ اگر ہم کسی مہذب ملک میں ہوتے تو مَیں تم سے کبھی بات نہ کرتا۔"

جوانا میں ایک بڑا وصف یہ تھا کہ وہ دوسروں کے دل کو اپنے قابو میں رکھتی تھی۔ جب لیونارڈ کو اُس نے خفا دیکھا تو اُس نے کہا۔" لیونارڈ خفا کس بات پر ہوتے ہو؟ تم غنیمت نہیں جانتے کہ اس وقت ہم مل جُل کر بیٹھے ہیں۔ کیا معلوم کہ تقدیر ہماری ان چہ میگوئیوں پر ہنس رہی ہو اور ہمیں چند گھنٹوں کے بعد نہنگ مرگ کا شکار بننا پڑے۔

لیونارڈ۔" پھر سچ تو یہ ہے کہ تمہاری اس قسم کی باتیں مجھے نزع کی حالت میں بھی آزردہ خاطر کئے بغیر نہ رہیں گی۔ خیر گزشتہ را صلوٰۃ۔ اگر تمہارے پاس زائد زہر ہو تو ہم سب کو تھوڑا تھوڑا دے دو۔ ممکن ہے ہم کو شام سے پہلے اس کی ضرورت پڑے۔"

جوانا نے اپنے بالوں میں سے ٹٹول کر ایک چھوٹا سا چرمی خریطہ نکالا اور اُس میں سے چنے کے برابر ایک بھوری رنگت کی گولی نکال کر تھوڑا تھوڑا زہر سب کو بانٹ دیا۔ فرانسسکو نے کسی قدر زہر کے لینے میں پس و پیش کی اور آٹر نے اپنا حصہ لیونارڈ کو دے ڈالا۔ اور کہا۔" میاں لیجئے یہ بھی لے لیجئے۔ آپ کے کام آئے گا مجھے ایسی موت پسند نہیں کہ آدمی اینٹھ کر تختہ ہو جائے۔ اور پھر اُس کی رنگت سبز ہو جائے۔ مَیں مرونگا تو پہلے یہ دیکھ کر مرونگا کہ سانپ کی شکل کیسی ہے۔"

انتیسواں باب

دیوتاؤں کی قسمت کا فیصلہ

جوانا نے زہر کا خریطہ ابھی اپنے بالوں میں چھپا کر رکھا ہی تھا کہ اتنے میں پردہ اُٹھا۔ اور نام اندر داخل ہوا اور مؤدبانہ جھک کر بولا۔ "اے دیوتا چاند نکل آیا ہے۔ اور آسمان بالکل صاف ہے۔ اب تم مندر کی طرف چلو اور جو کچھ اہل ظلمات تم سے کہنا چاہتے ہیں اُس کو سُنو۔"

جوانا اور آٹر بے کچھ کہے اُٹھ کر اُس کے پیچھے ہو لیے۔ اور لیونارڈ اور فرانسسکو نے بھی اُن کی تقلید کی۔ محل کے پھاٹک پر آلفن اور اُس کے دو کپتان منتظر کھڑے تھے۔ مگر آلفن کو جوانا سے گفتگو کرنے کا موقعہ نہ ملا۔ بہت سے کاہن بھی جمع تھے۔ جن میں سے کچھ آگے اور کچھ پیچھے ہو لیے اور یہ سب مل کر ایک ایسے رستہ سے ہوتے ہوئے مندر میں داخل ہوئے جو لیونارڈ نے ابھی تک نہیں دیکھا تھا۔ وہاں پہلے کی طرح چاروں طرف آدمی جمع تھے۔ بت کے پاؤں کے قریب دو کرسیاں بچھی ہوئی تھیں۔ نام نے دیوتاؤں کو لے جا کر ان کرسیوں پر بٹھا دیا اور لیونارڈ اور فرانسسکو اُن کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ ان کرسیوں کے سامنے نصف دائرہ کی شکل میں تیس اور کرسیاں تھیں جن پر چند اشخاص آ کر بیٹھ گئے۔ جو رتبہ اور عمر کے لحاظ سے اہل ظلمات میں سربرآوردہ اور ممتاز تھے۔ اور جو مندر میں اس غرض سے جمع ہوئے تھے کہ جوانا اور آٹر کی الوہیت کے متعلق جو شکوک لوگوں کو تھے اُس کی حقیقت دیوتاؤں سے پوچھیں۔ یہ گویا اہل ظلمات کی مجلس شوریٰ تھی۔

تب نام نے آگے بڑھ کر حاضرین سے یوں خطاب کیا۔

اے اہلِ ظلمات مَیں نے ان مقدس دیوتاؤں کی درگاہ میں جن کو تم اس وقت بالمشافہ دیکھ رہے ہو۔ تمہاری طرف سے جو کچھ تم نے کہا عرض کیا۔ اب وہ خود یہاں آئے ہیں تاکہ اُن مصائب اور تکالیف کے دفعیہ کے متعلق جو ہمارے ملک پر نازل ہو رہی ہیں تم سے گفتگو کریں یہ محض اُن کا کرم و فضل ہے کہ انہوں نے قدم رنجہ فرما کر تم کو اپنی آرزوؤں اور خواہشوں کے اظہار کا موقعہ دیا۔ اب جو کچھ تمہیں اُن کی حضور میں عرض کرنا ہے کرو تاکہ وہ یا تو خود اپنی زبان مبارک سے اور یا مجھ بندہ ناچیز و گنہگار کی وساطت سے تم کو جواب دیں۔"

اس کے بعد کچھ دیر تک سب خاموش رہے حتیٰ کہ مجلس شوریٰ کا ایک رکن اُٹھا اور کہنے لگا۔

"اے ایکا اور اے جال! ہم تم سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس ملک میں آفتاب کیوں نہیں نکلتا؟ برف باری کیوں روز بروز ترقی پر ہے اور کیوں ہر طرف قحط پڑ رہا ہے؟ کچھ دنوں سے تم نے ہم لوگوں کے طریقِ پرستش کو بدل دیا ہے اور اس تہوار میں جو موسم بہار میں آتا ہے قربانیاں چڑھانے سے منع کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس سال بہار ہی نہیں آئی۔ اے دیوتاؤ اس کی تم کیا وجہ بیان کر سکتے ہو؟ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایسے معبود نہیں چاہتے جو بجائے امن و آسائش کے ہم پر قحط نازل کریں (نام کی طرف مخاطب ہو کر) اور اے نام تم اس کا کیا جواب دیتے ہو کہ تم نے ایسی ہستیوں کو دیوتا مشتہر کرنا پسند کیا جن کا وجود ہمارے لئے موجب نقصان ہے؟"

جواباً۔ اے اہلِ ظلمات! وہ مصائب و تکالیف جو تمہارے ملک پر نازل ہو رہی ہیں اُن کو دیکھ کر تم لوگوں نے ہماری الوہیت کے متعلق جو شبہ ظاہر کیا ہے وہ بیشک بجا ہے۔ مگر کیا تم نے میرے احکام کی تعمیل میں کوتاہی نہیں کی؟ کیا تم

نے اپنے دل کا ارمان نکالنے کے لئے اپنے ابنائے جنس کا خون نہیں بہایا؟ مَیں دیکھتی ہوں کہ تم نے میرے تمام خادموں کو قتل کر ڈالا۔ پس یہ کیونکر ممکن ہے کہ تم کو فرخی و فراخی نصیب ہو۔ ہرگز نہیں۔ تمہارے اعمال قبیحہ کا یہی نتیجہ ہونا چاہیئے تھا جو تم دیکھ رہے ہو۔"

پھر مجلس شوریٰ کا وہی رکن اپنی کرسی پر سے اُٹھا اور بولا۔

"اے ایکا جو کچھ تو نے کہا ہے اس سے ہماری خاک بھی تشفی نہیں ہوتی۔ کیونکہ انسان کی قربانی قدیم الایام سے اس ملک میں مروّج ہے اور اُس کی وجہ سے کبھی ہمارے ملک میں ایسی بلائیں نازل نہیں ہوئیں جو اس سال ہم نے دیکھیں اور دیکھ رہے ہیں۔ اور اگر یہ فرض کر بھی لیا جائے کہ جو کچھ تو نے کہا ہے ٹھیک ہے تو نام جس نے ہم کو تمہاری الوہیت اور صداقت کا یقین دلایا تھا اس قتل و خونریزی کا جواب دہ ہے نہ کہ ہم۔" پھر وہ نام سے مخاطب ہوا اور بولا۔ "اے نام یہ تمام الزام تمہارے سر پر آتا ہے اور ہم تم سے یہ پوچھتے ہیں کہ تم نے ان کو کیوں دیوتا مشتہر کیا۔ اور ان کو کیوں ہمارے اُوپر حکمران بنایا۔" اس وقت نام حیران اور متفکر کھڑا تھا اور دل میں کہہ رہا تھا کہ اگر مَیں نے مدعیوں کے اس الزام کا جواب شافی نہ دیا تو میری جان کی خیر نہیں۔ کیونکہ سب لوگ سمجھیں گے کہ مَیں نے اُن سے دھوکا اور فریب کھیلا آخر کار وہ بولا۔

"بھائیو سُنو! تم کو معلوم ہے کہ یہ روایت ہمارے ملک میں نسلاً بعد نسل چلی آتی ہے کہ ایکا اور جال پھر مبعوث ہونگے۔ ایکا ایک خوبصورت عورت کی شکل میں ظاہر ہو گی اور جال کی شکل ایک کالے بونے کی سی ہو گی۔ تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ مبعوث ہوئے اور مَیں نے اُن کو اُس مندر میں لاکر تم کو بتادیا کہ یہ تمہارے دیوتا ایکا اور جال ہیں۔ ان کی پرستش اور عبادت تم پر لازم ہے۔ تم آمنّا و صدّقنا

کہکر ان کو اپنا دیوتا سمجھنے لگے۔ تم کو یاد ہو گا کہ انہوں نے تمہارے پُرانے طریق پرستش کو منسوخ اور قربانیوں کو یک قلم موقوف کر دیا۔ مجھے ان کے ان احکام کی تعمیل میں عذر تھا اس لئے مَیں نے پہلے پہل پس و پیش کی مگر انہوں نے میرے دو بھائیوں کو اپنے ایک خادم سے جس کا نام نجات دہندہ ہے اور اس وقت ان کی کرسی کے پیچھے کھڑا ہے مروا ڈالا۔ اُس وقت بے اختیار میری زبان سے کچھ شکایت آمیز الفاظ نکل گئے مگر انہوں نے مجھے موت کی دھمکی دی۔ تم نے بھی میرا کہا نہ مانا۔ اور نئے قانون کو تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد مَیں نے سوچا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ دیوتا اپنے قدیم طرزِ عبادت کو بدل دیں۔ اس لئے مَیں خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔

تا بہ بینم کہ چہ از پردہ بروں مے آید

صاحبو مَیں افسوس کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتا ہوں اور مجھے اظہار کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ یہ دیوتا جن کو مَیں سچّے اوتار خیال کرتا تھا آخر کار کاذب مفتری نکلے۔ اور جامہ تزویر پہن کر مجھ کو اور تم کو اور سارے ملک کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔"

جب نام کے مُنہ سے یہ الفاظ نکلے تو سب سامعین ہکّا بکّا رہ گئے اور پھر ایک شورِ عظیم برپا ہوا۔

لیونارڈ (جوانا کے کان میں) "اب مصیبت کا پہاڑ ہم پر ٹوٹا۔"

جوانا۔ "ہاں ٹوٹ پڑا اور مَیں جانتی تھی کہ ایک نہ ایک وقت ٹوٹے گا مگر اب کیا ہو سکتا ہے۔"

جب شور و غوغا فرو ہوا تو مجلس شوریٰ کا وہی رکن کرسی سے اُٹھا اور کہنے لگا۔

"اے نام ہم کو ہرگز اس امر کا یقین نہیں آتا کہ روئے زمین پر کوئی شخص ایسا دلیر اور بے دھڑک ہو گا کہ دوسروں کو محض دامِ مکر میں پھنسانے کے لئے

اپنے آپ کو دیوتا مشتہر کرے اور اُس کے خمیازہ اٹھانے کے خطروں میں پڑے۔ تم جب تک اپنے دعوے کی تصدیق میں کوئی مدلل ثبوت پیش نہ کرو ہم تمہاری بات کو سچ نہیں سمجھ سکتے۔"

ناھم۔" مَیں آپ صاحبوں کو یقین دلاتا ہوں کہ جو کچھ مَیں نے کہا ہے۔ اُس کا ایک ایک حرف سچ ہے۔ اور اپنے بیان کی تصدیق میں مَیں ایک بڑھیا عورت کو جسے مَیں نے اپنا جاسوس مقرر کیا تھا پیش کر سکتا ہوں۔"

مجلس شوریٰ کا رکن۔" اس میں کیا قباحت ہے۔ تم اس عورت کو پیش کر سکتے ہو۔"

ناھم۔" اے نیک بخت آگے۔"

ناھم کے اس کہنے پر سوا جو بُت کے سایہ میں کھڑی ہوئی تھی آگے بڑھی۔ اور ناھم کے پاس آکر کھڑی ہوگئی۔"

ناھم۔" اے نیک بخت! جو کچھ سچ سچ ہے بیان کر دے۔"

سوا۔" مَیں جو کچھ کہوں گی سچ کہونگی۔ مجھے کا ہے کا ڈر ہے۔"

پھر وہ یوں گویا ہوئی۔

" اے اہل ظلمات! تم میرے خط و خال اور آواز سے پہچان گئے ہو گے کہ مَیں اسی ملک کی رہنے والی ہوں۔ میرا باپ ایک کاہن تھا۔ چالیس سال ہوئے کہ مَیں بوجوہ چند در چند اس ملک سے جانب جنوب نکل گئی اور مَیں نے ایک گاؤں میں جو ایک بڑے دریا کے کنارے آباد ہے جا کر بود و باش اختیار کی۔ وہاں میں بیس برس رہی۔ اور طبابت کرتی رہی۔ اس گاؤں میں ایک گورا آدمی رہتا تھا۔ مرتے وقت وہ مجھ کو اپنے اکلوتے بیٹے کی دایہ مقرر کر گیا۔ یہ عورت جو تمہارے سامنے بیٹھی ہے اُس شخص کی بیٹی ہے اور اس کا نام راعیہ ہے۔

جب بیس برس اور گذر چکے تو مجھ کو اپنا وطن یاد آیا۔ مَیں نے کہا کہ اب مَیں بوڑھی ہو گئی ہوں اور پردیسیوں کی طرح یہاں مرنا اچھا نہیں اپنے ملک میں چلنا چاہیئے۔ چونکہ مَیں تنہا سفر نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے مَیں نے راعیہ اور اس کے خاوند نجات دہندہ سے کہا کہ میرا ملک ایک عجیب سرزمین ہے۔ اس میں لعل و جواہر کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اگر تم مجھ کو وہاں پہنچا دو تو ایک تو تمہیں ثواب حاصل ہوگا۔ دوسرے تم مالا مال ہو کر آؤ گے۔ چنانچہ وہ لالچ کی وجہ سے فوراً میرے ساتھ ہو لئے۔ جب ہم یہاں پہنچے تو مَیں نے اپنے خبث باطن کی وجہ سے اُن کو دیبی اور دیوتا بننے کی تحریک دی۔ کیونکہ مجھ کو معلوم تھا کہ اہل ظلمات کے دیوتا ایکا اور جال پھر مبعوث ہونے والے ہیں۔ علاوہ اس کے بونے کی شکل بالکل جال کے بُت کی سی تھی طمع وہ چیز ہے کہ کوئی انسان اس سے خالی نہیں۔ ان کو بھی دولت کی چاٹ تھی اس لئے انہوں نے میری رائے سے اتفاق کیا۔ اور جھوٹ موٹ کے دیوتا بننے میں کوئی پس و پیش نہیں کیا۔ پرسوں رات مَیں نے اصلی دیوتا کو خواب میں دیکھا ہے کہ مجھ سے کہہ رہا ہے۔ "اے گستاخ اور سرکش عورت تو اپنے دیوتاؤں سے ہی فریب کرنے لگی۔ دیکھ تو تجھے اس کی کیسی سزا ملتی ہے"۔ مَیں ڈر گئی۔ اور مَیں نے کل نام کے پاس آکر ساری کیفیت ظاہر کر دی۔ اے اہل ظلمات میں اپنا اظہار دے چکی۔ اب جو کچھ تم نے فیصلہ کرنا ہے کرو۔"

سوا یہ کہہ کر خاموش ہو گئی۔

لیونارڈ (جوانا کے کان میں) "اگر کچھ کہہ سکتی ہو تو جلدی کہو۔ اس وقت سب حیرت زدہ ہو کر خاموش کھڑے ہیں اگر کوئی شخص بول اُٹھا تو . . . ."

جوانا۔ اے اہل ظلمات! جو کچھ نام نے اور اس عورت نے جو میری خادمہ تھی کہا ہے تم سُن چکے وہ کہتے ہیں کہ ہم دیوتا نہیں ہیں خیر ہم کو اس سے کچھ بحث نہیں

کیونکہ دیوتا اپنی رہبانیت کو خود ثابت کرنا نہیں چاہتے۔ مگر میں تم کو اجازت دیتی ہوں۔ کہ اگر تم چاہتے ہو تو ہم کو اپنے دیوتا نہ بناؤ اور ہماری پرستش نہ کرو۔ کیونکہ دیوتا اُس قوم پر حکمرانی کرنا نہیں چاہتے جو اُن کے ایزدی وجود سے انکار کرے۔ بلکہ جہاں سے وہ آتے تھے واپس چلے جائینگے۔

مگر وہ دن تمہارے لئے نہایت ہی بدبختی اور شقاوت کا ہوگا جب ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ کیونکہ قحط اور وبا اور خانہ جنگیاں چاروں طرف سے تمہارے ملک کا احاطہ کر لیں گی اور تمہارے اُوپر اتنی مصیبتیں اور آفتیں پیہم نازل ہونگی کہ تم آخر کار صفحۂ روزگار سے مٹ جاؤ گے اور تمہارا نام و نشان تک باقی نہ رہے گا۔ تم نے ہمارے خادموں کو قتل کر ڈالا۔ اور ہماری عدول حکمی کی اور یہی وجہ ہے کہ نہ تو آفتاب نکلتا ہے اور نہ گرمی کا موسم آتا ہے۔ اے سرکشو اگر تم شرارت پر آئے ہو تو اس پر قائم رہو جس طرح ہمارے خادم ملک بقا کو سدھارے ہیں ہم بھی چلے جائیں گے مگر تم نے جیسا کیا ہے ویسا پاؤ گے اور تمہاری کوششوں کا ثمرہ سوائے موت اور ویرانی کے کچھ نہ ہوگا۔

"ہاں اس مکّارہ ملعونہ کی بھی سُن لو اس نے ایک بات تم سے پوشیدہ رکھی ہے وہ تمہارے سردار کاہن نام کی بیٹی ہے اور وہ اس ملک سے اس واسطے نکل گئی تھی کہ وہ سانپ کی زوجہ بننے کے لئے منتخب کی گئی تھی۔ اس لئے اس کی سزا موت ہے۔ نام جو اُس کا باپ ہے اس کے متعلق بھی سُن لو۔ اگر جو کچھ وہ کہتا ہے سچ ہے تو اس میں شک نہیں کہ وہ اپنی بیٹی سوا کی زبانی پہلے سے سب کچھ سُن چکا تھا اور اس نے دیدہ و دانستہ تم کو دھوکا دیا۔ اور ایسے دیوتاؤں کو مشتہر کیا جن کو وہ دل میں جھوٹا سمجھتا تھا اور میں سچ کہتی ہوں کہ اُس کا اصلی منشا یہ تھا کہ وہ اپنی قوت و حشمت کو بڑھائے۔ اور اس کو رسوخ اور کامیابی حاصل ہو مگر اُس کو اپنے مقاصد میں

ناکامی ہوئی۔ اس لئے اب شرمندہ ہو کر اپنے ہی مشتہر کئے ہوئے دیوتاؤں کو جھوٹا بتا رہا ہے۔ افسوس ہے اس بے حیائی اور خیرہ چشمی پر۔ اے اہل ظلمات مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکی۔ تاہم ہمارا اور نام کا فیصلہ کرو۔ اور ہم میں سے جو کوئی جھوٹا نکلے اُس کو سزا دو۔ ہمارے دیوتا ہونے کا کچھ خیال نہ کرو۔ کیونکہ ہم نے اب تم کو تمہاری قسمت پر چھوڑ دیا۔"

یہ کہکر جوانا بیٹھ گئی۔ اس کا چہرہ غُصّہ کے مارے تمتمایا ہوا تھا اس کے دل کا جوش اس کی آنکھوں سے ظاہر تھا۔ اُس کی تقریر کی فصاحت نے سامعین کے دل پر جادو کا سا اثر کیا۔ سوا سایہ میں پیچھے کی طرف اور سرک گئی۔ اور نام کا چہرہ اُتر گیا۔ غصّہ کے ساتھ وہ ایک کانپتی ہوئی آواز میں چیخ کر بولا۔ "یہ سراسر جھوٹ ہے۔ میری بیٹی نے آج طلوع آفتاب کے قریب مجھ سے یہ سب ماجرا بیان کیا تھا۔"

اُس کے ان الفاظ نے سامعین کو گویا نیند سے بیدار کر دیا۔ کیونکہ یکایک ایک آواز بلند ہوئی۔ "میری بیٹی! کہتا ہے میری بیٹی! ارے نام یہ خلاف بیانی کیسی؟" پھر ایک اور آواز بلند ہوئی۔ "دیوتا جھوٹے ہیں ان کو معزول کر دو۔" بعضوں نے کہا "دیوتا سچّے ہیں خبردار کوئی ان کو ہاتھ نہ لگائے۔ ورنہ اس پر لعنت بھیجیں گے۔" اس فریق میں لیونارڈ نے آلفن کی آواز سُنی۔ اسی طرح دس منٹ تک آوازیں آتی رہیں۔ اور جب سب چُپ ہو گئے تو وہی مجلسِ شوریٰ کا رکن اُٹھا اور اس طرح تقریر کرنے لگا۔

"اے اہلِ ظلمات ہم لوگ جو تمہاری مجلس شوریٰ کے اراکین ہیں اور اُس الزام کی تحقیقات کے لئے مقرر کئے گئے ہیں جو دیوتاؤں پر عاید کیا گیا ہے اب ہم تم کو اپنا فیصلہ سُناتے ہیں جس کو تمہیں تسلیم کرنا پڑیگا۔ ہم اس کے متعلق کچھ تمہیں نہیں کہتے کہ آیا یہ اجنبی جن کا نام ایکا اور جال ہے سچّے دیوتا ہیں یا جھوٹے۔ لیکن اگر وہ جھوٹے ثابت ہونگے تو یقیناً نام بھی اُن کے ساتھ ملزم قرار دیا جائیگا۔"

سب سامعین "درست! درست!"

رکن۔" دیبی نے خود اپنے منہ سے کہا ہے کہ آفتاب کا نہ نکلنا صرف ہمارے جرائم اور نافرمانیوں کی وجہ سے ہے۔ پس یہ ظاہر ہے کہ اُن کو آفتاب کے نکالنے یا نہ نکالنے پر قدرت حاصل ہے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ کل وہ مطلع کو صاف کر دیں۔ اور آفتاب سامنے کے پہاڑ پر سے جو برف سے چھپا ہوا ہے یاقوت کی طرح چمکتا نظر آئے۔ لیکن اگر سردی اور کہر کا وہی عالم رہا جیسا کہ آج تک رہا ہے تو ہم کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہ جھوٹے دیوتا ہیں۔ اور ہم ان کو اس چٹان پر سے جس پر ہم کھڑے ہیں اس قعرِ عمیق میں گرا دینگے تاکہ وہ سانپ کا شکار ہو جائیں اس کے بعد نام کا بھی جُداگانہ فیصلہ کیا جائیگا۔"

سامعین میں سے بہت سے لوگوں نے ان الفاظ کی تائید کی اور کہا کہ یہ ایک نہایت معقول اور منصفانہ فیصلہ ہے۔ باقی کے لوگ خاموش رہے۔ کیونکہ گو ان کو اس فیصلہ سے اختلاف رائے تھا۔ مگر اُن کو ہمّت نہ پڑتی تھی کہ بلند آواز سے اپنی رائے کا اظہار کریں۔ پھر جوانا نے اُٹھ کر کہا۔

"جو کچھ تم نے کہا ہے۔ ہم نے سُن لیا۔ اب ہم جاتے ہیں اور اس معاملہ پر غور کرینگے۔ صبح کے وقت تم ہم کو اس کالے بُت کے اُوپر بیٹھا ہوا پاؤ گے۔ ہم نہیں جانتے کہ ہم صبح کے وقت آفتاب کو کہر اور دُھند میں سے روشن کر دکھائینگے یا خود جوش کھاتے ہوئے پانیوں میں سے ہو کر اپنے وطن مالوفہ کو واپس چلے جائیں گے۔ یہ آخری بات مجھے زیادہ پسند ہے۔ کیونکہ اے اہلِ ظلمات تمہارے اعمالِ قبیحہ نے ہمارے دل میں تمہاری طرف سے اس قدر نفرت پیدا کر دی ہے کہ اب ہمیں دم بھر بھی تمہارے درمیان رہنا ناگوار ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ تم ہمارے ظلِّ عاطفت سے مستفیض ہو۔ اور حیف ہے کہ تم پر اب آئے دن مصیبتوں پر مصیبتیں نازل ہونیوالی

ہیں۔ آلفن ہم کو یہاں سے لے چلو۔"

بادشاہ اپنے چند کپتانوں کو ساتھ لے کر جوانا کی طرف بڑھا جو خاموشی کے عالم میں سنجیدگی اور وقار کے ساتھ اُٹھ کر آلفن کے ہمراہ ہولی۔ اس کے ساتھ ساتھ آٹر اور لیونارڈ اور فرانسسکو پیچھے پیچھے تھے۔

جب وہ محل میں پہنچے تو لیونارڈ نے گھڑی نکال کر دیکھی۔ ٹھیک دس بجے تھے اپنے ہمراہیوں سے اُس نے کہا۔ "آؤ اب کچھ کھا پی لیں۔ کیونکہ کل ہم کو اپنی تمام طاقت سے کام لینا پڑیگا۔"

جوانا (افسردہ دلی سے مُسکرا کر) "ہاں کھا پی لینا چاہیئے کیونکہ
اپنے مرنے کی کل تیاری ہے۔"

تیسواں باب

فرانسسکو کا کفارہ

جب وہ کھانا کھا چکے تو اُن میں اس طرح گفتگو شروع ہوئی۔

جوانا۔ "کوئی امید بر نہیں آتی
کوئی صورت نظر نہیں آتی۔"

لیونارڈ (مایوسی کے لہجہ میں) "اگر کل آفتاب نہ نکلا تو ہماری زندگی کی کوئی امید نہیں ہوسکتی۔"

آٹر۔ "آفتاب کے نکلنے کی بہت کم توقع ہوسکتی ہے۔ پانچ ہفتوں سے سردی اور کُہر کا ایک تانتا بندھا ہوا ہے۔ اگر اس ملک کے رہنے والے درشت مزاج اور

شریر ہیں تو کوئی تعجب کا مقام نہیں۔"

جوانا۔"لیونارڈ انہوں نے تمہارے برخلاف تو کوئی بات نہیں کہی تھی۔ اِس لئے امید ہے کہ شاید تم اور فرانسسکو بچ جاؤ۔"

لیونارڈ۔" مجھے تو امید نہیں ہے۔ اور اگر ہے بھی تو سچ کہتا ہوں تمہارا میرا مرنا جینا ایک ساتھ ہے۔"

جوانا (باہستگی)" لیونارڈ میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں مگر تمہاری اس جانبازی سے نہ مجھے کچھ فائدہ ہوگا اور نہ تمہیں۔ معلوم نہیں وہ ہم کو کیا سزا دینگے۔ بُت کے کنگرہ پر سے گرائیں گے؟"

لیونارڈ۔" ہاں اُن کا ارادہ تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ جوانا تمہاری دوا کتنی دیر میں اپنا پورا اثر دکھاتی ہے۔"

جوانا۔" بس زیادہ سے زیادہ آدھ منٹ۔ آٹر تم کیوں نہیں لیتے یاد رکھو سانپ کے دانت بڑے تیز ہیں۔"

آٹر۔" نہیں راعیہ میں یہ نہیں چاہتا کہ غار میں زبردستی دھکیل دیا جاؤں۔ جب وقت آئیگا تو میں خود بخود نیچے کود پڑونگا۔ اور اگر گرتے ہی نہ مر گیا تو ایک دفعہ تو سانپ کے دانت کھٹے کر کے چھوڑوں گا۔ اب میں جاتا ہوں اور اس سے ملاقات کرنے کی تیاری شروع کرتا ہوں۔"

یہ کہکر وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے سونے کے کمرے کی طرف چلا گیا۔ فرانسسکو کی عبادت کا وقت تھا اس لئے وہ بھی اپنے گوشۂ عزلت میں جاکر یاد الہٰی میں مصروف ہوگیا۔ اب لیونارڈ اور جوانا اکیلے رہ گئے۔ مشعل کی مدھم روشنی میں لیونارڈ کچھ دیر تک جوانا کے حسن دلاویز کو دیکھتا رہا۔ دل ہی دل میں وہ کہتا تھا کہ" نہایت شرم اور افسوس کی بات ہے کہ میری خود غرضی نے اس لڑکی کو یہاں لاکر مصیبت میں پھنسایا۔

میری ہی وجہ سے اب اس کی موت آنے والی ہے۔ ہائے افسوس مَیں نے اپنے ہاتھوں اس کا خون کیا۔ آخرکار وہ آہ سرد بھر کر جوانا کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا "جوانا میری خطا معاف کرو۔"

جوانا۔ "تم نے میری کیا خطا کی ہے۔ جو مَیں معاف کروں۔ ایسی باتیں نہ کرو معاف تو اُلٹا تم کو مجھے کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جب مَیں ایّام گذشتہ کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھتی ہوں تو تمہاری طرف سے اپنا نامۂ اعمال سیاہ پاتی ہوں۔"

لیونارڈ۔ "جوانا یہ بالکل غلط ہے۔ تم میری حماقت اور نادانی کی طرف خیال کرو۔ کہ مَیں تمہیں یہاں لے آیا۔ اب تم اپنی حسرتوں اور آرزوؤں کو ساتھ لے کر شباب کے عالم میں اس دُنیا سے رُخصت ہو گی۔ مجھے یہ خیال مارے ڈالتا ہے کہ تمہارا خون میری گردن پر ہے۔" جب اُس نے یہ کہا تو اُس کی آواز بھرّا گئی۔ اور وہ رُک گیا۔ مگر کچھ دیر تامّل کے بعد بولا "جوانا آخرکار مجھے دل خالی ہی کرنا پڑا۔ ہرچند میرا یہ منشا تھا اور مَیں نے قسم کھالی تھی کہ حال دل کبھی نہ کہوں۔ مگر کیا کروں دیکھتا ہوں کہ کاسۂ عمر لبریز ہو چکا ہے۔ جوانا مجھے تم سے دلی محبّت اور سچّا عشق ہے۔ اس وقت میری بھی وہی مثل ہے کہ

کنگرۂ وصل او اگرچہ ندارد کمند
نالۂ شبگیر را تار رسیدن دہم"

لیونارڈ کے ان الفاظ پر جوانا نے بالکل تعجب ظاہر نہ کیا بلکہ پہلے کی طرح مدھم روشنی میں اپنے رفیق کے چہرہ کی طرف دیکھتی رہی۔ آخرکار وہ کہنے لگی۔

جوانا۔ "تم کو مجھ سے محبّت ہے! "کیا جینن ہیچ کو بھول گئے؟" اور جب اُس نے کہا تو اُس کے رخساروں اور گردن پر ایک ہلکا سا گلابی رنگ شفق کی طرح پھیل گیا۔"

لیونارڈ۔ ”ہاں سچ ہے کہ جان نیچ سے میں ایک دفعہ منسوب ہوا تھا اور یہ بھی سچ ہے کہ اب بھی اس دور دراز ملک میں کبھی کبھی مجھے اُس کا خیال آتا ہے مگر جین نیچ سے جُدا ہوئے مجھے کئی سال گذر چکے اور مجھے یقین ہے کہ اُس نے مجھے بھلا دیا ہوگا۔ اور کسی اور شخص سے شادی کرلی ہوگی۔ بہت سے آدمی اپنی پہلی عمر میں محبت کی کئی منزلیں طے کر چکتے ہیں۔ مجھے صرف ایک عورت سے محبت ہوئی اور وہ اب کالعدم ہے۔ جب میں نے تم کو پہلے پہل بردہ فروشوں کے خیمہ گاہ میں دیکھا تو اُسی وقت سے جذب دل نے زور آزمائی شروع کردی اور میرے دل پر بتدریج تم نے پورا قابو پالیا۔ اگرچہ بارہا تم نے اپنے قول و فعل سے ثابت کردیا کہ میری محبت تمہارے دل میں نہیں ہے جس کی تصدیق اُن الفاظ سے ہوسکتی ہے جو آج تم نے آلفن کے چلے جانے کے بعد میری طرف مخاطب ہوکر کہے تاہم اب تک میرا دل تمہارا حلقہ بگوش ہے مجھ کو حیرت ہے کہ میں نے تم سے اس کے متعلق کیوں گفتگو کی مگر حقیقت یہ ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ اس جہانِ فانی سے بغیر دل کی بات صاف صاف کہہ دینے کے ایک ایسی جگہ چلا جاؤں جہاں ہماری محبتیں اور امیدیں سب خاک میں مل جانے والی ہیں“۔

جوانا۔ ”خاک میں مل جانے والی ہیں یا پھر نصیب ہونے والی ہیں“۔

اس کے بعد ایک لمحہ تک خاموشی کا عالم رہا۔ لیونارڈ یہ سمجھ کر کہ اب مجھے جواب مل گیا دل میں سوچا کہ بہتر ہوگا اگر میں تھوڑی دیر کے لئے جوانا کو تنہا چھوڑ دوں۔ وہ اُٹھنے ہی کو تھا کہ جوانا نے بڑھ کر اپنے ہاتھ اس کے گلے میں ڈال دیئے اور اپنا سر اس کی چھاتی پر رکھ دیا۔

لیونارڈ دریائے حیرت میں غرق ہوگیا اور اس نے دل میں کہا۔

”این کہ می بینم بہ بیداری ست یارب یا بخواب“

لیکن جب جوانا کو اُس نے سچ مچ اپنے آغوش میں پایا تو اس نے نہایت نرمی کے ساتھ اس کے رخسارہائے گلگوں پر بوسہ دیا۔

اس کے بعد جوانا نے لیونارڈ کی آغوش سے جُدا ہو کر کہا۔ "سنو لیونارڈ ہر انسان کو خدا نے ذوقِ سلیم اور چشم بینا عطا کی ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ تمہیں یہ قوت دی گئی ہے یا نہیں اور مجھ کو اس بات کے معلوم کرنے کی چنداں خواہش بھی نہیں مگر مجھے واقعی تعجب ہوتا ہے کہ گذشتہ پانچ یا چھ ماہ کے عرصہ میں تم کو میرے دل کا حال معلوم نہیں ہوا۔ بردہ فروشوں کے خیمہ گاہ میں تیر محبت نے ترازو ہو کر تمہارے ہی دل کا حوصلہ نہیں تولا تھا۔ مَیں بھی تمہیں دیکھ کر اُسی تیر کی گھائل ہو گئی تھی۔ مگر جب تم نے جین بیچ کا ذکر مجھ سے کیا تو میرے کان کھڑے ہو گئے اس کے بعد میں نے اپنے خیالات کو جو کچھ تھے مخفی رکھا میں اب بھی یہ فیصلہ نہیں کر سکتی کہ آیا ان خیالات کا اظہار قرین مصلحت ہو گا یا نہیں۔ کیونکہ اگرچہ تم کہتے ہو کہ جین مرچکی ہو گی۔ لیکن ممکن ہے کہ وہ زندہ ہو اور اس کی محبت تمہارے دل میں پھر تازہ ہو جائے۔ میرا یہ خیال ہے کہ مردوں کی آنکھیں جن کے ساتھ پہلے پہل دو چار ہو جاتی ہیں اُن کو وہ قیامت تک نہیں بھولتے۔ اگرچہ اُن کے درمیان بُعد المشرقین ہو اور وہ اُن کو دل میں فراموش کرنے کی کوشش بھی کریں۔"

لیونارڈ کی آنکھوں کے سامنے جوانا کے ان الفاظ نے نازونیاز وہ سین کھینچ دیا جس کو وہ سات سال پہلے انگلستان میں دیکھ چکا تھا۔ جب کہ رات کا وقت تھا چاندنی چھٹکی ہوئی تھی اور برف پڑ رہی تھی اور اُس نے کہا۔

"میری جان تم کیوں بار بار جین کا ذکر چھیڑ رہی ہو؟"

جوانا۔ "مَیں اُس کا ذکر نہیں چھیڑتی اور نہ آئندہ چھیڑوں گی مہلت قلیل ہے۔ ہمارے درمیان کسی قسم کی شکر رنجی نہیں ہونی چاہیے۔ آؤ مضمون بدل دیں۔

تم یہ کہو کہ مجھے تم سے عشق ہے۔ کیونکہ یہ دو الفاظ ہیں جن کو آنکھیں بند کرنے سے پہلے میں ان کانوں سے سُننا چاہتی ہوں اور یہ وہ الفاظ ہیں جن سے میں تم کو چند گھنٹوں کے بعد دوسرے جہان میں پہچانوں گی۔ لیونارڈ تم یہ کہو کہ آج کل اور ہمیشہ کے لئے میں تمہارا عاشق ہوں۔"

لیونارڈ نے یہ الفاظ نہایت صدق دل سے دہرائے گویا اُس کو امید تھی کہ وہ اس حسینہ جمیلہ عورت کے ساتھ جس نے اس کے دل کو لبھالیا تھا ہم سفر ہو کر بحر حیات کے اس ساحل پر جا پہنچے گا جس کی نسبت ہم کو کچھ بھی علم نہیں۔ مگر جہاں ہماری کشتی عمر کو آگے لے جانے والی موجیں ہم کو متواتر ٹوٹتی نظر آرہی ہیں۔ بہت دیر تک اُن کے درمیان گفتگو ہوتی رہی۔ اور جوانا کا دل اس اثنا میں موم کی طرح پگھلتا گیا۔ حتیٰ کہ اس کے جذبۂ دل کی آگ نے اُس کے عناد اور خودداری کو خاک سیاہ کر دیا۔ اور موت کا خوف اُس کے اور اُس کے چاہنے والے کے چہرہ سے صاف عیاں ہونے لگا۔ آخر کار اُس کا دل بھر آیا۔ اور وہ ایک سہمے ہوئے بچّے کی طرح لیونارڈ سے لپٹ گئی اور بلک بلک کر رونے لگی اور اتنا روئی کہ لیونارڈ نے یہ سمجھ کر کہ اُس کو غش آگیا یا وہ سو گئی ہے بستر پر لٹا دیا۔ پھر اس نے اُس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور آہستہ آہستہ چل کر اس کمرہ میں آیا جہاں آٹر اور فرانسسکو بیٹھے ہوئے تھے۔

اِدھر جوانا اور لیونارڈ میں راز و نیاز ہو رہا تھا اُدھر آٹر سانپ کے مقابلہ کے لئے تیاری کر رہا تھا۔ اُس نے اُن دو چھُروں کے دستوں کو جن سے کاہن لوگ قربانی کرتے تھے۔ اور جو لیونارڈ نے نو آبادی کے آدمیوں کی کوٹھڑی میں پڑے پائے تھے ایک چمڑے کے تسمہ سے اس طرح پر کس کر باندھ لیا تھا کہ وہ بالکل نہیں ہل سکتے تھے۔ اور اُن کی خمدار نوکیں مخالف سمتوں میں نکلی ہوئی تھیں۔ جب آٹر کی نگاہ لیونارڈ پر پڑی تو وہ بولا۔" دیکھئے میاں"

لیونارڈ (بے اعتنائی سے) "یہ تم نے کس لئے بنایا ہے؟"

آٹر (ہنس کر) "یہ مَیں نے نہنگ کے لئے بنایا ہے۔ جب وہ مجھ کو نگلنے کی کوشش کریگا تو میں اُس کے مُنہ کو اس سے چھید ڈالونگا۔ میاں میں دریائے زمبزی میں نہنگوں کا شکار پہلے کر چکا ہوں۔ یہ تو مجھے یقین ہے کہ اگر وہ اپنے حجرہ میں سے نکلے گا تو نتیجہ خواہ کچھ ہی نکلے لڑائی خوب ہو گی۔"

یہ کہکر اُس نے ایک چمڑے کے تسمہ کے ایک سرے سے اُس ہتھیار کو باندھا اور پھر تسمہ کو جو تیس فیٹ کے قریب لمبا ہو گا اپنی کمر کے گرداگرد اس طرح لپیٹ لیا کہ جو پوستین وہ پہنے ہوئے تھا اُس کے نیچے اُس کا معلوم ہونا ناممکن تھا۔

آٹر۔ "میاں اب پھر مجھ میں مردانگی آگئی۔ شراب اور اس قسم کی دوسری بیہودگیاں مَیں نے چھوڑ دیں اب وقت لڑنے کا آیا ہے۔ میاں مجھے کامل یقین ہے کہ مَیں جیتوں گا۔ کیونکہ مَیں دریا باش ہوں اور نہنگوں سے نہیں ڈرتا۔ ذرا بھی نہیں ڈرتا۔ میرے لئے نہنگ کا شکار کھیلنا کوئی نئی بات نہیں۔ آپ دیکھ ہی لیں گے۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔"

لیونارڈ۔ "مجھ کو امید نہیں کہ مَیں بھی تمہاری طرح بچ جاؤں۔ خیر دوست خدا تم کو کامیاب کرے۔ اگر تم سانپ سے بھی بچ گئے تو پھر لوگوں کو تمہارے دیوتا ہونے میں کچھ شک نہ ہو گا۔ پھر تو تمہارے مزے ہیں خوب حکومت کرنا۔ مگر دیکھو شراب بہت بُری چیز ہے۔"

آٹر۔ "میاں میری خوشی آپ کے دم کے ساتھ ہے۔ اگر آپ ہی نہ ہونگے تو میرا جینا مرنے کے برابر ہے (آہ سرد بھر کر) ہائے افسوس! میاں میری حماقت کی وجہ سے آپ ان مصیبتوں میں گرفتار ہوئے۔ خیر میں عہد کرتا ہوں کہ

اگر میں زندہ رہا تو میں آپ کا بدلہ لونگا۔ اگر میں پھر دیوتا بن گیا تو ان کاہنوں اور دوسرے بدعقل
تیسروں کو چن چن کر مارونگا۔ اور جب وہ سب مر کھپ جائیں گے تو پھر خود مر جاؤں گا۔
اور آپ کو ڈھونڈوں گا۔"

لیونارڈ (مسکرا کر) "میں تمہاری عنایت کا ممنون ہوں۔" اُس وقت، پردہ اٹھا اور
سوا چار کاہنوں کو ساتھ لئے اُن کے سامنے آکھڑی ہوئی۔

لیونارڈ (سوا کی طرف جھپٹ کر) "کیا ہے؟ کیوں آئی ہے؟"

سوا (سموٹو زبان میں جس کو صرف لیونارڈ ہی سمجھ سکتا تھا) "اے نجات
دہندہ خبردار! پیچھے ہٹو اگر تم نے مجھ پر ہاتھ اُٹھایا تو تمہاری خیر نہیں۔ علاوہ اس
کے تم کو میرے مارنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ سنو کل صبح آفتاب تو نکلنے کا نہیں۔
کیونکہ کہر ہر طرف پھیلا ہوا ہے اور مطلع ساعت بساعت کثیف ہوتا جاتا ہے اس
لئے راعیہ اور دیوتا یقیناً گرائے جائیں گے۔ اور تم اور پادری فرانسسکو خزاں کے آنے
تک زندہ رکھے جاؤ گے۔ تاکہ جو تہوار اُس موسم میں آتا ہے اس میں قربان کئے جاؤ۔

لیونارڈ۔ "اے نابکار کیا ہمیں یہی باتیں سنانے کے لئے آئی تھی؟ اگر کچھ اور
نہیں کہنا ہے تو دُور ہو جا اور اپنی مکروہ صورت ہمیں مت دکھانا۔"

سوا۔ "نجات دہندہ سنو مجھے راعیہ سے ابھی تک ویسی ہی محبت ہے
جیسی تم کو یا (پرزور لہجہ میں) اس گنجے پادری کو۔ میں تمہارے سامنے ایک تجویز پیش
کرتی ہوں۔ پو پھٹنے پر تم میں سے دو کو مرنا ہوگا۔ لیکن یہ کوئی ضروری نہیں کہ راعیہ ان
دو میں سے ایک ہو۔ صبح کے وقت کہر اور دھند کی تاریکی میں جھوٹی دیبی کو سنتریٹ
کی بلندی پر لوگ بمشکل دیکھ سکیں گے اور اگر اُس کے بجائے کوئی ایسا شخص مل
جائے جو شکل و شباہت اور قدو قامت کے لحاظ سے اُس کے مشابہ ہو تو اُس
دھندلکے میں کالے لباس کے اندر جو اُس وقت اُسے پہنایا جائیگا کوئی آدمی ان دونوں کو

میں امتیاز نہیں کر سکیگا۔"

لیونارڈ (چونک کر) "ایسا کون شخص مل سکتا ہے؟"

سوا نے آہستہ سے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور فرانسسکو کی طرف اُنگلی سے اشارہ کر کے بولی۔ "یہ ہے وہ آدمی اس کو اگر ایکا کا سیاہ لبادہ اوڑھا دیا جائے گا تو راعیہ میں اور اس میں کوئی شخص امتیاز نہ کر سکے گا۔ اور جب ایک دفعہ وہ سانپ کے مُنہ میں چلا جائیگا تو پھر اُسے کوئی چیز باہر نہیں لا سکتی۔"

سوا کی اس خوفناک تحریک کا مفہوم جب لیونارڈ کے ذہن نشین ہوا تو وہ کانپ اُٹھا۔ اور ہراساں ہو کر اس نے فرانسسکو کی طرف نگاہ کی جو پاس کھڑا ہوا تھا اور اُن کی باتیں سُن رہا تھا مگر مسوٹو زبان نہ جاننے کے باعث کچھ سمجھ نہ سکتا تھا۔"

سوا۔ "اسے بتادو۔"

لیونارڈ۔ "ٹھہرو اگر بالفرض ہم نے تمہارے کہنے کے بموجب عمل کیا تو پھر راعیہ کا کیا حال ہوگا؟"

سوا۔ "وہ مندر کے تہ خانوں میں چھپا دی جائیگی۔ جب موقع ملے گا تو وہ کہیں نکل جائے گی۔ یا ممکن ہے کہ پھر اسی ملک میں بغیر روک ٹوک کے فرمانروائی کرے اس بات کو صرف میرا باپ جانتا ہے اور محض میری محبت کی وجہ سے وہ اس پر رضامند ہوا ہے۔ نیز اس کو اپنی جان کا خطرہ ہے اور وہ کہتا ہے کہ شاید راعیہ کی وجہ سے اس دن جب وہ ماخوذ ہو کر مجلس شوریٰ کے سامنے ملزم قرار دیا جائے اُس کی جان بخشی ہو۔ کیونکہ جب لوگ راعیہ کے بعث بعد الموت کو برائے العین مشاہدہ کر لینگے تو اُن کو یقین ہو جائیگا کہ واقع میں وہ سچّی دیبی ہے جس کا فنا ہونا ممکن نہیں۔"

لیونارڈ۔ "مگر تو دغاباز اور وعدہ شکن ہے۔ جوانا کو تیرے حوالے کرتے ہوئے مجھے ڈر لگتا ہے۔ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ وہ مر جائے اور خوف و عذاب سے

نجات پائے۔"

سوا:" مَیں نے تم سے ہرگز یہ نہیں کہا کہ تم جوانا کو میرے سپرد کر دو تم بھی اُس کے ساتھ رہو گے اور اگر وہ زندہ رہے گی تو تم بھی زندہ رہو گے۔ اب سمجھے؟ یہ آدمی جو میرے ساتھ ہیں تم کو اور جوانا کو لینے کے لئے آئے ہیں۔ اب اگر فرانسسکو رضامند ہو جائے تو جوانا کے بجائے وہ چلا چلے اُس سے پوچھو تو۔"

لیونارڈ نے فرانسسکو کو بُلا کر پرتگالی زبان میں سارا ماجرا سُنایا۔ فرانسسکو جوں جوں سُنتا تھا اُس کا رنگ زرد ہوتا جاتا تھا۔ اور اُس کا بدن کانپتا تھا۔ لیکن اس جانکاہ تحریک کے سُننے کے بعد اُس کا خوف و لرزہ جاتا رہا۔ اور لیونارڈ نے دیکھا کہ اُس کا چہرہ روحانی نور کی اُس روشنی سے منوّر ہو گیا جس کا پرتو اُن لوگوں پر پڑتا ہے جو خدا کی راہ میں جان دینے کا ہتیا کر لیتے ہیں۔ نہایت اطمینان اور استقلال سے اُس نے لیونارڈ کو جواب دیا۔

"مجھے یہ تجویز بخوشی منظور ہے۔ میرا کفارہ عصیاں اس سے بہتر اور کسی طریقہ پر نہیں ہو سکتا۔"

فرانسسکو کے ان الفاظ نے لیونارڈ کے دل پر رقت طاری کر دی اور اُس نے رکتی ہوئی آواز میں کہا۔

"فرانسسکو تم ولی اللہ بھی ہو اور مرد میدان بھی۔ کاش اس موقع پر تمہارے بجائے مَیں ہوتا مگر افسوس یہ ممکن نہیں۔"

فرانسسکو۔" اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ پر ایک نہیں بلکہ دو ولی اللہ اور مردِ میدان کھڑے ہیں۔ مگر ایسی باتوں کو جانے دو کیونکہ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم میں سے ایک یا دونوں جوانا کی سلامتی کے لئے اپنی جان پر کھیل جائیں۔ مسٹر لیونارڈ مَیں اس کو بہت بہتر سمجھتا ہوں کہ اس کی خاطر مر جاؤں۔ اور تم زندہ رہو تا کہ اس کو اس خیال

ہے کہ اُس کا عاشق جیتا ہے تسکین رہے۔"

لیونارڈ (کچھ تامل کے بعد) "افسوس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں مگر اس سانحہ جان گزا کے خیال سے بھی میری روح کانپ اُٹھتی ہے۔"

فرانسسکو۔ "افسوس اور تاسف کو اس وقت جانے دو اس وقت کوئی ایسی تدبیر سوچنی چاہیے کہ ہمارا منشا بھی پورا ہو جائے اور جوانا کو جو اس وقت سو رہی ہے خبر تک نہ ہو۔ اگر اُس کی آنکھ کُھل گئی تو کام خراب ہو جائیگا۔"

لیونارڈ۔ "مجھ کو تو کوئی ایسی تدبیر نہیں سوجھتی۔"

سوا۔ "گورے آدمی اس بات کی فکر نہ کرو۔ میرے پاس ایک ایسی دوا ہے کہ اگر جوانا کو کسی طرح اُٹھا کر پلا دی جائے تو وہ دس گھنٹے تک بالکل بیہوش رہے۔"

لیونارڈ۔ "کوئی زہر تو نہیں۔"

سوا۔ "نہیں زہر نہیں ہے۔ مجھے ایسے شخص کو زہر دینے سے کیا فایدہ جسے کل صبح مرنا ہو۔"

لیونارڈ۔ "اچھا چلو یہ خواب آور دوا راعیہ کو پلائیں۔ وہ پہلو کے کمرہ میں سو رہی ہے"

یہ کہکر لیونارڈ اور سوا جوانا کے سونے کے کمرہ میں گئے۔

لیونارڈ۔ "جوانا پیاری اُٹھو۔"

جوانا کی آنکھ کُھل گئی اور اُس نے کہا "کیا ہے لیونارڈ تم نے مجھے کیوں جگایا؟"

لیونارڈ۔ "یہ لو شربت پی لو۔ اس سے تمہارے دل کو تقویت ہو گی۔"

جوانا نے لیونارڈ کے ہاتھ سے دوا کا پیالہ لیا اور پی گئی اور مُنہ بنا کر کہنے لگی "یہ شربت کیسا بدمزہ ہے۔" لیکن ابھی وہ اتنا ہی کہنے پائی تھی کہ اُس کی آنکھوں میں جلدی سے نیند کا غلبہ محسوس ہونے لگا اور تھوڑی دیر میں وہ سو گئی۔

جب لیونارڈ جوانا کو دوا پلانے گیا تو فرانسسکو نے اپنی جیب میں سے روزنامچہ

نکالا اور ایک کورا ورق نکال کر جلدی سے کچھ الفاظ اُس پر لکھے اُس کے واپس آنے پر اُس نے کہا:" مسٹر لیونارڈ لو یہ تحریر جوانا کو دیدینا۔ اور اُس سے کہدینا کہ میرے مرنے کے بعد ان الفاظ کو مَیں نے اس کے لئے لکھے ہیں پڑھے۔ ہاں اور یہ تسبیح بھی لے لو یہ بھی میری طرف سے اُس کو دیدینا۔ مَیں نے اس تسبیح کے دانوں کو گن گن کر اُس کی سلامتی کے لئے صبح و شام دعائیں مانگی ہیں۔"

لیونارڈ نے روزنامچہ اور تسبیح لے کر اپنی جیب میں ڈالی اور پھر آٹر سے مخاطب ہو کر اُس نے جلدی جلدی سب حقیقت بیان کی۔

آٹر:" میاں اس چڑیل کا ذرا اعتبار نہ کرو (پھر کچھ تامل کے بعد) مگر یہ بھی ٹھیک ہے کہ اُس کو راعیہ سے ایسی محبت ہے جیسی شیرنی کو اپنے بچّے سے ہوتی ہے۔ مگر میاں مجھے آپ کی طرف سے خطرہ ہے۔"

لیونارڈ:" آٹر میرا کچھ خیال نہ کرو۔ سُنو ہم کو وہ مندر کے تہ خانوں میں چھپائے رکھیں گے تم اگر زندہ رہے تو آلفن کی مدد سے ہم کو رہا کرانے کی کوشش کرنا ورنہ خیر پھر عالم بقا میں ملاقات ہو گی۔"

آٹر (رو کر):" ہائے میاں! میاں! مجھ کو اپنی کچھ پروا نہیں کہ میں جیوں گا یا مرونگا مگر مجھے اس بات کا افسوس آتا ہے کہ آپ تنہا مرینگے۔ اور مَیں ساتھ دینے کے لئے پاس نہ ہونگا۔ ہائے افسوس! وہ کیسی بُری گھڑی تھی جب آپ کے بھائی نام مرحوم نے خواب دیکھا کہ دولت حاصل ہو گی۔ اگر ہم یہ سفر اختیار نہ کرتے تو آج ناٹال میں مزے سے گاڑی بانی کرتے۔ میاں مجھے یہ قلق ہے کہ مَیں نے آپ کا حق خدمت ادا نہیں کیا۔ اب کیا ہو سکتا ہے۔"

لیونارڈ:" تم اس بات کا افسوس نہ کرو جس طرح پر تم نے حق دوستی ادا کیا ہے شاید ہی کسی نے ادا کیا ہو۔ اور اس کے لئے خدا تم کو جزائے خیر دے اگر

تم جوانا کو مدد دے سکو تو دینا اور کچھ نہ ہو تو اتنا دیکھتے رہنا کہ جوانا زہر کھا کر مرے کیونکہ وہ اس قدر نازک ہے کہ میں اس کے لئے ایک ظالمانہ موت کے خیال تک کو برداشت نہیں کر سکتا۔"

اس وقت سوا فرانسسکو کو ایکا کا کالا لباس پہنا چکی تھی اور اب اُس نے کہا۔ "چلو نجات دہندہ اب چلو۔ راعیہ کو تم نہایت آہستگی سے اُٹھالو (فرانسسکو سے مخاطب ہو کر) پادری صاحب مَیں یہ کہونگی کہ فرانسسکو کو خوف سے غش آگیا ہے۔ مَیں اس موقعہ پر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتی کہ آپ ایک نہایت ہی بہادر آدمی ہیں اور مَیں آپ کو عزّت کی نگاہ سے دیکھتی ہوں۔ مُنہ سر خوب لپیٹ لو اور اگر تمہارا مقصد جوانا کی سلامتی ہے تو خاموش رہنا۔ کسی کی بات کا جواب نہ دینا اور خوف کے وقت ہرگز نہ چلّانا۔

فرانسسکو اُس کمرہ میں گیا جہاں جوانا سو رہی تھی۔ اس نے اس کی چارپائی کے پاس کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ اُٹھائے اور اُس کے لئے دُعا مانگی۔ جب مانگ چکا تو مُڑ کر لیونارڈ سے بغل گیر ہوا۔ اور اُس کی پیشانی پر بوسہ دیکر کہا کہ خدا تم کو برکت دے۔

لیونارڈ (رو کر) " اچھا خدا حافظ فرانسسکو آسمان کی بادشاہت تم ہی جیسے لوگوں سے قائم ہے۔"

فرانسسکو۔ " میرے دوست روتے کیوں ہو۔ مجھے امید ہے کہ اگلے جہان میں مَیں تم سے اور جوانا سے ملونگا۔"

یہ کہکر وہ جُدا ہوئے۔

اکتیسواں باب

سپیدہ دم

لیونارڈ جوانا کو اس کی خواب گاہ سے با آہستگی تمام دوسرے کمرے میں لے گیا جہاں سوا کاہنوں سمیت مشعل ہاتھ میں لئے کھڑی تھی جوانا کی طرف اشارہ کر کے اُس نے کاہنوں سے کہا کہ "یہ گنجے سر والا گورا آدمی بزدل ہے خوف کے مارے اسے غش آگیا ہے۔ چور دروازہ کھولو اور ہمیں گذر جانے دو۔"

اس پر ایک کاہن نے آگے بڑھ کر ایک پتھر کو جو دیوار میں نصب تھا زور سے دبایا۔ دبانے سے یہ پتھر اندر کی طرف گھوم گیا اور اتنی جگہ خالی ہو گئی کہ ایک آدمی اس میں سے باآسانی گذر سکتا تھا۔ سوا جو آگے آگے مشعل لئے جا رہی تھی سب سے پہلے داخل ہوئی۔ اس کے بعد دو کاہن اور اُن کے بعد لیونارڈ۔ دو کاہن جو پیچھے رہ گئے تھے وہ بھی دروازہ بند کر کے لیونارڈ کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔

ادھر فرانسسکو اور آٹر اپنے کمرہ میں منتظر بیٹھے ہوئے تھے۔ فرانسسکو تو یادِ الٰہی میں مصروف تھا مگر آٹر اُن کارہائے نمایاں کی جو اُس نے سفر ظلمات میں کئے تھے ایک مسرت آمیز لہجہ میں آپ ہی آپ تعریف کر رہا تھا اور کبھی کبھی وہ گیت گاتا تھا جو اُس نے بردہ فروشوں پر فتح پانے کے موقعہ پر بنایا تھا۔

قریباً پاؤ گھنٹہ گذرا ہو گا کہ نام اور اُس کے ساتھ کچھ کاہن کمرہ میں داخل ہوئے فرانسسکو۔ "آٹر خاموش" اور یہ کہکر اُس نے اپنا منہ سر ڈھانک لیا۔

نام (مشعل بلند کر کے) "یہ ہیں دیوتا۔ اے دیوتاؤ اُٹھو ہم تمہیں مندر کی طرف لے چلنے کے لئے آئے ہیں۔ وہاں ہم تمہیں ایک بلند جگہ پر بٹھائینگے جہاں

سے تم آفتاب کو طلوع ہوتے دیکھ سکو گے۔"

فرانسسکو اور آٹر بغیر کسی پس وپیش کے اُٹھ کر اُن کے ساتھ ہو لئے۔ جب وہ مندر کے دروازہ کے پاس پہنچے تو آلفن جو وہاں اُن کا منتظر کھڑا تھا فرانسسکو کے نزدیک آکر آہستہ سے بولا "اے ملکہ الوداع تمہاری سلامتی کے لئے میں جان سے بھی دریغ نہ کرتا مگر افسوس مجھ کو ناکامی حاصل ہوئی۔ اب جب تک میں نام اور اُس کے اخوان الشیاطین سے تمہارا بدلہ نہ لے لونگا مجھے ایک گھڑی چین نہ آئیگا۔ اے ملکہ الوداع۔"

فرانسسکو جواب میں کچھ نہ بولا بلکہ سر نیچا کر کے بڑھا چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ بُت کے پاؤں کے قریب پہنچے۔ اور کاہنوں کے پیچھے پیچھے یہاں سے اس سیڑھی پر چڑھنا شروع کیا۔ جو بُت کے اندر بنی ہوئی تھی تاریکی میں وہ برابر زینہ پیمائی کرتے چلے گئے۔ اور فرانسسکو کے لئے جس کا اس زندگی میں یہ آخری سفر تھا ایک ایک لمحہ صدیوں کا سا ہو گیا۔

آخرکار وہ بُت کے سر پر پہنچے۔ آٹر اور فرانسسکو دو چٹائیوں پر جو وہاں بچھی تھیں بیٹھ گئے اور نام اور تین کاہن اُن کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔

فرانسسکو (آٹر کے کان میں) "آٹر مجھے تھامے رہو ورنہ میرے حواس گم ہو جائیں گے اور میں گر پڑونگا۔ اتنی بلندی پر سے اس غار کو جس میں میں گرنے والا ہوں دیکھ کر مجھے چکر آرہے ہیں"

آٹر۔ "آنکھیں بند کر لو اور پیچھے جُھک جاؤ پھر تمہیں کچھ نظر نہیں آئے گا۔ اور وہ زہر بھی نکال رکھو کیونکہ وقت قریب ہے۔"

فرانسسکو۔ "زہر میرے پاس تیار رکھا ہے خدا میرا یہ گناہ بخشے۔"

آٹر نے جواب میں کچھ نہ کہا۔ اور پانچ منٹ تک سب خاموش رہے اس کے

بعد ایک آواز ہوا کے طبقات تحتانی میں سے جو کُہر کے باعث کثیف ہو رہے تھے آئی "اے سردار کاہن کیا وہ جن کے نام ایکا اور جال ہیں اُوپر بیٹھے ہوئے ہیں؟"

اس کے جواب میں نام اوج ہوا پر سے بولا "ہاں اوپر ہی بیٹھے ہوئے ہیں"۔

پھر وہی آواز آئی۔ "اے سردار کاہن کیا پو پھٹنے کا وقت نزدیک ہے"

"ابھی کچھ دیر باقی ہے" یہ کہکر اُس نے پیچھے مُڑ کر اُس برفانی چوٹی کی طرف جو مندر سے بیس ہزار فیٹ بلند اُٹھی ہوئی تھی نگاہ کی۔ یہ چوٹی سب سے بلند تھی اور یہیں سے۔

(صبحدم دروازہ خاور کھلا)

نظر آتا تھا۔ نام کے ساتھ جو کاہن کھڑے تھے اُنھوں نے بھی اشتیاق کے ساتھ مُڑ کر مشرق کی طرف دیکھنا شروع کیا کیونکہ افق پر سُرخ یا سفید رنگ کے ظاہر ہونے سے اہل ظلمات کو معلوم ہو جاتا تھا کہ۔

(اک نگار آتشیں رخ سر کھلا)

نکلا ہے یا نہیں۔

صبح کی سفیدی بتدریج بڑھتی گئی اور چونکہ مطلع اس صبح کو اس قدر کثیف نہیں تھا اس لئے آٹر کے دل میں پھر امید تازہ ہو گئی۔ مندر کے لوگ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ خاموشی نے علم نصرت بلند کر کے اپنا رعب جما رکھا تھا۔ کسی کو زبان ہلانے کی مجال نہ تھی۔ سب دم بخود کھڑے ہوئے برف کی چوٹی پر سے آفتاب کے نکلنے کا انتظار کر رہے تھے۔ آخر کار پہاڑ کی چوٹی پر سے دُھند کسی قدر پتلا پڑ گیا اور اب وہ وقت آ گیا کہ روشنی کا رنگ یا تو سرخی سے بدل جائے اور یا بدستور سفید رہے۔ کچھ دیر تک لوگ ایک عالم تذبذب میں مشرق کی طرف دیکھتے رہے۔ مگر جب باوجود انتظار مدید کے پہاڑ کی یخ بستہ چوٹی پر سرخ

کرنیں نمودار ہوئیں تو وہ ایک ساتھ باآواز بلند پکار اُٹھے۔ "مطلع سفید ہے۔ دیوتا جھوٹے ہیں اُن کو نیچے گرادو۔"

آٹر (فرانسسکو کے کان میں) "فیصلہ ہو چکا اب زہر کھالو اے دوست الوداع۔"

یہ کہکر پادری نے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور آسمان کی طرف آنکھیں اُٹھا کر کچھ لمحوں تک دعا مانگتا رہا۔

آخرکار مجلس شوریٰ کے سرکردہ رکن نے باضابطہ طور پر باآواز بلند پوچھا۔ "کیا روشنی سفید ہے یا سرخ؟"

نام (مڑکر) اور برف کی طرف دیکھ کر) "آفتاب کے نکلنے کا وقت ہو چکا۔ مگر مطلع کا رنگ ابھی تک سفید ہے۔"

آٹر (فرانسسکو کے کان میں) "جلدی! جلدی!" فرانسسکو نے اپنا ہاتھ مُنہ کی طرف بڑھایا مگر فوراً اُس کو ایک خیال آیا اور اُس نے کہا۔ "یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک کبیرہ گناہ ہے۔ مَیں خودکشی نہیں کروں گا۔ وہ مجھے سانپ کے آگے پھینکتے ہیں تو پھینکیں۔"

قدرت نے اس وقت فرانسسکو کی دستگیری کی اور اس کے نور ایمان کی حجت اُس کے آڑے آئی۔ یکایک اُس کو غش آگیا اور وہ پیچھے کی طرف گرنے ہی لگا تھا کہ نام نے اس کو کاندھے سے پکڑ لیا اور تھامے رہا۔

مجلس شوریٰ کا رکن۔ "روشنی کا رنگ سفید ہے سب اُسے دیکھ رہے ہیں اہل ظلمات کا فتوےٰ ہے کہ یہ دیوتا جھوٹے ہیں اس لئے اے سردار کاہن تم ان کو نیچے گرادو۔"

آٹر نے جب یہ الفاظ سُنے تو اُس نے سمجھا کہ اب میرے خود بخود نیچے کودپڑنے

کا وقت آگیا ہے اور جلدی سے مڑ کر نام کی طرف نگاہ کی مگر نام اس وقت فرانسسکو کو تھامے ہوئے تھا اس لئے اس نے خیال کیا کہ اگر مَیں نام کو اپنے ساتھ لے لوں جو میرے دل کا آخری ارمان ہے۔ تو فرانسسکو اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر پیچھے کی طرف گر پڑے گا۔ اور یہ کاہن جو پاس کھڑے ہیں پہچان لیں گے کہ یہ عورت نہیں ہے جس کو ہم گرانا چاہتے تھے۔" جس تپائی پر وہ بیٹھا تھا اس کو اس نے ایک لات مار کر نیچے گرا دیا اور اُس کو گرتے دیکھتا رہا چٹان سے وہ کہیں نہیں ٹکرائی۔ آٹر نے دل میں خیال کیا کہ جو تجویز مَیں نے سوچ رکھی تھی وہ چل جائیگی۔ اس وقت نام اور ایک کاہن فرانسسکو کو پکڑ کر اُس کو بُت کی چوٹی کے کنگرہ پر سے گرانے کے لئے بڑھے باقی دو کاہن آٹر کی طرف متوجہ ہوئے بونا دیکھتا رہا کہ کب وہ اپنا ہاتھ اُس کی طرف بڑھاتے ہیں اُنہوں نے قریب آ کر اُس کو گرانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ یکایک اُس نے اُس کاہن کو جو اُس کے دائیں طرف تھا یہ نعرہ مار کر کہ

'مَیں تو ڈوبوں گا مگر تجھ کو بھی لے ڈوبوں گا'

کمر سے مضبوط پکڑ لیا اور پوری طاقت سے اس کو اُوپر اُٹھا کر خلا میں کود پڑا۔ کاہن کی چیخ نکل گئی۔ اور تماشائی جن کی آنکھیں ایک عرصہ سے اُن کی طرف لگی ہوئی تھیں بونے اور اس کے ہم سفر کو پتھر کی طرح ہوا میں گرتے دیکھ کر حیران رہ گئے وہ پانی کی سطح پر دھڑام سے گرے اور یہاں تک نیچے چلے گئے کہ آٹر نے سمجھا کہ اب اُوپر آنا محال ہے مگر آخر کار وہ اُوپر آئے آٹر نے کاہن کو جو یا تو مر گیا تھا یا بیہوش ہو گیا تھا چھوڑ دیا۔ فرانسسکو کی لاش اس کے ایک طرف تیر رہی تھی مگر یکایک وہ غائب ہو گئی اور پھر نظر نہ آئی۔

اب آٹر نے غوطہ لگایا اور سطح آب کے نیچے نیچے شمال کی جانب جہاں بہاؤ

کا زور کم تھا اور جہاں چٹان کا ایک ٹکڑا آگے کی طرف نکلا ہوا تھا بڑھا۔ جب وہ اُس کی سیدھ میں پہنچا تو اُس نے سر نکال کر ایک ہاتھ سے چٹان کو پکڑ لیا۔ اور خاموش ہو کر اُوپر لوگوں کی طرف دیکھتا رہا جو کنارے پر سے فرانسسکو کی لاش کو جوش کھاتے ہوئے پانی کے گرداب میں چکّر کھاتا دیکھ رہے تھے۔ پھر اُس نے اچھی طرح دم لیا اور اپنے اعضا کو جنبش دے کر کہنے لگا۔ "اہا ہا مجھ کو کوئی ضرب نہیں پہنچی۔ اب تک میرے اوسان بھی خطا نہیں ہوئے۔ اور یہ ایسی محفوظ جگہ ہے کہ گھنٹوں یہاں پڑا رہوں تو مجھے کوئی نہ دیکھ سکے۔ اب سانپ سے دو دو ہاتھ کرنے باقی ہیں۔" یہ کہکر اُس نے جلدی سے وہ ہتھیار نکالا جو اُس نے دو چھروں کو باہم جوڑ کر بنایا تھا اور اپنی کمر کے گرد سے کچھ تسمہ کو کھول لیا۔ پھر اُس نے چاروں طرف نظر کی اور دیکھا کہ برابر بُت کے نیچے ایک گول سوراخ میں سے پانی کی ایک بڑی دھار بہ رہی ہے۔ اس سوراخ کا قطر آٹھ فیٹ کے قریب ہوگا۔ اور اس کا اُوپر کا کنارا سطح آب سے چھ انچ بلند تھا۔ یکایک پانی کی دھار میں بہتا ہوا وہ سانپ یا یہ کہو کہ نہنگ نکلا۔ اور ایک آن میں وہ سطح آب پر آدھا پانی میں اور آدھا اوپر تیرتا ہوا نظر آیا اس کے بعد اس نے غوطہ لگایا اور فرانسسکو کی لاش کے پاس سر نکالا۔ آٹر پر اس بلائے عظیم کے تن و توش کو دیکھ کر خوف و تحیّر طاری ہوا۔ نہنگ نے اپنا بڑا منہ پھیلایا اور فرانسسکو کی لاش کو درمیان سے پکڑ کر پھر پانی کے نیچے غائب ہو گیا۔ اور دس سکینڈ بعد اپنا شکار منہ میں دبائے سوراخ کے اندر جاتا ہوا نظر آیا۔

بوسنے کے دل پر خوف طاری ہوا اور اس نے کہا کہ ایسے ہولناک جانور سے مقابلہ کرنا جان بوجھ کر موت کے منہ میں جانا ہے اس لئے اُس نے دیوار کے ساتھ اِدھر اُدھر پانی میں چکّر لگانا شروع کیا تا کہ پانی کے نکلنے کا راستہ معلوم ہو مگر اُس

کا ایسا کرنا لا حاصل تھا۔ کیونکہ چٹانوں کی دیواروں کی بناوٹ ایسی مخروط نما تھی کہ پانی نیچے کی طرف زیادہ زیادہ پھیلتا جاتا تھا۔ آٹر کو اب سردی معلوم ہونے لگی۔ اور اُس کے دانت بجنے لگے۔ کیونکہ چشمہ کا پانی اُس برف سے گھل گھل کر آیا تھا جو قلعہ کوہ پر جمع تھی۔ آٹر نے خیال کیا کہ اگر میں ایک جگہ اسی طرح پر کھڑا رہا تو ٹھٹھر کر رہ جاؤں گا۔ اس لئے گو اس کا دل نہیں چاہتا تھا مگر اُس نے نہنگ کو غار میں جا کر مارنے کا ارادہ کیا۔

اس وقت یکایک اُن لوگوں میں جو اُوپر کھڑے ہوئے نہنگ کا تماشہ دیکھ رہے تھے ایک شورِ عظیم برپا ہوا۔ کوئی کہتا تھا۔ "دیوتا ناحق مارے گئے"۔ کوئی کہتا تھا۔ "اگر دیوتا سچّے تھے تو پھر آ سکتے ہیں"۔ بات یہ تھی کہ دیوتاؤں کے گرائے جانے کے بعد مطلع دفعتہً صاف ہو کر آفتاب نکل آیا۔ اور اس حیرت انگیز واقعہ سے لوگوں میں عام جوش پیدا ہو گیا تھا۔ کیونکہ ظلمات میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ مطلع کی سفیدی دفعتہً مبدّل بہ سرخی ہو جائے۔ لوگوں میں اب عام طور پر یہ خیال پیدا ہوا کہ دیوتا سچّے تھے انہیں ناحق گرایا گیا۔ جب نام نے دیکھا کہ آفتاب نکل آیا ہے دیوتا گرائے جا چکے ہیں اور لوگ مجھ کو جھوٹا شک کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں اور مجھ سے جواب طلب کرنا چاہتے ہیں تو وہ سراسیمہ و مضطرب ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ ناگہاں اُس کے دل میں ایک خیال آیا اور اُس نے بلند آواز سے مخاطب ہو کہا۔ "اے اہلِ ظلمات! خاموش! تم نے دیکھا کہ جھوٹے دیوتاؤں کے مارے جانے کے بعد سچے دیوتاؤں نے ہم سے جو ایک عرصہ کے لئے اُن کے وجود سے منکر ہو گئے تھے خوش ہو کر آفتاب کو پھر نکالا"۔ نام کی اس معقول حجّت نے سب کے شکوک رفع کر دیئے۔

بتیسواں باب

آٹر اور نہنگ کی لڑائی

آٹر ایک ہاتھ میں اپنا دو پھلا چھُرا لئے اور دوسرے ہاتھ سے چٹان کے کنارے کو تھامتا ہوا سانپ کے غار کے منہ تک پہنچا اور باحتیاط تمام اندر داخل ہوا۔ تاریکی اس قدر تھی کہ کچھ نظر نہ آتا تھا۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنے حوالیات کا عادی ہو گیا اور اُسے سب کچھ بخوبی نظر آنے لگا۔ کیونکہ پیشتر ذکر ہو چکا ہے کہ آٹر کی بینائی نہایت تیز تھی اور وہ بلّی کی طرح اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا تھا ایک کونے میں اُسے ایک چوڑا سا پتھر مل گیا۔ اور بآرام تمام وہ اس پر بیٹھ گیا اور چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ کچھ زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ اُس کی نگاہ ایک میز کی شکل کی چٹان پر جو آٹھ گز کے فاصلہ پر پانی کی سطح کے اُوپر اُٹھی ہوئی تھی پڑی۔ اُسے دیکھ کر وہ بولا کہ نہنگ غالباً اس چٹان پر آکر لیٹا کرتا ہے میں جا کر دیکھوں تو سہی کہ اس چٹان کی بناوٹ کیسی ہے۔ اس خیال سے اُس نے ایک قدم آگے بڑھایا اور اسی وقت غار کے مُنہ سے روشنی کی ایک شعاع اُس مقام پر پڑی جس کے امتحان کے لئے وہ بڑھا تھا۔ روشنی کے پڑتے ہی آٹر کے منہ سے ایک ندائے خوف بلند ہوئی کیونکہ جس شے کو وہ پتھر کی چپٹی چٹان سمجھا تھا وہ نہنگ کا سر تھا۔ اور اس میں سے دو خوفناک آنکھیں چمک رہی تھیں اور اُس کے مُنہ میں غریب فرانسسکو کی لاش تھی۔ آٹر فوراً پیچھے ہٹ گیا اور سوچنے لگا کہ اگر میں کچھ دیر ٹھہرا رہوں تو وہ لاش کو کھانے لگے گا اور کھا چکنے کے بعد جب وہ سوئے گا تو میں اُس پر حملہ کرونگا۔ کیونکہ نہنگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جب اُن کا پیٹ بھر جاتا ہے

تو وہ مگن ہو کر سو جاتے ہیں۔ یہ سوچ کر وہ بیٹھ گیا اور نہنگ کی آنکھوں کی چمک کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا۔

اس وضع پر بیٹھے بیٹھے آٹر پر محویت اور بیخودی کا ایک عالم طاری ہو گیا اور اُسے معلوم نہیں کتنی دیر اس طرح پر بیٹھے ہوئے گذر گئے۔ لیکن آخر کار اُسے یہ محسوس ہونے لگا کہ نہنگ کی آنکھیں اُس کی آنکھوں سے لڑ رہی ہیں اور اُسے اپنی طرف کھینچ رہی ہیں۔ کچھ دیر تک وہ اس ناپاک سحر کے خلاف جد و جہد کرتا رہا اور پھر خوف کھا کر اُس نے چاہا کہ بھاگ جائے اور اُن خبیث آنکھوں کی کشش کے اثر سے بچے۔ مگر افسوس اب وہ وقت نہ رہا تھا کہ وہ اپنی قوتِ ارادی سے کام لے سکے۔ اُس نے ہزار کوشش کی مگر ایک قدم پیچھے نہ ہٹا سکا۔ اُسے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نہنگ کی آنکھیں بے اختیار اُسے اپنی طرف کھینچ رہی ہیں۔ ایک قدم اُس نے آگے بڑھایا (دیو ہیکل بُت کے کنگرہ پر سے ایک دفعہ اور کُودنا وہ لاکھ حصّہ زیادہ پسند کرتا) اور نہنگ کی آنکھوں کی چمک زیادہ خوفناک نظر آنے لگی۔

اس وقت آٹر نے بیکسی اور یاس کے عالم میں اپنے ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کو چھپا لیا اور اوندھے مُنہ زمین پر گر پڑا۔ اور جی ہی جی میں یوں باتیں کرنے لگا۔

"جس سے مَیں لڑتا ہوں وہ ایک دیو ہے۔ اور اس کی آنکھوں میں جادو بھرا ہے۔ افسوس یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ میں ایک حبشی بونا ہو کر ایک خبیث روحوں کے سردار سے جس نے نہنگ کی شکل اختیار کر رکھی ہے مقابلہ کروں؟"

اُس وقت بھی تو نہنگ کی اور اُس کی آنکھیں چار نہ تھیں مگر اُسے معلوم ہوتا تھا کہ نہنگ کی آنکھوں کی ناپاک چمک سے اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ تاہم چونکہ وہ اُنہیں دیکھ رہا تھا۔ اس لئے اُس کی جبلی ہمّت اور جرأت پھر عود کر آئی۔ اور وہ کہنے لگا۔

"آٹر اگر تو اسی طرح کچھ دیر پڑا رہا تو دیو کا جادو تجھ پر چل جائیگا اور وہ تجھے نگل جائیگا۔ اے آٹر تو دیوتا رہ چکا ہے۔ اس لئے تجھے معمولی انسانوں سے زیادہ بہادر ہونا چاہیئے۔ تیرا میاں لیونارڈ اگر پاس کھڑا ہو تو تجھے یوں اوندھا پڑا دیکھ کر وہ کیا کہے؟ غالباً وہ یہ کہے گا کہ اس شخص کو میں بہادری اور شجاعت کی لافیں مارتے سُنتا تھا۔ مگر یہ تو سخت بُزدل ہے۔ اب آٹر کیا تو ایسا بے غیرت ہے کہ بزدلی کا داغ لے کر اس دُنیا سے جائے؟"

آٹر کے پریشان دماغ نے لیونارڈ کی تصویر سچ مچ اُس کی آنکھوں کے سامنے لاکر کھڑی کر دی۔ جو تمسخر کی راہ سے اُسے یہ کہہ رہا تھا۔ "واہ آٹر واہ دیکھ لی تیری بہادری"

بونے کی رگ حمیّت و شجاعت اب جوش میں آگئی۔ اور اُس نے "میاں ایسا ہرگز نہ ہوگا" کا نعرہ اس زور سے مارا کہ تمام غار گونج اُٹھا۔ پھر وہ اپنا دوپھل والا چھُرا دائیں ہاتھ سے پکڑ کر سیدھا اپنے حریف کی طرف جھپٹا۔ نہنگ کی آنکھیں اب مشعل کی طرح چمکنے لگیں۔ آٹر کا نعرہ سُن کر اُس نے اپنے تمام جسم کو جنبش دی اور آہستہ آہستہ اپنا سر اُٹھا کر یکایک چٹان پر سے پانی میں کُود پڑا اور اس زور سے نیچے کُودا کہ تمام غار میں پانی اُچھلنے سے اندھیرا چھا گیا۔

آٹر نے خوف اور غصّہ کی حالت میں پھر ایک نعرہ مارا اُس نعرہ سے اُس کا حریف جھلّا اُٹھا اور مُنہ پھاڑ کر اتنا نزدیک آگیا کہ آٹر میں اور اُس میں چھ فیٹ کا فاصلہ رہ گیا۔ آٹر نے دیکھا کہ اب موقع ہے نہایت چالاکی اور بہادری کے ساتھ اُس نے ایک جست بھری اور اپنا دوپھل والا چھُرا اُس کی خوفناک تھوتھنی میں اتنی دُور تک لے گیا کہ اُس کا ہاتھ کہنی تک اندر چلا گیا۔ چھُرے کا ایک سرا تالو کی طرف اور دوسرا نیچے زبان کی طرف تھا۔ نہنگ نے یہ دیکھ کر کہ اس کا شکار

اُس کے منہ میں ہے چاہا کہ اُسے چبا ڈالے اور اس لیئے اس نے اپنا مُنہ بند کرنے کی کوشش کی۔ مگر جبڑوں کو ملاتے ہی چھُرے کی دونوں نوکیں اپنا کام کر گئیں اور جوں جوں اُس نے جدوجہد کی چھُرے کا اُوپر کا سرا تالو میں اور نیچے کا زبان میں زیادہ گھُستا چلا گیا۔ آٹر نے ایک لمحہ کے بعد اپنا ہاتھ نہنگ کے مُنہ سے کھینچ لیا۔ اور پھاند کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

اُس وقت اگر نہنگ کے مُنہ سے چھُرا نکل جاتا تو آٹر کی خیر نہ تھی۔ مگر چھُرے کا لوہا نہایت عمدہ تھا اور جس تسمہ سے اُس کے دونوں قبضے ایک دوسرے کے ساتھ باندھے گئے تھے وہ بھی نہایت مضبوط تھا۔ نہنگ درد کے مارے بیتاب ہو گیا اور اس تکلیف میں اُس کو اپنے حریف کے موجود ہونے کا خیال نہ رہا۔ اُس نے پیچ و تاب کھائے۔ اور اودھر اُدھر لوٹا۔ اُس کی دم چابک کی طرح چٹان پر لگتی تھی اور وہ مُنہ کھول کر چھُرا نکالنے کی کوشش کرتا تھا مگر ہر ایک کوشش کے ساتھ چھُرے کے دونوں پھل اُس کے مُنہ میں اُوپر تلے اور گہرے دھنستے جاتے تھے۔ آخر کار وہ بیقرار ہو کر آگے کی طرف جھپٹا۔ تسمہ جو آٹر نے اپنی کمر سے دس بارہ ہاتھ کھلا چھوڑ رکھا تھا اُس کے ساتھ ساتھ پانی میں کھینچا چلا گیا جب بالکل کھنچ گیا تو اُس کو جھٹکے لگنے شروع ہوئے۔ نہنگ نے تین بار چکّر کھایا چوتھی بار اُس نے پانی میں غوطہ لگایا۔ اور آٹر بھی اُس کے ساتھ ساتھ پانی کی تہ میں چلا۔ اگر کوئی اور شخص ہوتا تو اُس کا دم رُک جاتا اور وہ مر جاتا۔ مگر آٹر سانس بند رکھنے تیرنے اور غوطہ لگانے میں آبی جانوروں سے کچھ کم نہ تھا۔ نہنگ نے دو بار چشمہ کی تہ تک جو نہایت گہری تھی غوطہ لگایا اور بونے کو اپنے ساتھ کھینچ لے گیا۔ مگر ہر بار وہ پانی کے اوپر سانس لینے کے لیئے نکلا۔ تیسری دفعہ اُس نے پھر غوطہ لگایا۔ اور بونے کو اُس جگہ لے گیا جہاں ندی کا پانی ندر سوراخ میں سے باہر نکلتا تھا۔

مگر بونے کے چہرے نے اُسے نیم بسمل کر رکھا تھا اور اُسے سیماب کی طرح ایک جگہ قرار نہ تھا۔ فوراً وہ پھر ادھر اُدھر کی طرف بسرعت تمام پلٹا۔ اور سطح آب پر ادھر اُدھر دم مارنے لگا۔ اس وقت آٹر نے سر نکال کر سانس لی۔ نہنگ کی آنکھ اُس پر پڑی۔ یہ پہلا وقت تھا کہ اُس کو معلوم ہوا کہ جو چیز اُس کے ایک طرف پانی میں سر نکالے ہوئے ہے وُہی اُس کے اس درد و تکلیف کا موجب ہے۔ جھلا کر اُس نے اس پر حملہ کیا۔ مگر اپنے دانتوں سے وہ نہیں کاٹ سکتا تھا۔ اس لئے اُس نے اپنی دم کو زور سے آٹر کے ننگے جسم پر مارا۔ آٹر غوطہ لگا کر اس وار کو خالی دے گیا۔ مگر جب پھر پانی کی سطح پر اُٹھا تو نہنگ نے دوسری بار اپنی دم اُسے ماری۔ اس دفعہ گو آٹر نے پھر غوطہ لگایا۔ لیکن ضرب سے بچ نہ سکا۔ اُسے ایسا معلوم ہوا کہ اُس کے جسم پر آرہ چل گیا۔ درد کے مارے وہ بیتاب ہو گیا۔ اُس کی آنکھوں کے سامنے تاریکی چھا گئی اور اُس نے سمجھا۔ کہ اب میرا خاتمہ نزدیک ہے۔

ناگہاں یکایک نہنگ آٹر کو پانی میں سے کھینچ کر غار میں گھس گیا۔ آٹر کو معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں ہے۔ جب اُس کی آنکھ کھُلی تو اس نے اپنے آپ کو اُس چٹان کے اُوپر پایا جہاں اُس نے نہنگ کو بیٹھے دیکھا تھا۔ اور اُس کے ساتھ ہی نہنگ جس کا جسم اینٹھ گیا تھا مرا پڑا تھا۔

اس طرح نہنگ نے اپنی جان اس جگہ پر آکر دیدی جہاں وہ صدیوں رہ چکا تھا۔ اہل ظلمات کا دیوتا جس کی زمانہ قدیم سے پرستش ہو رہی تھی ایک بونے کے ہاتھوں مارا گیا۔ آٹر اپنے آپ کو مظفر و منصور پاکر خوشی کے مارے ناچنے لگا۔ اور اپنے حریف کو مرا ہوا دیکھ کر اُس نے اس زور کے نعرے مارے کہ غار گونج اُٹھا۔ جب اُس کا جوش مسرت ذرا کم ہوا تو دوسرے خیالات نے اپنا عمل شروع کیا اور افسردہ آواز میں وہ کہنے لگا۔ ”اے کاش! میرا میاں یہاں ہوتا اور میری اس لڑائی کی مجھ کو داد

دیتا۔ اگر میں اس غار سے زندہ نکلا تو میں ضرور اہلِ ظلمات کے دیوتا سانپ کے مارے جلنے پر کوئی گیت بناؤں گا۔ واقعی یہ لڑائی کوئی چھوٹی موٹی نہیں ہے کسی شخص نے اپنی حینِ حیات میں ایسی جنگ نہ دیکھی ہوگی (اپنے جسم پر ہاتھ پھیر کر) اہا چند خراشوں کے علاوہ مجھ کو کوئی ضرر بھی نہیں پہنچا۔ یہ بھی اچھا ہوا کہ تسمہ نہیں ٹوٹا ورنہ میں ضرور ڈوب جاتا۔" یہ کہکر اُس نے تسمہ کو جو نہنگ کی دم کے لگنے سے کسی قدر کٹ گیا تھا دونوں ہاتھوں سے کھینچ کر توڑ ڈالا۔ اور پھر نہنگ کے منہ میں سے چھرا نکالنے لگا۔ مگر اس میں وہ ناکامیاب ہوا۔ کیونکہ نہنگ کے بڑے سر میں چھرے کے دونوں سرے تسمہ تک اُوپر نیچے گھس گئے تھے۔ اور اگر دس آدمی بھی ہوتے تو وہ اس کو نکال نہ سکتے۔

آٹر اس وقت نہایت تھکا ہوا تھا اُس نے کہا کہ "اگر میں دوبارہ اس چشمہ میں گیا تو ممکن ہے لوگ مجھے دیکھ لیں اور تیروں سے چھید ڈالیں۔ اس غار میں پانی کہیں نہ کہیں سے تو ضرور آتا ہوگا۔ یہی بہتر ہوگا کہ جہاں سے یہ آتا ہے۔ وہاں چلا جاؤں۔

یہ ارادہ کر کے وہ اُٹھا مگر اندھیرے میں اس کی نگاہ ہڈیوں کے ڈھیر پر پڑی جس کے ساتھ ہی ایک آدمی کی لاش پڑی سڑ رہی تھی۔ نزدیک جاکر اس کو معلوم ہوا کہ جس شخص کی یہ لاش تھی اُس کو مرے دو ہفتہ سے زیادہ نہ ہوئے ہوں گے۔ اُس کا جبہ اُس کے کفن کا کام دے رہا تھا۔ آٹر نے جبہ کو پکڑ کر اُوپر اُٹھایا تو دیکھا کہ اُس کے نیچے کی جانب ایک چمڑے کی تھیلی بندھی تھی۔ اُسے دیکھ کر وہ دل میں بولا۔ اس میں کھانے کی چیزیں ہونگی مگر میں نہیں سمجھتا کہ اشیائے خوردنی کیونکر زادِ آخرت کا کام دے سکتی ہیں۔ ایک سڑی ہوئی لاش کے پاس پڑی پڑی یہ چیزیں کس کام کی رہی ہوں گی۔ میں اس ڈراؤنی جگہ میں زیادہ ٹھہرنا نہیں

چاہتا۔ دماغ بھی یہاں پھٹا جاتا ہے نہ گدھ ہی یہاں آسکتے ہیں کہ ان بوسیدہ لاشوں کو چٹ کر جائیں۔"

یہ کہہ آٹر غار کے بیچوں بیچ پانی کے بہاؤ کی مخالف سمت میں روانہ ہوا۔ اس کا بایاں ہاتھ سامنے کی طرف تھا تاکہ اگر کوئی چیز سامنے آئے تو ٹٹول سکے اور دوسرے ہاتھ سے وہ چٹان کی چھت کو چھوتا جاتا تھا۔ کہ کہیں سر سے نہ ٹکرا جائے ایک جگہ روشنی معلوم ہوئی مگر تھوڑی دیر چلنے کے بعد وہ پھر غائب ہو گئی۔ رستہ میں نہ وہ کسی گڑھے میں گرا اور نہ کسی اور نہنگ سے اُس کا مقابلہ ہوا۔ قریب نصف گھنٹہ تک وہ ایک ڈھلوان چٹان پر چڑھتا گیا۔ اس کے بعد اس کو روشنی دکھائی دی۔ آٹر کے دل میں امید تازہ ہوئی بہت دیر نہ گذری تھی کہ وہ غار کے مُنہ پر پہنچ گیا۔ جس پر برف کے بڑے بڑے تودے لگے ہوئے تھے۔ اور اُن میں سے پانی گھل گھل کر غار میں بہ رہا تھا۔ آٹر ایک کھلے سوراخ میں سے رینگ کر اُوپر نکل آیا اور اب وہ پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا تھا۔ جو شہر کے عقب میں اُٹھی ہوئی تھی اور جہاں ابھی تک کسی شخص کا گزر نہیں ہوا تھا۔ اس کے سامنے سبزی مائل برف کے ستون کھڑے تھے۔ جن پر سے آفتاب کی شعاعیں منعکس ہو کر ایک عجیب لطف دکھاتی تھیں۔

تیسواں باب

پھنس گئے

ناظرین کو یاد ہوگا کہ آٹر کے نہنگ پر فتح پاکر غار کی تاریکی سے دن کی روشنی میں باہر نکلنے کے چند گھنٹے پیشتر لیونارڈ ایک مخفی رستہ سے جوانا کو جو ابھی تک بیہوش

تھی بغل میں اُٹھائے لئے جا رہا تھا اور سوا مشعل بکف اُس کے آگے آگے تھی۔ بہت دیر تک وہ چلتے رہے۔ آخر کار ایک چوبی دروازہ آیا جس میں سے سوا اور لیونارڈ وغیرہ یکے بعد دیگرے گزر کر ایک تاریک کوٹھڑی میں جو سالم چٹان میں سے تراشی ہوئی تھی داخل ہوئے اس میں ایک طرف کچھ کھانے کی چیزیں رکھی ہوئی تھیں اور دوسری طرف ایک چارپائی بچھی ہوئی تھی۔

سوا (چارپائی کی طرف اشارہ کر کے) "گورے آدمی راعیہ کو اس پر لٹا دو۔"

یہ کہکر اُس نے ایک شمع کو روشن کر کے طاقچہ میں رکھ دیا۔ اور دروازہ بند کر کے کاہنوں کو ساتھ لے کر مخفی رستہ سے واپس چلی گئی۔ لیونارڈ نے جوانا کو چارپائی پہ لٹا دیا۔ اور اب وہ دونوں اکیلے رہ گئے۔

لیونارڈ کے کان میں متواتر پانی کے بہنے کی آواز آ رہی تھی اور کبھی کبھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک شور عظیم برپا ہو رہا ہے۔ اُسے حیرت ہوئی کہ یہ کیا ماجرا ہے اور میں کہاں ہوں؟ مگر کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ اُس کا تذبذب رفع ہو گیا۔ کیونکہ تھوڑی سی جستجو کے بعد اُس نے دیوار میں ایک سوراخ دیکھا اور اُس کے ساتھ کان لگا کر اُن آوازوں کو بغور سُننے لگا۔ اب لیونارڈ کو معلوم ہو گیا کہ وہ کہاں ہے۔ چشمہ کا پانی غار میں سے ہوتا ہوا اُس کوٹھڑی کی دیوار کے پاس سے گزرتا تھا اور وہ شور جو لیونارڈ کو کبھی کبھی سُنائی دیتا تھا وہ اُن لوگوں کی آوازیں تھیں جو چشمہ کے اُوپر سے فرانسسکو کی لاش کو پانی میں چکّر کھاتا دیکھ رہے تھے۔

یہ نعرے کچھ دیر تک بلند ہوتے رہے۔ اور آخر کار بند ہو گئے۔ اب صرف پانی کے بہنے کی آواز آتی تھی۔

اب لیونارڈ جوانا کے سرہانے ایک تپائی پر بیٹھ گیا۔ اس کا دل اس وقت طرح طرح کے خیالات کی جولانگاہ بن رہا تھا۔ نیک نہاد اور پاک طینت فرانسسکو اور وفادار

آٹر کے بے طرح مارے جانے کے خیال سے اُس کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبانے لگیں۔ اُس نے دل میں کہا "افسوس میں اس ملک میں جو نمونہ جہنم ہے کیوں آیا؟ سوائے ہم دوتوں کے اور سوا کے جو میری دشمن جانی بن گئی ہے اور سب لوگ جو میرے ہمراہ آئے تھے مر گئے ہیں۔ مَیں بھی ایک دو دن کا مہمان نظر آتا ہوں اور یہ لڑکی بھی جس کو میری خود غرضیوں نے یہاں لا کے پھنسا دیا ہے۔ مثل آفتاب لب بام ہے یہ ظلمت کدہ جس میں میں اب بیٹھا ہوا ہوں بھیانک پن میں قبر سے کم نہیں۔ افسوس سالہا سال کی محنت شاقہ کا یہ نتیجہ ہوا۔"

ابھی وہ اس قسم کے خیالات میں محو تھا کہ جوانا کی آنکھ کھُل گئی اور وہ اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ اُس نے اِدھر اُدھر حیرت کے ساتھ نگاہ کی اور لیونارڈ سے پوچھا۔ "ایں! ایں کہاں؟ یہ تو وہ بستر نہیں جس پر مَیں لیٹی تھی (چونک کر) ہائے کیا زندگی کا خاتمہ ہو چکا؟"

لیونارڈ (جوانا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر) "گھبراؤ نہیں پیاری میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

جوانا۔ "مگر باقی لوگ کہاں ہیں۔ اور یہ خوفناک جگہ کونسی ہے کیا ہم قبر میں زندہ دفن کر دیئے گئے ہیں؟"

لیونارڈ۔ "نہیں ہم قید خانے میں ہیں۔ آؤ کچھ کھا پی لیں پھر میں تم کو سب باتیں بتا دونگا۔"

جوانا نے طوعاً و کرہاً لیونارڈ کے کہنے کی تعمیل کی۔ کیونکہ فرانسسکو اور آٹر کے غائب ہونے کا خیال اُس کو مارے ڈالتا تھا۔ اثنائے طعام میں وہ ایک خوف و تعجب کے عالم میں لیونارڈ کے چہرہ کی طرف دیکھتی رہی۔ جب کھانا کھا چکے تو اس نے پوچھا۔ "اب بتاؤ کہ فرانسسکو اور آٹر کہاں ہیں؟"

لیونارڈ (افسردہ دلی کے ساتھ) "افسوس جوانا وہ مر گئے۔"

جوانا (چیخ کر اور ہاتھ مل کر) "مر گئے؟ کیا فرانسسکو مر گیا ہائے تو اب ہم کیوں زندہ ہیں؟"

لیونارڈ۔ "جوانا ہمت نہ ہارو۔ ہمت نہ ہارو میری بات سنو...... مگر تم تو پہلے ہی صبر و استقلال کو ہاتھ سے دے بیٹھی ہو۔"

جوانا۔ "اچھا سناؤ۔"

لیونارڈ۔ "سنو۔ جب تم سو گئیں تو سوا نے آکر ایک تجویز پیش کی جو ہم نے منظور کر لی۔ وہ یہ تھی کہ فرانسسکو کو ایکا کا لباس پہنا کر تمہاری بجائے مع آٹر کے بُت پر سے گرا دیا جائے اور تم کو چھپا لیا جائے۔

جوانا۔ "کیا اس تجویز کے مطابق عمل ہو چکا؟"

لیونارڈ (سر نیچا کر کے) "ہاں میرا خیال ہے کہ ہو چکا۔ اب ہم بُت کے نیچے ایک مخفی تہ خانہ میں مقید ہیں۔"

جوانا ان الفاظ کو سُن کر برق مضطر کی طرح تلملا اُٹھی۔ اور غیظ و غضب میں آکر اُس نے لیونارڈ سے کہا۔ "تمہیں کیا مجال تھی ایسا کرنے کی؟ کس نے تم کو اسکی اجازت دی؟ میرا خیال تھا کہ تم بہادر ہو مگر میں سخت غلطی پر تھی مجھے اب معلوم ہوا کہ تم نہایت بزدل ہو۔"

لیونارڈ۔ "تمہارا ناراض ہونا بے وجہ ہے۔ جو کچھ میں نے کیا تمہارے لئے کیا۔"

جوانا۔ "ہاں اب تم ایسا ہی کہو گے مگر میں جانتی ہوں کہ تم نے اپنی جان بچانے کے لئے سوا کے ساتھ سازش کر کے فرانسسکو کو قتل کرایا ہے۔ بس اب تم سے میرا قطع تعلق۔ خدا مجھ کو تم سے نہ بلوائے۔"

لیونارڈ (طیش میں آکر) "مگر یہ دُعا تمہاری پوری نہیں ہوتی۔ میں تم سے بولتا ہوں سُنو۔ اگر تم مرد ہوتیں تو میں ضرور ان الفاظ کا جو تم نے کہے ہیں بدلہ لیتا۔ جب

تمہارے ہوش و حواس ٹھکانے ہونگے تو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ مجھ کو فرانسسکو کے عوض مرنے میں کوئی عذر نہیں تھا۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ اگر میں ایکا کا لباس خود پہنتا تو مجھ کو فوراً اہل ظلمات پہچان لیتے اور میری اس حماقت، کا خمیازہ تم کو کھینچنا پڑتا۔ مَیں جو اس تہ خانہ میں مقید ہوں تو محض اس لئے کہ مجھ کو تمہاری جان کی حفاظت اور سلامتی مدِنظر تھی نہ کہ اپنی افسوس اب مجھے یہ آرزو ظاہر کرنی پڑی کہ کاش میں بھی مر گیا ہوتا تاکہ اس وقت تمہاری طعن و تشنیع کا آماجگاہ نہ بنتا مگر تم ڈرو نہیں ظن غالب ہے کہ مجھے بھی عنقریب اُس کے پیچھے پیچھے جانا ہوگا۔ مَیں خوب جانتا ہوں کہ تم کو اس شخص کی چاہ تھی اور اتفاقی طور پر یا دیدہ و دانستہ تم نے اس کو اس حد تک اپنا فریفتہ بنا لیا تھا کہ اطمینان قلب سے وہ محروم ہو گیا تھا۔ اس لئے تم قابلِ معافی ہو۔ مگر بایں ہمہ تمہارا برتاؤ میرے ساتھ ایسا ہے کہ میں اُس کی تاب نہیں لا سکتا۔"

جوانا۔ "تم ڈانٹنے اور ملامت کر لینے میں واقعی مجھ سے بڑھے ہوئے ہو مَیں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مَیں اس بحث کو جانے دیتی ہوں۔ شاید جب تمہارے حواس ٹھکانے ہونگے تو تم کو معلوم ہو جائیگا کہ میری جان میری اپنی ہے۔ مَیں نے کسی کو یہ نہیں کہا تھا کہ میرے لئے اپنی جان دے۔"

لیونارڈ۔ "خیر جو ہوا سو ہوا۔ اس قسم کی حرکت مجھ سے آئندہ کبھی سرزد نہ ہوگی۔ ہاں یہ تو لے لو بیچارے فرانسسکو مرحوم نے مجھ سے مرتے دم کہا تھا کہ یہ میری طرف سے راعیہ کو دیدینا۔"

یہ کہکر اُس نے تسبیح اور روزنامچہ جوانا کو دیدیا اور کہنے لگا۔ "اُس نے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ تم اس تسبیح کو بطور یادگار اپنے پاس رکھنا اور جب کبھی دُعا مانگو تو اُس کے لئے مغفرت چاہنا۔"

جوانا نے روزنامچہ لے کر کھولا۔ پہلے اس نے اپنا نام دیکھا کیونکہ اُس روزنامچہ میں پادری فرانسسکو نے اس وقت سے جبکہ جوانا کے ساتھ اس کی پہلی ملاقات ہوئی اپنے دلی جذبات کی اور اُس جدوجہد کی کیفیت درج کر رکھی تھی جو ان جذبات کو روکنے کے لئے اس نے پیہم کی تھیں۔ جوانا ورقوں کو جلدی جلدی الٹتی چلی گئی آخری صفحہ پر اس کی نگاہ اس تحریر پر پڑی جو فرانسسکو نے مرتے وقت تک جوانا کو لکھی تھی۔ وہ تحریر یہ تھی۔

خاتونِ عصمت وثار و عفت شعار۔ آپ کو رفتہ رفتہ معلوم ہو جائیگا کہ مجھے کس بات نے یہ الفاظ قلمبند کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ اگر آپ اس روزنامچہ کے صفحات کو غور سے پڑھیں گی تو آپ کہیں گی کہ فرانسسکو ضبطِ نفس پر کافی قدرت نہیں رکھتا تھا۔ لیکن آپ اس بات کو فراموش نہ کریں کہ اگرچہ مَیں پادری ہوں مگر پھر بھی انسان ہوں۔ اور بہیمیت کا مادہ مجھ میں کسی قدر موجود ہے۔ میں نے بارہا چاہا کہ اپنے دل کو روکوں اور آپ کی محبت کے آنچل کو پکڑنے سے باز رہوں مگر نہ ہو سکا۔ اور

'مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'

اگرچہ مَیں اپنے اس گناہ سے شرمندہ ہوں اور خود اپنے آپ کو کبھی بے قصور نہیں ٹھہراؤں گا۔ مگر مجھے امید ہے کہ جہاں میرے ہزاروں گناہ خدائے کریم بخشے گا وہاں آپ بھی میرا گناہ بخشیں گی۔ اب آپ اُس شریف النسل اور شریف الطبع آدمی کے ساتھ جسے آپ سے سچّی محبت ہے مسرت و راحت کی زندگی بسر کریں۔ مَیں آپ کے لئے دُعا مانگتا ہوں کہ آپ پر اور آپ کے چاہنے والے پر آسمان سے برکت نازل ہو۔ اور آپ مصائب و تکالیف سے مامون و مصئون رہیں۔ جب کبھی آپ یاد کریں تو میرا نام لے کر کہیں کہ محبت ہو تو ایسی ہو کہ جان دینی

پڑے تو اپنے دوستوں سے دریغ نہ کرے۔ اب میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔ دوسری دُنیا میں آپ سے ملاقات ہوگی۔ الوداع "

جوانا نے اس تحریر کو ایسی حیرت سے جو دم بدم ترقی پر تھی پڑھا اور جب وہ پڑھ چکی تو اُس نے روزنامچہ کو نیچے رکھ دیا اور پکار اٹھی۔ آہ مجھ میں وہ کونسی خوبی ہے کہ ایسے شریف النفس لوگ میرے اوپر جان نثار کرتے ہیں۔" یہ کہکر اُس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور وہ زار و قطار رونے لگی۔

جب اُس کا رونا بند ہوا تو لیونارڈ نے آہ بھر کر کہا۔" افسوس دُنیا میں سے ایک نہایت نیک آدمی اُٹھ گیا۔ جوانا ہم اس قابل نہ تھے کہ وہ ہماری صحبت میں رہتا۔"

اُس وقت دستک کی آواز سُنائی دی اور جب لیونارڈ نے دروازہ کھولا تو نام اور سوا اندر داخل ہوئے۔

نام (جس کے چہرہ سے تذبذب اور خوف مترشح تھا) " اے نجات دہندہ اور اے راعیہ مَیں تم سے کچھ کہنے کے لئے آیا ہوں۔ دیکھو مَیں نے اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر تمہیں بچایا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ گورا آدمی جو تمہارا ہمراہی تھا راعیہ کی بجائے قربانی چڑھا۔"

لیونارڈ (قطع کلام کر کے) " کیا گرا دیا گیا؟"

لیونارڈ کے اس سوال کو جوانا نے ترجمہ کر کے نام کو سُنا دیا۔

نام۔" اب مَیں تم سے کوئی بات چھپا نہیں سکتا۔ ہم کو ایک دوسرے کی حقیقت خوب معلوم ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ گورا آدمی جو تمہارے ہمراہیوں میں سے تھا واقعی قربانی چڑھا دیا گیا ہے۔ جس وقت اس کے بت پر سے گرائے جانے کا وقت نزدیک تھا تو اُس کو خوف سے لرزہ آگیا اور پھر وہ بیہوش ہو گیا۔

مگر مَیں حیران ہوں کہ وہ بونا کس بلا کا آدمی تھا کہ اُس نے اتنا انتظار نہ کیا کہ کوئی اور شخص اُس کو گرائے بلکہ خود بخود خلا میں کود پڑا۔ اور ایک اور شخص کو بھی جو میرے کاہنوں میں سے تھا ساتھ ہی لے گیا۔"

لیونارڈ (بلند آواز سے) "شاباش آٹر شاباش! مَیں جانتا تھا کہ تو مریگا بھی، تو ایک انداز سے۔"

نام۔ "اے نجات دہندہ! واقعی اس بونے نے کمال کر دیا اس وقت تک بہت سے لوگ قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ انسان نہیں تھا بلکہ دیوتا۔"

لیونارڈ۔ "قسمیں کھاتے ہیں؟"

نام۔ "ہاں کیونکر نہ کھائیں؟ بعد میں جب دیکھا گیا کہ بونا اتنی بلندی پر سے گرنے کے بعد بھی وہ زندہ ہے اور سانپ کے پیچھے پیچھے جو تمہارے گوئے ہمراہی کی لاش کو مُنہ میں دبائے غار کی طرف جا رہا تھا تیر رہا ہے تو لوگ حیران اور ہکّا بکّا رہ گئے۔ گو اس امر کی وجہ کوئی شخص نہیں بتا سکتا کہ انسان ہو کر سانپ کے پیچھے پیچھے تیرنے کی ہمّت اُس کو کیونکر پڑی۔"

لیونارڈ (بآواز بلند) "شاباش آٹر شاباش! اچھا نتیجہ کیا نکلا؟"

نام۔ "اے نجات دہندہ اس بات کا علم کسی کو نہیں۔ ہاں یہ دیکھا گیا تھا کہ سانپ نے پانی میں غوطہ مارا اور بونا بھی اُس کے ساتھ ہی پانی کے اندر چلا گیا۔ اس کے بعد سانپ نے تو غار کے پاس جا کر سر نکالا اور اُس میں گھس گیا مگر بونا نہیں معلوم کہاں گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ غار میں بھی گیا اور بعض کی یہ رائے ہے کہ وہ نہیں گیا۔"

لیونارڈ۔ "مرے یا جیے مگر آٹر ایک دفعہ تو سانپ سے لڑیگا۔ نام تم کس کام کے لئے آئے؟"

اس سوال نے نام کو تشویش میں ڈال دیا۔ کیونکہ دراصل وہ جوانا کو لیونارڈ سے علیحدہ کرنے کے لئے آیا تھا۔ اور چاہتا تھا کہ کسی قسم کی جبر و تعدی سے کام نہ لے ساتھ ہی اُس کو یہ بھی خیال تھا کہ اگر مَیں لیونارڈ اور جوانا کو جو کچھ میرے دل کا منشا ہے ٹھیک ٹھیک بتادوں تو خلافِ مصلحت ہوگا۔ اس لئے وہ بولا۔

"اے نجات دہندہ مَیں یہاں اس غرض سے آیا تھا کہ جو کچھ مندر میں پیش آیا ہے۔ اُس سے تم کو خبر دوں۔"

لیونارڈ۔ "خوب۔ خبر اس بات کی کہ تم میرے دو نہایت عزیز دوستوں کی زندگانی کا خاتمہ کر آتے ہو جن میں سے ایک مرنے سے کچھ دیر پہلے تمہارا معبود اور دیوتا تھا! نام مَیں اس خوشخبری لانے کے لئے تمہارا تہ دل سے ممنون ہوں کیا مَیں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ ہمارے متعلق تم نے کیا تجویز سوچی ہے؟"

نام۔ "نجات دہندہ یقین مانو کہ مَیں یہ چاہتا ہوں کہ تمہاری جانیں بچ رہیں۔ اگر تمہارے ساتھی موت کا شکار ہوئے تو اس میں میرا قصور نہ تھا ملک بھر میں ایک کھلبلی مچ گئی ہے اور عجیب عجیب افواہیں اُڑ رہی ہیں مَیں نہیں جانتا کہ ہفتہ آئندہ میں کیا پیش آئے۔ مگر مَیں چاہتا ہوں کہ جبتک لوگوں کے دلوں کا جوش کم نہ ہو تب تک تم اُسی جگہ چھپے رہو۔ یہ کمرہ تمہارے رہنے کے لائق نہ تھا مگر کیا کیا جائے۔ موجودہ صورت میں اس سے بہتر کوئی مقام نہیں مل سکتا۔ تاہم ایک اور کوٹھڑی ہے جس میں تم رہ سکتے ہو اور وہ اسی کے برابر ہے۔ شاید تم نے پہلے ہی دیکھ لی ہوگی۔"

یہ کہکر اُس نے دیوار میں ایک جگہ اُنگلی رکھ کر پتھر کو زور سے دبایا اور معاً پتھر کی ایک سل جو معمولی دروازہ جتنی بڑی تھی ایک طرف کو سرک گئی اور ایک کوٹھڑی نمودار ہوئی۔

نام :- "دیکھو نجات دہندہ یہ ہے وہ کوٹھڑی۔ یہ کہکر وہ کوٹھڑی میں داخل ہونے کے لئے آگے بڑھا مگر پھر پیچھے ہٹ گیا۔ گویا اخلاق کا یہ تقاضا تھا کہ وہ پہلے لیونارڈ کو آگے جانے دے۔"

یہ پہلا ہی موقعہ تھا کہ لیونارڈ احتیاط سے کام لینا بھول گیا۔ دہلیز کے دوسری طرف اُس نے قدم رکھا۔ مگر فوراً اُسے یہ خیال آیا۔" مَیں اس تاریک کوٹھڑی میں تنہا کیوں گھُسا۔ آخر یہ نام میرا دوست تو نہیں ہے؟"

وہ جلدی سے پیچھے کو لوٹا۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ پتھر کی سل اپنی جگہ پر آ گئی۔ چور دروازہ بند ہو گیا۔ اور اُس نے ایک زندان تاریک میں جوانا سے علیحدہ اپنے آپ کو مقید پایا۔

تینتیسواں باب

نام کی آخری حجّت

نام نے دروازہ بند کرنے میں اس پھُرتی سے کام لیا کہ جوانا حیران و ششدر رہ گئی۔

نام۔"بڑی دیر کے بعد تخلیہ میں گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔"

جوانا:- "ہٹ مردود۔ مَیں تجھ سے بات کرنا نہیں چاہتی (دل میں) اب میرے لئے یہی بہتر ہے کہ مر جاؤں۔"

یہ سوچ کر اُس نے اپنا ہاتھ سر کی طرف بڑھایا تاکہ زہر کھا کر مر جائے اور

تمام جھگڑوں اور قضیوں سے رہا ہو۔

سوا۔ "جان سے۔ بڑی تنگ آگئی ہو۔ لیکن وہاں اب کیا رکھا ہے۔ مَیں ایسی احمق نہ تھی کہ زہر کا خریطہ تمہارے بالوں میں رہنے دیتی۔ کہ جب چاہو جان پر کھیل جاؤ۔ اب تم اُسے نہ پاؤ گی۔"

نام۔ "خبردار راعیہ اگر تو نے اپنی جان کا قصد کیا تو میں تیری مشکیں کسوا دُونگا۔ اور اپنی بیٹی کو تیری نگرانی کرنے کے لئے مقرر کر دونگا۔ مَیں قسم کھاتا ہوں کہ اگر تو میرا کہا مانے گی تو اُس شخص کو جو ساتھ کے کمرے میں بند ہے کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔ تو یہ تو سمجھ سکتی ہے کہ لوگ تجھ کو اب دیبی خیال نہیں کرینگے۔ مَیں اگر اپنا خیال کرتا تو میرے لئے یہ بہتر تھا کہ تو سانپ کے آگے پھنکوا دیجاتی۔ اور سب خرخشے مٹ جاتے مگر میری بیٹی نے مجھ سے تیری سفارش کی اور چونکہ وہ میری لخت جگر ہے مَیں نے اس کی آرزو پورا کرنے کے لئے تجھ کو بچا لیا۔ اب تو اس ملک سے بھاگ بھی نہیں سکتی۔ عمر بھر تجھے اس سرزمین میں رہنا پڑیگا مگر ساتھ ہی یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ تو اس تنگ و تاریک حجرہ میں ساری عمر گذار دے پس محض اس لئے کہ میری بیٹی کو تجھ سے محبّت ہے اور وہ چاہتی ہے کہ تو زندہ رہے۔ مَیں نے ایک تجویز سوچی ہے جس سے نہ صرف تجھ کو اس قید خانہ کی قید سے رہائی ہوگی بلکہ تو تمام ملک میں ممتاز ہو جائیگی۔" یہ کہکر وہ رُک گیا۔

جوانا (غصّہ اور خوف سے کانپ کر) "آخر تم اپنے مطلب پر بھی آؤ گے یا نہیں؟"

نام (سر جُھکا کر) "میرا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ دیبیوں کی طرح تمہاری پرستش آئندہ نہیں ہو سکتی مگر یہ ممکن ہے کہ تم شاہ آلفن کے حبالہ عقد میں آ کر اس ملک کی ملکہ کہلاؤ۔"

جوانا کے دل پر ان الفاظ کے سُننے سے جو کیفیت طاری ہوئی اس کا اندازہ

اچھی طرح کیا جا سکتا ہے۔ ایک وحشی کی بی بی بننے کے خیال سے گو وہ والئے ملک ہی کیوں نہ ہو اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور ساتھ ہی اُسے نام کی مکاری اور بے باکی پر سخت غصّہ آیا۔ مگر اس وقت وہ بے یار و مددگار اور بالکل بے کس تھی۔ لہٰذا مصلحت وقت سمجھ کر اس نے اپنے غُصّہ کو مشکل کے ساتھ ضبط کیا اور کہنے لگی۔ "کیا لوگ مجھ کو جو اُن کی دیبی تھی اپنے بادشاہ کے نکاح میں آئی ہوئی دیکھ کر تعجب نہ کریں گے؟"

نام۔ "نہیں راعیہ تم اس بات کی فکر نہ کرو مَیں لوگوں کو ایک دن مندر میں جمع کر کے کہدونگا کہ وہ دیبی جس کو تم نے جھوٹی قرار دیکر سانپ کی قربانی چڑھا دیا تھا دراصل سچی تھی اور بوجہ اس کے کہ اس کو تم سے محبت ہے انسانی قالب میں پھر تمہارے درمیان آگئی ہے تاکہ تم میں سے جس شخص سے اُس کو خاص طور پر محبت ہے اس کے ساتھ وہ چند سال رہے۔"

جوانا "چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری میں
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں"

نام تو گو لاکھ مکار اور چالاک ہے مگر یہ تجویز تیری نہیں معلوم ہوتی اس کی تہ میں کوئی نہ کوئی عورت ضرور ہے۔ لیکن خواہ کچھ بھی ہو میں ہرگز اس پر عمل نہیں کر سکتی۔"

سوا۔ "راعیہ تم ٹھیک کہتی ہو یہ تجویز میری ہے اور اس سے میرے دو مقصد ہیں ایک تو یہ کہ تم زندہ رہو۔ دوسرے یہ کہ تمہارا نکاح ایک وحشی آدمی سے کرا کے لیونارڈ سے انتقام لوں۔"

جوانا۔ "مگر کیا تم کو یہ معلوم نہیں کہ اس معاملہ میں میری رائے بھی کچھ وقعت رکھتی ہے۔"

سوا (طنز سے) "جوانا تم اس گھمنڈ میں ہو کہ چونکہ تمہاری شکل ذرا اچھی ہے

اس لئے تمام دُنیا تمہاری خواہشوں کی غلام ہے۔ اور تمہاری ہر ایک آرزو پوری ہو سکتی ہے۔ مگر کہیں اسی خیال پر مت اترانا کم از کم مجھ پر تو تمہارا جادو نہیں چلتا۔ سنو جو تجویز مَیں نے پیش کی ہے اس سے نہ صرف تمہاری اور لیونارڈ کی سلامتی مقصود ہے بلکہ مَیں اپنے باپ کی بھلائی بھی چاہتی ہوں۔ آلفن تمہارے عشق میں مبتلا ہے اور اس آڑے وقت میں میرے باپ اور اُس کے کاہنوں کو اُس کی مدد کی ضرورت ہے وہ اُن کو اس شرط پر مدد دینے کے لئے تیار ہے کہ آج ہی تمہارا اس سے نکاح کر دیا جائے۔ ہم جبراً تمہارا نکاح اُس سے کر دیتے مگر مشکل یہ ہے کہ آلفن چاہتا ہے کہ تمہاری رضامندی کے بغیر تم سے شادی نہ کرے۔ اے راعیہ گو تم یہ چاہتی ہو کہ اپنی قوم کے کسی آدمی سے تمہاری شادی ہوتی مگر موجودہ صورت میں اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے۔ کہ تم ایک ملک پر حکمرانی کرو گی اور ملکہ کہلاؤ گی۔ اس کے علاوہ خیال کرو کہ جس شخص کو تم نجات دہندہ کہتی ہو وہ قریب کی کوٹھڑی میں قید ہے۔ اور اُس کا مرنا جینا تمہارے رو یا قبول پر منحصر ہے تمہاری زبان کا نکلا ہوا ایک لفظ اس کو ایسی خوفناک موت سے بچا سکتا ہے جس کے خیال سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔"

جوانا۔ "سوا یہ تو نے مجھ سے چال کی ہے تو چاہتی ہے کہ یا تو مَیں آلفن سے شادی کر لوں اور یا لیونارڈ کو اپنے ہاتھوں قتل کراؤں۔ بہتر ہوتا کہ تو مجھ کو بردہ فروشوں کے خیمہ گاہ میں رہنے دیتی۔"

سوا (درشتی کے ساتھ) "جب تم اس خیمہ گاہ میں تھیں تو تم کو مجھ سے محبت تھی مگر اس کے بعد تمہیں عشق چرایا اور تم مجھ کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگیں مجھ کو تم سے اب بھی اسی طرح محبت ہے جو پہلے تھی مگر مَیں اس گورے آدمی سے انتقام لونگی جس نے تمہارا دل میری طرف سے پھیر دیا ہے اور اس انتقام لینے

کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ تم کو آلفن کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کروں اس سے نہ صرف میرا ہی مطلب پورا ہوتا ہے بلکہ تمہاری قدر و منزلت کا بڑھنا اور زندگی خوشی سے بسر کرنا بھی متصور ہے۔"

جوانا کو ہرگز اس امر کا اقبال کرنا منظور نہ تھا کہ وہ آلفن سے شادی کرے گی۔ مگر ساتھ ہی اُس کے دوسرے خیالات نے اس کے دل کو ورطۂ تذبذب و اضطراب میں ڈال رکھا تھا۔ اُس نے دل میں کہا "اگر میں آلفن کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کروں تو ایک ایسا شخص جو مجھ پر ہزار جان سے فدا ہے اور جس سے مجھے سچا عشق ہے جان سے مارا جاتا ہے۔ اُس کی جان کی سلامتی مجھے ہر طرح پر منظور ہے مگر افسوس اس مقصد کی تکمیل کے لئے صرف ایک ہی سبیل ہے جس سے پیارا لیونارڈ مجھ سے ہمیشہ کے لئے جدا رہیگا۔ ہائے یہ جدائی میرے اور اُس کے دل پر کیسی شاق گذرے گی۔ یہ کوئی جینا نہیں اس کو زندہ درگور کہنا چاہئے خیر۔

نہ سہی وصل تو حسرت ہی سہی '

مگر ہاں ممکن ہے کہ خدا ہم کو پھر ملا دے گو آلفن کی محبّت سچّی ہو اور وہ میری دلجوئی کے لئے ہزار کوشش کرے یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ لیونارڈ کا خیال میرے جی سے اُٹھ جائے

ایں خیال ست و محال ست و جنوں

ممکن ہے کہ اس ملک کی ملکہ بن کر میں اپنی حکومت و اقتدار کو اپنے حصول مطلب کا ذریعہ بناؤں اور لیونارڈ کو پھر راحت و آرام نصیب ہو۔ آخر اپنی جرأت اور دلاوری کی وجہ سے ممکن ہے اب تک بحر حیات میں ہاتھ پاؤں مار رہا ہو۔ جو خود دریا باش ہے وہ نہنگوں سے کب ڈریگا۔ اس لئے اگر وہ سانپ کو مار کر غار سے زندہ نکل آیا تو اہل ظلمات کے نزدیک اُس کے دیوتا ہونے میں کچھ شک نہیں رہیگا۔ پھر تو کیا آلفن

اور کیا نامؔ سب اُس کے آگے سر جھکائینگے اور جھکانے پر مجبور ہونگے۔ اس صورت میں وہ اور لیونارڈ دونوں مل کر ضرور مجھ کو آلفن کی قید سے چھڑا لینگے۔"

ان خیالات سے متاثر ہو کر جوانا نے اپنا سر اُٹھایا اور نامؔ سے کہنے لگی۔
"مَیں آلفن سے شادی کرنے پر رضامند ہوں۔"

نامؔ۔ "بس میرا مطلب یہی تھا۔ اب مَیں تمہیں اس بات سے آگاہ کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ خبردار ہرگز آلفن کے سامنے یہ نہ کہنا کہ لیونارڈ زندہ ہے اور تم اُس (آلفن) سے شادی کرنے پر خوش نہیں۔ ورنہ میں اسی دم نجات دہندہ کو مروا ڈالونگا۔ اب تم یہ بتاؤ کہ ہم آلفن کو یہاں کس وقت لائیں۔"

جوانا۔ "جس وقت تمہاری مرضی ہو۔ جتنی جلدی کروگے اُتنا ہی اچھا ہے۔"

نامؔ۔ "بہت بہتر۔"

پھر سوا سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "آلفن باہر کھڑا ہے اس کو بلا تو لا۔"

سوا نے اپنے باپ کے کہنے کی تعمیل کی اور آلفن کو بُلانے کے لئے دروازہ سے باہر نکل گئی۔ جوانا خوف وہراس کے عالم میں چارپائی پر دیوار سے پشت لگائے بیٹھی تھی اور چونکہ وہ یہ نہیں چاہتی تھی کہ نامؔ کو اس کے دل کی کیفیت معلوم ہو اُس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرہ کو چھپا لیا۔ کچھ دیر تک وہ خاموش رہی اور پھر دروازہ کھلا اور سوا اور آلفن اندر داخل ہوئے۔

نامؔ (دبی آواز سے) "راعیہ خبردار اگر تو نے ایک لفظ ایسا ویسا کہا تو نجات دہندہ کی خیر نہیں۔"

چونتیسواں باب

شریف بنو یا رذیل

کچھ دیر تک سب خاموش رہے۔ جوانا نے نگاہ اُٹھا کر آلفن کو دیکھا۔ وُہ بے حس و حرکت کھڑا تھا۔ اور اپنے بھاری بلم کو زمین پر ٹیکے ہوئے نیچی نگاہوں سے جوانا کے حسن گلو سوز کو دیکھ رہا تھا۔ اُس کے چہرہ سے وحشیانہ رعب اور وقار مترشح تھا اور شمع کی روشنی اُس کے تمام اعضا پر پڑ کر اُس کے بدنی نشو و نما کو بطرز احسن دکھا رہی تھی۔ اس کے سیاہ شاہانہ لباس میں جو بکری کی نہایت عمدہ کھال کا تھا قیمتی جواہرات ٹکے ہوئے تھے۔ اور اُس کے لمبے سیاہ بال پیچھے کی طرف ایک سفید فیتے سے بندھے ہوئے تھے۔

آخر کار جوانا نے اس خاموشی کے قفل کو توڑا۔

"آلفن خاموش کیوں کھڑے ہو؟ اپنا مطلب بیان کرو۔"

آلفن (دھیمی مگر صاف آواز میں) "اے ملکہ میں نے یہ سُنا تھا کہ آپ مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہیں۔ میں ہمیشہ آپ کا فرمانبردار ہوں مجھ کو اس امر کے سُننے سے نہایت ملال ہوا کہ آپ کے شوہر اس جہان فانی سے انتقال کر گئے ہیں اس واقعہ جانکاہ میں میں نے کچھ حصہ نہیں لیا۔ آپ کے شوہر اور دوسرے گورے آدمی اور بوتے تینوں کی موت کا الزام اس کاہن کے ذمہ ہے۔ لیکن وہ قسم کھاتا ہے کہ وہ لوگوں کے مجبور کرنے پر اس امر نامطبوع کا مرتکب ہوا ابھی کچھ بہت دیر نہیں گذری ہے کہ مجھ کو یہ یقین تھا کہ آپ کے دشمن بھی عدم کو سدھار چکے ہیں اور یہ آپ کا نازک جسم بُت کے کنگرہ پر سے پانی کے غار میں گرا دیا گیا ہے۔ میں ایک سپاہی آدمی

ہوں۔ لیکن اس خیال سے میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل آئے اور میں نے اپنے اوپر لعنت اور نفرین بھیجی کہ بادشاہ ہو کر مجھے اتنی قدرت نہ ہوئی کہ آپ کی دستگیری کرتا۔ بعد میں اُس آدمی نے جو ہمارے ملک کا سردار کاہن ہے مجھے آ کر حقیقت حال بتائی اور میرے سامنے ایک تجویز پیش کی جس سے نہ صرف اُس کی مقصد براری ہوتی ہے بلکہ تمہاری جان بچتی ہے اور میری حکومت اور اقتدار کو استحکام حاصل ہوتا ہے۔" یہ کہکر آلفن رُک گیا۔

جوانا (کچھ دیر کے بعد) "وہ تجویز کیا ہے؟"

آلفن۔ "وہ تجویز یہ ہے کہ آپ میرے عقد میں آ کر اس ملک کی ملکہ بنیں۔ لوگوں کو یہ یقین دلایا جائیگا کہ آپ کو جھوٹی دیبی سمجھ کر مار ڈالا گیا تھا۔ لیکن بوجہ اس محبت کے جو آپ کو اُن سے ہے آپ پھر انسانی قالب کا جامہ پہن کر اُن کے درمیان آ گئی ہیں۔ میں اس عزت کے ہرگز لائق نہیں اور مجھ کو افسوس ہے کہ جس سے آپ کو محبت تھی وہ اس جہان سے چل دیا اور آپ کے دل کو گوناگوں غم و آلام میں مبتلا کر گیا ہر چند کہ میں جانتا تھا کہ اس ماتم میں میرا آپ سے اس امر کی درخواست کرنا کہ آپ مجھ سے شادی کر لیں ہرگز زیبا نہیں ہے مگر جب نام نے مجھ سے بار بار کہا کہ اگر یوں نہ کیا جائیگا تو آپ کے دشمنوں کی جان خطرہ میں پڑ جائے گی۔ اور مجھ کو بوجہ کمال محبت کے جو آپ سے ہے یہ ہرگز منظور نہیں کہ اس عالم شباب میں آپ اس دُنیا سے رخصت ہو جائیں۔ اس لئے میں نے نام سے کہا۔ کہ تم اُس کے پاس جاؤ اور اُن کی رائے لو اگر انہوں نے مجھ سے نکاح کرنا پسند کیا تو میرے زہے نصیب۔ نام آپ کے پاس آیا اور آپ سے پوچھ کر واپس گیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ ملکہ نے آپ کی درخواست کو منظور کر لیا۔ میں نے کہا کہ جب تک میں اپنے کانوں سے نہ سُن لوں مجھ کو اعتبار نہیں آئیگا۔ اس لئے میں خود حاضر ہوا ہوں میں آپ پر اپنی جان قربان کر دینے کو تیار ہوں مگر میں ہرگز آپ کو

مجبور کرنا نہیں چاہتا کہ آپ میرے ساتھ شادی کریں۔ میری عین خواہش ہے کہ آپ صاف صاف سادہ الفاظ میں جو کچھ آپ کو کہنا ہے کہدیں۔"

یہ کہکر اُس نے اپنا سر جھکا لیا اور اپنے برچھے کے سہارے خاموش کھڑا ہو گیا۔

جوانا اپنی حالت کو خوب پہچانتی تھی آلفن سے وہ یہ کہہ نہ سکتی تھی کہ لیونارڈ زندہ ہے ورنہ اُس کی جان پر آبنتی۔ لیکن آلفن کی نسبت اُس کا یہ گمان یقین کے مرتبہ کو پہنچ چکا تھا کہ اہل ظلمات میں سے اگر کوئی شخص انسانیت اور شرافت کے اوصاف سے متصف ہے تو وہ آلفن ہے اس لئے اُس نے جواب دیا۔

"آلفن جو کچھ تم نے کہا مَیں نے سُنا ہے۔ مَیں تمہارے ساتھ شادی کرنے پر رضامند ہوں مگر چونکہ تم جانتے ہو کہ میرے پیارے شوہر کو انتقال کئے بہت زمانہ نہیں گذرا اور اُس کی بے وقت موت نے مجھ کو سخت رنج و غم میں ڈال دیا ہے اس لئے مجھے امید ہے کہ تم مجھ کو چند دنوں کی مہلت دو گے تاکہ میں رو دھو کر اپنے دل کی بھڑاس نکال لوں۔"

آلفن کے متین اور سنجیدہ چہرہ سے مسرت اور خوشی کے آثار عیاں ہونے لگے۔ اور اُس نے جوانا کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ اور بولا۔ "اے ملکہ آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کی تعمیل میں مجھے کچھ عذر نہیں۔ لیکن ایک مشکل آپڑی ہے۔"

جوانا۔ "وہ کیا آلفن؟"

آلفن۔ "اے ملکہ وہ یہ ہے کہ ناآم نے مجھ سے ایکا کے خون کی قسم کھلا کر یہ شرط لی تھی کہ نکاح کی رسم آج ہی ادا ہونی چاہیئے۔ اب مَیں اس قسم کو کیسے توڑ سکتا ہوں"

جوانا۔ "مگر آلفن اس بات کا تو خیال کر کہ میرے خاوند کو مرے ابھی چھ گھنٹے بھی نہیں گذرے۔"

آلفن۔ "اے ملکہ مَیں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ مجھے آپ کے حکم کی تعمیل میں

کوئی عذر نہ تھا مگر افسوس کہ مَیں اپنی قسم کو بھی توڑ نہیں سکتا۔ نکاح ہو جانے میں کیا ہرج ہے جب کہ آپ کو اختیار ہے کہ جتنی دیر تک آپ چاہیں تنہا رہیں۔"

اس وقت نام بول اُٹھا۔" راعیہ یہ وقت باتوں میں گذار دینے کا نہیں ہے یہ سمجھ لو کہ اگر جو کچھ تم کہتی ہو ٹھیک ہے مگر اس وقت کے لئے حیا اور شرم کو بالائے طاق رکھ دینا چاہیئے۔ تمہارے اس وقت اتنا کہہ دینے سے کہ "قبول کردم" بہت سے آدمیوں کی جانیں بچ جاتی ہیں۔ خصوصاً ایک شخص کی جان (جس کا میں اس وقت نام نہیں لینا چاہتا) تو ضرور تمہاری زبان کی جنبش پر منحصر ہے اور یہ کہکر اس نے اس کوٹھڑی کے دروازہ کی طرف جس میں لیونارڈ محبوس تھا اس انداز سے نظر بھر کر دیکھا کہ سوا جوانا کے اور کسی کو معلوم نہیں ہوا۔"

آلفن نے یہ خیال کیا کہ شاید نام اپنی طرف اشارہ کرتا ہے مگر جوانا کو خوب معلوم تھا کہ اُس نے کس کی طرف اشارہ کیا تھا۔

آلفن۔" اے ملکہ تم نے سُنا نام کیا کہتا ہے۔ وقت بہت نازک ہے اور اگر شادی کی رسم ابھی ادا ہو گئی تو مجھے آج رات مجلس شوریٰ کے سامنے کھڑے ہو کر قسم کھانی پڑے گی کہ ایکادیبی جس کو تم مار چکے تھے زندہ ہو کر پھر آگئی ہے اور اس وقت میرے نکاح میں ہے۔"

جوانا۔" اچھا مَیں زیادہ اصرار نہیں کرتی مگر چونکہ اس ملک کی ملکہ بننے والی ہوں اس لئے مخفی طور پر نکاح ہونا مناسب نہیں کم از کم دو چار ایسے گواہ ہونے چاہئیں جن پر اعتبار کیا جا سکے۔"

آلفن (مُسکرا کر)" اس کی چنداں ضرورت تو نہیں معلوم ہوتی خیر پھر بھی آپ کا کہنا درست ہے۔ مَیں اپنے تین معتبر کپتانوں کو بُلاتا ہوں جو اس نکاح کے گواہ رہیں گے۔" یہ کہکر اُس نے پیچھے کی طرف مُڑ کر دیکھا۔

جوانا (آلفن کی کلائی پکڑ کر) "مجھے اکیلی مت چھوڑ مجھ کو ان دونوں میں سے کسی پر بھروسا نہیں۔"

ناھم (تند لہجہ میں) "مگر گواہوں کی ضرورت ہی کیا ہے۔"

آلفن (درشتی کے ساتھ) "راعیہ کا منشا ہے کہ گواہ ہوں اور مَیں گواہوں کو بُلاؤں گا۔ اے بُڈّھے تو نے بہت عرصے تک مجھ پر حکومت کر لی ہے۔ اب تک میں تیرا غلام رہا۔ لیکن اب سے تو میرا غلام ہو گا۔ خبردار اگر تو نے اپنا ہاتھ چھُرے کی طرف بڑھایا۔ کیا تجھ کو میرا برچھا بھُول گیا۔ مَیں جانتا ہوں کہ تیرے کاہن باہر کھڑے ہیں مگر میں بھی اپنے کپتان ساتھ لایا ہوں۔ اور مَیں نے اُن کو بتا رکھا ہے کہ مَیں کہاں ہوں۔ اس اندھیری کوٹھڑی میں ہزاروں کی جانیں گئیں اور خوب یاد رکھ کہ اگر میرا بھی یہی حال ہوا تو پھر تیری خیر نہیں۔ اے ناھم تو کس مشیخت میں ہے وہ دن گئے کہ خلیل خلق فلخنۃ اُڑایا کرتے تھے۔ تیری طاقت ٹوٹ گئی۔ اب میری اطاعت تجھ پر لازم ہے۔ خبردار اس جگہ سے نہ ہلنا۔" اور یہ کہکر اس نے اپنے برچھے کے پھل کو بلند کر کے یہاں تک جھکایا کہ اُس کی تیز نوک سردار کاہن کے ننگے سر پر سانپ کے پھن کی طرح ہلنے لگی۔ پھر آلفن بولا۔ "اس کو کہہ کہ دروازہ کے پاس جا کر محافظ کو بُلا لائے۔ دروازہ تک جائے اس سے پرے نہیں خبردار۔"

ناھم ڈر گیا اور اُس نے سوا کو کہا۔ "بیٹی جو کچھ تجھ کو کہا گیا ہے اُس کی تعمیل کر۔"

آلفن۔ "جو کچھ تجھ کو کہا گیا ہے۔ زیادہ نہیں۔"

سوا آہستہ سے دروازہ کی طرف گئی اور تھوڑا سا کھول کر اُس نے سیٹی بجائی۔

آلفن (جوانا کی طرف مخاطب ہو کر) "اے خاتون ذرا پیچھے کی طرف سایہ میں ہو جاؤ۔"

جوانا سایہ میں ہو گئی اور اس وقت کھُلے دروازہ میں سے ایک شخص نے اندر

داخل ہو کر کہا۔ اے سردار کاہن۔ اس غلام کو کیا ارشاد ہوتا ہے۔"

آلفن (تاریکی میں برچھے کی انی کو نام کے گلے کے قریب لے جاکر) اُس سے کہو کہ جس دروازہ سے بادشاہ سلامت داخل ہوئے تھے وہاں تین کپتان کھڑے ہونگے اُن کو لپک کر بُلا لاؤ۔"

نام۔" بیٹے جس دروازہ سے بادشاہ سلامت داخل ہوئے تھے وہاں تین کپتان کھڑے ہونگے اُن کو لپک کر بُلا لاؤ۔"

آلفن (نام کے کان میں) " اور دیکھو رستہ میں کسی سے نہ کہے۔"

نام۔" اور دیکھو رستہ میں کسی سے نہ کہنا۔"

کاہن۔" بہت اچھا سردار۔" یہ کہکر وہ چلا گیا۔ دس منٹ کے بعد دروازہ پھر کھلا اور ایک آواز آئی۔" کپتان آ گئے ہیں۔"

نام۔" اُن کو اندر لے آؤ۔"

جب نام نے یہ کہا تو تین مسلح آدمی کمرہ میں داخل ہوئے۔ اُن میں سے ایک شخص بادشاہ کا بھائی اور دوسرے دو اس کے چیدہ دوست تھے۔ دروازہ بند ہو گیا۔

آلفن۔" مَیں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تم ایک رسم کی ادائی میں جو ابھی قرار پانے والی ہے گواہ رہو۔ ایکادیبی جو آج سانپ کے آگے پھنکوا دی گئی تھی انسانی قالب میں پھر زندہ ہو کر آ گئی ہے اور اب میرے نکاح میں عنقریب آنے والی ہے۔"

جب آلفن نے یہ کہا تو کپتان حیران رہ گئے۔

آلفن۔" حیران ہونے کی کوئی بات نہیں جو کچھ مَیں نے کہا ہے وہ ایک امر واقعی ہے اے کاہن جو کچھ تمہیں کرنا ہے کرو۔"

یہ کہکر وہ خاموش ہو گیا۔ جوانا کو یہ تمام سین خواب معلوم ہوتا تھا۔ نکاح کی

رسم کے ادا ہو چکنے کے بعد اُسے صرف اتنا یاد رہا کہ وہ آلفن کے ساتھ کھڑی تھی اور نام مُنہ سے کچھ بولتا گیا۔ اُس وقت اُسے وہ سوانگ بھی یاد آیا جس میں لیونارڈ اور وہ چند ماہ پیشتر بردہ فروشوں کے خیمہ گاہ میں دولہا دلہن بنے تھے اُس وقت تو لیونارڈ نے اس کی جان بچائی تھی مگر اس وقت وہ اس کی جان بچانے کے لئے کوشش کر رہی تھی۔

جب نکاح پڑھایا جا چکا تو آلفن نے ایک دفعہ پھر جھک کر جوانا کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور کہنے لگا۔ اے اہل ظلمات کی ملکہ مبارک ہو تجھ کو۔"

جوانا جو محویت کی نیند میں سو رہی تھی یکایک یہ لفظ سُن کر بیدار ہوئی۔ اُس کی اُمیدیں منقطع ہو چکی تھیں۔ اور وہ حیران ہو کر دل میں کہنے لگی کہ "اب کیا ہو سکتا ہے"۔

مگر دفعۃً اُس کو ایک تدبیر سوجھی اور وہ آلفن سے یوں مخاطب ہوئی۔

"آلفن اب اس میں تو کچھ شک نہیں کہ میں ملکہ ہوں۔"

آلفن۔ "اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ اہل ظلمات کی ملکہ ہیں۔"

جوانا۔ "اور اہل ظلمات کی ملکہ ہونے کی حیثیت سے مجھے اختیار بھی حاصل ہے۔"

آلفن۔ "حیات و ممات کا سلسلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ صرف اتنی بات ہے کہ اگر آپ کسی کو قتل کرائیں گی تو میرے اور مجلس شوریٰ کے سامنے آپ کو جوابدہ ہونا پڑے گا۔ اس ملک کے لوگ آپ کی رعایا ہیں اور مذہبی معاملات کو چھوڑ کر باقی تمام امور میں کسی کو آپ کے سامنے چون و چرا کی مجال نہیں۔"

جوانا (کپتانوں کو ایک تحکمانہ آواز میں خطاب کر کے) "اُس کاہن کو جس کا نام نام ہے اور اس عورت کو جو اس کے ساتھ کھڑی ہے دونوں کو پکڑ لو۔"

آلفن حیران رہ گیا۔ کپتان پس و پیش کرنے لگے۔ اور نام چھلانگ مار کر دروازہ

کی طرف بڑھا۔

آلفن (اپنے برچھے کو اُس کے سامنے کر کے) "کہاں جاتے ہو۔ ناآم ٹھہرو ملکہ نے جو کچھ کہا ہے بلاوجہ نہیں کہا۔ اُس کی وجوہات پہلے سُن لو۔ پھر بھاگنا۔ میرے کپتانو ملکہ کا کہا مانو اور اُسے پکڑ لو۔"

تینوں کپتانوں نے جھپٹ کر اُس کو پکڑ لیا۔ ناآم نے اپنا چھُرا نکالنے کی کوشش کی۔ مگر اُس کی کوشش رائگاں گئی۔ سوا البتہ اس آسانی سے گرفتار نہ ہوئی۔ بادشاہ کے بھائی نے جب اس کو پکڑا تو وہ ہاتھ پاؤں مار کر اور دانتوں سے اُسے کاٹ کر چھوٹ گئی اور جنگلی بلّی کی طرح جست بھر کر دروازہ تک پہنچ گئی اُس کا یہ مقصد تھا کہ باہر نکل جائے۔ اور کاہنوں کو اپنے باپ کی مدد کے لئے بُلا لائے۔ لیکن بادشاہ کے بھائی نے جو اُس کی جدوجہد اور تندی و تیزی کو دیکھ کر حیران رہ گیا تھا اس دفعہ اس زور سے دبوچا کہ وہ ہل نہ سکی۔

آلفن۔ "اے ملکہ جو تمہیں کہنا تھا اب کہو۔"

جوانا۔ "اے بادشاہ اور اے کپتانو! سنو۔ ان جھوٹوں نے تم سے یہ کہا تھا کہ نجات دہندہ مر گیا ہے۔ مگر نہیں وہ زندہ ہے۔ اور قریب کے کمرہ میں مقید ہے۔ اگر میں ذرا بھی کہتی کہ وہ زندہ ہے تو وہ کبھی کا مر گیا ہوتا۔

کیا تم جانتے ہو کہ ان دغاباز سفاکوں نے مجھے کیونکر اس بات پر رضامند کیا کہ میں تم سے شادی کر لوں۔ انھوں نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں نے تمہارے ساتھ شادی کرنے سے انکار کیا تو نجات دہندہ جو مجھے جان سے عزیز ہے اسی وقت مار ڈالا جائیگا۔ اور علاوہ اس کے اس کا یہ بھی مقصد ہے کہ جب اُس کا کام تم سے نکل جائے تو تمہیں بھی خفیہ طور پر اپنے کاہنوں سے مروا ڈالے۔"

ناآم۔ "یہ بالکل جھوٹ ہے۔"

جوانا۔ "میں جو کچھ کہتی ہوں اس کی تصدیق اسی وقت ہو سکتی ہے۔ اے بادشاہ اگر تم چاہتے ہو تو دروازہ کھول کر دیکھ لو۔ کہ نجات دہندہ اس قریب کے کمرہ میں مقید ہے یا نہیں۔"

آلفن۔ "میں جانتا ہوں کہ تمہارا شوہر زندہ ہے مگر کیا تمہارے نزدیک اب اس نکاح میں فرق آگیا؟"

جوانا۔ "کیوں نہیں۔"

آلفن۔ "ہرگز نہیں۔ اب تم یہ چاہتی ہو کہ میں تمہارے خاوند کو اسکی قسمت پر چھوڑ دوں اور اگر وہ پہلے نہ مرا تو اب اُسے مروا ڈالوں۔ اے خاتون اب تم میری ہو چکیں۔ تم خود اپنی مرضی سے میرے عقد میں آئیں۔ تمہیں یاد ہے کہ میں نے اس شادی کے مسئلہ کو تمہاری مرضی پر چھوڑا تھا اور کہا تھا کہ شادی پر میں تمہیں مجبور نہیں کرنا۔ اگر تم چاہو تو مجھ سے نکاح کرو اور اگر نہ چاہو تو تمہیں اختیار ہے مجھ پر تم یہ الزام نہیں لگا سکتیں کہ میں نے تمہارے ساتھ دھوکا کیا یا بُرا سلوک کیا۔"

جوانا۔ "مگر کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میرے خاوند کو مروا ڈالو۔"

آلفن۔ "نہیں بلکہ میں اُس کی جان کی حفاظت کرونگا۔ اور اُس کو اپنے وطن کو بھجوا دوں گا۔"

جوانا سمجھی کہ اب معاملہ بگڑا۔ آلفن کے نفسانی جذبات کا شعلہ اب اس قدر بلند ہو گیا تھا کہ اُس کی جبلی انسانیت اور شرافت اُس کو فرو کرنے میں قاصر ہو چلی تھی اور عشق کی کڑی منزل میں وہ اتنے قدم بڑھ آیا تھا کہ اُس کا پیچھے پلٹنا مشکل نظر آتا تھا۔ بیچاری جوانا پر نا امیدی کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ لیکن اُس کے طبعی استقلال نے اُس کا ساتھ نہیں چھوڑا اور اس نے آلفن سے یوں خطاب کیا۔

"اے بادشاہ میں تمہارے بس میں ہوں یہ نہ سمجھو کہ یہ میری حماقتوں کا نتیجہ ہے بلکہ میری قسمت میں ہی ایسا لکھا تھا۔ واقعی میں نے تمہارے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا اور تمہارا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ تم نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے مگر اے بادشاہ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دو۔ تاکہ میں تمہیں ہمیشہ یاد رکھوں۔ اور کہوں کہ یہ شخص ایک نہایت شریف آدمی تھا اے بادشاہ تم یہ کہتے ہو کہ تم کو مجھ سے محبت ہے اگر یہ ٹھیک ہے تو پھر بتاؤ کہ اگر تم اپنی زبان سے ایک لفظ نکال کر میری جان بچا سکتے تو کیا تم وہ لفظ اپنی زبان سے نہ نکالتے؟ ضرور نکالتے۔"

"میری بھی یہی حالت سمجھو میں نے ایک لفظ کہہ کر تھوڑی سی دیر کے لئے تمہیں فریب دیا یہ لفظ میں نے اس لئے زبان سے نکالا تھا کہ اپنے شوہر کو ان ملعونوں کے پنجہ سے رہا کراؤں۔ اب تم باوجود صاحبدل ہونے کے اصرار کر رہے ہو کہ مجھے اپنی بات پر قائم رہنا چاہیئے۔ اگر تم یہی دل رکھتے ہو تو میں نے اس کے اندازہ میں سخت غلطی کی۔ اب تک میں یہ سمجھ رہی تھی کہ تم وہ شخص ہو کہ مرجانا قبول کروگے مگر ایک بیکس عورت کو جس کا گناہ صرف اتنا ہے کہ اُس نے اپنے شوہر کو بچانے کی غرض سے تم کو دھوکا دیا۔ اپنی بیوی بنانے کے لئے کبھی مجبور نہ کروگے۔"

یہ کہکر وہ رُک گئی اور آلفن کے متفکر چہرہ کو بغور دیکھنے لگی۔ جب وہ نہ بولا تو اُس نے پھر کہا۔ "اے بادشاہ مجھے ایک بات اور کہنی ہے۔ گو تم نہایت طاقتور اور ذی جاہ آدمی ہو اور مجھ کو تم باسانی اپنے قبضہ میں لا سکتے ہو مگر یہ یقین مانو کہ وہ وقت کبھی نہیں آئیگا جبکہ میں تمہاری زوجہ بنونگی۔ کیونکہ اس صورت میں مجھے مرجانا پسند ہے۔ تمہاری عزّت کو بٹہ لگ جائیگا۔ بیوی کو الگ ہاتھ سے کھو بیٹھوگے اور تمہاری وہ بات ہوگی کہ

روئیکے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ"

آلفن جواب میں کچھ کہنے ہی کو تھا کہ سوا یہ خیال کر کے کہ شاید جوانا کے پُر اثر الفاظ نے آلفن کے دل کو مسخر کر لیا ہے بول اُٹھی "اے بادشاہ یہ عورت چاہتی ہے کہ اپنے شیریں الفاظ اور ملائم دھمکیوں سے تم کو اپنی طرف مائل کر لے۔ میں یہ خوب جانتی ہوں کہ اس کو اپنی جان اس قدر عزیز ہے کہ اگر وہ اس پر ایک وقت کھیل جانا چاہے تو ایسا نہیں کر سکتی اور تم بھی اس بات کو دل کے کانوں سے سُن لو کہ وہ تم سے ضرور محبت کرے گی۔ کیونکہ ہم عورتوں کا یہ خاصہ ہے کہ جس شخص کے پاس گئیں اسی کی گرویدہ ہو گئیں۔ علاوہ اس کے نجات دہندہ برائے نام اس کا خاوند ہے مجھ کو ان کے ساتھ رہتے رہتے کئی مہینے گذر گئے اور مجھ کو ان کی سب حقیقت معلوم ہے۔ اے بادشاہ اس وقت اس عورت کو لے جاؤ ورنہ تمام عمر اپنی حماقت کو روتے رہو گے۔"

جوانا (فخریہ الفاظ میں) میں اس سفلہ عورت کی جھوٹی باتوں کا جواب نہیں دیتی اور اے بادشاہ یہ بہتر ہو گا کہ تم اس کی باتوں کی کچھ پروا نہ کرو۔ مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکی اب جو تمہاری مرضی ہے کرو۔ فیاض بنو یا تنگدل شریف بنو یا رذیل تمہیں اختیار ہے۔

بنیان تست مستعد نقش علو سفل
خواہ آسمان و خواہ زمین شو مخیری

یہ کہکر وہ زمین پر بیٹھ گئی اور زار زار رونے لگی۔ بادشاہ نے دو دفعہ اس کی طرف نگاہ کی مگر وہ اُس کے حسن دلاویز کی تاب نہ لا سکا۔ اور دیوار کی طرف دیکھ کر کہنے لگا "اے ملکہ اُٹھ اور اپنے آنسو نہ بہا۔ میری طرف سے اب کچھ اندیشہ نہ کر پہلے کی طرح میں اب بھی تیرا مطیع اور فرمانبردار رہونگا۔ مگر اے خاتون جہاں تک

تم سے ہو سکے اپنا چہرہ مجھ سے چھپائے رکھو۔ ایک ایسی چیز کو جو میں کھو بیٹھا ہوں بار بار دیکھنے سے میرا دل ٹوٹ گیا ہے۔"

جوانا اتنا روئی کہ ہچکیوں کا تار بندھ گیا اُس کو حیرت تھی کہ ایک وحشی آدمی کیونکر اتنا فیاض اور کریم النفس ہو سکتا ہو سکتا ہے۔ وہ اُٹھی۔ سب کپتان اُس کے چہرہ کی طرف دیکھ رہے تھے اور سوا اُس پر اور بادشاہ دونوں پر تبرّا کر رہی تھی مگر جوانا نے اُس کی سب دشنام کی کچھ پروانہ کی اور آلفن سے مخاطب ہو کر کہنے لگی۔ کہ" اے بادشاہ میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں"۔

آلفن (باہستگی) " اے ملکہ میں شکریہ کا مستحق نہیں تم نے میرے دل کا اندازہ ٹھیک لگایا ہے۔ محبّت تو ہو چکی اب میں تمہاری خاطر لڑنے کو تیار ہوں (سوا سے مخاطب ہو کر) یہ دروازہ کیونکر کھلتا ہے۔"

سوا (درشت لہجہ میں) " مجھے کیا معلوم کیونکر کھلتا ہے۔ جا کر خود دیکھ لو۔ ایک پیچ ہے اگر وہ تمہیں مل گیا تو بآسانی کھل جائیگا۔ عورت کا دل بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ اگر وہ پیچ تمہیں نہ ملا تو پھر اس کو توڑ لینا۔ عورتوں کو اپنا گرویدہ بنا لینے میں تم اتنے ماہر ہو بھلا دروازہ کیوں نہ کھول سکو گے۔ میری رائے کی تمہارے نزدیک وقعت ہی کیا ہے۔ ابھی ابھی میں نے تم کو اس بارہ میں اپنی رائے دی تھی مگر تم نے اس پر کچھ التفات نہ کیا اور ایک عورت کے آنسوؤں پر موم ہو گئے۔"

جب جوانا نے سوا کے منہ سے یہ الفاظ سُنے تو اُس نے عہد کر لیا کہ "کچھ ہو اب سوا سے کسی قسم کا رابطہ نہیں رکھونگی۔" اور واقعی ایسا کرنے میں وہ حق بجانب تھی۔ کیونکہ سوا نے اُسے ہزاروں طرح کی مصائب و تکالیف میں پھنسایا تھا۔

آلفن (اپنے بھائی سے مخاطب ہو کر) " برچھے کی نوک کو اس کے حلق پر رکھ دو اور اگر نہیں بتاتی تو چھید ڈالو۔"

جب برچھا سوا کے حلق پر لگا تو اس کی ہٹ دھرمی جاتی رہی اور دروازہ کا بھید اُسے طوعاً و کرہاً بتانا پڑا۔

پینتیسواں باب

آٹر کی واپسی

گلیسیر کے دامن میں کچھ دیر سستانے کے بعد آٹر اٹھا اور جس برفیلے پہاڑ پر اُس نے اپنے آپ کو پایا اُس پر ادھر اُدھر پھرنے لگا تاکہ اگر کوئی رستہ ملے تو پہاڑ سے نیچے اُتر کر رات کے وقت شہر میں داخل ہو اور آلفن سے ملے۔ لیکن تھوڑی دیر کی جستجو کے بعد اُسے معلوم ہو گیا کہ شہر میں واپس جانے کا اگر کوئی رستہ ہے تو وہی غار ہے جس میں سے ہو کر وہ یہاں تک پہنچا تھا۔

یہ غار نہایت ڈھلوان تھا اُس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ آٹر ایک ایسی چٹان کی چوٹی پر کھڑا تھا جس کے قدرتی طور پر تین زینے بنے ہوئے تھے۔ ان تینوں زینوں کی بلندی قریباً تین سو فیٹ ہو گی۔ اور رسوں کی مدد کے بغیر اُن پر سے اُترنا ناممکن تھا۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ وہ اپنے دہنے بائیں دُور تک رستہ ڈھونڈتا ہوا نکل جائے۔ کیونکہ غار کے مُنہ سے (جس کا موقعہ اُس نے اچھی طرح ذہن نشین کر لیا تھا) بائیں طرف چار سو قدم کے فاصلہ پر اُتار شروع ہو جاتا تھا۔ جو اس قدر ڈھلوان تھا کہ اس پر قدم نہ جم سکتے تھے۔ اس کے بعد وہ دہنی طرف متوجہ ہوا۔ لیکن کچھ دُور نہ گیا تھا کہ اُسے ایک ایسا قعر دکھائی دیا جس کی تھاہ معلوم نہ ہو سکتی تھی۔

آنڑ بیٹھ کر اپنی حالت پر غور کرنے لگا۔ ابھی دن زیادہ نہیں چڑھا تھا۔ اور اُسے معلوم تھا کہ غار کے رستے غروب آفتاب کے قبل نکل جانے کی کوشش نہ کرنا حماقت ہوگی اس کے سامنے پہاڑ بتدریج بلند ہوتا چلا گیا تھا۔ اور دو میل کے فاصلہ پر ایک درہ سے جا ملتا تھا۔ پہاڑ کے پہلو کا اکثر حصّہ سبزی مائل برف کے بڑے بڑے تودوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ مگر بعض بعض مقامات پر پتھر کی چٹانیں بالکل عریاں نظر آتی تھیں اور اُن پر کہیں کہیں پست قامت جھاڑیاں اور گھاس اور کچھ دشتی پھول بھی اُگے ہوئے تھے۔ آنڑ بھوک کے مارے بیتاب ہو رہا تھا۔ اور اُسے خیال ہوا کہ شاید ان نباتات میں سے کوئی جڑی بوٹی ایسی مل جائے جو قابل خورش ہو۔ یہ سوچ کر وہ آگے بڑھا اور کسی قدر جستجو کے بعد اُس کو ایک بوٹی ملی جو اُس نے پہچان کر بہت سی اپنی جھولی میں بھر لی۔ کیونکہ یہ وہی سبزی تھی جو پہلے دن اُسے پیش کی گئی تھی جبکہ اُس نے غصّہ میں آکر لعل کو کاہن کے منہ پر کھینچ مارا تھا اُس وقت ایک مضبوط سی شاخ اُسے نظر پڑی جسے اُس نے کاٹ کر لٹھ بنا لیا۔ اُس لٹھ کو ٹیک ٹیک کر اُس نے پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا تاکہ وہ دیکھے کہ درہ کی دوسری طرف کیا ہے۔

کچھ دیر کے بعد بغیر زیادہ دقّت کے وہ درہ کی چوٹی پر پہنچا۔ جہاں سے اُسے ایک عظیم الشان نظّارہ دکھائی دیا۔ اور اگرچہ وہ مناظر قدرت کے مطالعہ کا شائق نہ تھا۔ لیکن پھر بھی وہ متحیّر ہو کر اُس کی دید میں محو ہو گیا۔ اس کے نیچے شہر ظلمات تھا۔ لیکن پھر بھی وہ متحیّر ہو کر اُس کی دید میں محو ہو گیا۔ اس کے نیچے شہر ظلمات تھا جس کے گرداگرد دریا بہ کر پیچ و خم کھاتا ہوا اُن میدانوں میں نکل گیا تھا جو خطّہ ظلمات میں داخل ہوتے وقت اُنہوں نے طے کئے تھے۔ اس کے سر پر وہ عظیم الشان چوٹی ہزارہا فیٹ بلند آسمان سے باتیں کرتی ہوئی معلوم ہوتی تھی جس کے پیچھے سے اس

دن جبکہ آٹر اور فرانسسکو کوبُت کے کنگرہ پر سے گرایا گیا ظلمات کے کاہن طلوع آفتاب کے منتظر تھے۔

اُس کے سامنے برفیلی گھاٹیوں کا ایک سلسلہ جس میں کہیں کہیں سیاہ چٹانیں نکلی ہوئی نظر آتی تھیں دُور تک پھیلا ہوا تھا۔ یہ گھاٹیاں نیچے اُوپر واقع تھیں اور ان کے نشیب و فراز ایک دوسرے میں اس طرح ملتے چلے گئے تھے جیسے کہ سمندر کی موجیں۔ آٹر نے ذرا اور آگے نگاہ بڑھائی تو اُسے معلوم ہوا کہ برف کی یہ گھاٹیاں کم ہوتے ہوتے آخر کار بالکل غائب ہو گئی ہیں اور اُن کے اختتام پر اوّل تو کچھ میدان شروع ہوتے تھے جن پر سبزہ بچھا ہوا تھا۔ اور اُن کے بعد ایک زرخیز اور ہموار و مسطح خطہ زمین نظر آتا تھا جس پر جھاڑیاں اور جنگل کے درخت اُگے ہوئے تھے۔

درہ کی چوٹی سے جہاں کہ بونا کھڑا تھا برف کی پہلی گھاٹی نصف میل کے فاصلہ پر کئی سو فیٹ نیچے ہوگی۔ اس درہ کی چوٹی اور برف کی گھاٹی کے درمیان ایک بہت بڑا قدرتی شگاف یا نالہ واقع تھا جس کے پہلو ایسے ڈھلوان تھے کہ کوئی بکرا بھی اس پر اپنے قدم نہ جما سکتا۔ لیکن یہ قعر ہولناک بھی بغیر پل کے نہ تھا۔ کیونکہ نشیب کی تہ سے چٹان کی ایک قدرتی دیوار برف سے ڈھکی ہوئی اُوپر کو اُٹھی ہوئی تھی۔ اور اس کے ایک سرے کو دوسرے سرے سے ملاتی تھی۔ بعض جگہ یہ دیوار قریباً ہموار تھی لیکن بعض مقامات پر اس قدر ڈھلوان تھی کہ آبشار کا اتار بھی اس سے زیادہ نہ ہوگا۔ اس حیرت انگیز برف کے پل کا عرض سو قدم سے لے کر چند قدم تک تھا اور اُس کے دونوں طرف نہایت خوفناک کراڑے تھے جس مقام پر اس کا اتار نہایت سخت اور عرض بہت کم تھا۔ وہاں ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ بالکل غائب ہو گیا ہے۔ اور واقع میں اس مقام پر پہنچ کر یہ

پُل اس قدر باریک ہو گیا تھا کہ آٹر کو شبہ ہوا کہ کہیں چند گز کے فاصلہ تک یہ پُل ٹوٹا ہوا تو نہیں ہے۔

بونے کی طبیعت متجسس واقع ہوئی تھی اور اس لئے اس نے چاہا کہ اِس شبہ کو رفع کرے۔ اُس کے چاروں طرف پتھر کی صاف چکنی سلیں بکھری ہوئی تھیں۔ اُن میں سے ایک کو دھکیلتا ہوا آٹر اُس مقام پر لایا۔ جہاں سے پل کا اتارنا شروع ہوتا تھا۔ یہاں لاکر اُس نے پتھر کو نیچے دھکیل دیا پتھر جنبش میں آیا کہیں تیزی کے ساتھ اور کہیں باآہستگی حرکت کرتا ہوا برابر برف پر پھسلتا چلا گیا۔ ایک یا دو جگہ آٹر کو خیال ہوا کہ پتھر ٹھہر جائیگا مگر وہ کہیں نہ ٹھہرا۔ اور آخرکار برف کے پل کے تنگ تریں اور سب سے زیادہ ڈھلوان حصّہ پر پہنچکر اُس نے بلا کی سرعت کے ساتھ نیچے کو جھپٹنا شروع کیا۔ جب وہ اُس مقام کے قریب پہنچا جہاں کہ کچھ فاصلہ میں پل ٹوٹا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ تو آٹر بولا۔ " اب مجھے معلوم ہو جائیگا کہ پُل ٹوٹا ہوا ہے یا نہیں " ایک لمحہ میں پتھر تیر کی طرح ہوا میں اُڑتا ہوا اور پھر برف پر حرکت کرتا نظر آیا۔ اور تھوڑی دُور نشیب میں جاکر پھر ایک فراز پہلو پر چڑھتا ہوا دکھائی دیا۔ اور کچھ دُور آگے جاکر بالکل ٹھہر گیا۔

یہ دیکھ کر آٹر بولا۔ " اگر کوئی آدمی اس پتھر پر بیٹھا ہوا ہوتا تو وہ صحیح و سلامت اس پل کے پار ہو جاتا۔ لیکن ایسے آدمی بہت کم ہونگے کہ جب تک موت ان کے پیچھے نہ آرہی ہو اس قسم کا سفر اختیار کرنا پسند کریں "

اس کے بعد اس نے چاہا کہ دوسرے پتھر پر تجربہ کرے اس دفعہ اُس نے ایک دوسرے پتھر کی سل جو وزن میں پہلے پتھر سے کم تھی نیچے لڑھکائی اس پتھر کی سل نے بھی وہی رستہ اختیار کیا۔ جس پر پہلی سل گئی تھی۔ لیکن جب وہ پل کے اس حصّہ پر پہنچی جو ٹوٹا ہوا نظر آتا تھا تو وہ غائب ہو گئی۔

آٹر۔ ”افسوس یہ پتھر چکنا چور ہو گیا۔“

اس کے بعد اُس نے تیسری دفعہ پھر تجربہ کیا اور ایک نہایت بھاری پتھر کو نیچے لڑھکایا۔ یہ قاصد بھی پہلے قاصد کی طرح پل کے تنگ ترین حصہ کو پھاند کر دوسری طرف صحیح وسلامت گذر گیا۔

آٹر۔ ”کیا عجیب جگہ ہے خدا کرے مجھے ان پتھر کے گھوڑوں پر کبھی نہ سوار ہونا پڑے۔“

اب وہ پیچھے کو پلٹا کیونکہ دوپہر ڈھل گئی تھی جب وہ غار کے مُنہ پر پہنچا تو آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ کچھ دیر تک وہ بیٹھ کر شفق کا تماشا دیکھتا رہا پھر جو بوٹی اُس کی جھولی میں بھری تھی اُسے کسی قدر کھا کر رینگتا ہوا غار میں داخل ہوا۔ اندھیرے میں رستہ ٹٹولتا ہوا آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔ آخر کار وہ پھر اُسی جگہ پہنچ گیا جہاں سے چلا تھا۔ اور نہنگ کی لاش کے پاس جا کر چٹان پر بیٹھ گیا۔

اس وقت مختلف قسم کے خیالات اُس کے دل میں آنے لگے۔ اس نے کہا ”کاش میں کبھی کا مر گیا ہوتا کہ اس گرداب مصیبت سے رہائی پا جاتا۔ اس اندھیرے غار میں جس میں سے کہیں نکلنے کا راستہ نہیں دکھائی دیتا چاروں طرف یاس اور ناامیدی نظر آتی ہے۔ کھانے کی کوئی چیز میرے پاس نہیں ہے۔ اور اگر ہوتی تو کتنے دن کے لئے مکتفی ہوتی (بلند آواز سے) ہائے آٹر! تو بڑا ہی بے شرم ہے کہ اتنی مصیبتیں جھیلنے پر بھی زندہ رہا۔ تیرا امیاں جس سے تجھ کو دلی محبت تھی مر چکا ہوگا۔ اور دوسرے جہان میں تیرا انتظار کر رہا ہوگا۔ اب تیرے لئے بہتر ہے کہ یہ تسمہ جو تیری کمر کے گرد لپٹا ہے اس سے تو اپنے آپ کو پھانسی دے کے مر جائے۔“

جب وہ یہ کہہ رہا تھا تو یکایک غار میں سے ایک آواز آئی۔ ”آٹر! آٹر!“

بونے نے یہ سمجھا کہ دوسری دُنیا کی کوئی روح اُس سے ہم کلام ہے۔ خوف کے مارے کانپ اُٹھا اور اُس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ پھر وُہی آواز بولی

"آٹر کیا تم ہو؟"

آٹر (لیونارڈ کی آواز پہچان کر) "ہاں میاں میں ہوں۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم دوسرے جہان سے مجھے بلا رہے ہو۔ مجھے ایک لمحہ کی مہلت دو کہ مَیں اپنی کمر سے تسمہ کھول لوں اور خودکشی کر کے تمہارے پاس پہنچ جاؤں۔"

لیونارڈ۔ "مَیں تمہارا ممنون ہوں مگر یہ بہتر ہو گا کہ تم زندہ میرے پاس آؤ۔"

آٹر۔ "میاں جان سے جانا کسے پسند ہے؟ مگر مرے بغیر میں تمہارے پاس پہنچ بھی نہیں سکتا۔"

لیونارڈ۔ "احمق میں مرا نہیں۔"

آٹر۔ "پھر تم کیونکر ہوا میں سے بول رہے ہو؟ میرے نزدیک آؤ تاکہ میں تمہارے جسم کو چھو سکوں اور مجھ کو یقین ہو کہ تم زندہ ہو۔"

لیونارڈ۔ "مَیں کیونکر آسکتا ہوں۔ میری مشکیں کسی ہوئی ہیں اور میں ایک کوٹھڑی میں جو تمہارے سر کے اُوپر ہے مقید ہوں اس کے فرش میں ایک سوراخ ہے اور اگر تمہارے پاس کوئی تسمہ ہے تو شاید تم اس کے ذریعہ اُوپر آسکو۔"

بونے پر اب حقیقت حال روشن ہونے لگی۔ اُس نے اُٹھ کر اپنی لاٹھی کو غار کی چھت سے لگایا اور ادھر اُدھر ٹٹولنا شروع کیا۔ تھوڑی سی جستجو کے بعد اس نے سوراخ معلوم کر لیا۔ مگر غار کی چھت اتنی اونچی تھی کہ اُس کی لاٹھی کا سرا سوراخ میں آدھی دُور پہنچ کر رہ جاتا تھا۔ اس لئے اُس نے لاٹھی کے وسط میں تسمہ باندھ کر اُس کو سوراخ میں زور سے اُچکا دیا اور نیچے سے تسمہ کو جھٹکا دیا۔

لیونارڈ۔ "لاٹھی اٹک گئی ہے اب جتنی جلدی آسکتے ہو اُوپر آجاؤ ورنہ میں موت

کا منتظر بیٹھا ہوں۔"

پتلے سے تسمہ کو ہاتھوں سے پکڑ کر اُوپر چڑھنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ مگر آٹر نے کچھ پروا نہ کی۔ اُس نے پاؤں رکھنے کے لئے نیچے کی طرف ایک گرہ ڈال لی اور سیدھا کھڑا ہو کر جتنا بلند اُس کا ہاتھ پہنچ سکتا تھا اُس نے تسمہ کو پکڑ لیا اور پھر ایک دو ہاتھ اُوپر مار کر اُس نے ڈنڈے سے پکڑ لیا۔ پھر کیا تھا آن کی آن میں وہ اپنے آقا کے پاس پہنچ گیا۔

لیونارڈ۔ "کیا تمہارے پاس چاقو ہے؟"

آٹر۔ "ہاں میاں میرا چھوٹا چاقو میرے پاس ہے میرے چھُرے نیچے ہی رہ گئے ہیں۔ مَیں آپ کو سب قصّہ بتاؤنگا۔"

لیونارڈ۔ "خیر قصّہ پھر سُنا لینا اس وقت تو تم میری مشکیں کھولو میرے ہاتھ میری پیٹھ کے پیچھے بندھے ہیں۔ اُن کو پہلے کھول دو اور جب ہاتھ کھول چکو تو چاقو مجھے دیدو جن رسیوں سے میرے پاؤں بندھے ہیں مَیں چاقو سے انہیں خود کاٹ لوں گا۔"

آٹر نے فوراً اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کی۔ جب وہ اُس کی مشکیں کھول چکا۔ تو لیونارڈ نے اُٹھ کر اطمینان کی سانس بھری۔

آٹر۔ "میاں راعیہ کہاں ہے؟

لیونارڈ۔ پاس کے کمرہ میں ہے۔ مجھ کو کاہنوں نے اُس سے علیحدہ کر کے میری مشکیں کس دیں اور آپ چلے گئے۔ شاید اس سے جبراً کچھ قول قرار لیتے ہونگے۔ اب اُن کے واپس آنے کا انتظار ہے۔"

آٹر۔ میاں پہاڑوں کی طرف اُوپر ایک رستہ مجھے معلوم ہے اگر کہو تو ہم اُس رستہ سے نکل جائیں۔"

لیونارڈ۔ "آٹر کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم راعیہ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں جب سے میری مشکیں کسی گئی ہیں صرف دو آدمی وقتاً فوقتاً میرے پاس آتے رہے ہیں اور جب وہ آئیں تو ہم اُن کو پکڑ کر اُن کے چھرے چھین لیں پھر وہ جیسا ہو گا دیکھا جائیگا۔ ہم کو دروازوں کی کنجیاں بھی مل جائیں گی"۔

آٹر۔ "میاں ہے تو ٹھیک۔ اچھا تم یہ ڈنڈا تھ ہیں لے لو۔ یہ بڑا مضبوط ہے"۔

لیونارڈ۔ "اور تم اپنے پاس کیا رکھو گے؟"

آٹر۔ "کیا کہہ رہے ہو؟ ان آدمیوں کے پاس چراغ تو ہو گا ہی"۔

لیونارڈ۔ "ہاں کیوں نہیں"۔

آٹر۔ "تو پھر کیا؟ ابھی میں دو منٹ کے اندر اندر اپنا ہتھیار بنا لیتا ہوں"۔ یہ کہکر اُس نے ڈنڈے سے تسمہ کھول لیا اور اُس کو گرہیں دینے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد بولا۔ "میاں اب لو میں تیار ہو گیا۔ بتاؤ کہاں کھڑے ہوں؟"

لیونارڈ۔ تم دروازہ کے اُس طرف کھڑے ہو جاؤ۔ اور میں دوسری طرف کھڑا ہو جاتا ہوں"۔ جب کاہن دروازہ کھول کر اندر گھسنے لگیں اور پھر اُس کو بند کر کے مجھے ڈھونڈھنے لگیں گے تو ہم اندھیرے میں سے نکل کر اُن کو یکایک پکڑ لیں گے۔ مگر آٹر کسی قسم کی جدوجہد یا شور نہ ہونے دینا"۔

آٹر۔ "میاں کہاں کی جدوجہد اور کہاں کا شور؟ ڈر کے مارے تو وہ پہلے ہی کانپ رہے ہوں گے۔ پھر جب ہم اُن پر پل پڑے تو اُن کے مُنہ میں زبان کہاں رہے گی جو وہ بولیں گے"۔

لیونارڈ (آہستہ سے) "آٹر تم نے نہنگ کو بھی مارا؟"

آٹر (خوش ہو کر) "ہاں میاں میں نے اُس کو اُس کانٹے سے پکڑا۔ جو میں نے اُس کے لئے بنایا تھا۔ مگر میاں بڑی مشکل سے مرا۔ اگر مجھے تیرنا نہ آتا تو وہ مجھے ضرور

ڈبو دیتا۔"

لیونارڈ۔" ہاں اس واقعہ کی کیفیت میں زام سے کسی قدر سن چکا ہوں۔ آٹر تم بڑے جوانمرد ہو۔"

آٹر۔" میاں میں نالائق کیا ہوں۔ جب میری اُس کی آنکھیں چار ہوئیں تو میں خوفزدہ ہو گیا۔ پھر میں نے کہا کہ اگر میرا میاں یہاں ہوتا تو کس بہادری سے اس نہنگ پر وار کرتا۔ اور مجھے کہتا کہ واہ آٹر دیکھ لی تیری بہادری ایک بڑی چھپکلی سے لونڈیاں کی طرح ڈرتا ہے۔ میاں خیالات نے مجھے ہمت دلائی۔"

لیونارڈ۔ پھر بھی تمھاری مردانگی میں کوئی شک نہیں ..... خاموش! خبردار!"

دروازہ کھلا اور دو کاہن اندر داخل ہو گئے۔ ان میں سے جس کے ہاتھ مشعل تھی دلجمعی کے ساتھ مڑ کر دروازہ بند کرنے لگا۔ لیونارڈ نے سایہ میں سے آگے بڑھ کر اُس کے سر پر ایک کاری لٹھ جمایا جس سے اُس کے ہوش بگڑ گئے اور وہ ایک تختہ چوبی کی طرح پٹاخ سے نیچے گر پڑا۔ ادھر آٹر نے دوسرے کاہن کے گلے میں تسمہ کا حلقہ اُس پھرتی سے ڈال کر جھٹکا دیا کہ وہ بھی سیکنڈ میں نیچے گر پڑا اور اُس کا وہیں دم نکل گیا۔ اب لیونارڈ اور آٹر چھروں اور کنجیوں کو اپنے قبضہ میں لانے میں مصروف ہوئے۔ گو مشعل زمین پر گر پڑی تھی مگر ابھی تک جل رہی تھی۔"

لیونارڈ۔" اب بتاؤ کیا کریں۔"

لیونارڈ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ کوٹھڑی کا دوسرا دروازہ کھلا۔ اور آلفن۔ جوانا۔ نام سوا اور تین اور آدمی اندر داخل ہوئے۔ لیکن آٹر کو دیکھتے ہی یہ سب چونک پڑے۔ حیرت و خوف نے اُن میں سے اکثر کو چھا لیا۔ کچھ دیر تک خاموشی کا عالم طاری رہا۔ آخر کار ایک کپتان نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔" دیکھو جال دیوتا واپس آگیا ہے اور قربانیوں کی لاشیں بھی اُس کے آگے پڑی ہیں۔"

آلفن اور نآم نے جب آٹر اور مُردہ کاہنوں کو دیکھا تو معجزہ خیال کر کے بحرِ تحیر میں غرق ہو گئے اور بادشاہ کے تینوں کپتان آٹر کو مافوق الفطرت سمجھ کر اُس کی طرف گھورنے لگے۔

اس مجمع میں جوانا کے علاوہ صرف سوا ایسی تھی جس کے اوسان خطا نہ ہوئے۔ جس کپتان نے اُس کو پکڑ رکھا تھا وہ آٹر کی بعث بعد الموت کے ہوشربا واقعہ کی دید میں اس درجہ محو تھا کہ جب سوا اُس کی گرفت سے نکل کر دیوار کے سایہ میں اُس دروازہ سے جس سے سب داخل ہوئے تھے۔ دبے پاؤں باہر چلی گئی تو اُسے خبر تک نہ ہوئی۔

ایک لمحہ کے بعد آٹر نے اس دروازہ کے باہر ایک آواز سُنی جہاں سے وُہ کاہن جن کو انھوں نے مار ڈالا تھا اندر داخل ہوئے تھے۔ اور جو تھوڑا سا کھُلا رہ گیا تھا۔ وہ اس دروازہ کی طرف بڑھا تا کہ اُس کو بالکل کھول دے۔ اُس وقت آلفن کو معلوم ہوا کہ سوا غائب ہے۔ وہ گھبرا کر پکارا۔ "ارے نآم کی بیٹی کیا ہوئی؟"

آٹر (طمانیت سے) "بادشاہ سلامت معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہاں سے نکل گئی ہے۔ اور دروازہ بند کر کے ہم کو اندر پھنسا گئی ہے۔"

آلفن جھپٹ کر اُس دروازہ کی طرف بڑھا جہاں سے کہ وہ داخل ہوئے تھے۔ لیکن اُسے بند پایا۔ اس کے بعد پھُرتی سے وہ اُس کوٹھڑی میں گیا جس کا دروازہ آٹر نے کھولا تھا اور جہاں سے وہ کاہن داخل ہوئے تھے جن کی لاشیں اب فرش پر پڑی تھیں۔ مگر اُس کو معلوم ہوا کہ یہ کوٹھڑی بھی باہر سے بند ہے اور وہ سب مقید ہیں۔

لیونارڈ۔ خیر کوئی فکر کی بات نہیں کنجیاں میرے پاس ہیں۔"

آلفن۔ "مگر یہ کنجیاں کسی کام نہیں آئیں گی۔ باہر کی طرف سے یہ دروازے

پتھر کی موٹی سلوں سے بند ہیں جن میں کنجی نہیں لگتی۔ یہ عورت اب اپنے ساتھ کاہنوں کا ایک جم غفیر لائیگی اور ہم سب کو مروا ڈالے گی۔

لیونارڈ۔ "اچھا تو وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ جلدی سے کام لو۔ آؤ دروازوں کو توڑ ڈالیں۔"

نام (ہنس کر) "ہاں نجات دہندہ ضرور دروازوں کو ٹکّے مار کر توڑ ڈالو۔ اور سنگین دیواروں کو اپنے نوکدار برچھوں سے گرادو۔ کیا کہنے ہیں تمہاری طاقت کے۔ ہاں کیسے۔"

چھتیسواں باب

اے ملکہ مجھے میرا صلہ مل گیا

اس وقت اُن کی حالت نہایت نازک تھی۔ سوا نکل گئی تھی۔ اور اُس کو سب حقیقت معلوم تھی۔ وہ لیونارڈ۔ آلفن اور آٹر تینوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ اور اُن سے انتقام لینا چاہتی تھی۔ اگر اس وقت سے پہلے پہلے وہ ان تہ خانوں میں نکل گئے ہوتے تو سارا معاملہ سدھر جاتا۔ کیونکہ لوگ آٹر اور جوانا کو عالم فنا سے پھر اس جہان میں آئے ہوئے دیکھ کر ضرور اپنے سچّے دیوتا خیال کرتے۔ مگر اب تو حالت دگرگوں تھی۔ یہ ایک یقینی امر تھا کہ سوا جاکر کاہنوں کو ساری کیفیت بتائیگی اور گو وہ یہ چاہتے ہوں کہ نام کے ظلم وستم سے رہائی پائیں تاہم یہ ضرور تھا کہ وہ اپنی اوہام پرستی کو قائم اور پیشوایانِ دین کی حیثیت سے اپنے حفظ مراتب کو برقرار رکھنے کے لئے جان توڑ کر کوشش کرینگے۔ سب کو اس بات کا علم تھا

کہ اگر ہم یہاں سے نہ نکل گئے تو ضرور کاہنوں کے بس میں آجائیں گے۔ اگر اُن کو کوئی سہارا تھا تو فقط یہ تھا کہ نآم اُن کے قبضہ میں تھا۔ مگر یہ بھی ایک موہوم اُمید تھی۔ کیونکہ ظاہر تھا کہ کاہنوں میں سے بعض شخص ایسے بھی نکل آئینگے جو سردار کاہن کے منصب جلیلہ پر سرفراز ہونے کے دل سے آرزومند ہونگے۔ اور جو اس موقعہ کے منتظر ہی ہونگے کہ نآم ان کی حوصلہ مندی کی راہ سے ہٹ جائے۔ اس کے علاوہ نآم نے جھوٹے دیوتاؤں کے متعلق ایک ایسا مغالطہ کیا تھا کہ اُس کی جمعیت کے بہت سے آدمی اُس کی طرف سے بدظن ہو گئے تھے اُن کی نظروں میں اس کی پہلی سی وقعت نہ رہی تھی۔

ان تمام پہلوؤں کو سوچ کر اور نیز یہ خیال کر کے کہ اگر وہ یہیں پڑے رہے تو کسی صورت میں وہ موت سے نہیں بچ سکتے۔ اُنھوں نے مضطرب و سراسیمہ ہو کر دروازہ کے ساتھ جدوجہد شروع کی۔ مگر اُس کے پرٹ موٹائی میں چھ انچ سے زیادہ تھے اور اُن کی لکڑی ایسی سخت تھی کہ ایک گھنٹہ تک وہ اُس کو کاٹنے کی کوشش کرتے رہے۔ مگر اُس کو خبر تک نہ ہوئی۔ آخر لیونارڈ نے مایوس ہو کر اپنا چھُرا نیچے پھینک دیا۔ اور کہنے لگا۔ "لکڑی کیا ہے لوہا ہے۔ اس کے کاٹنے کے لئے تو ہفتوں چاہئیں"۔

آٹر۔ "میاں میں ایک بات کہتا ہوں۔ جس سوراخ سے میں اُوپر چڑھ کر تمہارے پاس آیا تھا چلو اسی میں سے سب نکل چلیں۔ سانپ کو میں اپنے ہاتھوں سے مار آیا ہوں۔ اس لئے اب اس طرف سے کسی قسم کا خطرہ نہیں۔ اس سوراخ کے نیچے ایک غار ہے جو پہاڑ کے اُوپر جا نکلتا ہے۔ اس پہاڑ کی ڈھلوان پر ایک برف کا پُل ہے اگر ہم اس پُل کے پار ہو جائیں تو پھر ہم میدانوں میں جا پہنچیں گے"۔

جوانا۔ "تو پھر خدا کے واسطے اس پُل کی طرف چلو"۔

اس وقت آٹر کی طرف آلفن کے کپتان گھور گھور کر دیکھ رہے تھے۔ اور دل میں کہہ رہے تھے کہ یہ آدمی ہے یا دیو ہے کہ سانپ کو بھی جس کی قدیم الایام سے پرستش ہوتی آئی ہے اس نے نہیں چھوڑا۔ مگر آلفن جو توجہ کے ساتھ تمام گفتگو سن رہا تھا کہنے لگا۔ "میں نے وہ پل دور سے دیکھا ہے مگر آج تک میرے سننے میں یہ بات نہیں آئی۔ کہ کسی انسان کا اس پر گذر ہوا ہو۔"

آٹر۔ "پل تو واقعی بہت خطرناک ہے۔ مگر یہاں ٹھہرے رہنے سے ہم کون سے بچ جائینگے۔"

جوانا۔ "میرے خیال میں ہمیں ضرور یہاں سے چل دینا چاہیے۔ مجھے تو اس تنگ و تار زندان میں کاہنوں کے ہاتھوں قتل ہونے کے بجائے کھلی ہوا میں مرنا زیادہ پسند ہے۔ مگر اس بڈھے (نام کی طرف اشارہ کر کے) کو کیا کریں۔"

لیونارڈ (درشتی سے) "نام تو جہاں ہم جائینگے ہمارے ساتھ جائیگا (ابھی اس سے مجھے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔ آلفن اور اس کے کپتان خواہ یہاں ٹھہریں خواہ ہمارے ساتھ چلیں۔"

اس وقت جوانا نے ایک عرصہ کے بعد پھر آلفن سے مخاطب ہو کر کہا۔ "آلفن تمہاری کیا رائے ہے؟"

آلفن (آنکھیں نیچے جھکا کر) "اے ملکہ میں آپ کی جان کی حفاظت کرنے کے لئے قسم کھا چکا ہوں اور اس وقت چونکہ مجھے اپنی زندگی کی امید نہیں اس لئے میری اور بھی خواہش ہے کہ آپ کی سلامتی میں اپنی جان لڑا دوں۔ اور یہ جو میرے کپتان ہیں یہ بھی آپ کی طرح کھلی ہوا میں جا کر مرنا پسند کرینگے۔"

ان الفاظ کی تائید میں تینوں کپتانوں نے سر ہلائے۔ اور پھر چلنے کی تیاری شروع ہوئی۔ پہلے وہ پاس کے کمرہ میں گئے اور وہاں کونے میں کھانے پینے

کی چیزیں موجود تھیں کچھ تو اُنہوں نے جلدی جلدی کھا پی لیں اور کچھ کمروں کے گرد باندھ لیں۔ کیونکہ معلوم نہ تھا کہ کب تک انہیں پھر کھانا نہ ملے۔ لیونارڈ جانتا تھا کہ پہاڑ کے اُوپر سخت سردی ہو گی اس لئے اس نے جوانا کو ایک بکری کی کھال کی پوستین جو اُس نے ایک کاہن کے بدن پر سے اُتاری تھی پہنا دی اور نام سے چھرا چھین کر اُس کے ہاتھ پیٹھ کے پیچھے باندھ دیئے تاکہ وہ غصّہ میں آکر کسی کو مار نہ بیٹھے۔

جب سب تیار ہو چکے تو آٹر نے اپنے تسمہ کو ڈنڈے کے ساتھ مضبوط باندھ کر ڈنڈے کو سوراخ کے مُنہ پر آڑا رکھ دیا۔ اور ایک ہاتھ میں مشعل تھامے ہوئے دوسرے سے تسمہ کو پکڑ کر جلدی سے نیچے غار میں اُتر پڑا۔ ابھی اُس کے پاؤں زمین پر لگے ہی تھے کہ باہر شور ہوا اور دروازوں پر دھڑا دھڑ لٹھوں کے پڑنے کی آوازیں آئیں۔ سوا کاہنوں کو لے کر اب آن پہنچی تھی اور وہ دروازہ کو توڑ رہے تھے۔

لیونارڈ (تسمہ میں ایک مضبوط گرہ دے کر) "جوانا جلدی سے اس حلقہ میں پاؤں رکھ کر نیچے اُتر جاؤ۔ دروازہ ان ہتھوڑوں کا زیادہ دیر مقابلہ نہ کر سکیگا۔"

ایک لمحہ میں جوانا نیچے اُتر کر آٹر کے پاس کھڑی ہو گئی۔ اس کے بعد لیونارڈ اُترا۔ اُترتے ہی اُس نے آٹر سے پوچھا۔ "ہاں آٹر تم نے یہاں کہیں جواہرات بھی دیکھے ہیں۔ ہم نے سُنا تھا کہ اس غار میں بہت جواہرات ہیں۔"

یونا (بے پروائی کے ساتھ) "میاں اس غار میں ایک چٹان پر جہاں نہنگ مُردوں کو لے جا کر کھایا کرتا تھا ایک آدمی کی گردن میں تھیلی تو پڑی ہوئی تھی۔ مگر مَیں نے یہ نہیں دیکھا کہ اس میں کیا ہے۔ اگر ہمیں یاقوت اور لعل اب ملیں بھی تو کس کام کے۔"

لیونارڈ۔" اس وقت تو ہمارے کسی کام نہیں آئینگے مگر ممکن ہے کہ اگر ہم زندہ رہے تو آئندہ ہمارے کام آئیں۔"

آٹر (برف کے پُل کا خیال دل میں لاکر) " ہاں میاں جو ہم زندہ رہے تو۔ خیر رستہ میں ملیں گے تو اُٹھالیں گے۔"

اس وقت نام بھی جس کو آلفن اور اُس کے کپتانوں نے نیچے لٹکا دیا تھا اتر پڑا۔ اس کے بعد کپتان اُترے اور سب سے پیچھے آلفن۔ اُترنے کے ساتھ ہی اُس نے لیونارڈ سے کہا۔" نجات دہندہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے دروازہ گرنے والا ہے۔" جونہی اُس نے یہ کہا پھٹ سے دروازہ کے دونوں پٹوں کے گرنے کی آواز آئی۔ آٹر نے تسمہ کو زور سے جھٹکا دیا۔ جھٹکے کے ساتھ ڈنڈے کا ایک سرا سوراخ کے کنارے سے سرک گیا اور ڈنڈا نیچے آرہا۔ ڈنڈے کو اُٹھاکر آٹر بولا۔" اس کو یہاں کیوں چھوڑیں شاید کام آئے اس وقت کسی شخص نے سوراخ میں سے جھانکا۔ نام کی نظر پڑگئی اور وہ معاً چلّا اُٹھا۔" جھوٹے دیوتا غار میں سے ہوکر پہاڑوں کو جاتے ہیں اور اُن کے ساتھ بادشاہ بھی ہے اُن کا تعاقب کرو۔ اور سانپ سے نہ ڈرو۔ وہ مرچکا ہے۔ مَیں نام ہوں تجھ کو بچانے کی اتنی فکر نہ کرو جتنی ان کے قتل کرنے کی۔"

آٹر نے اس زور کا تھپڑ اُس کے گلے پر رسید کیا کہ اُس کا مُنہ پھر گیا۔ مگر اب کیا ہوسکتا تھا۔ نام کی زبان ضرر پہنچا چکی تھی۔ جواب میں ایک آواز آئی۔" جو کچھ آپ نے کہا ہے ہم نے سُن لیا۔ اے سردار کاہن ہم رسیوں کی مدد سے ابھی آتے ہیں۔"

اب لیونارڈ آلفن وغیرہ غار کے بیچوں بیچ ادھر کی طرف روانہ ہوئے ایک لمحہ کے لئے وہ مرے ہوئے سانپ کے پاس کھڑے ہوگئے۔ اور اُس کی

قدوقامت کو دیکھ دیکھ کر تعجب کرنے لگے۔

ایک کپتان (بآوازِ بلند) "یہ بونا تو کوئی دیوتا ہے۔ انسان میں ہرگز یہ قدرت نہیں۔"

یہاں سے وہ آگے بڑھے تھوڑی دیر کے بعد لیونارڈ نے پوچھا۔

"آٹر وہ تھیلی"

آٹر (نیچے جھک کر اور جس بدقسمت کاہن نے دیوتاؤں کی بے ادبی کی تھی اس کے بوسیدہ ڈھیر میں سے تھیلی کو اُوپر اُٹھا کر) "لیجئے میاں۔"

لیونارڈ نے اس کے ہاتھ سے تھیلی لے کر اُس کا مُنہ جو ایک تسمہ سے مضبوط بندھا ہوا تھا کھولا۔ آٹر تھیلی کے مُنہ کے نزدیک مشعل تھامے ہوئے تھا۔ لیونارڈ نے جو اس کے اندر نگاہ کی تو دیکھا کہ افسردہ چنگاری کی طرح ایک سُرخ اور سبز روشنی جگمگا رہی تھی۔

ایک مسرت آمیز لہجہ میں اُس نے آہستہ سے کہا۔ "یہی ہے خزانہ آخر کار ہمارے نصیب جاگ اٹھے۔"

جوانا۔ "کس قدر وزن ہو گا؟"

لیونارڈ (پھولے نہ سما کر) "سات آٹھ پاؤنڈ ہوں گے سچے جواہرات کے سات آٹھ پاؤنڈ۔"

جوانا۔ "تو مجھے دیدو۔ میرے پاس اور کوئی چیز نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ تم کو کچھ دیر میں اپنے دونوں ہاتھوں سے کام لینا پڑے۔"

لیونارڈ۔ "واقعی۔"

یہ کہکر اُس نے تھیلی کو جوانا کے گلے میں لٹکا دیا۔ اور اب وہ آگے روانہ ہوئے ندی کے بہاؤ کی مخالف سمت میں وہ برابر اُوپر کی طرف چلتے رہے اور چونکہ ندی

پایاب تھی اس لئے وہ بیس پچیس منٹ میں غار کے منہ پر پہنچ گئے اور یکے بعد دیگرے باہر نکل کر پہاڑ کے پہلو پر جہاں بڑے بڑے تودہ ہائے برف پڑے ہوئے تھے کھڑے ہو گئے۔

لیونارڈ - "اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ کاہن ہمارے پیچھے پیچھے آ رہے ہونگے"

آلفن (دھیمی آواز میں) "صبح صادق نمودار ہو رہی ہے۔ نجات دہندہ اگر اس وقت تم پہاڑ پر چڑھنا شروع کر دو تو ممکن ہے تمہیں کسی قسم کا گزند نہ پہنچے۔ میں اور میرے کپتان اس غار کے منہ پر کھڑے رہتے ہیں۔ اور جہانتک ہو سکیگا کاہنوں کا مقابلہ کرینگے۔ اس بڈھے کاہن نام کو ساتھ لے جاؤ۔ اگر ہم مارے گئے اور اس کی جمعیت نے تمہارا تعاقب کیا تو شاید اس کا تمہارے پاس بطور یرغمال کے موجود ہونا تمہاری جانیں بچا سکے۔ یہ لو یہ برچھا ہے شاید اس سے تمہیں کام پڑے۔ ہم چاروں کے پاس تین برچھے کافی ہیں۔ الوداع۔"

یہ کہکر آلفن کپتانوں کی طرف مخاطب ہوا اور اُن سے کہنے لگا۔

"بڑے بڑے برف کے ٹکڑے اور پتھر جو کچھ ہو سکے جمع کر کے لے آؤ تاکہ غار کا منہ بند کر دیں۔" انہوں نے اُس کے حکم کی تعمیل میں نہایت عجلت اور چالاکی سے کام لیا اور کچھ دیر میں پتھر کی سلوں اور یخ کے ٹکڑوں سے غار کے منہ کے آگے ایک دیوار چُن دی۔

لیونارڈ اور آٹر دونوں نے خاموشی کے عالم میں جوش کے ساتھ بادشاہ سے مصافحہ کیا۔ لیکن جوانا کو اس سے اس طرح پر رخصت ہونا گوارا نہ تھا۔ کیونکہ اُس کا دل آلفن کی نیکی اور شرافت کو یاد کر کے موم کی طرح نرم ہو رہا تھا اور اس پر رقت طاری ہو رہی تھی۔ بھرّائی ہوئی آواز میں اُس نے آلفن سے کہا۔

"اے نیک نہاد اور فرشتہ خصال بادشاہ میں تم سے عفو کی خواستگار ہوں۔

کہ مَیں تمہارے غم و حزن کا باعث ہوئی۔ اور مجھے نہایت خوشی ہو گی۔ اب آپ سدھاریئے میری دعا ہے کہ آپ ان رنگین پتھروں کو جو آپ کو اس قدر مرغوب ہیں لے کر یہاں سے صحیح سلامت نکل جائیں اور ہمیشہ خوش و خرّم رہیں۔ دیوتا آپ کو اور آپ کے خاوند نجات دہندہ کو سالہا سال تک ایک دوسرے کی محبت میں قائم رکھیں اور جب عیش و شادمانی میں زندگی بسر کرتے کرتے پیرانہ سال کی منزل میں آپ قدم رکھیں تو کبھی کبھی اس وحشی شخص کو بھی یاد کر لیا کریں جس نے عنفوانِ شباب میں آپ کی پرستش کی تھی اور آپ کی جان بچانے کے لئے اپنی جان آپ پر قربان کر دی تھی۔"

آلفن کی یہ شریفانہ باتیں سُن کر جوانا کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ پھر وہ یکایک آگے بڑھی۔ اور آلفن کا ہاتھ پکڑ کر اُس نے اس پر بوسہ دیا۔

آلفن۔ "اے ملکہ مجھے میرا صلہ مل گیا مجھے امید ہے کہ تمہارے شوہر کو اس پر رشک و حسد نہ ہو گا۔ اب رخصت ہو۔ الوداع۔"

غار کے مُنہ کے آگے جو دیوار آلفن کے کپتانوں نے چُنی تھی اُس وقت اُس کا کچھ حصہ گر پڑا اور ایک کاہن نے جنگلی چوہے کی طرح اس میں سے اپنا سر نکالا۔ آلفن نے ایک نعرہ بلند کر کے اپنا برچھا تان کر اس کے سر پہ مارا۔ اور وہ ہائے کہکر پیچھے گر پڑا۔

لیونارڈ جوانا اور آٹر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور بسرعت تمام اُنھوں نے پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا۔ آٹر گالیوں اور گھونسوں سے نام کو اپنے آگے اس طرح ہانکے لئے جاتا تھا جیسے کوئی مہاوت ہاتھی کو دہت دہت اور بری بری کہتا اور آنکس مارتا ہوا چلاتا ہو۔ تھوڑی دُور جا کر نام اوندھے مُنہ گر پڑا اور کراہنے لگا۔ آٹر نے گھونسوں اور لاتھیوں کا اس پر ایک تار باندھ دیا۔ مگر وہ نہ اُٹھا۔

لیونارڈ (برچھے کی نوک کو نام کی گردن پر رکھ کر) "اب اُٹھتا ہے کہ نہیں مکار بے ایمان ۔"

نام ۔" نجات دہندہ! پہاڑ کی چڑھائی پھر پیرانہ سالی۔ اس پر تم نے میرے ہاتھ باندھ رکھے ہیں۔ میرے ہاتھ تو کھول ڈالو۔ مجھ ناتوان اور کمزور کی طرف سے تمہیں کیا اندیشہ ہو سکتا ہے۔"

لیونارڈ (منہ میں بول کر) "ہاں ابھی تو میرے خیال میں تمہاری طرف سے ہم کو چنداں خدشہ نہیں ۔"

یہ کہکر اُس نے اپنا چاقو نکالا اور تسمہ کاٹ کر نام کو رہا کر دیا۔

آنٹر ۔" اب تو اُٹھ اے مردود ۔" یہ کہکر اُس نے نام کی کنپٹی پر ایک گھونسا رسید کیا۔

نام ۔" لعنت ہے تجھ پر مجھے چلنے کے قابل بھی چھوڑے گا یا نہیں ۔"

مگر آنٹر نے نام کی باتوں کی کوئی پروا نہ کی اور اُس کو گھونسے لگاتا گیا حتیٰ کہ وہ درہ کے پاس پہنچ گئے۔ جہاں سے کہ برف کا پُل اور یخ بستہ گھاٹیاں سورج کی شعاعوں میں چمکتی نظر آرہی تھیں۔

سینتیسواں باب

نام کی فتحیابی

جوانا ۔" اب ہم کس رستہ جائیں۔ کیا ہمیں اس نغر میں اُترنا پڑیگا؟"

آنٹر (برف اور چٹان کی دھاری کی طرف جو چوڑی کھائی کی عرض میں واقع

تھا اشارہ کر کے) "نہیں راعیہ ہم کو اس پُل پر سے جو آپ کے سامنے ہے گذرنا ہوگا۔"

جوانا (کانپ کر) "پل پر سے ؟ وہ تو آئینہ کی طرح سلیٹ اور مکان کی دیوارو کی طرح ڈھلوان ہے۔ اس پر تو مکھی بھی جم کر نہیں بیٹھ سکتی۔"

لیونارڈ۔ "آہ یا تو تم باولے ہو گئے ہو اور یا دل لگی کر رہے ہو۔ اُس مقام کو ہم کیسے عبور کر سکتے ہیں۔ دس گز بھی ہم جانے نہ پائیں گے کہ ہماری ہڈیاں چکنا چور ہو جائیں گی۔"

آٹر۔ "میاں ہم ان چوڑے پتھروں میں سے جو یہاں پڑے ہیں بھاری بھاری پتھروں پر ایک ایک کر کے سوار ہو جائیں اور پتھر ہم کو اس پل کے پار جا اتاریں گے۔ میں تجربہ کر چکا ہوں۔"

لیونارڈ۔ "کیا تمہارا مطلب یہ ہے کہ تم ایک پتھر پر بیٹھ کر اُس پار آئے ہو؟"

آٹر۔ "نہیں میاں میں نے تین پتھر لڑھکائے تھے۔ تو دوسرے پار جا پہنچے ہیں۔ میں برابر اُن کی حرکت کو دیکھتا رہا۔ لیکن تیسرا بیچ رستہ میں غائب ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وسط میں کوئی شگاف ہے۔ لیکن ہمیں اُس خطرہ کا سامنا کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ اگر پتھر میں کافی وزن ہوا تو جست بھر کر اُس شگاف کو عبور کر جائے گا اور اگر ہلکا ہوا تو ہم تحت الثریٰ میں چلے جائیں گے۔ اور ان جھگڑوں قضیوں سے چھوٹ جائیں گے۔"

لیونارڈ (پیشانی سے پسینہ پونچھ کر) "کیا اور کوئی طریقہ یہاں سے بچ نکلنے کا نہیں؟ اس پل پر اس طرح گزرنے سے تو سوئی کے ناکے میں سے اُونٹ کا نکل جانا زیادہ آسان ہے۔"

آٹر۔ "میاں مجھے تو کوئی طریقہ نہیں معلوم ہوتا۔ البتہ ہم پر پر ہوتے تو اڑ کر

دوسری طرف جا سکتے تھے۔ لیکن یہ وقت باتوں میں گذار دینے کا نہیں اب ہمیں تیاری کرنی چاہیے کیونکہ اُن کاہنوں کے تعاقب کا ہمیں ابھی تک خطرہ لگا ہوا ہے۔ مَیں جا کر پتھر جمع کرتا ہوں۔"

لیونارڈ (نام کی طرف جو اوندھے مُنہ برف پر پڑا ہوا تھا اشارہ کرکے) اس کا کیا ہوگا؟"

اسٹر:۔" میاں اسے بھی رہنے دیجئے اگر کاہن آگئے تو ممکن ہے اس کا وجود ہمارے لئے مفید ثابت ہو۔ اور اگر نہ آئے تو روانہ ہونے سے پہلے مَیں ذرا اس کی مزاج پُرسی کرونگا۔"

اِدھر جوانا برف کے پل کی طرف جس کے دیکھنے کی اُسے ہمّت نہ پڑتی تھی۔ اپنی پیٹھ پھیر کر ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔ بیٹھتے وقت جواہرات کی تھیلی اُس کے گھٹنے سے ٹکرائی جس سے جواہرات کے کھنکنے کی آواز آئی۔ جوانا کے دل میں معاً یہ خیال پیدا ہوا کہ ان جواہرات کو تو ایک نظر دیکھنا چاہیئے کہ کیسے ہیں اس خیال سے اُس نے تھیلی کا منہ کھولا۔ اور جواہرات کو اپنے دامن میں اُلٹ کر مسرت آمیز تحیّر کے ساتھ انہیں دیکھنے لگی۔ اُس کے تصوّر میں بھی یہ اب تک نہ گذرا تھا کہ ایسے جواہرات بردہ زمین پر موجود ہو سکتے ہیں۔ ان کی چمک دمک سے اس کی آنکھیں چندھیا گئیں اور اُن کی خلاف قیاس کلانی کو دیکھ اُسے شبہہ ہونے لگا کہ آیا میں عالمِ خواب میں ہوں۔ یا حقیقت میں اس عظمت وشان اور اس آب وتاب کے جواہرات دیکھ رہی ہوں؟"

ان میں سے کچھ تو نیلم تھے اور کچھ لعل رمانی اور کچھ الماس۔ دو الماس کلانی اور آب وتاب کے لحاظ سے اوروں میں ممتاز تھے۔ یہ دونوں بڑے بُت کی آنکھوں میں جڑے ہوئے تھے۔ اور جس دن کہ لیونارڈ اور جوانا مع اپنے ساتھیوں کے

خطہ ظلمات میں داخل ہوتے اسی دن اہل ظلمات نے انہیں بُت کی آنکھوں میں سے نکال لیا تھا۔ ایک نہایت بڑا لعل دل کی شکل کا تھا جس میں کوئی رگ نہ تھی اور جس کی رنگت بالکل یکساں تھی۔ یہ اتنا بڑا تھا جتنا راج ہنس کا انڈا اور باوجود یکہ ٹھیک ترشا ہوا نہ تھا اور کھردرا پن اس میں موجود تھا۔ لیکن پھر بھی اس کی آب وتاب آنکھوں کو خیرہ کئے دیتی تھی۔ اس لعل کو اہل ظلمات کے سردار کاہن قربانی کے وقت نسلاً بعد نسلٍ سینہ پر پہنتے چلے آئے تھے۔ لیکن اس گنج بے بہا میں دو پتھر ایسے تھے کہ انہیں دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی تھی ایک تو ایک بہت بڑا نیلم تھا اور دوسرا ایک عظیم الشان لعل۔ نیلم میں سے بونے کے بُت اور لعل میں سے نہنگ کی شکل کا ایک چھوٹا سا نمونہ تراشا تھا۔ جوانا کو حیرت ہوئی کہ تراشنے سے قبل سالم پتھروں کا حجم کس قدر ہوگا۔ اس کے علاوہ اور بیسیوں خوش رنگ اور خوشنما پتھر تھے۔ جن میں سے کچھ تو تراشے ہوئے تھے اور کچھ قدرتی حالت میں لیکن ان میں سے ہر ایک اپنے حیرت انگیز حجم چمک دمک اور خوبصورتی کے باعث انتخاب تھا۔

جوانا نے ان جواہرات کو قطاروں میں آراستہ کر دیا اور بے پایاں سرور اور انبساط کے ساتھ انہیں دیکھنے لگی۔ وہ ان کے نظارہ میں ایسی محو ہوئی کہ اُسے دُنیا و مافیہا اور موجودہ خطرات کا خیال نہ رہا۔ اور اُس نے یہ بھی نہ دیکھا کہ نام جو کچھ دُور زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اور جس کی آنکھوں میں نفرت حسد اور انتقام کی آگ چمک رہی تھی اُس کی طرف آہستہ آہستہ لڑھکنیاں کھاتا ہوا رینگ رہا ہے۔

آخر کار جوانا نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور جواہرات کو ایک ایک کر کے تھیلی میں ڈال دیا۔ کیونکہ ایسی خوبصورت چیزوں کی دید سے محروم رہنا بھی ایک طرح کا حرمان تھا وہ تھیلی کا منہ باندھ کر اُسے اپنی گردن میں ڈال ہی رہی تھی کہ دفعتہً ایک ہاتھ جس میں پیری نے بجز پوست واستخوان کے کچھ نہ چھوڑا تھا اُسکی

آنکھوں کے سامنے نمودار ہوا۔ اور جس سرعت کے ساتھ چیل جھپٹا مار کر اپنے شکار کو لے جاتی ہے اُسی پھرتی کے ساتھ اُس نے تھیلی کو اُس سے چھین لیا۔

ایک ندائے بیم و یاس کے ساتھ وہ بیکایک پتھر پر سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور اُس کا بیم و یاس بے وجہ نہ تھا۔ کیونکہ اُس کی آنکھوں کے سامنے نام ہاتھ میں جواہرات کی تھیلی لئے ہرن کی طرح قلاچیں بھرتا ہوا جا رہا تھا۔

آٹر اور لیونارڈ نے جوانا کی آواز سنی اور یہ سمجھ کر کہ نام فرار ہو رہا ہے اُس کا رستہ روکنے کے لئے دوڑے مگر نام کا مقصد یہ نہ تھا کہ اُن کے ہاتھ سے اس طرح بچ کر نکل جائے جس کا انہیں اندیشہ تھا۔ جس پتھر پر جوانا بیٹھی ہوئی تھی وہاں سے چالیس گز کے فاصلہ پر ایک چٹان کی نوک اس ناقابلِ گذر قعر کے اُوپر نکلی ہوئی تھی جس کے عمود دار پہلو پھسلنی برف کے نہ پگھلنے والے تودوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔ نام اُس نوکدار کراڑے کی طرف دوڑا اور اُس کے کنارے پر جا کر مجبوراً ٹھہر گیا۔ کیونکہ اگر وہ نہ ٹھہرتا تو کھائی کی تہ میں جو ایک ہزار فیٹ گہری ہوگی جا پڑتا۔ پھر وہ پلٹ کر لیونارڈ اور آٹر جو اُس کے قریب آگئے تھے کہنے لگا۔

"جہاں ہو وہیں کھڑے رہ جاؤ ورنہ میں اس تھیلی کو نیچے گرا دونگا جہاں سے تم اس کو کبھی نہیں لا سکتے۔ کیونکہ اُن ڈھلوان دیواروں پر کسی کا گذر نہیں ہو سکتا۔ اور کھائی کی تہ میں پانی بہ رہا ہے۔"

لیونارڈ اور آٹر اس دھمکی کو سُن کر فوراً رُک گئے۔ پھر نام نے کہا۔

"سُنو نجات دہندہ! تم اس ملک میں ان رنگین ٹھیکروں کو لینے آئے تھے اور اب تم چاہتے ہو کہ انہیں لے کر واپس چلے جاؤ۔ لیکن جانے سے پہلے تم مجھے انتقام کی غرض سے جان سے مار ڈالنا چاہتے ہو مگر یہ سُرخ پتھر جن پر تم جان دیتے ہو اس وقت میری مٹھی میں ہیں اور اگر میں چاہوں تو ابھی اُن کو

ایسی جگہ پھینک دوں جہاں سے نہ تم اور نہ کوئی اور شخص کبھی انہیں پھر لا سکے۔ اب کہو کہ اگر میں تمہیں یہ پتھر دیدوں تو کیا تم میری جان بخشی کرنے اور مجھے واپس چلے جانے کی قسم کھاتے ہو؟"

لیونارڈ (اضطراب اور تشویش کے لہجہ میں) "ہاں ہم قسم کھاتے ہیں۔ ناٹم واپس چلے جاؤ تمہارا بال بیکا نہ ہوگا۔ لیکن اگر تم نے جواہرات کو گرا دیا تو تم کو بھی اُن کے پیچھے پیچھے جانا ہوگا۔"

ناٹم (حقارت سے) "تو قسم کھاتا ہے اب تیری یہ نوبت پہنچ گئی کہ انتقام کو طمع پر نثار کرنے لگا۔ واہ رے گورے آدمی دیکھ لی تیری شرافت اب دیکھ میں تجھ پر کیسی سبقت لے جاتا ہوں۔ کیونکہ تو مجھ کو گو شریف نہیں سمجھتا لیکن میں تجھ کو تیری خواہشوں سے محروم کرنے کی غرض سے اپنی جان پر کھیل جاتا ہوں۔ کیا اہل ظلمات کے پاک خزانہ کو دو گورے چور اور اُن کا کالا کُتّا چرا کر لے جائیگا۔ ہرگز نہیں! اگر مجھے قضا نے مہلت دی ہوتی تو میں سب کو جان سے مار ڈالتا لیکن اس کا مجھ کو موقعہ نہ ملا اور اچھا ہوا کہ مجھے یہ موقعہ نہ ملا۔ کیونکہ اب میں تم کو ایسا عذاب پہنچاؤنگا جس کی تلخی موت کے عذاب سے تمہارے لئے کئی حصہ زیادہ ہے۔ اے کتّو! اجال اور ایکا کے قہر کی بجلی تم پر گرے۔ تمہارا گھر اُجاڑ ہو تم خوار ہوکر مرو اور تمہارے ماں باپ اور تمہاری اولاد تمہاری قبر پر اس طرح تھوکیں جیسے میں تھوکتا ہوں۔"

یہ کہکر ناٹم نے دوسرے ہاتھ سے جس میں تھیلی نہ تھی اُن کی طرف گھونسا تان کر تھوکا اور دفعۃً جواہرات کا گنجینہ ہاتھ میں لئے ہوئے پیچھے کی طرف خلائے بسیط میں کود پڑا اور آناً فاناً اُن کی نظروں سے غائب ہوگیا۔

کچھ دیر تک تینوں حیران و ششدر ایک دوسرے کی طرف خوف و حیرت

بھری نگاہوں سے ساتھ دیکھتے رہے۔ آخر کار جوانا برف پر بیٹھ کر زار و قطار رونے لگی۔ اور ہچکیاں لے کر یوں کہنے لگی۔

"ہائے یہ سراسر میرا قصور ہے یہ سب میری غفلت کا نتیجہ ہے۔ ابھی ابھی میں شیخی مار رہی تھی کہ میں نے یہ خزانہ تمہیں دلوایا۔ اور ایک آن کی آن میں یہ خزانہ مجھ سے چھن گیا اور تم فقیر رہ گئے۔ ہائے مجھ سے یہ صدمہ سہا نہیں جاتا۔"

لیونارڈ (بھرائی ہوئی آواز میں) "آٹر جاکر دیکھو تو سہی کہ اس کھائی میں اُترنا ممکن ہے یا نہیں۔"

بو نے رنے چٹان کے نکلے ہوئے سرے پر سے جہاں سے نام نیچے گرا تھا جُھک کر دیکھا اور سر ہلا کر بولا۔ "میاں نیچے اُترنا ناممکن ہے۔ دیواریں بالکل سیدھی کھڑی ہیں اور نیچے پانی بھی ہے۔ میں نے اس کے بہنے کی آواز اپنے کانوں سُنی۔ افسوس میاں آپ نے کیوں اسے پہلے ہی نہ مار ڈالا بعد میں مجھے اُس کو مار ڈالنے دیا ہوتا۔ میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ یہ بڈھا جادوگر ہم پر مصیبت لائیگا؟ اچھا جواہرات تو گئے اب اپنی جان کی خیر منایئے۔ کیونکہ جان اُن سے زیادہ قیمتی ہے۔ مجھے دو چپٹے پتھر ملے ہیں۔ آیئے اُن کے سرکانے میں مجھے مدد دیجئے۔ بڑا تو آپ کے اور راعیہ کے لئے ہے کیونکہ غالباً وہ اکیلی سفر کرتی ہوئی خوف کریگی۔ چھوٹے سے میرا کام نکل جائیگا۔"

لیونارڈ کچھ کہے سنے بغیر اُس کے پیچھے ہولیا۔ وہ ایسا دل شکستہ تھا کہ بات اُس کے مُنہ تک آنی مشکل تھی۔ جوانا اُٹھ کر اُس جگہ گئی جہاں نام نے اس سے جواہرات چھینے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد لیونارڈ اور آٹر دو بڑے بڑے پتھروں کو برف پر سے لڑھکاتے ہوئے اُس کی طرف آئے۔ لیونارڈ نے دیکھا کہ اُس کی آنکھیں ابھی تک آنسوؤں سے ڈبڈبا رہی ہیں۔ اس لئے اس نے ملاطفت

کے ساتھ جوانا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا۔" جوانا کس لئے روتی ہو جانے دو۔ جواہرات گئے تو تمہاری بلا سے۔ اب ہمیں دوسری باتوں کی فکر کرنی چاہیئے۔ سُنو مجھے اور تمہیں اس پتھر پر لیٹنا ہو گا۔ اور آٹر کہتا ہے کہ ہم کھائی کے دوسری پار جا پہنچیں گے۔"

جوانا (کانپ کر) " یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ میں غش کھا کر اس پر سے گر پڑوں گی۔"

لیونارڈ۔ " مگر اس کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں اگر کوئی دوسرا امر اختیاری ہے تو وہ یہ ہے کہ شہر ظلمات کو واپس پلٹ جاؤ۔"

جوانا۔ " اچھا میں پتھر پر لیٹ جاتی ہوں اگرچہ میں جانتی ہوں کہ مجھے مرنا ہو گا۔ لیکن اُن کاہنوں کے پاس جانے کے مقابلہ میں یہ موت پھر غنیمت ہے اور علاوہ اس کے جواہرات چلے گئے تو لطف زندگی کیا ہے۔"

لیونارڈ۔ " جوانا کیا زندگی کا سب لطف جواہرات ہی میں رکھا ہے؟"

اس کے بعد آٹر دونوں پتھروں کو کھینچ کر گھاٹی کی چوٹی پر جہاں سے اُتار شروع ہوتا تھا لے آیا۔ اور کہنے لگا۔" میں آپ دونوں کی کمر کے گرد رسا باندھ دیتا ہوں۔ اس میں آپ زیادہ محفوظ رہیں گے۔ پہلے میں جاتا ہوں اور جب میں پل کے پار ہو جاؤں تو آپ برچھے سے صرف پتھر کو ذرا سا دھکا دیدیں اور آناً فاناً آپ میرے پاس پہنچ جائیں گے۔"

لیونارڈ۔ " اچھا اب سدھارو۔ انتظار کرنے سے مشکل آسان تو ہوئی جاتی نہیں۔"

آٹر پتھر کے اُوپر پیٹ لیٹ گیا اور بولا۔" میاں جب میں کہوں اُس وقت پتھر کو آہستہ سے دھکیل دیجئے گا اور پھر دیکھئے گا کہ ایک کالی چڑیا کس طرح

اٹھا کرتی ہے میاں اپنا ذرا سر جھکایئے۔"

لیونارڈ نے سر جھکایا اور آٹر نے آہستہ سے اُس کے کان میں کہا۔

"میاں ممکن ہے کہ ہمارا ملنا پھر نہ ہو کیونکہ سیدھے سے سیدھا رستہ بھی خطرات سے خالی نہیں اس لئے میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے نہایت افسوس ہے کہ میں وہاں کیسا گدھا بن گیا تھا۔ اس محل میں رہتے رہتے میرا ناک میں دم آ گیا تھا اور کہر کی وجہ سے مجھے جو سوجھتی تھی اُلٹی۔ اس کے علاوہ شراب اور عورت اچھوں اچھوں کو غافل بنا دیتی ہیں۔ میاں اب مت بولئے مجھے روانہ کیجئے کیونکہ مجھ پر خوف چھا رہا ہے۔"

لیونارڈ نے پتھر کی پشت پر ہاتھ رکھ کر اُسے آہستہ سے دھکیل دیا۔ اور اس میں جنبش پیدا ہوئی۔ اول وہ نہایت آہستہ آہستہ حرکت کرنے لگا۔ پھر بتدریج وہ سریع السیر ہوتا چلا حتیٰ کہ چند لحظوں میں برف کی چکنی سطح پر اس نے اس طرح سے گذرنا شروع کیا۔ جیسے کوئی کشتی دخانی سطح آب پر جاتی ہو کچھ دیر میں وہ پہلے اتار کی تہ میں پہنچا اور پھر مقابل کی گھاٹی پر چڑھنا شروع ہوا اب اس کی حرکت کم ہوتی چلی اور اس قدر کم ہو گئی کہ لیونارڈ سمجھا کہ شاید وہ رُک گیا۔ لیکن وہ رُکا نہیں۔ بلکہ گھاٹی کی چوٹی کو عبور کر کے پھر روانہ ہوا اور چند لمحوں کے لئے ایک نشیب میں جو انا اور لیونارڈ کی مترصد نگاہوں سے غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ دوسرے ڈھلاؤ کی چوٹی پر جو قریب قریب عمودی تھا نمودار ہوا اس اُتار پر سے پتھر اس طرح جھپٹا جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے حتیٰ کہ وہ پل کے تنگ حصہ پر پہنچا پل کی شکل مجموعی حیثیت سے ایسی تھی جیسے ایک مرے ہوئے تیتے کی جو چت پڑا ہو۔ اور لیونارڈ اور جوانا کو یہ تنگ مقام ایک چاندی کے تار سے موٹا نہ نظر آتا تھا۔ حالانکہ آٹر اور پتھر یوں معلوم ہوتے تھے کہ اس تار پر ایک مکھی بیٹھی ہے۔ اُس وقت یکایک لیونارڈ کو صاف طور پر معلوم ہوا کہ

بیجان پتھر اور اس کا جاندار سوار جو بسرعت تمام حرکت کر رہے تھے اُوپر کی طرف ہوا میں اُچکے اور چڑھاؤ پر جو چیتے کے گلے کے مشابہ تھا حرکت کرتے نظر آئے اور آخر کار بالکل ٹھہر گئے۔

لیونارڈ نے گھڑی میں وقت دیکھا پتھر نے پچاس سکنڈ میں یہ فاصلہ طے کیا تھا جو نصف میل سے کسی طرح کم نہ ہوگا۔ جوانا اپنے ہاتھوں سے آنکھیں بند کئے بیٹھی تھی۔ کیونکہ وہ بونے کے سفر کے زہرہ گداز منظر کو دیکھنے کی تاب نہ لاسکتی تھی لیونارڈ نے اُسے پکار کر کہا۔ "دیکھو جوانا آٹر صحیح وسلامت اُس پل کو عبور کر گیا"۔ اور یہ کہکر اُس نے ایک شکل کی طرف جو برف پر خوشی کی حالت میں ناچتی ہوئی نظر آرہی تھی۔ اُنگلی سے اشارہ کیا۔ جب لیونارڈ نے یہ بات کہی تو ایک مدھم سی آواز اُن کے کانوں میں آئی۔ کیونکہ ایسے سنسان مقامات میں آواز دور تک جاتی ہے۔ یہ آواز آٹر کے چلّانے کی تھی۔ جو یہ کہتا ہوا سُنائی دیتا تھا۔ "میاں آئیے رستہ آسان ہے"۔

جوانا (دھیمی آواز میں) "شکر ہے کہ وہ صحیح وسلامت پہنچ گیا لیکن اب ضرور ہے کہ ہم اس ہولناک سفر کو اختیار کریں۔ لیونارڈ یہ لو میرا رومال اور میری آنکھوں پر پٹی باندھ دو کیونکہ میں دیکھنے کی تاب نہیں لاسکتی"۔

لیونارڈ نے اس کے کہنے کے مطابق اُس کی آنکھوں پر رومال باندھ دیا جب وہ پتھر کے نزدیک آئے تو لیونارڈ کو قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی وہ پیچھے مڑا۔ اور دیکھا کہ سوا اُن کی طرف جھپٹی ہوئی چلی آتی ہے۔ آنکھوں میں اُس کے دیوانہ پن کی چمک تھی۔ اور پہلو میں اُس کے برچھے کا ایک زخم تھا۔ لیونارڈ نے برچھا اُٹھا کر نہایت تندی سے کہا "پیچھے ہٹ ورنہ ابھی . . . . . " سوا نے چلّا کر کہا۔ "راعیہ مجھے اپنے ہمراہ لے چلوئیں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی"۔

جوانا نے سوا کی آواز پہچانی اور بولی "اُس سے کہہ دو کہ اپنا منہ کالا کرے میں

اب اُس کی شکل دیکھنا نہیں چاہتی۔"

لیونارڈ۔ "سوا تم نے سُن لیا! اچھا ذرا ٹھہرو سچ سچ بتاؤ کہ وہاں کی کیا حالت ہے؟"

سوا۔ "نجات دہندہ مجھے معلوم نہیں کہ جب مَیں وہاں سے آئی تو آگفن اور اُس کا بھائی سرنگ کے مُنہ کو اُس وقت تک روکے کھڑے تھے لیکن کپتان مرگیا تھا۔ مَیں اُن کے پاس سے گذری اور مَیں نے برچھے کا یہ زخم پہلو پر کھایا۔"

لیونارڈ (آپ ہی آپ) "اگر کچھ دیر وہ سرنگ کے مُنہ کو روکے رہا تو کمک اُسے پہنچ جائے گی۔" اس کے بعد وہ جوانا سمیت منہ نیچے کی طرف کرکے چوڑے پتھر پر لیٹ گیا اور بولا۔

"جوانا اب ہم چلنے لگے ہیں دیکھو داہنے ہاتھ سے پتھر کو خوب مضبوط تھامے رہو اور پتھر کے کنارے پر سے لڑھک مت جاؤ ورنہ ہم دونوں گر پڑینگے۔" اس وقت سوا مایوسی کے لہجہ میں چلائی۔ "راعیہ مجھے ساتھ لے چلو اب مَیں شرارت سے باز آجاؤں گی۔ اور تمہاری خدمت وفاداری سے کرونگی۔"

لیونارڈ نے اُس کے چیخنے کی طرف کچھ التفات نہ کی۔ اُس نے جوانا سے ایک دفعہ اور کہا۔ "مضبوط تھامے رہو۔" اور پھر اپنے داہنے ہاتھ کو جو جوانا کے کمر میں اُس نے حائل کر رکھا تھا علیحدہ کرکے برچھے کے دستہ کو تھاما اور اس کی انی کو چٹان کے سرے پر جو اُن کے پیچھے تھی رکھ کر دبایا۔ پتھر جو ڈھلاؤ کے کنارہ پر تلا رکھا تھا اب جنبش میں آیا اور جس طرح پر کہ ایک کشتی رسّی کے کاٹتے ہی بہاؤ کی سمت میں ہو لیتی ہے۔ اسی طرح نہایت شان و وقار کے ساتھ برف کی شاہراہ پر حرکت کرنے لگا۔

اوّل اوّل تو پتھر کی حرکت انہیں بمشکل محسوس ہوئی مگر پھر وہ بتدریج بڑھتی

گئی۔ اس وقت لیونارڈ نے ایک آواز سُنی اور اُسے معلوم ہوا کہ کسی نے اُس کے بائیں پاؤں کی ایڑی ہاتھ سے پکڑ لی ہے اس سے اُسے ایسا جھٹکا پہنچا کہ وہ پتھر کی سل پر سے جُدا ہی ہو گئے ہوتے۔ مگر وہ سل کے اگلے کنارے کو خوب تھامے رہا اور گو اُسے ابھی تک ہاتھ کی گرفت ٹخنے پر محسوس ہو رہی تھی لیکن دباؤ بالکل کم ہو گیا۔

اڑتیسواں باب

بعبر الثلج

لیونارڈ نے باحتیاط اپنا سر اُٹھا کر پیچھے کو دیکھا اور اب یہ عقدہ کھل گیا سوآ نے اپنی مالکہ کی محبت کے جنون میں اُن کو حرکت میں آتے دیکھ کر اپنے آپ کو پتھر پر گرانے کی کوشش کی تھی لیکن پتھر اس قدر آگے نکل گیا تھا۔ وہ اس تک نہ پہنچ سکی۔ اور جب اُس کو محسوس ہوا کہ میں آگے کو پھسلتی جا رہی ہوں تو اُس نے مایوسی کی حالت میں جو شے اُس کی گرفت میں پہلے آئی اُسی کو پکڑ لیا اور اتفاق ایسا ہوا کہ یہ شے لیونارڈ کی ایڑی تھی۔ اب یہ ضرور تھا کہ اس ہولناک سفر میں وہ اُن کا ساتھ دے۔ لیکن وہ تو پتھر پر سوار تھے اور یہ اُن کے پیچھے پیچھے چھاتی کے بل اوندھے مُنہ گھستی ہوئی جا رہی تھی۔ لیونارڈ کے دل میں اُس کی خوفناک حالت کا اندازہ کر کے رحم پیدا ہوا۔ مگر اپنے اور جوانا کے خطرہ میں وہ اُسے کچھ دیر کے لئے بھول گیا۔ کیونکہ اب وہ ساعت بساعت بڑھنے والی سرعت کے ساتھ نیچے جھپٹ رہے تھے۔ کچھ دیر میں وہ اُس برف کی گھاٹی پر چڑھنے لگے۔

جو اُس اُتار کے بعد بتدریج اُوپر کو اُٹھی تھی۔ اور جس طرح آٹر کے پتھر کی رفتار چڑھتے وقت سست پڑ گئی تھی۔ اسی طرح اُن کے پتھر کی حرکت بھی قوت رفتار کی تخفیف کی مناسبت سے اس قدر کم ہو گئی کہ لیونارڈ کو گمان ہوا کہ ہم بالکل ٹھہر گئے۔ اس وقت اس نے سوا کو زور سے لات ماری اور اپنے آپ کو اُس کے بوجھ سے چھڑانا چاہا۔ کیونکہ ہر وقت یہی خطرہ تھا کہ وہ اُن دونوں کو بھی کہیں اپنے ساتھ تباہی میں نہ لائے۔ لیکن وہ اس کے پاؤں کے ساتھ اس طرح چمٹی ہوئی تھی کہ جیسے کوئی بیل کسی درخت کے گرد لپٹی ہوئی ہو۔ اور اس لئے اس نے جدوجہد کرنا چھوڑ دیا کیونکہ اُسے ڈر تھا کہ کہیں اس کشمکش میں پتھر کا رُخ نہ بدل جائے۔

گھاٹی کی چوٹی پر پتھر کی حرکت قریباً بالکل رُک گئی۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ پھر بڑھنی شروع ہوئی اور وہ اس نشیب میں سے جہاں آٹر اُن کی نگاہ سے غائب ہو گیا تھا ہوتے ہوتے ایک اور فراز کے پہلو پر چڑھنے لگے۔ اب تک سفر گو حیرت خیز تھا تاہم وہ سلامتی سے اُسے طے کرتے آئے تھے۔ کیونکہ راہ کشادہ اور برف بالکل صاف تھی۔ لیکن اس سفر کی ہولناک اور زہرہ گداز منزل بھی آنے والی تھی۔ اس فراز پر سے لیونارڈ نے سر اُٹھا کر آگے کو دیکھا اُس وقت اُن کے سامنے ایک ایسا اُتار تھا جو طول میں چار پانچ سو گز تھا اور اس قدر ڈھلوان تھا کہ خواہ قدم رکھنے کی اس پر جگہ بھی ہوتی پھر بھی کوئی انسان اس پر کھڑا نہ ہو سکتا۔ برف کی جس تنگنائے پر وہ جا رہے تھے ابھی تک اس کا عرض پچاس قدم یا اس سے کسی قدر زیادہ تھا۔ لیکن وہ جلد جلد گاؤدم ہوتی ہوئی کچھ دُور پر جا کر بہت تنگ ہو گئی تھی۔ حتےٰ کہ کھائی کے دوسرے کنارے کے قریب وہ اس قدر باریک ہو گئی تھی کہ ایک سفید سوئی کے ناکہ کے برابر نظر آتی تھی اور

وہاں پہنچکر ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ بالکل ٹوٹ گئی ہے۔

اب اُن کا پتھر نیچے اُترنے لگا۔ اور ایک لمحہ کے بعد چکنی سبزی مائل برف کے اوپر اس سرعت کے ساتھ انہوں نے حرکت کرنی شروع کی کہ قوت تخیلہ بھی بمشکل اُس کا احاطہ کر سکتی ہے۔ البتہ شاہین تیز بال کو اُس سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ جو بعض دفعہ اوج ہوا پر سے صعود کی طرف جھپٹتا ہے۔ اس وقت لیونارڈ کے احساسات کی جو کیفیت تھی اُسے شاہین کے احساسات کے متماثل اور متقارن قرار دیا جا سکتا ہے فرق صرف اتنا تھا کہ نیچے جھپٹتے وقت شاہین کو کسی قسم کا خوف نہیں ہوتا حالانکہ لیونارڈ کا دل خوف مجسم ہو رہا تھا۔ برف ایسی چکنی اور اُتار ایسا عمودی تھا کہ اُسے یہ معلوم ہوتا تھا گویا میں خلائے بسیط میں بغیر کسی سہارے کے گر رہا ہوں کیونکہ رفتار کی اس بلا کی سرعت کی وجہ سے پتھر کے پیندے کی رگڑ بالکل محسوس نہ ہوتی تھی۔ البتہ اگر کوئی شے اُن کے مزاحم تھی تو ہوا تھی۔ جو اُن کے کانوں میں سائیں سائیں کرتی ہوئی گذرتی تھی۔ اور جوانا کے دراز گیسوؤں کو پیچھے کی طرف ایک سیاہ نقاب کی طرح اُڑا رہی تھی۔

اس تیزی کے ساتھ وہ برابر نیچے گرتے گئے۔ ایک آن کی آن میں نصف بلکہ دو ثلث فاصلہ اُنہوں نے طے کر لیا۔ اس وقت لیونارڈ نے پھر نگاہ اُٹھائی اور ایک ایسا منظر اُسے اپنے سامنے دکھائی دیا کہ اُس کا زہرہ آب ہو گیا۔ برف کا پل ابھی سے تنگ تھا اور اُس کا عرض اندازاً اُس کے برابر ہو گا اور اُس کے نیچے دونوں طرف وہ قعر بے پایاں اپنا ڈراونا مُنہ کھولے ہوئے تھا۔ جس میں نام جواہرات لے کر کود پڑا تھا۔ لیکن یہ جانگداز منظر یہیں ختم ہوا تھا کیونکہ خاکنائے مسطور اپنے تنگ ترین مقام پر سے دس یا بارہ فٹ کی جگہ میں

ٹوٹی ہوئی تھی۔ اور اس شگاف سے دوسرے پر پھر شروع ہو کر چند گز تک نشیب میں چلی گئی تھی۔ اس کے بعد پھر ایک برف سے چھپی ہوئی ڈھلوان گھاٹی شروع ہوتی تھی جس کی چوٹی پر آئر صحیح و سلامت بیٹھا ہوا تھا۔

تیر کی طرح وہ ہوا کو کاٹتے ہوئے برابر نیچے کو چلے گئے۔ اُن کے آگے پیچھے دائیں بائیں برف ہی برف تھی۔ اور لیونارڈ کا دل بھی برف سے مستور تھا۔ کیونکہ خوف کی برف نے اُسے منجمد کر رکھا تھا۔ بے پایاں سرعت رفتار کی وجہ سے تنفس اُسے جواب دے بیٹھا تھا۔ مگر حواس اُس کے ابھی تک قائم تھے پتھر کے کنارے پر سے بے اختیار اُس کی نگاہ نیچے کی طرف پڑی اور اُس نے اس قعر ہولناک کو جو پتھر کی سل کو اس تنگ نالے برف پر لیے جاتا ہے۔ حالانکہ بڑی آسانی سے یہی پتھر خلا میں ایک طرف اُچک سکتا ہے۔

پُل کا شگاف اب بالکل اُن کے سامنے آگیا۔ اور لیونارڈ کے حواس ذہنی و خارجی سب یک قلم تحلیل ہو گئے۔ کیونکہ وہ برف کی سڑک کو چھوڑ کر ہوا میں پرواز کر رہے تھے۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا جس پتھر پر وہ سوار تھے وہ ایک جاندار شے تھی جو خطرہ کو دیکھتے ہی اپنی جان بچانے کے لئے چوکڑی بھر کر آگے کو کود رہی تھی۔

جو کچھ کہ اس وقت پیش آیا اُس کا علم یقینی طور پر لیونارڈ کو کبھی نہیں ہوا اور آئر نے بھی قسم کھا کر کہا کہ "اُس وقت میرا دل سینہ میں سے اُچھل کر میری آنکھوں کے سامنے آگیا تھا۔ اور اس لئے مجھے کچھ نظر نہیں آیا۔" شگاف کے دوسرے کنارے پر پہنچنے کے قبل جبکہ وہ ہوا میں معلق تھے لیونارڈ نے ایک ہولناک چیخ سنی اور اُس کو اس زور کا جھٹکا لگا کہ وہ پتھر سے جدا ہو گیا اور پتھر اُس کے اور جوانا کے نیچے سے نکل گیا۔ اُس کے بعد اُسے ایک صدمہ محسوس ہوا اور وہ برف کی "صفی" اور "مجلی"

سطح پر خود بخود آگے کو حرکت کرنے لگے۔ حالانکہ جو پتھر انہیں اپنی پشت پر یہاں تک لایا گھوڑے کی طرح جس نے اپنے سوار کو گرا دیا ہو آگے آگے بھاگتا نظر آیا۔

لیونارڈ کو برف کی رگڑ کی حرارت جلتے لوہے کی طرح داغ دیتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اُسے اب یہ بھی معلوم ہوا کہ جس ہاتھ نے اُس کے پاؤں کو پکڑ رکھا تھا اب وہ چھوٹ گیا ہے اس کے بعد کچھ دیر تک اُسے کسی بات کی خبر نہ رہی کیونکہ وہ بیہوش ہو گیا۔ جب اسے اس غشی سے قدرے افاقہ ہوا تو اُس نے آٹر کی آواز سُنی جو چلّا رہا تھا۔ میاں چُپ چاپ پڑے رہیئے اگر آپ جان کی خیر چاہتے ہیں تو ہلیئے مت میں ابھی آیا۔" لیونارڈ نے نگاہ اُوپر اُٹھائی اور اپنی حالت کو ایسا خطرناک پایا کہ اُس کے رونگٹے پھر کھڑے ہو گئے۔ اور وہ کہنے لگا۔" کاش میں اس بیہوشی کی نیند سے بیدار ہی نہ ہوتا۔"

جس جگہ وہ جوانا کے ساتھ ہاتھ پھیلائے برف پر پٹ پڑا ہوا تھا وہ ایک گھاٹی کے چڑھاؤ کے وسط میں واقع تھی۔ جہاں شگاف پر سے پھاندنے کے بعد وہ اتار کے زور میں اُوپر چڑھ کر پہنچ گئے تھے یہاں سے گھاٹی کی چوٹی پندرہ فیٹ ہو گی۔ لیکن ان پندرہ فیٹ پر نہایت پھسلنی اور نہایت ڈھلوان برف کا بادل چھایا ہوا تھا۔ جس پر چڑھ سکنا انسان کی طاقت سے تھا۔ لیونارڈ کو تعجب ہوا کہ ہم پھسل کر اس ڈھلاؤ کے نیچے کیوں نہیں گئے۔ مگر اب اُس کو معلوم ہوا کہ ایک اتفاق حسنہ نے ان کو اس مصیبت سے جو یقینی طور پر منجر بہ ہلاکت ہوتی بچا لیا۔ کیونکہ رسّوں اور اوزاروں کے بغیر اس گھاٹی کے قاعدہ سے اس کے زاویۃ الراس پر آنا ناممکن تھا۔ اس اتفاق کو لیونارڈ نے بعد میں ہمیشہ خاص تائید غیبی سے تعبیر کیا۔

یاد ہو گا کہ روانگی کے وقت لیونارڈ نے اُس پتھر کی سل کو جس پر وہ سوار تھے

ایک برچھے سے جو آلفن نے اسے دیدیا تھا۔ دھکیلا تھا۔ جب پتھر جنبش میں آیا تو لیونارڈ نے اس برچھے کو اپنی چھاتی کے نیچے اس خیال سے رکھ لیا کہ اگر یہاں سے بچ نکلیں تو شاید یہ کام آئے۔ جب وہ پتھر کی سل سے جھٹکا کھا کر جُدا ہوئے۔ اور شگاف کے دوسری طرف برف پر اپنے سینہ کے بل پھسلنے لگے۔ تو جس خوفناک سرعت کیساتھ وہ حرکت کر رہے تھے اس کے زور میں آہنی قوانین حرکت کی متابعت سے برچھا بھی اُن کے ساتھ شگاف کو پھاند کر چلا آیا۔ لیکن چونکہ اس کا وزن مخصوص کم تھا۔ اس لیئے وہ اس دوڑ میں اسی طرح پیچھے رہ گیا۔ جیسے پتھر کی سل جس کا وزن مخصوص زیادہ تھا آگے نکل گئی۔

اتفاق ایسا ہوا کہ اُس مقام سے جہاں لیونارڈ اور جوانا پڑے ہوئے تھے۔ کسی قدر نیچے برف میں ایک دراڑ تھی اور اُس دراڑ میں برچھے کا پردار سوفار مستحکم طور پر گھس گیا اور برچھے کا دستہ اوپر کو اُٹھ گیا۔ جب لیونارڈ اور جوانا بیہوشی کے عالم میں گھاٹی کے اُوپر اُس حد تک چڑھ گئے کہ پچھلے اُتار کے زور میں وہ جا سکتے تھے تو قدرتی طور پر کشش ثقل کے نہ ٹلنے والے عمل کے باعث وہ پھر نیچے کو پھسلنا شروع ہوئے۔ اس وقت اُن کی خوبی قسمت سے برچھے نے جو دراڑ میں گھسا ہوا تھا اُن کو ہلاکت سے بچا لیا۔ کیونکہ جس چرمی رسّہ سے وہ دونوں بندھے ہوئے تھے اُس کا وہ حصّہ جو اُن دونوں کی کمر کے درمیان تھا نیزہ میں آکر اٹک گیا۔ لیونارڈ پر بتدریج یہ حقیقت روشن ہوئی اور اُسے یہ بھی معلوم ہوا کہ جوانا یا تو مُردہ ہے یا بیہوش ہے۔ کیونکہ وہ اس کے پہلو میں بے حس و حرکت پڑی ہوئی تھی۔ آٹر سے جو گھاٹی کی چوٹی سے پندرہ فیٹ اُوپر کھڑا ہوا تھا اُس نے پوچھا۔ "کیا کرتے ہو؟"

آٹر (مسرت اور اطمینان کے لہجہ میں) "چھُرے سے اس برف کی چٹان میں سے سیڑھیاں کاٹ کر آپ دونوں کو اُوپر کھینچے لیتا ہوں۔"

لیونارڈ۔ " یہ کام ایسا آسان نہیں اور اگر ہم نیچے پھسل گئے یا رسّا ٹوٹ گیا تو . . . . . "

آٹر۔ میاں پھسلنے کا نام نہ لیجیے اور رسّے کی طرف سے اطمینان رکھئے۔ جب نہنگ پانی میں مجھے کھینچے کھینچے پھرا اور یہ اس وقت نہیں ٹوٹا تو اب آپ دونوں کو کیا تھامے بھی نہیں رہے گا؟"

یہ کہکر اس نے برف کی سخت سطح کو چھُرے سے کاٹنا شروع کیا۔ پٹ لیٹ کر اُس نے گھاٹی کی چوٹی پر دو قدم سیڑھیاں بڑی محنت کے بعد برف میں کھودیں لیکن گھاٹی اس قدر ڈھلوان تھی اور برف اس قدر سخت تھی کہ وہ آگے برف کا ایک ٹکڑا بھی نہیں کاٹ سکتا تھا۔

لیونارڈ۔ " اب کیا ہوگا؟"

آٹر۔ " میاں گھبرائیے نہیں ذرا مجھے سوچنے دیجیے۔"

یہ کہکر بونا برف پر اکڑوں بیٹھ گیا۔ اور کچھ دیر خاموش رہا تھوڑی دیر کے بعد وہ بولا۔ " اہا ہا ہا! مجھے ایک نہایت اچھی ترکیب سوجھی" اور دفعۃً اُٹھ کر اُس نے اپنی بکری کی کھال کے فرغل کو جو وہ پہنے تھا اتار کر اس کے دو انچ چوڑے تسمے کاٹنے شروع کیے۔ جب بہت سے تسمے کاٹ چکے تو اس نے اُن سب کو گرہیں دیکر ایک بڑا رسّا تیار کیا۔ پھر اُس نے چھُرے سے برف خوب گہرا گڑھا کھودا اور اپنے ڈنڈے کو جو ابھی تک اُس کے پاس موجود تھا اور جس سے اس کے اس قدر کام نکلے تھے اس میں گاڑ کر رسّے کو اُس سے باندھ دیا۔ اس رسّے سے اٹک کر وہ آن کی آن میں لیونارڈ کے پاس جا پہنچا اور کہنے لگا۔

" میاں یہ رسّا جس سے میں لٹکا ہوا ہوں۔ میں آپ کی کمر میں باندھ دیتا ہوں اور پھر جس رسّے سے آپ اور راعیہ بندھے ہیں اُس کو کھول ڈالتا ہوں اس کے

بعد میں اُوپر چڑھ کر راعیہ کو چمڑے کے رسّے سے اُوپر کھینچ لونگا اور آپ بعد میں آجایئے۔"

اس تجویز پر بعد وقت عمل پیرا ہو کر آٹر چمڑے کے رسّے کو جس سے جوانا بندھی تھی اپنے دانتوں میں دبائے گھاٹی پر چڑھنے لگا۔ لیونارڈ جوانا کے بے حس جسم کو ایک ہاتھ سے تھامے تھا۔ اور دوسرے سے برچھے کے دستے کو پکڑے تھا۔ برچھے کا دستہ اُن کے بوجھ سے جُھک کر دُہرا ہو گیا اور وہ بکری کی کھال کے بنائے ہوئے رسّے پر بھی جس کے ذریعہ سے آٹر اُوپر چڑھ رہا تھا۔ زیادہ زور نہیں دیسکتا تھا۔ کیونکہ اگر بونا گر پڑتا تو وہ سب کے سب نیچے کے برفیلے نشیب میں گر پڑتے اور عذاب کے ساتھ ہلاک ہوتے اُس وقت ایک ایک لمحہ لیونارڈ کے لئے سو سو برس کا ہو رہا تھا۔ آخر کار خدا خدا کر کے آٹر چوٹی پر پہنچا۔ اور پکارا "میاں راعیہ کو چھوڑ دیجئے مَیں کھینچتا ہوں"۔ لیونارڈ نے اُس کے کہنے کی تعمیل اور برچھے کے دستے کو پکڑ کر بیٹھ گیا۔ آٹر اب جوانا کو کھینچنے لگا۔ اُس کو اپنی تمام طاقت صرف کرنی پڑی اور اگر جوانا برف پر نہ ہوتی تو وہ ہرگز اُسے اُوپر کھینچ نہ سکتا۔ لیکن آخر کار اُسے کامیابی ہوئی اور لیونارڈ نے جوانا کو صحیح و سلامت چوٹی پر پا کر خدا کا شکر ادا کیا۔

جوانا کی کمر سے رسّی کو کھول کر آٹر نے جلدی سے اُس کی کمند بنائی اور اُسے نیچے پھینک کر لیونارڈ سے کہا کہ اپنی کمر میں اُسے ڈال لیجئے۔ لیونارڈ نے ایسا ہی کیا۔ اور برچھے کو شگاف میں سے نکال کر اُوپر چڑھنے لگا۔ جب وہ اُٹھا تو اوّل اوّل اُسے اپنے اعضا میں ایسا درد محسوس ہوا کہ وہ بیقرار ہو گیا اور یہ کوئی تعجب کی بات نہ تھی۔ کیونکہ پتھر سے جدا ہو کر برف پر گرتے وقت رگڑ کی وجہ سے جو زخم اُسے پہنچے تھے۔ اُن میں سے خون بہہ بہہ کر جم گیا تھا۔ اور اس کے پٹھے اکڑ گئے تھے۔ یہ بیتاب کر دینے والا درد اُس کے لئے بمنزلہ دوا ہو گیا۔ کیونکہ اُس کی

وجہ سے اس کے دوران خون میں ترقی پیدا ہوئی۔ بکری کی کھال کے تسموں والے رسّے کو پکڑ کر وہ بجد و جہد تمام اُوپر چڑھنے لگا۔ اور آٹر اُس رسّے کو جو اس کی کمر میں تھا اوپر سے کھینچنے لگا۔

اب اس کرۂ زمہریر کے عذابہائے گوناگوں میں سے الیم ترین مصیبت کا انہیں سامنا کرنا پڑا۔ بونا رسّے کو اُوپر سے پکڑے ہوئے تھا۔ اور لیونارڈ جواب معلق نہ تھا ہاتھ پاؤں پسارے برف کی سطح پر چت پڑا ہوا تھا۔ آٹر نے تسلّی بخش لہجہ میں اُس سے کہا۔ "میاں دلیر بنئے اور جب مَیں کھینچوں تو آپ آگے کو گھسٹئے۔" یہ کہکر آٹر نے اُسے بزور تمام اُوپر کی طرف کھینچا اور وہ پاؤں گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل اُوپر سرکنے کی جد و جہد کرنے لگا۔ اُس نے ہزار کوشش کی کہ برف کے اُوپر کہیں اُس کا پاؤں جمے۔ مگر افسوس کہ اُس کی کوشش بیفائدہ تھی۔ اس گھاٹی پر چڑھنا ایسا ہی تھا جیسا صاف و شفاف بلّور کے کسی قبہ پر جس کا زاویہ سمت الراس ساٹھ درجہ کا ہو۔

بونا جو اُوپر کھڑا ہوا ہانپ رہا تھا اب پھر ہمّت بڑھانے والی آواز میں بولا۔ "میاں ذرا سستا لیجئے اور پھر (برچھے کی نوک سے برف کو ذرا سا کھود کر) جب میں آپ کو اوپر کو کھینچوں اپنا پاؤں اس میں اڑا دیجئے۔" لیونارڈ نے بے کچھ کہے سُنے اس کے کہنے کے مطابق عمل کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد بونے نے "ہاں میاں اب چلو" کہکر زور سے اُسے اُوپر کھینچا اور لیونارڈ ہاتھ پاؤں مار کر دو فیٹ بلند ہو گیا۔ اس عمل کو بونے نے دوبارہ دُہرایا اور اب کی دفعہ لیونارڈ کا بایاں ہاتھ اُس کے نیچے کے دوسرے قدم پر پڑا۔ جو آٹر نے چھُرے سے برف میں کھودا تھا۔ ذرا دیر کے لیے اُنہوں نے دم لیا۔ اور پھر ایک تیسری کوشش میں جو سب سے زیادہ سخت تھی بونے نے اپنا تمام زور لگایا۔ اور لیونارڈ اپنی رہی سہی طاقت کے بل پہاڑی کی چوٹی پر کانپتا ہوا

پرٹ پڑا نظر آیا۔
آخر کار لیونارڈ نے ایک دھیمی آواز میں کہا۔ "آٹر کیا وہ شراب کا کدو گم ہو گیا؟"
آٹر۔ "نہیں میاں میرے پاس موجود ہے۔"
لیونارڈ۔ "شکر ہے۔ آٹر اگر تم سے ہو سکے تو اُسے میرے منہ سے لگا دو۔"
آٹر شراب کا تونبا کانپتے ہوئے ہاتھ سے لیونارڈ کے ہونٹوں تک لے گیا جس نے آب آتشیں کے تین چار بڑے بڑے گھونٹ حلق سے نیچے اُتارے شراب پینے سے اُس کے جسم میں حرارت پہنچی۔ اور وہ بولا۔ "اب مجھ میں کسی قدر سکت آگئی۔ آٹر تم بھی تھوڑی سی پی لو۔"
آٹر۔ "نہیں میاں میں نے قسم کھالی ہے کہ اب شراب ہرگز نہیں پیونگا۔ مجھے یہ انسان سے پہلے ہی حیوان بنا چکی ہے۔ اس کے علاوہ راعیہ کو اور آپ کو اس کی ضرورت زیادہ ہے۔ میرے پاس کچھ کھانا ہے میں اسی پر اکتفا کرونگا۔"
یہ کہکر آٹر رینگتا ہوا جوانا کے پاس پہنچا جو اپنے لبادہ میں لپٹی ہوئی برف پر بیہوش پڑی تھی اور تھوڑی سی شراب تونبے میں سے اُس نے اُس کے حلق میں ڈالی اور لیونارڈ اُس کی ہتھیلیاں سہلانے لگا۔ یہ علاج مؤثر ثابت ہوا۔ اور تھوڑی دیر میں جوانا چونک کر اُٹھ بیٹھی۔ اور اپنے چاروں طرف برف دیکھ کر چلّا اُٹھی۔
"مجھے یہاں سے لے چلو میں پُل کے پار نہیں جا سکتی۔ لیونارڈ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا۔"
لیونارڈ۔ "پیاری گھبراؤ مت۔ تم نے اس کڑی منزل کو طے کر لیا اور ہم پل کے پار ہو گئے۔"
جوانا۔ "خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ مگر سوا کہاں ہے؟ میرا خیال تھا کہ اس نے اپنے آپ کو ہمارے پتھر پر گرانے کی کوشش کی تھی۔"

لیونارڈ "۔ سوا مرگئی وہ کھائی میں گر پڑی۔ اور قریب تھا کہ ہم کو بھی کھینچ کر اپنے ساتھ لے جائے۔ لیکن یہ سب باتیں میں تمہیں بعد میں سناؤنگا ابھی تک تم اس قابل نہیں کہ اس جانفرسا واقعہ کو سنو۔ آؤ اس منحوس جگہ سے روانہ ہوں۔"

جوانا لڑکھڑا اٹھی اور تینوں نے آہستہ آہستہ برف کے میدانوں کو طے کرنا شروع کیا۔ دن بھر وہ چلتے رہے ضعف اور خستگی سے اُن کی جو حالت تھی اس کا حیز تحریر میں آنا ناممکن ہے۔ لیونارڈ کو تعجب ہوتا تھا کہ جن جسمانی آلام اور مصائب کا انہیں سامنا کرنا پڑا اس سے اگر قطع نظر بھی کیجائے تو بھی وہ گذشتہ اڑتالیس گھنٹوں کے روحانی آلام اور جسمانی تکان اور خستگی کو برداشت کر کے کس طرح زندہ رہے۔

جب آفتاب غروب ہونے لگا تو جوانا نے کہا" میں اس سے آگے نہیں جاسکتی اب مجھ سے ایک قدم نہیں چلا جاتا۔"

لیونارڈ نے مایوسی کے ساتھ آٹر پر نگاہ ڈالی۔ آٹر نے جواب میں کہا۔

" میاں سامنے ایک درخت ہے اُس کے پاس پانی بھی ہے اور ہوا بھی زیادہ معتدل ہے چلئے اُس کے نیچے چل کر بسیرا کرلیں۔ سردی تو نہ ستائے گی۔ گذشتہ رات کس مصیبت میں کٹی تھی۔"

وہ جوں توں کر کے درخت تک پہنچے۔ اور جوانا اس کے تنے کے ساتھ لگ کر مدہوشی کی حالت میں لیٹ گئی۔ لیونارڈ نے بمشکل تھوڑا سا گوشت اور کچھ شراب اُسے کھلائی پلائی۔ اور پھر اُس کی آنکھ لگ گئی۔"

انتالیسواں باب

مخلصی

رات اس مصیبت سے کٹی کہ لیونارڈ کہا کرتا ہے کہ عمر بھر ایسے عذاب کی رات مَیں نے کبھی نہیں گذاری۔ باوجودیکہ خستگی کی وجہ سے اس کا جسم چور چور ہو رہا تھا لیکن ایک منٹ کو وہ سو نہ سکا ایک سنسان بیابان میں جہاں چاروں طرف وحشت چھا رہی تھی جہاں سوائے آسمان کی چھت کے اگر اُن کے سر پر کوئی سایہ تھا تو ایک درخت کا تھا جس کے پتوں میں سے برف بارہوا ہوتی ہوئی اُس کے مغز استخواں تک کو منجمد کر رہی تھی۔ جہاں جنگلی درندوں کو جن کے چیخنے چنگھاڑنے کی خوفناک آوازیں چاروں طرف سے آ رہی تھیں ڈرانے کے لئے اُن کے پاس ایک دیاسلائی تک موجود نہ تھی۔ اگر وہ سو سکتا تو اس کی نیند وہی ہو سکتی تھی جس سے پھر وہ کبھی نہ جاگے۔

آخرکار یہ رات جسے ایشیا کے شاعروں کا تصوّر غیر ممکن الاختتام کی صفت سے تعبیر کرتا جوں توں کر کے کٹی۔ اور لیونارڈ کی شب بیدار آنکھوں کو صبح صادق کی ضیاء نے منوّر کیا۔ اس میں اتنی سکت نہ تھی کہ اُٹھ کر چل سکے۔ اس لئے وہ رینگتا ہوا جوانا کے پاس جو کچھ دور بکری کی پوستین میں لپٹی ہوئی تھی ابھی تک سو رہی تھی جا کر بیٹھ گیا۔ وہ بہت دن چڑھے اٹھی اور لیونارڈ کی طرف مبہوت نگاہوں سے دیکھنے لگی۔ اور پھر جان بیچ کا نام لے کر کچھ بہکی بہکی باتیں کرنے لگی۔ لیونارڈ کا ماتھا ٹھنکا اور وہ سمجھا کہ جوانا کا دماغ چل گیا ہے۔ مگر اُس اُجاڑ بیابان میں کیا ہو سکتا تھا۔ ایک لق و دق صحرا میں ایک ہذیان زدہ عورت کا علاج اُن کے پاس سوائے اسکے کیا تھا کہ بیٹھ کر موت کے آنے کی انتظار کریں۔

لیونارڈ اور آٹر کچھ دیر خاموش بیٹھے رہے آخرکار بونا جس کی حالت تینوں میں اچھی تھی برچھا لے کر اُٹھا اور کہنے لگا۔ "ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں رہا۔ اگر کوئی ہرن مل گیا تو مار کر لاتا ہوں" یہ کہکر وہ ایک طرف چلا گیا۔

دوپہر ڈھل چکی تھی اور لیونارڈ ابھی تک یاس کے عالم میں سر جھکائے جوانا کے سرہانے بیٹھا تھا۔ جو بخار میں ہذیان سرا تھی اُس وقت اتفاق سے اُس نے اُوپر جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ بونا لڑکھڑاتا ہوا اُس کی طرف چلا آ رہا ہے۔ بونے کو بھی بھوک نے ناتوان کر دیا تھا اور اُس کی حالت اُس وقت ناگفتہ بہ تھی۔ اُس کا سر اُس کی چھاتی پر جھکا پڑتا تھا۔ اس کا پیٹ اندر کو پچک گیا تھا۔ اُس کی بدنما پسلیاں جلد میں سے ہر طرف نکلی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ غرضکہ اس کی صورت اس وقت ایسی مضحکہ انگیز تھی کہ باوجودیکہ اُس کے آقا کے دماغ پر ضعف نے غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ لیکن وہ بے اختیار ہنس پڑا۔

آٹر۔ "میاں ہنسو مت۔ یا تو مجھے جنون ہو گیا ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں اُس کی مجھے خبر نہیں اور یا ہم مخلصی پا گئے۔"

لیونارڈ۔ واقع میں تم پاگل ہو گئے ہو۔ مخلصی پانے کے یہاں کیا معنے؟ آخر کہو تو کیا ہے؟"

آٹر۔ "میاں اس طرف ایک گورا آدمی آ رہا ہے اور اس کے ساتھ سو سے زیادہ خادم ہیں۔"

لیونارڈ۔ "اب تو مجھے یقین ہو گیا کہ تو پاگل ہو گیا ہے اس طرف گورے آدمیوں کا کیا کام؟ یہ حماقت تو مجھ سے اور بیچارے فرانسسکو سے ہی سرزد ہوئی تھی۔" یہ کہکر اُس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اونگھنے لگا۔

آٹر اپنے آقا کو کوئی جواب دیئے بغیر جدھر سے آیا تھا اُدھر ہی واپس چلا گیا اور

کچھ دیر نہ گذری تھی کہ لیونارڈ کو بہت سے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی گھبرا کر اُس نے آنکھیں کھولیں اور لڑکھڑاتا ہوا اُٹھا اور دیکھا کہ ایک انگلش جنٹلمین ادھیڑ عمر کا جس کے چہرہ سے رحم اور شفقت کے آثار نمایاں تھے۔ اور جس کی آنکھیں سیاہ تھیں ترحم آمیز نگاہوں سے اُس کو اور جوانا کو دیکھ رہا ہے۔ جب لیونارڈ آنکھیں کھولکر اُٹھ کھڑا ہوا تو نو وارد اجنبی نے ایک خوش آیند آواز میں اُس سے یوں خطاب کیا۔

"جناب آپ کا مزاج کیسا ہے؟ آپ کے نوکر کی زبانی جو حالات مَیں نے سُنے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس وقت گرداب تشویش میں مبتلا ہیں۔"

لیونارڈ۔ "شکر ہے۔"

اجنبی (اپنے ایک عرب کی طرف مخاطب ہو کر) "احمد لپک کر جاؤ اور سامان میں سے ایک بوتل شمپین کی اور کچھ روٹیاں لے آؤ (لیونارڈ کی طرف اشارہ کر کے) ان کو اس کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ اور دیکھو حمالوں سے کہو کہ خیمہ لا کر یہاں اس چشمہ کے کنارہ گاڑ دیں۔ جلدی کرو۔"

دو دن رات تک جوانا اور لیونارڈ برابر سوتے رہے جس قدر جسمانی تکالیف انہوں نے برداشت کی تھیں اور جتنے خستہ اور ماندہ ہو رہے تھے اس کے بعد اس قدر آرام لینا اُن کے لئے ضروریات سے تھا۔ فیاض اجنبی نے جوانا کو کونین کی دو تین خوراکیں کھلا دی تھیں اور دونوں کو شمپین کے دو دو گلاس پلا دیئے تھے۔ اس سے جوانا کا بخار ٹوٹ گیا اور لیونارڈ کی جسمانی قوت عود کر آئی۔ آخر کار وہ اس خواب گراں سے بیدار ہوئے اور نہا دھو کر اُنہوں نے کچھ کپڑے جو اُن کے اجنبی رفیق نے انہیں بھیجے تھے۔ پہنے اب اُن کی شکل پہچانی نہ جاتی تھی فاقہ کشی اور خستگی و درماندگی نے پہلے اُن کو اجنبی کے سامنے نہایت بُری حالت میں پیش کیا تھا۔ اب لیونارڈ تو ایک خوش وضع جنٹلمین بن گیا اور جوانا ایک حسینہ و جمیلہ انگلش لیڈی کی شکل میں

ظاہر ہوئی۔

اس وقت اُن کا اجنبی رفیق سامنے سے آتا ہوا دکھائی دیا۔ یہ اُس کے استقبال کے لئے اُٹھے وہ ٹوپی اُتار کر اُن سے اس طرح پر مخاطب ہوا۔

"مجھے اپنے آپ کو نہایت خوش قسمت تصور کرنا چاہئے کہ اس وحشی ملک میں مجھے ایک یورپین جنٹلمین اور ایک یورپین لیڈی کے تعارف کے اعزاز حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔ مَیں ایک انگریز سیّاح ہوں چونکہ سیر و سیاحت کا مجھے نہایت شوق ہے۔ اس لئے اس سرزمین کا سفر مَیں نے بطور خود اختیار کیا ہے۔ میرا نام سڈنی ولیس ہے۔

لیونارڈ۔ "مجھے لیونارڈ آوٹرم کہتے ہیں اور اس نوجوان خاتون کا نام مس جوانا راڈ ہے ہم آپ کے تہ دل سے ممنون ہیں۔ آپ نے اگر ہمیں موت کے مُنہ سے چھڑایا۔"

مسٹر ولیس "اس کا ذکر نہ کیجئے شکریہ کا مستحق اگر کوئی ہے تو آپ کا نوکر ہوتا ہے اگر وہ ہمیں نہ دیکھ پاتا تو مَیں آپ کے بائیں ہاتھ ایک میل کے فاصلہ سے آگے کو نکل جاتا۔ مگر آپ یہ تو بتائیے کہ آپ کا اس جگہ کیسے آنا ہوا۔ آپ کے نوکر نے جو سرگذشت بیان کی ہے وہ اس قدر حیرت خیز ہے کہ سمجھ میں نہیں آتی۔"

لیونارڈ۔ "مجھے ڈر ہے کہ مبادا ہمارا بیان اس سے بھی زیادہ حیرت خیز ہو۔"

یہ کہکر لیونارڈ نے مختصر طور پر اپنی سرگذشت مسٹر ولیس کو سنائی اور اس کے ثبوت میں وہ لعل جو ابھی تک جوانا کے پاس موجود تھا اُسے دکھایا اور بدیں خیال کہ ایسے عجیب و غریب واقعہ کو مسٹر ولیس بطی الاعتقادی کے ساتھ سُنے گا۔ اور دوسرے ضروری ثبوت بھی اُسے بہم پہنچائے۔

مسٹر ولیس نے اُن کے خطہ ظلمات میں داخل ہونے آٹر اور جوانا کے دیوتا بنائے جانے آٹر کے نہنگ سے لڑنے اور جواہرات پانے اور بالآخر برف کے پل پر سے

پتھر کی سلوں کے ذریعہ گذرنے کے ہوش ربا واقعات کو نہایت استعجاب اور تحیر کے ساتھ سُنا۔ اور جب لیونارڈ کی داستان ختم ہوئی تو مسٹر ویلیس نے اُن سے کہا

"جو ثبوت آپ نے اپنی حیرت افزا سرگذشت کی تائید میں پیش کئے اگر وہ قاطع اور ناطق نہ ہوتے تو مجھے کبھی باور نہ آتا۔ کہ آپ سچ کہہ رہے ہیں۔ لیکن جو کچھ آپ نے بیان کیا ہے اُس سے انکار نہیں ہو سکتا اور مَیں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ ایسے خطرات سے بچ کر نکل آئے کہ بادی النظر میں انسانی طاقت کا اُن سے عہدہ برآ ہونا قریب قریب ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ اس سامنے کے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھوں اور کچھ دُور آگے جا کر اُن ویرانوں کی سیر کروں مگر اول تو مجھ میں معبر الثلج کو عبور کرنے کے لئے آپ کی سی ہمّت اور دوسرے پتھر کی سلیں چڑھائی پر چڑھا نہیں کرتیں بس میرا آگے جانا لاحاصل ہے۔ اس کے علاوہ استقدر دشت نوردی اور بادیہ گردی کے بعد تہذیب و تمدن کا مُنہ دیکھنے کو آپ کا جی چاہتا ہوگا۔ اس لئے ہم یہاں کچھ روز آرام کر کے بلنٹائر[1] ہوتے ہوئے کوئیلیمین[2] جائیں گے۔ جو یہاں سے تین مہینہ کی راہ ہے وہاں آپ انگلستان یا جہاں آپ کا جی چاہے جا سکتے ہیں۔"

القصہ کچھ دن بعد قافلہ روانہ ہوا۔ اُن کے سفر کے حالات بیان کرنے کی یہاں

۱؎ بلنٹائر ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جو دریائے زمبزی کے کنارے واقع ہے اور مقبوضات پرتگال سے ہے۔

۲؎ کوئیلیمین ایک پرتگالی نو آبادی کا نام ہے جو افریقہ کے مشرقی ساحل پر موزنبیق میں واقع ہے سنہ ۱۷۶۴ء میں اس شہر کی بنا دریائے کوئیلیمین کے کنارے پر ڈالی گئی۔ جو سال میں تین مہینے دریائے زمبزی سے ملا رہتا ہے۔ ایک بڑی دلدل کے قریب کے باعث یہاں کی آب و ہوا نہایت خراب ہے مگر چونکہ یہ ایک تجارتی بندرگاہ ہے اس لئے اس کی آبادی ترقی پر ہے۔ کل آبادی ۱۵۰۰۰ ہوگی۔ سنہ ۱۸۷۵ء میں مال درآمد و برآمد کی قیمت علی الترتیب دو لاکھ [illegible] ۵ اور دو لاکھ [illegible] ۵ تھی۔

ضرورت نہیں البتہ اثنائے سفر میں ایک واقعہ پیش آیا جس کا ذکر خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔
جس دن وہ بلینٹائر پہنچے تو لیونارڈ نے جوانا سے کہا۔

"جوانا تم کو یاد ہوگا کہ تمہارے والد نے اپنے بستر مرگ پر مجھ سے کچھ کلمات کہے تھے جن کا مفہوم یہ تھا کہ اگر ہم دونوں رضامند ہوں تو جب موقعہ ملے باضابطہ طور پر دوبارہ عقد کرلیں۔ اب وہ موقعہ آگیا ہے۔ کیونکہ بلینٹائر ایک بلدہ متمدنہ ہے اور یہاں گرجا بھی ہے۔ مجھے دنیا میں اس سے بڑھکر کوئی خوشی نہیں ہوسکتی کہ میں تمہیں اپنی پیاری بی بی کہہ سکوں اور اگر تمہاری خواہش ہو تو یہیں ہمارا نکاح پڑھا جائے۔"

جوانا۔ "لیونارڈ اگر تمہاری یہ خواہش ہے اور تم مجھے اس قابل تصوّر کرتے ہو تو تم جانتے ہو کہ میری بھی یہ عین خواہش ہے۔ پیارے مجھ کو تم سے اُس روز سے محبت ہے جبکہ مَیں نے پہلی بار تم کو دیکھا اور یہ محبّت روز بروز بڑھتی گئی ہے مگر جین بیچ...."

لیونارڈ (قطع کلام کرکے) "جوانا کیوں تم بار بار جین بیچ کا قصّہ درمیان میں لاتی ہو میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ جین بیچ سے میرا تعلق قطع ہوچکا۔"

دو دن کے بعد لیونارڈ کی شادی جوانا سے ہوگئی۔

آخرکار وہ مع الخیر کوٹیلین پہنچے اور اپنا خیمہ نوآبادی کے باہر ایک بلند مقام پر نصب کیا۔

دوسرے روز علی الصباح مسٹر ویلیس ڈاکخانہ گیا تاکہ اگر کوئی چھٹی اس کے نام آئی ہو تو لے آئے۔ لیونارڈ اور جوانا اُس کے ہمراہ نہیں گئے۔ بلکہ میدانوں میں سیر کے لئے نکل گئے۔ اُس وقت ایک خیال ان دونوں کے دل میں آیا جس نے اُن کے عیش کو منغّص کردیا۔ وہ خیال یہ تھا کہ اب زیادہ عرصہ تک وہ اپنے میزبان کی فیاضی اور عنایت سے مستفیض نہیں ہوسکتے اور ایک پیسہ اُن کے پاس موجود نہ تھا۔ افریقہ کے جنگلوں میں بفراغت و اطمینان تمام سفر کرنے اور کثرت سے دستیاب ہونے

والے شکار پر اوقات بسری کرنے کی حالت میں بوس وکنار تمام ضروریات کا کفیل نظر آتے ہیں۔ لیکن جب سفر ختم ہو چکتا ہے اور تمدن و تہذیب اپنی حوائج جو روپیہ کے بغیر پوری نہیں ہو سکتیں مختلف شکلوں میں ظاہر کرتی ہے تو صورت معاملات بالکل دگر گوں ہو جاتی ہے۔

ایک اندوہگین آواز میں لیونارڈ نے جوانا سے کہا۔ جوانا اب ہم کیا کریں ہمارے پاس روپیہ موجود نہیں کہ ہم ناٹال یا کہیں اور جا سکیں۔ اور کوئی اثاثہ بھی نہیں کہ جس کو بیچ کر روپیہ حاصل کر سکیں۔"

جوانا (آہ سرد بھر کر) "سوائے اس کے کہ ہم لعل کو بیچ ڈالیں اور تو کوئی ترکیب نہیں سوجھتی اگرچہ لعل کو فروخت کرنے میں مجھے نہایت صدمہ ہوگا۔"

لیونارڈ۔" جوانا ایسے پتھروں کو یہاں کون خریدے گا۔ اور ممکن ہے کہ لعل اصلی بھی نہ ہو شاید ویلیس مجھے کسی قدر روپیہ قرض دیدے مگر مجھے مانگتے ہوئے شرم آتی ہے۔"

اس کے بعد وہ خیمہ کو واپس آئے اور کھانا کھانے لگے۔ اور کھانے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ مسٹر ویلیس شہر سے واپس آئے اور کہنے لگے۔ مَیں آپ کے لئے خوشخبری لایا ہوں۔ دو دن میں ہندوستان کی ڈاک کا جہاز یہاں آنے والا ہے میرا قصد ہے۔ کہ اُس پر سوار ہو کر عدن کے رستہ ہوتا ہوا گھر چلا جاؤں آپ دونوں بھی میرے ساتھ چلیں ہی گے۔ کیونکہ میری طرح غالباً افریقہ سے آپ بھی سیر ہو چکے ہیں۔ مسز اوڈرم یہ لیجئے اخبار "ٹائمس" کا ہفتہ واری پرچہ۔ آپ اسے دیکھئے مَیں اپنے خط پڑھتا ہوں۔"

جوانا اخبار کھول کر پڑھنے لگی۔ پڑھتے پڑھتے ایک ندا اس کے مُنہ سے بلند ہوئی لیونارڈ اور مسٹر ویلیس دونوں ایک ساتھ اُس کی طرف متوجہ ہوئے اور مسٹر ویلیس نے کہا۔ مسز اوڈرم خیر تو ہے؟ کیا فرانس نے جرمنی کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔

مسٹر گلیڈسٹون کا انتقال ہو گیا؟"

جوانا۔ "یہ تو نہیں مگر ایک اس سے بھی زیادہ اہم بات میں نے دیکھی ہے لیونارڈ اس اشتہار کو سُنو۔"

"اگر لیونارڈ اوٹرم سر ٹامس اوٹرم بارٹ سابق مالک اوٹرم ہال کا چھوٹا بیٹا جس کی خبر کچھ عرصہ ہوا کہ مشرقی افریقہ میں علاقہ خلیج ڈلگوا کے شمال سے آئی تھی۔ زندہ ہو یا درصورت اس کے انتقال کے اُس کے قانونی وارث معلن اشتہار ہذا سے خط و کتابت کریں گے تو اُن کو ایک ایسی بات معلوم ہو گی جو اُن کے حق میں بدرجہ غایت مفید ہو گی۔

ٹامس وٹرنر

البرٹ کورٹ۔ گوشہ مشرقی لنڈن

لیونارڈ (کچھ دیر ٹھہر کر) "جوانا مذاق تو نہیں کر رہی ہو؟"

جوانا۔ "خود اپنی آنکھ سے دیکھ لو۔"

لیونارڈ (اخبار کو لے کر اور اشتہار کو مکرر سہ کرر پڑھ کر) "یہ خبر تو بہت کچھ اُمید دلانے والی ہے۔ مگر یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم مسٹر ٹامسن و مسٹر ٹرنر کی دعوت کو کس طرح قبول کر سکتے ہیں۔ کیونکہ سوائے ایک لعل کے جو ممکن ہے کہ سچّا نہ ہو اس وقت میرے پاس ایک پیسہ نہیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اُن کے نام چٹھی لکھوں۔ اور جواب آنے تک کسی کافر کی جھونپڑی میں ٹھہرا رہوں۔"

وِلییس۔ "ابھی روپیہ کی طرف سے ذرا تر دو مت کرو۔ میرے پاس بہت سا روپیہ موجود ہے اور اس میں سے جس قدر چاہو تمہارا مال ہے۔"

لیونارڈ (شرما کر) "وِلییس مَیں تمہاری عنایت کے بوجھ کے تلے پہلے ہی کیا تھوڑا دبا ہوا ہوں۔ میں نہایت محجوب ہوں کہ مجھے تمہاری فیاضی سے مزید

استفادہ کی ضرورت ہے۔"

ولیمس۔ "یہ اُلٹا مجھے تم کانٹوں میں گھسیٹتے ہو ایسی باتیں زبان پر مت لاؤ۔"

لیونارڈ۔ خیر جب انسان مانگنے پر آئے تو شرم ہی کیا ولیمس اگر تم مجھے اس لعل کی ضمانت پر دو سو پونڈ دے دو تو میں تمہارا اور بھی زیادہ ممنون ہوں گا۔"

الغرض ولیمس کی طرف سے بہت سے اصرار اور لیونارڈ کی جانب سے بہت سے حیل وحجت کے بعد یہ معاملہ اس طرح پر طے ہوگیا کہ ولیمس نے دو سو پونڈ (تین ہزار روپیہ) لیونارڈ کو دیئے اور لیونارڈ نے اس روپیہ کے بدلے لعل ولیمس کو دیا۔ مگر نصف ساعت نہ گذرنے پائی تھی کہ ولیمس نے لعل جوانا کو یہ کہکر واپس دیدیا کہ "میری طرف سے آپ اسے قبول فرمائیں۔"

دو دن تیاریوں میں گذرے اور تیسرے دن ایک قاصد شہر سے یہ خبر لایا کہ جہاز آگیا ہے۔ اسی رات کو لیونارڈ جوانا اور آٹر ولیمس کے ہمراہ جہاز پر سوار ہو کر عازم لندن ہوئے۔

خاتمہ

شکر کہ جمازہ بمنزل رسید — زورق اندیشہ بہ ساحل رسید

چھ ہفتے کے قریب گذر چکے تھے کہ شہر لندن کے گوشہ شرقی میں البرٹ کورٹ (۲) کے دروازہ کے سامنے ایک کرایہ کی چار پہیہ والی گاڑی آٹھہری۔ شہر کے جن جن لوگوں نے اس گاڑی کو دیکھا وہ تعجب کرنے لگے۔ کیونکہ اُس کے آگے

کوچبان کے برابر ایک عجیب الخلقت آدمی یک رنگ سوٹ پہنے اور سر پر ایک خاکی ٹوپی اوڑھے بیٹھا تھا جس کے سیاہ چہرہ پستہ قد لٹو دار ناک اور چوڑے کندھو کو دیکھ کر بے اختیار ہنسی آتی تھی۔"

گاڑی کے کھڑے ہوتے ہی آٹر کوچ بکس پر سے بندر کی طرح نیچے کود پڑا۔ اور گلی کے جتنے لڑکے تھے وہ یہ سمجھ کر کہ یہ کوئی افریقہ کا جنگلی جانور ہے خوف زدہ ہو کر ادھر اُدھر بھاگ گئے۔

پھر لیونارڈ اور جوانا گاڑی سے اُترے سمندر کا سفر ان کے لئے مفید ثابت ہوا تھا اور اُن کا رنگ روغن خوب نکل آیا تھا۔

دفتر کے باہر کے کمرے میں داخل ہو کر لیونارڈ نے ایک مقطع صورت شخص سے جو دفتر کا کوئی منشی معلوم ہوتا تھا پوچھا۔" کیا مسٹر ٹامسن اور مسٹر ٹرنر کا دفتر یہی ہے؟"

منشی۔" جی ہاں مسٹر ٹرنر اندر تشریف رکھتے ہیں۔"

لیونارڈ۔" آپ ذرا اتنی تکلیف کیجئے کہ مسٹر ٹرنر کو میری اطلاع کر دیں۔"

منشی (جو آٹر کی طرف گھور گھور کر دیکھ رہا تھا)" واہ جناب من اس میں کیا تکلیف ہے۔ مَیں ابھی جا کر اُن سے آپ کی اطلاع کئے دیتا ہوں۔"

لیونارڈ۔" ذرا ٹھہریئے آپ اُن سے یہ کہئے کہ مَیں آپ سے ایک اشتہار کے متعلق جو اُنہوں نے چند ماہ گذرے اخبار" ٹائمس آف لنڈن" میں دیا تھا گفتگو کرنی چاہتا ہوں۔"

منشی نے جواب میں" بہت خوب" کہا اور ایک دروازہ میں سے ہو کر اندر چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس آیا اور بولا۔" جناب مسٹر ٹرنر کہتے ہیں کہ آپ مہربانی کر کے اندر آئیں۔"

لیونارڈ کے اشارہ پر بوتا ایک تپائی پر جو دروازہ کے قریب رکھی ہوئی تھی،

بیٹھ گیا اور لیونارڈ اور جوانا مسٹر ٹرنر کے کمرے میں داخل ہوئے۔ مسٹر ٹرنر نے کہا "آئیے جناب تشریف رکھیے" لیونارڈ اور جوانا دو کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ پھر لیونارڈ نے جیب میں سے ہفتہ وار "ٹائمس" کا ایک پرچہ نکال کر کہا۔ "کیا یہ اشتہار آپ نے دیا تھا؟"

مسٹر ٹرنر نے جس کا پیشہ وکالت تھا اور جو ٹامس اور ٹرنر کی وکالتی کوٹھی کا ایک حصہ دار تھا جواب دیا۔ "جی ہاں ہم ہی نے دیا تھا۔ کیا مسٹر لیونارڈ اوٹرم کے متعلق آپ کوئی خبر لائے ہیں"

لیونارڈ۔ جی ہاں وہ شخص میں ہی ہوں اور یہ خاتون میری بی بی ہے۔

وکیل نے اپنا سر مودبانہ جھکایا اور کہنے لگا "یہ تو بڑی خوش قسمتی کی بات ہے ہمیں تو آپ کی طرف سے بالکل مایوسی ہو چلی تھی مگر غالباً آپ اپنی تشخیص کا ثبوت پیش کر سکتے ہیں"۔

لیونارڈ۔ میں خاطر خواہ ثبوت پیش کرونگا۔ فی الحال آپ اس امر کو فرض کرلیں کہ میں وہی شخص ہوں جس کے ہونے کا میں دعویٰ کرتا ہوں۔ اور آپ مہربانی کر کے مجھے یہ بتائیں کہ یہ اشتہار کس بات کے متعلق ہے۔

وکیل۔ مجھ کو اس میں کوئی عذر نہیں۔ سنئے۔ آپ جانتے ہی ہوں گے کہ سر ٹامس اوٹرم بیرونٹ جن کا حال میں انتقال ہوا دو بیٹے چھوڑ مرے ٹامس اور لیونارڈ۔ چھوٹا بیٹا لیونارڈ ایک لیڈی سے منسوب تھا یا یوں کہنا چاہیے کہ اس سے اس کو تعشق تھا۔ مجھ کو یاد نہیں کہ اس لیڈی کا شادی سے پہلے کیا نام تھا شاید آپ مجھ کو بتا سکیں۔

لیونارڈ۔ کیا آپ کی مراد مس جین بیچ سے ہے؟

وکیل۔ جی ہاں معاف کیجیئے گا۔ جب سر ٹامس کی وفات کے بعد ان کے خانگی معاملات بگڑ گئے تو مسٹر لیونارڈ آٹرم اور ان کے بڑے بھائی ٹامس جنوبی افریقہ کی طرف نکل گئے اسی سال مس جین بیچ کی شادی ہمارے ایک مؤکل مسٹر کوہن کے ساتھ ہو گئی جس کے باپ نے آٹرم کی جائداد کو جس کا دیوالہ نکل گیا تھا اس کے دعویوں سے خرید لیا۔

لیونارڈ "ہاں"۔

وکیل - تھوڑے دن بعد سر جیمس کوہن کا انتقال ہو گیا اور اس کا بیٹا مسٹر جونس کوہن جواب سر جونس کوہن تھا اپنے باپ کی جائداد کا مالک بنا - دو سال ہوئے کہ وہ بھی مر گیا اور اپنی تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ اپنی اکلوتی بیٹی جین کے نام لکھ گیا لیکن اس وصیت میں یہ شرط تھی کہ جین کی وفات پا جانے کی صورت میں جائداد کا انتقال بلا مشارکت احدی کلیتہً اس کی بیوہ کے نام ہو جائے جس کو پھر اختیار تھا کہ جس طرح پر چاہے جائداد کو استعمال میں لائے ابھی اس کی وفات کو ایکماہ بھی نہیں گزرا تھا کہ اس کی بیٹی بھی مر گئی اور بیٹی کے نو مہینے بعد اس کی ماں جین بیچ بھی چل بسی -

لیونارڈ - (اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ کر افسردگی کے لہجہ میں) جی ہاں آپ آگے چلئے -

وکیل - لیڈی کوہن نے اپنے وصیت نامے میں لکھ دیا کہ اوڈرم ہال اور جائداد غیر منقولہ متعلقہ اوڈرم ہال - نیز جائداد منقولہ مشتمل بہ زر نقد کا بہت سا حصہ جو قریب ایک لاکھ پونڈ (پندرہ لاکھ روپیہ) کے ہوتا ہے اس کے قدیم دوست لیونارڈ اوڈرم کو اور اس کے بعد اس کے ورثا کو ملے اور اگر کہیں لیونارڈ اوڈرم کا سراغ نہ ملے تو پھر جائداد مذکورہ اس کے بھائی کو دی جائے - اس وصیت نامے کو سب نے تسلیم کر لیا اور کسی نے اس پر جھگڑا نہیں کیا - اس لئے اگر آپ لیونارڈ آڈرم ہیں تو آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ کو نہ صرف اپنی آبائی جائداد پھر مل گئی بلکہ بہت سی نقدی بھی -

لیونارڈ مارے خوشی کے کچھ دیر تک نہ بول سکا - آخر کار اس نے کہا "میں آپ کو ثبوت بہم پہنچا دوں گا کہ میں وہی لیونارڈ اوڈرم ہوں میرے ثبوت بادی النظری ہوں گے اس کے بعد آپ معمولی طریقے کے مطابق میرے بیانات کی تصدیق کر کے اپنی تسلی کر سکتے ہیں -

یہ کہہ کر لیونارڈ نے مختلف قسم کی شہادتیں پیش کیں جن کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں وکیل خاموش سنتا رہا اور کبھی کبھی کاغذ پر اپنی یادداشت کے لئے نوٹ لکھتا گیا -

جب لیونارڈ کو جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا تو وکیل بولا - "میرے خیال میں آپ نے کافی دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ آپ لیونارڈ اوڈرم ہی ہیں یا چونکہ آپ کا بڑا بھائی ٹامس اس جہان

سے انتقال کر گیا ہے یوں کہنا چاہیئے کہ آپ سر لیونارڈ واٹرم ہیں اس لئے مجھے آپ کو ایک خط دے دینے میں کوئی عذر نہیں جو مجھکو لیڈی کوہن متوفیہ نے وصیت نامے کے ہمراہ آپ کے نام دیا تھا۔ مگر جب آپ اس خط کو پڑھ چکیں تو فی الحال اسے میرے پاس چھوڑ جائیں۔"

یہ کہہ کر وہ خزانے کے آہنی صندوق کی طرف جو فرش میں گڑا ہوا تھا بڑھا اور قفل کھول کر خط اس میں سے نکالا اور لیونارڈ کو دیا۔ خط ہاتھ میں لیکر لیونارڈ کے دل میں گوناگوں خیالات موجزن ہوئے۔ جین بیچ کا اس کے نام یہ پہلا اور آخری خط تھا۔ لفافہ چاک کرتے وقت اس کے ہاتھ ذرا کانپے۔ خط کا مضمون حسب ذیل تھا۔

"جان سے پیارے لیونارڈ!

اس نامہ کا شوقیہ عنوان میرے لئے جس کے گلے سے طوق ازدواج جدا ہو چکا ہے اب باعث ننگ و حجاب نہیں ہے کیونکہ تم خواہ ابھی تک زندہ ہو یا میرے خاوند اور میری بیٹی کی طرح عالم عقبیٰ کو سدھار چکے ہو پھر بھی مجھے جان سے زیادہ عزیز ہو۔

جس وصیت نامہ پر میں کل اپنے دستخط ثبت کرنے والی ہوں اس سے تم کو معلوم ہو جائے گا کہ میری یہ عین آرزو ہے کہ جس آبائی گھر سے قسمت نے تمہیں محروم کر دیا وہ پھر تمہارے قبضہ میں آئے۔ میں نہایت خوشی سے یہ جائداد تمہارے نام چھوڑتی ہوں اور ایسا کرنے میں مجھے اپنے ضمیر کی طرف سے پورا اطمینان ہے کیونکہ میرے متوفی شوہر نے درصورت اپنی بیٹی کے انتقال کے جو ہماری اکلوتی بیٹی تھی اور جس کے انتقال کا افسوسناک واقعہ ظہور میں آچکا ہے کل جائداد میرے نام چھوڑی تھی اور مجھے اس کے سیاہ و سفید کا مالک بنا دیا تھا۔

میری دعا ہے کہ جو اراضیات اور دولت میں اس طرح پر تمہارے خاندان کو واپس پہنچاتی ہوں تم اُن سے سالہا سال تمتع اٹھاؤ اور تمہاری اولاد و احفاد پشت ہا پشت تک اوٹرم ہال میں پھلے پھولے۔

اب میں اس کا ذکر جانے دیتی ہوں کیونکہ مجھے کچھ عذرات پیش کرنے ہیں اور تم سے

معافی چاہتی ہوں۔ لیونارڈ اس امر کا احتمال ہے کہ جب اس خط پر تمھاری نظر پڑے گی تو تم مجھے بھول گئے ہو گے (اور اس میں تم حق بجانب ہو میں اس کی سزاوار ہوں) اور تمھیں کوئی دوسری عورت محبت کرنے کو مل گئی ہو گی لیکن نہیں ایسا نہیں ہو سکتا لیونارڈ اس خط کو لکھتے وقت بھی جس کا ایک ایک حرف میں نے خون جگر سے لکھا ہے میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ تم مجھکو جو تمھاری پہلی محبوبہ ہوں کبھی نسیاً منسیاً نہیں کرو گے اور کسی عورت سے تم کو وہ عشق نہ ہو گا جو مجھ سے تھا۔

پیارے لیونارڈ! تم مجھ سے سوال کرو گے کہ میں نے جو تم سے اس بُری طرح سلوک کیا اور اپنے دل کے جذبات کو جن میں ہر وقت تمھاری یاد متموج تھی دوسری اغراض پر نثار کر دیا۔ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے اس کی وجوہات جو کچھ بھی ہیں۔ میں تم کو بتاتی ہوں۔

لیونارڈ! میرے باپ نے جو ایک نہایت بے رحم شخص تھا مجھے اس شادی پر مجبور کیا اور زبردستی یہ بیڑیاں میرے پاؤں میں پہنائیں میں جانتی ہوں کہ اس سے میری کمزوری ثابت ہوتی ہے لیکن میں ہمیشہ سے کمزور اور میری قوت فیصلہ کبھی بھی زبردست نہ تھی۔ پھر بھی لیونارڈ یقین مانو کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکا میں نے اس کے خلاف جدوجہد کی ایک دفعہ میں نے تم کو خط بھی لکھا مگر میرے باپ نے اس خط کو روک لیا میں نے مسٹر کوہن سے بھی سب حقیقت کہدی مگر وہ خود غرض اور مغلوب الجذبات تھا اور اس نے میری منت وزاری پر کچھ التفات نہ کیا آخر کار مجھے مجبوراً اس سے شادی کرنی پڑی اور کچھ عرصہ کے بعد میں اپنی قسمت پر صابر و شاکر ہو گئی کیونکہ وہ مجھ سے نہایت مہربانی سے پیش آتا تھا۔ مگر لیونارڈ میں اسی دن سے گھلنے لگی۔

اس رات کو جبکہ برف پر ہمارا فراق ہوا چھ سال گزر چکے ہیں اور میرا خاتمہ قریب ہے کیونکہ میں واقعی مر رہی ہوں مجھے اپنی ننھی سی بچی کے مر جانے کا اس قدر صدمہ ہوا ہے کہ میں اسے برداشت نہ کر سکی اب میں اس کے پیچھے پیچھے دوسری دنیا میں جاتی ہوں جہاں اس وقت تک منتظر رہوں گی جبکہ تمھارا پیارا چہرہ جس کا نقش میرے دل کی لوح سے کبھی محو نہیں ہو سکتا ایک دفعہ پھر نظر آئے۔

پیارے لیونارڈ! اس کی کیا وجہ ہے کہ ہماری محبت کا ثمرہ بھی اس دنیا میں ہمیں نہیں ملا۔

آخر میں تمام دنیوی علائق سے زیادہ زبردست ثابت ہو۔ خدا گواہ ہے کہ مجھے اپنی مرحومہ بچی کے ساتھ بے پایاں محبت تھی اور اب بھی ہے لیکن اب جو میں بستر مرگ پر پڑی ہوں تو تمھارا خیال میرے دل میں بالاتر ہے اور تم جو نہ میرے خاوند ہو نہ بچے یاد آرہے ہو شاید یہ معما بہت جلد دوسری دُنیا میں جاکر حل ہو جائے گا لیکن اے لیونارڈ! اے میرے دل کے مالک لیونارڈ میری روح و رواں کے تالے لیونارڈ۔ اگر میری روح انسانی کو بقا ہے جو میرا ایمان ہے تو میں آفرینندہ کون و مکاں کی قسم کھاکر لکھتی ہوں کہ جو محبت مجھے تم سے ہے گو میں نے اس کی امانت میں خیانت کی اور اُسے برباد کر ڈالا پھر بھی وہ میری فطرت کا سب سے غیر فانی جزو ہے۔

بس پیارے لیونارڈ میرا پیام اس قدر ہے اور کیا کہوں۔ ہاں اگر مجھے خود غرض نہ تصور کرو تو اتنا اور کہتی ہوں کہ مجھے بھول نہ جانا۔

مجروح سینہ خستہ جگر دلفگار جین"

لیونارڈ نے خط میز کے اوپر رکھ دیا اور دوبارہ اپنے ہاتھوں سے مُنہ چھپا لیا کیونکہ جین کی محبت کی سچائی اور خلوص نے اس کے دل میں گھر کیا تھا اور اس کے چہرے سے اس کے اندرونی جذبات عیاں تھے۔

جوانا۔ (آہستہ سے) کیا تمھاری اجازت ہے کہ میں اس خط کو پڑھوں؟

لیونارڈ نے بدیں خیال کہ سب باتیں صاف ہو جانی چاہئیں تاکہ آئندہ کسی قسم کی غلط فہمی کا اندیشہ نہ ہو جواب دیا "ہاں جانمن اگر تم چاہتی ہو تو پڑھ لو"۔

جوانا نے خط لیکر پڑھا اور مکرر سہ کرر پڑھا یہاں تک کہ اس کا ایک ایک لفظ اس کو یاد ہوگیا پھر اس نے وکیل کو خط دیدیا اور خاموش ہو کر بیٹھ گئی آخرکار مسٹر ٹرنر نے اس تکلیف دہ خاموشی کو توڑا اور کہنے لگا "چونکہ فی الحال آپ کو روپیہ کی ضرورت ہوگی میں آپ کو پیشگی کچھ روپیہ دیتا ہوں"

یہ کہہ کر اس نے ایک سو پونڈ کا چک لکھ کر لیونارڈ کے حوالے کیا۔ مسٹر ٹرنر سے رخصت ہو کر لیونارڈ اور جوانا اس ہوٹل میں آئے جہاں وہ فروکش تھے۔ جوانا نے خط کے مُطالعہ کے وقت

سے لیکر اب تک جب آدھ گھنٹہ گزر گیا تھا لیونارڈ سے کوئی بات نہ کی تھی - اب وہ ایک درشت لہجہ میں اپنے خاوند سے اس طرح ہمکلام ہوئی "تم کو معلوم ہوا کہ تم نے اپنے مرنے والے بھائی کی پیشین گوئی کی تاویل میں کیسی غلطی کی؟ تمہارے بھائی نے مرتے دم جو پیشین گوئی کی تھی وہ ذومعنی تھی اور تم غلط معنی سمجھ کر جبل القبر سے سوا کے ساتھ ہو لیئے اور ٹرم ہال تو محض جین نیچ کی مدد سے ملا نہ کہ میری مدد سے" یہ کہہ کر وہ ہنس پڑی مگر اس کی ہنسی زہر خند تھی -

لیونارڈ - (افسردگی کے لہجہ میں) پیاری اس قسم کی باتوں سے تم ناحق میرا دل دکھاتی ہو -

جوانا - اس خط کو پڑھ کر تو اس قسم کی باتیں ہونگی - سوکن گو وہ مر چکی ہو پھر بھی سوکن ہے مگر مری ہوئی سوکن سے کون عہدہ برآ ہو سکتا ہے - تمہارے ساتھ اب میں بھی اُس کی زیر بار احسان رہوں گی - افسوس! اگر میرے جواہرات نہ کھوئے جاتے ... ہائے افسوس اگر اور کچھ نہیں تو میرے جواہرات میرے پاس ہوتے -

ایک ہفتہ کے بعد لیونارڈ کو اوٹرم ہال کا قبضہ مل گیا اور اس طرح وہ قسم پوری ہوئی جو سات سال پیشتر دونوں بھائیوں نے مل کر کھائی تھی - لیونارڈ اور جوانا عیش و عشرت کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے اور خدا نے ان کو نہ صرف دولت و عزت کی برکت دی کیونکہ لیونارڈ پارلیمنٹ کا ممبر بھی ہو گیا تھا بلکہ ان کو اولاد کی نعمت بھی عطا کی - دو بیٹے اور دو بیٹیاں ان کے گھر تولد ہوئیں اور بڑے بیٹے کا نام اپنے بھائی کی یادگار میں لیونارڈ نے ٹامس رکھا -

ہمارا قصہ اب قریب الاختتام ہے اور اب ہم ساکنان اوٹرم ہال کی زندگی کا ایک سین دکھا کر اُسے ختم کرتے ہیں -

اوٹرم ہال کے محاذی شاہ بلوطوں کے درمیان ایک عجیب قطع کی جھونپڑی سرکنڈوں اور پھونس کی بنی ہوئی ہے - اسے ساکنان اوٹرم ہال "کرال" کے نام سے پکارتے ہیں - اس کرال کے سامنے تھوڑی سی کھلی جگہ ہے جہاں آ کر بیٹھا

بیٹھا ہوا دھوپ کھا رہا ہے۔

لیونارڈ ہال سے نکل کر سیدھا اس جھونپڑی کی طرف آ رہا ہے۔ بونا اپنے آقا کو دیکھ کر اُٹھا۔ اور جب لیونارڈ اس کے پاس آ پہنچتا ہے تو وہ ایک ایسی زبان میں جسے اور کوئی نہیں سمجھتا کہتا ہے۔

"کیوں میاں! کئی سال ہوئے میں نے آپ سے کیا کیا کہا تھا؟ کیا میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ آپ کو دولت ملے گی اور سمندر پار جو بڑی کرال ہے وہ بھی آپ کے قبضہ میں آئے گی۔ اور اغیار کی اولاد اس میں نہ پھلے پھولے گی" یہ کہہ کر اس نے لیونارڈ کے بچوں کی طرف جو کھیل رہے تھے اشارہ کیا اور پھر بولا۔ "آؤ، ہیں آٹر جو اور بہت سی باتوں میں بیوقوف ہوں اس پیشین گوئی کے متعلق تو پیغمبروں سے بھی بڑھ گیا مگر اب میں اور کوئی پیشین گوئی نہیں کرتا کہ کہیں میری بھی وہ مثل نہ ہو کہ ؎

گاہ باشد کہ کودکے ناداں	بغلط برہدف زند تیرے
گاہ باشد زپیر روشن رائے	بر نیاید درست تدبیرے

تھوڑی دیر میں کھانے کی گھنٹی بجتی ہے اور طعام سے فارغ ہونے کے بعد بڑے کمرے میں سے سوائے آٹر کے جو ایک سفید سوٹ پہنے اپنے آقا کی کرسی کے پیچھے کھڑا ہے اور سب نوکر باہر چلے جاتے ہیں اس کمرہ میں سوائے مسٹر ویلیس کے جو ابھی ابھی اپنے دوسرے سفر افریقہ سے واپس آئے ہیں اور خوش و خرم بیٹھے ہوئے مسکرا رہے ہیں اور کوئی غیر آدمی موجود نہیں جوانا پر تکلف لباس پہنے بیٹھی ہے اور اس کے سینے پر ایک لعل رمانی بصد آب و تاب چمک رہا ہے اور اس کا سب سے بڑا بیٹا ٹامس جو اپنی دو بہنوں کے ساتھ ابھی کمرہ میں داخل ہوا ہے اس سے پوچھتا ہے "اماں! آج یہ لعل تم نے کس لئے لگایا؟" وہ کہتی ہے "خاموش بیٹا یہ وقت باتیں کرنے کا نہیں" اتنے میں آٹر شراب کا پیالہ ہاتھ میں لئے اس میز کی طرف بڑھتا ہے جس پر بائیبل کا وہ نسخہ رکھا ہوا ہے جس پر لیونارڈ اور اس کے بھائی ٹامس مرحوم نے ہاتھ دھر کر قسم کھائی تھی اور سسوتو بولی میں ان سے کہتا ہے۔

اے نجات دہندہ اور اے راعیہ گیارہ سال ہوئے کہ ٹام میاں کا اس ویرانہ میں انتقال ہوا میں جو سال میں صرف ایک دفعہ شراب پیتا ہوں یہ جام ٹام میاں کی یاد میں اور اس مبارک تقریب کی یاد میں جبکہ ہم بزرگ خدا کے سونے کے محل میں جاکر اس سے ملاقات کریں گے۔ پیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ شراب غٹ غٹ پی جاتا ہے اور پیالہ کو فرش پر پٹک کر پاش پاش کر دیتا ہے، اس پر لیونارڈ کہتا ہے "آمین! پیاری اب میں تمہارا جام صحت نوش کرتا ہوں۔"

جوانا (دبی آواز میں کہتی ہے) "میں یہ جام فرانسسکو کی یاد میں پیتی ہوں جس نے میری جان بچانے کے لئے اپنی جان دی۔"

اس کا شوہر اس پر آمین کہتا ہے۔

پھر کچھ دیر تک خاموشی کا عالم طاری رہتا ہے کیونکہ لیونارڈ کوئی جام صحت تجویز نہیں کرتا۔ سب سے بڑا لڑکا ٹامس اپنا گلاس اٹھا کر پکارتا ہے۔

"اور میں یہ جام آلفن شاہ ظلمات کی یاد میں اور آٹر کی سلامتی کے لئے پیتا ہوں جس نے سانپ دیوتا کو مارا اور جس سے مجھے سب سے زیادہ محبت ہے۔ اماں! آپ آٹر سے کہئے کہ وہ برچھا اور تسمہ لے آئے اور ہمیں وہ قصہ سنائے کہ برف کے پل پر سے آپ کو اور اباجان کو اس نے کس طرح اوپر کھینچا تھا؟"

میری لائبریری ۔۔۔ نئے اضافے

☆ کلاسیکی ادب

دیوان غالب فارسی ۔مرتب پروفیسر وزیرالحسن عا... ۵/۰۰

اردو کا بہترین انشائی ادب مرتب ڈاکٹر وحید قر... ۴/۰۰

اردو کا بہترین طنز و مزاح " " " ...ر طبع

اردو شخصیت نگاری " " " " "

میرے بہترین افسانے " منشی پریم چند ۲/۲...

میرزا ادیب کے بہترین افسانے " پروفیسر عرش ...

☆ نیا ادب

نرم گرم (مزاحیہ مضامین) کنہیا لال کپور ۱/۵۰

اندیشۂ شہر (مزاحیہ مضامین) احمد جمال پاشا ۲/۰۰

منزل منزل دل بھٹکے گا (چار ناولٹ) عنائت اللہ ۲/۰۰

پتھر کا دیس (ایک ناول) عادل رشید ۳...

شیخ عبدالقادر جیلانی (سوانح) حکیم غلام حیدر سہیل

ادب کا تنقیدی مطالعہ (فن تنقید) ڈاکٹر سلام سن...

مختصر تاریخ ادب پنجابی مرتبہ احمد حسین ا...

ترقی کی راہیں، (نفسیات) محمد نعمان ساجد

دولت نامہ (اقتصادیات) ... کرم...

ہر دم جوان رہنے کے گر (نفسیات) جوزف...

مترجم سلیم...

SAIR-I-ZULMAT—Rider Haggard **Rs. 5.50**

سب کچھ مہنگا ہو گیا —— کتابیں سستی ہو گئیں

٭ تاریخ و سوانح

ابوبکر صدیق اکبر	۵.۰۰
عمر ، فاروق اعظم	۸.۰۰
دس بڑے مسلمان	۴.۰۰
خالد ، سیف اللہ	۲.۲۵
المامون	۲.۲۵
الہارون	۲.۲۵
ابوذر غفاری	۲.۰۰
سلطان محمد فاتح	۱.۵۰
الحسین	۱.۵۰
رابعہ بصری	۱.۵۰
امیر معاویہ	۱.۲۵
عمر بن عبدالعزیز	۱.۲۵
امام زین العابدین	۱.۲۵
الزہرا	۱.۰۰
تذکرہ	۳.۰۰
قلوپطرہ	۳.۰۰
زیب [illegible]	۲.۲۵
سلطانی محلوں کے راز	۳.۷۵
[illegible]	۲.۵۰
شیخ عبدالقادر جیلانی رح	۱.۲۵

٭ ادب

ادب کا تنقیدی مطالعہ	۲.۲۵
زاد راہ	۲.۲۵
میرے بھی صنم خانے	[illegible]
غبار خاطر	۳.۰۰
دیوان غالب (فارسی)	۵.۰۰
دیوان غالب (اردو)	۲.۲۵
لذت آوارگی	۳.۰۰
پتھر کا دیس	۳.۷۵
منزل منزل دل بھٹکے گا	۲.۵۰
شیر ، شیر ، شیر (شکار)	۳.۰۰

٭ عملی نفسیات

جینے کی اہمیت	۶.۰۰
میٹھے بول میں جادو ہے	..۰۰
پریشان ہونا چھوڑئیے	..۰۰
گفتگو اور تقریر کا فن	..۲۵
جنس کا نفسیاتی پہلو	..۰۰
جنس کا جسمانی پہلو	..۵۰
زندگی کے موڑ پر	..۲۵
شادی اور کامیابی	۲.۲۵
روزمرہ نفسیات	۲.۰۰
نفسیات اور عمل	۲.۰۰
زندگی اور عمل	۱.۵۰
نفسیات کی روشنی	۱.۵۰
ترقی کی راہیں	۲.۰۰

٭ طنز و مزاح

حماقتیں	۳.۰۰
مزید حماقتیں	۳.۰۰
پرواز	۱.۵۰
لہریں	۱.۵۰
چراغ تلے	۱.۵۰
گرما گرم (لطیفے)	۱.۵۰
ڈھول کا پول (کارٹون)	۱.۰۰
سنگ و خشت	۱.۵۰
شیشہ و تیشہ	[illegible]
گرد کارواں	[illegible]
چنگ و رباب	[illegible]
نرم گرم	[illegible]
اردو کا انشائی ادب	[illegible]

٭ مذہب

حلال و حرام	..۵

٭ علم

معلومات کا انسائیکلوپیڈیا	[illegible]

ربن پریس لمیٹڈ ، لاہور